عمران ڈائجسٹ کا مقبول ترین سلسلہ

PDFBOOKSFREE.PK

سرکش

مریم، اے، وارث

حصہ

پنجم

مکتبہ عمران ڈائجسٹ

۳۰۔ اردو بازار۔ کراچی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رنگ انسان کی شخصیت پر کیا اثر ڈالتے ہیں‘ وہ ان رنگوں کے زیر اثر کیا کیا رنگ دکھاتا ہے‘ وہ قابل فراموش واقعات سے سجی سنوری ایک بُرے آدمی کی سرگزشت‘ جو بہت اچھا انسان بھی تھا

عمران ڈائجسٹ کا ایک تہلکہ خیز سلسلہ

آپ اپنے چہرے پر میک اپ کر کے اس دفتر سے دور ہوجائیے‘ سہیل شاہ کی قربت حاصل کرنے کے طریقے میں دریافت کروں گا‘ ہمارے آدمی میرا مطلب ہے شمس باقر وغیرہ شاہ اور فیروز شاہ کے پیچھے لگے ہوئے ہیں‘ ان کے بارے میں تمام تر معلومات حاصل کرلی جائیں اور پھر آپ جس طرح بھی بن پڑے سہیل شاہ کے دوست کی حیثیت سے اس کے قریب پہنچ جائیں‘ پھر ہم اس کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے اور فیروز شاہ کے بارے میں بھی تفصیلات معلوم ہوجائیں گی‘ پہلے ہم ان سے لمبی رقم کاٹیں گے چیف اور اس کے بعد ان کی پول کھول دیں گے اور انہیں حکومت کے حوالے کردیں گے‘ بات صرف اتنی ہی ہے کہ فیروز شاہ اپنے اختیارات سے کام نہ لے سکے‘ اس کا خصوصی طور پر خیال رکھا جائے۔“

”ہوں“ میں آفتاب کمال کے آئیڈیے پر غور کرنے لگا ایک دلچسپ تفریحی مشغلہ تھا‘ جی اچانک ہی چاہا کہ اس پر عمل کر ڈالا جائے۔ البتہ کسی خیال کے تحت میں نے آفتاب کمال سے کہا۔

”لیکن اس طرح بیچارے غیاث کی رہائی ذرا لمبی ہوجائے گی“

”فرزانہ اب ہمارے بہت قریبی رشتے داروں میں شامل ہے‘ اطمینان بھی کرتی ہے ہم پر‘ جیل میں غیاث کو کوئی تکلیف بھی نہ ہونے پائے گی‘ فرزانہ کو سمجھادیں گے کہ جس طرح ہم سہیل شاہ اور فیروز شاہ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے خلاف کام کریں گے اس سے غیاث کو خطرہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس کا کچھ عرصے جیل میں رہنا ہی زیادہ بہتر ہے یہ بات اسے سمجھادی جائے تاکہ مطمئن ہوجائے' وہی اپنی ماں کو بھی مطمئن کردے گی"

"ٹھیک ہے تو یہ پروگرام منظور کیا جاتا ہے" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

زندگی کے شب و روز یکساں حیثیت رکھتے ہیں' توفیق' اعجاز' جون اور کشوری پھولے نہیں سماتے تھے' کمبختوں کی زندگی بس ان کی اپنی ذات میں محدود ہو کر رہ گئی تھی۔ وہ بڑی بڑی رقموں کے مالک بن گئے تھے۔ اب میں نے یہ رقمیں دینے کے بعد ان پر اس قدر پابندیاں بھی عائد نہیں کی تھیں کہ وہ اپنی خواہشوں کی تکمیل نہ کرسکیں' چنانچہ نئے نئے سوٹ سلوائے گئے تھے' دفتر میں اچھی خاصی دھماچوکڑی مچائے رہتے تھے۔ ہر طرح کی حرکتیں کرتے تھے' مجھے بھی ان کی حماقتوں میں بڑا لطف آتا تھا' کشوری کہنے لگا۔

"چیف ایک بڑا مسئلہ آج کل زیر بحث ہے"

"کیا؟"

"ہم میں سے کسی ایک کو شادی کرلینی چاہیے"

"مطلب؟"

"اب دیکھیے ناں اگر ہم سب شادی کرلیں گے تو پھر تو صورت حال خراب ہوجائے گی' کوئی کسی کام کا نہیں رہے گا' حالانکہ آپ کی مثال سامنے ہے۔ لیکن' پھر بھی ہمارا متفقہ فیصلہ ہے کہ ایک ہی شادی کرلی جائے چاہے کوئی دوست کرلے"

"کیا بدتمیزی ہے؟"

"نہیں چیف نہیں' جو بھی شادی کرے گا اس کی بیوی باقی سب کی بھابھی ہوگی' لیکن ایک ایسا گھر ضرور ہونا چاہیے جہاں گھریلو زندگی ہو"

"تو پھر کون کررہا ہے یہ شادی؟" میں نے سوال کیا۔

"میرا مسئلہ ذرا مشکل ہے کیونکہ ہندو لڑکیاں بہت کم ملتی ہیں' اب دو ہی باتیں ہیں' اعجاز یا توفیق یہ قدم اٹھائیں' آپ کی اس سلسلے میں کیا رائے ہے؟"

"فضول بکواس سننے کے لئے نہ تو میرے پاس وقت ہے اور نہ میں سننا چاہتا ہوں تمہارا جو جی چاہے کرو"

"مگر چیف ایک بڑا مسئلہ درمیان میں آگیا ہے۔ وہ یہ کہ جو بھی شادی کرے گا باقی سب اسے بھتہ دیا کریں گے"

"تم جاتے ہو یا میں کوئی چیز اٹھا کر تمہارے سر پر ماردوں" میں نے کشوری سے کہا۔

"نہیں چیف اصل میں اس کے پس منظر میں بھی ایک تصور ہے"

"نکل جاؤ' دفع ہوجاؤ" میں نے کشوری سے کہا۔

"گویا آپ اس سلسلے میں کوئی مشورہ نہیں دینا چاہتے' بات اصل میں یہ ہے چیف کہ ہم کسی ایسے سائے میں آجانا چاہتے ہیں جس سے ہماری مشکلات دور ہوں اب ہم ایک اکیلی زندگی گزار رہے ہیں ایک بھابھی باقی دیوروں کا خیال رکھے گی' بس کافی ہے' ویسے تو جو کچھ ہم کرتے رہے ہیں وہ تو کرتے رہیں گے"

میں نے اپنی کرسی پیچھے کھسکائی تو کشوری جلدی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا' دروازے میں رک کر البتہ اس نے کہا۔

"لوگ اپنی اپنی شادیاں کرلیتے ہیں اور جب دوسرے اس کا اظہار کرتے ہیں تو ان کے پیچھے لپکتے ہیں ارے واہ" میں ہنستا رہا تھا۔

بہر حال ان دنوں کوئی خاص ٹینشن ذہن پر نہیں تھی' حالانکہ غیاث اور فرزانہ کا معاملہ خاصی اہمیت کا حامل تھا' فرزانہ سے دوسری شام گفتگو ہوئی وہ اب بہت مطمئن نظر آتی تھی۔ کہنے لگی۔

"میں نے ماں کو بھی اس سلسلے میں ساری تفصیلات سمجھادیں ہیں۔ بہت مطمئن ہیں وہ آپ یقین کیجئے جہانگیر بھیا آپ نے اس مایوس گھر میں روشنی کردی ہے۔ ہمارے مردہ دلوں میں چراغ جل گئے ہیں' خدا آپ کی جدوجہد کو کامیاب کرے' جس اعتماد سے آپ نے اس بارے میں کہا ہے وہ ہمارے دلوں میں بھی بیٹھ گیا ہے"

"اس بارے میں تم سے میں یہ کہہ چکا ہوں فرزانہ کہ انشاء اللہ تعالیٰ غیاث کو واپس لے کر تمہارے گھر آؤں گا۔ لیکن جتنی بھی دیر لگے اس سے بددل نہ ہونا"

"اب بددل نہیں ہوں"

"یہی بتانا تھا تمہیں"

فرزانہ کو مطمئن کردیا گیا' پھر آفتاب کمال نے اپنے کمالات کا مظاہرہ کیا' میک اپ کے سلسلے میں پہلے بھی خاصی مہارت حاصل کرچکے تھے' اس کے لئے ہم نے کسی باہر کے شخص کو منتخب نہیں کیا' البتہ میرے چہرے کی تشکیل میں آفتاب کمال نے اپنی مہارتوں کا ثبوت دیا اور ایک ایسا حسین چہرہ وجود میں آگیا جسے ایک نگاہ دیکھنے کے بعد دوبارہ دیکھنے کی ضرورت یقینی ہو' جب آفتاب کمال میرے چہرے کی درستگی کرچکا اور اس نے آئینہ میرے سامنے کیا تو میں نے غصیلے انداز میں کہا۔

"یہ تم نے کیا کیا ہے' کیا کوئی پرستان کا شہزادہ تمہارے ذہن میں آگیا تھا؟"

"آپ نہیں سمجھتے چیف' حسن پرستی انسان کی فطرت کا ایک حصہ ہوتی ہے اور حسین انسان کی جانب لوگ خواہ مخواہ متوجہ ہوتے ہیں جب کہ معمولی شکلیں کسی کی توجہ نہیں حاصل کرسکتیں۔ آپ یہ دیکھیے کہ آپ کی اس حسین شکل میں میں نے ایک نمایاں خوبی رکھی ہے"

"کیا۔؟"

"حسین ہونے کے باوجود آپ کی جو یہ تھوڑی تشکیل دی گئی ہے اس میں ایک سفاکی چھپی ہوئی ہے آپ کا حسن اپنی جگہ لیکن کوئی بھی صاحب نظر آپ کی سفاکی کا بھی اندازہ لگا سکتا ہے' یہ ایک حسین قاتل ترتیب دیا گیا ہے اور یقیناً یہ سہیل شاہ کی توجہ ایک منٹ میں اپنی جانب مبذول کرلے گا"

"عجیب تماشہ کیا ہے تم نے' بھائی مجھے گھر بھی تو جانا ہوگا اور یہ میک اپ "اب فوراً" ہی تو خراب کیا جانے والا نہیں ہے۔ اسے تو ایک دو ماہ چلنا ہی ہوگا؟"

"تو فریدہ بھابھی بھی آپ کو ناپسند نہیں کریں گی یہ میں دعوے سے کہتا ہوں"

"مگر اس کے بعد میں اس دفتر میں تو نہیں بیٹھ سکوں گا"

"بالکل نہیں بیٹھ سکیں گے' دفتر میں بیٹھنے کی ضرورت کیا ہے؟"

"کمال ہے یار تم نے میرے لئے ایک لمبا پروگرام ترتیب دے دیا ہے"

"چیف مجھ سے یہ تو پوچھئے کہ میں نے اس سلسلے میں اور کیا کیا ہے؟"

"کیا۔؟"

"یہیں اسی بلڈنگ میں ایک اور دفتر بھی حاصل کرلیا ہے میں نے' دوسری منزل میں"

"وہ کس لئے؟"

"تاکہ آپ سے دوری نہ رہے"

"یعنی' یعنی"

"کمال ہے' یہ کیا ہوا۔۔۔؟"

"بس یوں سمجھ لیجئے دو روز کے اندر اندر ایک صاحب دفتر چھوڑ رہے تھے' کئی دن سے انہوں نے مختلف لوگوں سے بات چیت کی ہوئی تھی' میں نے انہیں ان کی مطلوبہ رقم ادا کردی اور خاموشی سے یہ دفتر خرید لیا"

"آفتاب کمال تم واقعی جادو کے جن ہی معلوم ہوتے ہو۔ ایسے ایسے عمل کرڈالتے ہو کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔"

"اچھا اب یہ بتاؤ کام کہاں سے شروع کرنا ہے؟"

"تمام تفصیلات مہیا ہوچکی ہیں فیروز شاہ صاحب اور سہیل شاہ صاحب کے بارے میں' سہیل شاہ صاحب کے دوستوں میں یہ چند نام ہیں' انہیں ان کی تصاویر کے ساتھ ذہن نشین کرلیجئے گا۔ فطرتوں کے بارے میں بھی تھوڑی بہت معلومات ان کاغذات میں درج کردی گئی ہے" آفتاب کمال نے ایک لفافہ نکال کر میرے سامنے ڈال دیا۔

"پھر ایک ڈیڑھ گھنٹے تک ہم اس لفافے سے برآمد شدہ مواد میں کھوئے رہے تھے پتا یہ چلا کہ سہیل شاہ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عموماً" زیرو کلب جاتا ہے اور زیرو کلب میں اچھی خاصی مقبول شخصیت کا مالک ہے' یہ کلب بھی رئیس زادوں ہی کا کلب تھا اور یہاں اچھی خاصی بے ہودگیاں ہوا کرتی تھیں مجھے اس کے بارے میں ایک بار رپورٹ ملی تھی لیکن کبھی وہاں جانے کا موقع نہیں ملا تھا"

البتہ اسی شام میں زیرو کلب پہنچ گیا ٹیکسی سے گیا تھا اور ایک خوبصورت لباس میں ملبوس تھا' کلب میں داخل ہونے کے لئے ممبر شپ کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہوا کرتی تھی۔ عام لوگوں کو وہاں داخلے کے لئے ٹکٹ خریدنا پڑتا تھا۔ اچھا خاصا پر رونق کلب تھا' ٹکٹ کی قیمت ہی اتنی تھی کہ کوئی معمولی آدمی وہاں داخل نہیں ہو سکتا تھا' سہیل شاہ کے بارے میں مجھے تمام تفصیلات معلوم ہوئی تھیں ان کے تحت میں نے اسے ایک لمحے میں پہچان لیا۔ اس کے تقریباً" پانچ دوست اس کے ساتھ موجود تھے اور وہ کلب کی رنگ رلیوں میں مصروف تھا' کلب میں ہر قسم کی تفریحات کا بندوبست کیا گیا تھا۔ میں سہیل شاہ کے درمیان گھومتا رہا۔ بہت سی نگاہوں نے میرا طواف کیا تھا' ایک خوبصورت سی لڑکی میرے قریب پہنچی' ماڈرن لڑکی تھی اور کسی اچھے گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔

"میرا خیال ہے آپ ندیم شاہد ہیں؟"

"آپ کی زبان سے نکلے ہوئے اس نام کو میں کیسے نظر انداز کر سکتا ہوں مس"

"نجمہ توفیق بیگ' میرے والد توفیق بیگ ایک بہت بڑے صنعت کار ہیں"

"میرا نام ندیم شاہد تو نہیں ہے بلکہ سلطان جمالی ہے لیکن آپ کے حکم پر میں نے اپنے آپ کو آج سے ندیم شاہد سمجھ لیا ہے" وہ ہنس پڑی

ہم لوگ ایک میز کی جانب بڑھ گئے' نجمہ توفیق بیگ ابھی میز تک پہنچی ہی نہیں تھی کہ سہیل شاہ اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"ہیلو نجمہ" نجمہ نے چونک کر اسے دیکھا اور بولی۔

"اوہو سہیل ڈیئر۔ بھئی تم مصروف تھے اس لئے میں نے تمہیں ڈسٹرب نہیں کیا"

"مصروفیت تو تمہاری بھی بہت شاندار ہے تم میں یہی خوبی ہے نجمہ' ہمیشہ دوسروں سے پہلے ہاتھ مار جاتی ہو۔"

"لیکن افسوس میرے ہاتھ آنے والے بہت جلد میرے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں اس کا کوئی حل بتایئے مسٹر سہیل"

سہیل نے جواب میں ایک قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

"اپنی آوارہ فطرت کو کنٹرول کرو ڈارلنگ ورنہ ایک دن اس طرح بدنام ہو جاؤ گی کہ نوجوان تمہاری جانب آنے سے گریز کریں گے"

نجمہ نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور کہنے لگی۔

"افسوس یہ ہے کہ اگر تم کسی کی توہین کرو تو وہ تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ ٹھیک ہے اگر تم مجھے گالیاں دینا چاہتے ہو تو میں خاموشی سے سنتی رہوں گی۔ سر جھکا رہی ہوں تمہارے سامنے' اس لئے کہ تمہیں نقصان نہیں پہنچایا جا سکتا"

سہیل نے چیلنج کرنے والی نگاہوں سے مجھے دیکھا مگر میں نے چہرے پر غصے یا نفرت کے آثار پیدا کرنے کے بجائے مسکراتی نگاہوں سے سہیل کو دیکھا اور بولا۔

"سوری مسٹر سہیل' آپ سے میرا تعارف نہیں ہوا" لیکن نجمہ خاتون نے آپ کو سہیل کے نام سے مخاطب کیا ہے' اس لئے میں بھی اسی نام سے آپ کو پکار رہا ہوں کیا آپ مجھے نجمہ خاتون سے ہوشیار کرنا چاہتے ہیں؟"

"اس کا مطلب ہے کہ سمجھدار آدمی ہو' شہد کی حد تک کوئی حرج نہیں ہے لیکن نجمہ کا ڈنک شہد کی مکھیوں سے زیادہ زہریلا ہے اس سے بچو تو بہتر ہے"

نجمہ کا چہرہ ست گیا تھا' ایک لمحے میں بات سمجھ میں آ گئی تھی' زیرو کلب کی شکاری لڑکی تھی اور ہر نئے شخص کو پھانستی تھی' سہیل ایک چالاک آدمی تھا اور جو کچھ وہ کہہ رہا تھا وہ یقینی طور پر بالکل درست تھا غرض یہ کہ میں نے اس کی بات کا برا ماننے کے بجائے نجمہ

سے کہا۔

"سوری مس نجمہ۔ اب اگر مسٹر سہیل مجھے ہوشیار کرنا چاہتے ہیں تو مجھے آپ کے ڈنک سے بچنا ہی ہو گا"

"غلط فہمیوں کا شکار ہو' میں نے بھلا تم سے کیا کہہ دیا ایک شخص کے دھوکے میں تم سے مخاطب ہوئی تھی تم وہ نہیں ہو تو میرا تم سے کیا واسطہ؟" وہ تیز تیز قدموں سے آگے بڑھ گئی۔ سہیل شاہ پھر ہنسا اور میری طرف ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔

"جو لوگ مجھ پر اندھا اعتماد کرتے ہیں' میں انہیں دوست بنا لیتا ہوں"

میں نے گرمجوشی سے سہیل سے مصافحہ کیا تھا۔ پھر میں نے کہا۔

"نجمہ جیسی لڑکیاں تو مسٹر سہیل زندگی میں آتی جاتی ہی رہتی ہیں اگر ایک مخلص شخص جو بے لوث کسی کو مشکل سے نکالنا چاہے مل جائے تو ان لڑکیوں سے ہزار درجے زیادہ قیمتی ہوتا ہے"

سہیل نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آؤ جب دوستی کا ہاتھ ملا لیا ہے دو دوستوں کی طرح ایک میز پر بیٹھیں"

"عموماً" ہوتا یہ ہے کہ ایسے موقعے پر لوگ لڑکی کے طرفدار بن جاتے ہیں اور اپنے لئے مصیبتیں مول لے لیتے ہیں۔ ان کے ذہن میں ایک ایسے فلمی ہیرو کا تصور ہوتا ہے جو ہر جگہ دس بارہ افراد سے بھڑ کر ان سے مقابلہ کر سکتا ہے۔ اور لڑکی کی توجہ اسے حاصل ہو جاتی ہے تم نے اس روایت سے انحراف کیا ہے"

"میں نے کہا ناں میری زندگی لڑکیوں سے خالی نہیں ہے لیکن اچھے دوست کی ہمیشہ ضرورت محسوس کرتا رہا ہوں"

"گڈ وری گڈ' تمہاری اس بات سے بھی مجھے اتفاق ہے کیونکہ جو شکل و صورت تم نے پائی ہے وہ یقینی طور پر جنس مخالف کو تمہاری جانب متوجہ کرتی ہو گی اور تم اس کی رفابت سے خالی نہ ہو گے۔ تو پھر ہم گہرے دوست بن گئے نام کیا ہے تمہارا؟"

"سلطان جمالی' تم مجھے سلطان کہہ کر مخاطب کر سکتے ہو"

"کہیں کے سلطان ہو یا نہ ہو لیکن ایک سچ یہ ہے کہ کم از کم تم مقدر کے سلطان ضرور ہو' شکل و صورت بھی سلطانوں جیسی ہی پائی ہے"

سہیل کے ساتھ بے تکلفی بڑھتی چلی گئی' ہم لوگوں نے بہت مختصر وقت میں دنیا جہاں کی باتیں کیں سہیل نے مجھے مختلف گیم کھلائے اور پھر جب رات خاصی گزر گئی تو اس نے کہا۔

"کیا خیال ہے واپسی کا کیا ارادہ ہے مسٹر سہیل۔۔۔ سلطان؟"

"بس کلب کی تفریحات اسی قدر زیادہ مناسب ہیں اور پھر میرے لئے تو جلدی نکل جانا تو ویسے ہی ضروری ہے"

"کیوں گھر سے اجازت نہیں ہو گی؟"

"گھر نہیں ہے" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مطلب' اچھا خیر آؤ راستے میں بات کریں گے کیا تمہارے پاس ڈرائیور موجود ہے۔ یا خود ہی ڈرائیو کرتے ہوئے یہاں آئے ہو؟"

"نہیں ڈرائیور' ڈرائیو کرتا ہوا آیا ہے"

تب تو پھر ہمارے درمیان زیادہ باتیں نہیں ہو سکیں گی کیونکہ تمہارا ڈرائیور تمہارے ساتھ ہو گا"

"نہیں وہ جا چکا ہے"

"اور گاڑی؟"

"گاڑی بھی یقیناً جا چکی ہو گی"

"کوئی بات نہیں' میں تمہیں چھوڑ دوں گا' غالباً" ڈرائیور تمہیں چھوڑ کر چلا گیا ہے؟"

"ہاں نامعقول کرایہ وصول کرتے ہی چلا گیا" میں نے کہا اور سہیل چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔

"مطلب۔۔۔؟"

"مطلب یہ کہ اب وہ کسی دوسری سواری کی تلاش میں ہو گا' ٹیکسی ڈرائیور کی بات کر رہا ہوں میں"

"اوہ بہت گھما پھرا کر بات کرنے کے عادی ہو ٹیکسی سے آئے تھے؟"

"ہاں۔۔۔"

"اپنی گاڑی نہیں ہے؟"

"نہیں"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تو پھر ٹھیک ہے چلو میرے ساتھ چلو کہاں رہتے ہو؟"

"میں نے بتایا ناں کہ گھر ہی نہیں ہے تو ڈرائیور یا کار کہاں سے ہوتی"

"کہاں رہتے ہو.....؟"

"ایک دفتر لیا ہوا ہے بس کچھ کرم فرماؤں نے کرم فرمائی کر ڈالی تھی' تاش کے کھیل میں جیت گیا تھا' پیسے خاصے جمع تھے میرے پاس 'ایک تنہا گھر میں کون رہنا پسند کرے اس لئے گھر کے بجائے دفتر خرید لیا اور اب وہی دفتر میری رہائش گاہ بھی ہے"

"بہت دلچسپ آدمی معلوم ہوتے ہو مائی ڈیر سلطان' میرا خیال ہے تمہارے ساتھ میری اچھی خاصی چھن سکتی ہے"

"شاید"

کچھ دیر کے بعد ہم لوگ کار میں بیٹھے ہوئے آرہے تھے سہیل کے دوسرے دوست دوسری گاڑیوں میں چلے گئے تھے۔ اس نے مجھے اس عمارت کے سامنے اتارا جس میں آفتاب کمال اور میرا دفتر موجود تھا۔ پھر کہنے لگا۔

"اس عمارت میں رہتے ہو.....؟"

"ہاں"

"آفس کا نمبر؟"

میں نے اسے اپنے آفس کا نمبر بتادیا اور سہیل کہنے لگا۔

"ٹیلی فون ہے؟"

"ٹیلی فون بھی ہے"

"اس کا نمبر بھی بتادو اور سنو جب ہم دوستی کی حد میں داخل ہو چکے ہیں تو پھر دوست ہی ہیں"

"بے شک"

دوسرے دن تقریباً" بارہ بجے میں نے اپنے اس نئے دفتر میں جہاں واقعی اب میں نے رہائش گاہ اختیار کرلی تھی سہیل کا ٹیلی فون موصول کیا۔

"مسٹر سلطان سے بات کرنی ہے"

"میں ہی بول رہا ہوں"

"سلطان میں سہیل ہوں"

"جی سہیل صاحب' آپ کی آواز اتنی معمولی نہیں ہے کہ میں اسے پہچان نہ سکوں"

جواب میں سہیل کی ہنسی سنائی دی تھی' پھر اس نے کہا۔

"یار تم نے کچھ اس طرح دل پر قبضہ جمالیا ہے کہ تمہیں نظرانداز کرنے کو جی نہیں چاہتا' کیا کر رہے ہو.....؟"

"خالی دفتر میں بیٹھا کلائنٹس کا انتظار کررہا ہوں"

"کلائنٹس.....؟"

"ہاں"

"یعنی' یعنی کس قسم کے کلائنٹس.....؟"

"یہ فیصلہ تو خود میں نے بھی نہیں کیا ہے سہیل صاحب"

"کیا مطلب.....؟"

"مطلب یہ کہ کلائنٹس کی قسم کا کوئی تعین نہیں کرسکا ہوں ابھی تک"

"اچھا تم وہیں رکو میں آرہا ہوں تمہارے پاس.....!"

"کک..... کیا واقعی.....؟" میں نے حیرت و مسرت کے ساتھ پوچھا۔

"ہاں' ذرا اپنا دفتر نمبر کنفرم کردو۔ یہی ہے ناں.....؟" سہیل نے میرے دفتر کا نمبر دہرایا۔

"بالکل یہی ہے مسٹر سہیل"

"آرہا ہوں تھوڑی دیر کے بعد" اس نے کہا اور فون بند کردیا۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی' شکار کس خوبصورتی سے اپنے جال کی جانب آرہا تھا۔ میں نے اس کے استقبال کے لئے اپنے ذہن میں منصوبہ تیار کرلیا' اب اس سلسلے میں اور کوئی کام نہیں کرنا تھا' البتہ آفتاب کمال کو فوراً" ہی ٹیلی فون کرکے صورت حال کی اطلاع دی اور کہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس دوران آفتاب کمال یا ان چاروں گدھوں میں سے کوئی خیر سگالی کے مشن پر یہاں آجائے اور خواہ مخواہ سہیل کی نگاہوں میں آئے' آفتاب کمال نے مجھے مبارکباد دیتے ہوئے کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ لوگوں کو پیناٹائز کر دیتے ہیں جہانگیر جمال شاہ"

"چھوڑو یار کیا بچوں جیسی باتیں کرنے لگے ہو' اچھا بعد میں تمہیں اطلاع دوں گا کہ مسٹر سہیل شاہ سے میری کیا گفتگو ہوئی.....؟"

"شاہوں کا معاملہ ہے ہم جیسے لوگ بیچارے اس معاملے میں کیا مداخلت کرسکتے ہیں" آفتاب کمال نے کہا۔

"شاہوں کو باکمال بنانے کا کمال تو آفتاب کمال ہی کو آتا ہے 'خیر یار زندہ محبت باقی' تم ذرا انہیں بھی کنٹرول کرلینا"

"بہت بہتر"

سہیل شاہ نے پہنچنے میں بہت زیادہ دیر نہیں لگائی تھی۔ دو نوجوان اس کے ساتھ آئے تھے میں نے اس کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ سہیل شاہ نے میرے آفس کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"جگہ نہایت خوبصورت ہے کتنے کمرے ہیں اس میں؟"

"تین"

"تم نے یقینی طور پر ایک اپنی آرام گاہ بنا رکھی ہوگی"

"ہاں" میں نے جواب دیا۔

"وہ کلائنٹس والی بات کیا تھی.....؟"

"کوئی کاروبار ہی نہیں شروع کیا تو کلائنٹس کا تعین کیسے ہو سکتا ہے" میں نے جواب دیا اور سہیل شاہ ہنس پڑا اس نے کہا۔

"بہت دلچسپ آدمی ہو تمہارے بارے میں بہت کچھ سوچتا رہا ہوں اور میں نے تمہیں اپنے ساتھیوں میں شامل کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے"

"خوش قسمتی کے علاوہ اسے اور کیا کہہ سکتا ہوں' آپ جیسے اچھے دوست مل جائیں سہیل شاہ صاحب تو کم از کم زندگی میں کچھ لطف پیدا ہو جاتا ہے"

"اخراجات کہاں سے چلاتے ہو؟"

"جھوٹ بولنے کو جی نہیں چاہتا" میں نے جواب دیا۔

"کیا مطلب.....؟"

"مطلب یہ کہ آپ سے جھوٹ نہیں بولوں گا"

"تو کیا ضروری ہے کہ مجھ سے جھوٹ بولا جائے؟" سہیل شاہ بولا۔

"شروع شروع میں دوستوں سے قرضے لے کر کام چلاتا رہا اس کے بعد لوگوں کو مختلف بہانوں سے ٹھگنا شروع کردیا' کسی کو زمینیں دلائیں' کسی کو نوکری اور کسی کے ایسے کام جو سرکاری افسران سے ہوسکتے تھے' تھوڑے بہت پیسے انہی کے ذریعے حاصل ہوجاتے ہیں نئے نئے لوگوں کی تلاش میں رہتا ہوں۔ تاکہ آگے کے اخراجات چل سکیں"

"کیا تمہارے تعلقات بہت وسیع ہیں؟"

"کیوں.....؟" میں نے حیرانی سے کہا

"سرکاری دفاتر سے کام کیسے کرالیتے ہو؟"

"کون کمبخت کراتا ہے.....؟"

"اور ملازمتیں؟"

"لاحول ولاقوہ' اگر دوسروں کو ملازمتیں دلا سکتا تو خود کوئی بہتر ملازمت نہ کرلیتا" میں نے جواب دیا۔

"اور زمینیں؟"

"زمین اللہ کی ہے' بس لوگ مجھ سے رجوع کرلیتے ہیں۔ باقی زمین حاصل کرنا ان کا کام ہے میں تو بس وہ ایڈوانس اپنے لئے حلال سمجھ لیتا ہوں جو وہ مجھے اس سلسلے میں دے دیا کرتے ہیں۔" سہیل شاہ نے لاتعداد قہقہے لگائے تھے پھر وہ کہنے لگا

"یار آدمی واقعی اپنے مطلب کے ہو' اب تک کہاں چھپے ہوئے تھے؟"

"کہیں نہیں بس اس دفتر ہی میں تھا" میں نے جواب دیا۔

"تمہارے اس دفتر کو میں بہت شاندار بنادوں گا کیا سمجھے' بیٹھنے کے لئے عمدہ جگہ ہے۔ کبھی کبھی ادھر بھی آیا جاسکتا ہے۔ ویسے تو میرے پاس بہت سے ٹھکانے ہیں لیکن ان ٹھکانوں میں ایک ٹھکانے کا اور اضافہ کرلیا ہے میں نے کیا سمجھے؟"

میں نے ہنس کر شانے ہلادیئے تھے۔ سہیل شاہ کہنے لگا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ایک آدھ دن میں ہم لوگ ذرا آؤٹنگ کا پروگرام بنا رہے ہیں تم بھی ہمارے ساتھ ہوگے"

"بالکل اس میں تکلف کی کیا بات ہے؟" میں نے جواب دیا۔

"سہیل شاہ کے لئے میں نے باہر والے سے چائے وغیرہ منگوائی تھی اس کے جانے کے بعد میں نے کہا۔"

"ایسے ایسے لوگ اس دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں مسٹر سہیل شاہ"

"کیسے....؟"

"جیسے یہ ہوٹل کا ویٹر ہے' ڈیڑھ ماہ سے اس نے ایک پیسہ بھی نہیں مانگا ہے مجھ سے' اور ہر حکم کی تعمیل اس طرح کرتا ہے جیسے بہت بڑا ٹپ وصول کرتا ہو مجھ سے"

"پیسے رکھ لو یار کوئی ایسی بات نہیں ہے"

"نہیں نہیں ڈیئر اصل بات یہ نہیں ہے کہیں تم یہ نہ سمجھ بیٹھنا کہ میں نے تمہیں بھی اپنا کلائنٹ سمجھ لیا ہے"

سہیل شاہ نے مجھے پیسے دینے کی بہت کوشش کی لیکن بعد میں' میں نے نہایت عاجزی سے اس سے درخواست کی کہ جن لوگوں کو میں دوست سمجھتا ہوں ان سے کبھی نہ تو ادھار لیتا ہوں اور نہ پیسے کا کوئی لین دین کرتا ہوں کیونکہ اس طرح دوستی میں فرق آجاتا ہے۔

سہیل شاہ بہت متاثر ہو کر میرے پاس سے گیا تھا بعد میں آفتاب کمال کو میں نے یہی بتایا کہ بیچارہ سہیل شاہ میری گرفت میں پوری طرح آچکا ہے اور اس کے نکل جانے کے امکانات نہیں ہیں۔ سہیل شاہ پر یہ مقولہ اس وقت سوفیصدی صادق آرہا تھا۔ کہ گیدڑ کی جب موت آتی ہے تو وہ شہر کا رخ کرتا ہے' بہرحال میں نے اسے مکڑی کے جال میں اچھی طرح پھانسنا شروع کردیا اور اس کے بعد سہیل سے میری روزانہ ملاقاتیں ہونے لگیں۔ فریدہ کو میں نے اپنے بارے میں یہ بتادیا تھا کہ مصروف ہوں۔ نئے میک اپ میں ابھی تک اس سے نہیں ملا تھا۔ البتہ ٹیلی فون پر بات چیت ہوجاتی تھی

وہ اب میرے کاموں سے پوری طرح واقف ہوگئی تھی اس لئے کسی معاملے میں ضد نہیں کرتی تھی' پھر بھی اس رات میں اپنی مصروفیات سے فارغ ہو کر گھر پہنچا ملازم تک نہیں پہچان سکے تھے' لیکن کسی نہ کسی طرح اندر داخل ہوگیا۔ فریدہ اپنے کمرے میں تھی' میں نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوگیا۔ وہ مجھے دیکھ کر اچھل پڑی تھی لیکن ظاہر ہے میری بیوی تھی فوراً ہی ایک سمت سمٹ گئی کہنے لگی....

"ڈاکو ہو....؟"

"ہاں...." میں نے بھاری آواز میں کہا

"یہاں بہت کچھ ملے گا تمہیں لیکن اگر شرافت سے کام کرنا چاہو تو...."

"ٹھیک ہے مجھے منظور ہے تم ان جگہوں کی نشاندہی کرو جہاں مجھے بہت کچھ مل سکتا ہے" میں نے بدستور غرائی ہوئی آواز میں کہا۔ اور اس نے گردن ہلا دی پھر بولی۔

"وہ سامنے کی دراز میں اس الماری کی چابیاں ہیں میرے زیورات اسی الماری میں رکھے ہوئے ہیں۔ چابیاں دراز سے نکال لو"

"ٹھیک ہے" میں نے کہا۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور بولی..... "اور یہ چابیاں بھی لو یہ دوسرے کمرے میں رکھی ہوئی الماریوں کی ہیں...." اس نے مسہری کی ایک دراز میں ہاتھ ڈالا اور چابیاں نکالنے لگی۔ لیکن جب سیدھی ہوئی تو اس کے ہاتھ میں اعشاریہ دو آٹھ کا پستول نظر آرہا تھا۔ اس نے میری جانب رخ کر کے خونخوار لہجے میں کہا۔

"ایک سیکنڈ میں اگر تم نے ہاتھ بلند نہ کردیئے تو میں تمہیں بے دریغ گولی مار دوں گی اور تم جانتے ہو کہ مجھ پر جرم عائد نہیں ہوگا"

"ارے باپ رے' ہار مان لی بھائی' ہار مان لی' کہیں سچ مچ مجھے گولی مار کر بیوہ نہ ہوجانا" اس بار میں نے اصلی لہجے میں کہا۔ اور فریدہ کا منہ ایک لمحے کے لئے حیرت سے کھلا پھر بند ہوگیا۔

"ایسا مذاق نہیں کرنا چاہئے تھا آپ کو' آپ جانتے

ہیں کہ مجھے گولی چلانے میں اب کوئی دقت نہیں ہوتی؟"

"آج سے جان گیا' آج کے بعد یہ مذاق کبھی نہیں ہوگا"

"یہ حلیہ کیا بنا رکھا ہے آپ نے....؟"

"اچھا نہیں ہے....؟"

"فضول بکواس"

"کمال کررہی ہو' میں نے اپنے آپ کو شہزادہ گلفام بنانے کے لئے اتنی محنت کی ہے اور تم میرے اس میک اپ کو فضول اور بکواس کہہ رہی ہو' اس چہرے پر تو مجھے اپنی عزت بچانا مشکل ہورہا ہے' شوقین لڑکیوں سے...."

فریدہ ہنس پڑی پھر بولی

"بالکل غلط میں نہیں مانتی' آپ کا اصل چہرہ اس سے کہیں زیادہ دلکش ہے"

"کیسی گزر رہی ہے؟"

"کوئی خاص بات نہیں ہے میں جانتی ہوں کہ آپ اپنی ذمے داریاں پوری کررہے ہیں"

"فریدہ بہت سے معاملات میں درحقیقت تم نے مجھ پر فوقیت حاصل کرلی ہے"

"آپ آگئے یہ بہت اچھا کیا آپ نے' واقعی بڑی ذہنی کوفت کا شکار ہورہی تھی میں' لیکن بس یہ سوچ کر خاموش تھی کہ ظاہر ہے آپ اپنی ذمے داریاں بھی تو پوری کریں گے"

بہت دیر تک فریدہ سے باتیں ہوتی رہیں۔ میں نے اسے بتایا کہ مجھے کتنے دن تک مصروف رہنا پڑے گا۔ بہرطور اس وقت پوری توجہ سہیل شاہ پر ہی تھی۔ فرزانہ کو آفتاب کمال نے سنبھال رکھا تھا۔ اور غیاث کی ہمیں فی الحال کوئی ضرورت نہیں تھی' ابھی تو وہاں تک بات نہیں پہنچی تھی' البتہ جیل میں اسے اب بہت سی مراعات حاصل ہوگئی تھیں ہمارے دوست ہر جگہ پھیلے ہوئے تھے اور درحقیقت وہ ہمارے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتے تھے جس کے لئے ان کا شکر گزار نہ ہونا ناسپاسی تھی' سہیل شاہ تو اب میرا تقریباً دیوانہ ہی ہوگیا تھا۔ ہر لمحہ مجھے اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ کمر

اس دن ہم ایک تفریحی مقام کی جانب چل پڑے۔ شہر سے باہر ایک تاریخی مقام تھا اور وہاں اچھے خاصے لوگ پہنچا کرتے تھے۔

میں سہیل شاہ اور چار دوسرے افراد وہاں پہنچ گئے اور وہاں کی تفریحات میں دلچسپیاں لینے لگے کسی یونیورسٹی کی ایک بس بھی وہاں آئی تھی۔ لڑکے اور لڑکیوں کے گروہ تھے ان میں کچھ لڑکیاں بلاشبہ حسین تھیں' سہیل شاہ انہیں دیکھ کر مست ہوگیا

"کمال ہے بھئی یعنی وہ جو کہتے ہیں ناں کہ ہم بیابان میں تھے گھر میں بہار آئی تھی"

"نہیں سہیل صاحب بیابان میں بہار آئی ہے" سہیل کے ایک دوست نے کہا۔

"اور اس بہار سے ہم لطف اندوز نہ ہوں یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ وہ دیکھو اس جان بہار کو دیکھو" سہیل نے ایک خوبصورت لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔ دراز قامت' اچھے خدوخال کی مالک لڑکی تھی۔ اپنے ساتھیوں سے کچھ الگ تھلگ سی نظر آتی تھی' سہیل نے ایک آنکھ دبائی اور آہستہ آہستہ اس جانب بڑھ گیا۔ باقی لوگ دور ہی سے اس کا نظارہ کررہے تھے کچھ دیر کے بعد سہیل شاہ لڑکی کے پاس پہنچ گیا اور اس سے باتیں کرنے لگا۔ لڑکی کے چہرے پر کسی قدر پریشانی کے آثار نظر آنے لگے تھے' پھر اچانک ہی اس نے ہاتھ اٹھا کر ایک زور دار آواز نکالی اور سہیل شاہ کے ساتھی ایک دم محتاط ہوگئے۔

"ارے باپ رے کچھ جھگڑا ہوگیا" ان میں سے ایک نے کہا' چار چھ لڑکے وہاں پہنچ گئے تھے سہیل شاہ نے بھاگنے والوں میں سے نہیں تھا' وہ لڑکے اس سے باز پرس کرنے لگے اور پھر بات آگے بڑھ گئی تھی۔ ان میں سے ایک نے سہیل شاہ پر حملہ کیا اور اس کے جبڑے پر گھونسہ مارنے کی کوشش کی' لیکن سہیل شاہ پیچھے ہٹ گیا تھا پھر اس نے ایک دم پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ اس کے چاروں ساتھی اس کی جانب لپکے اور تھوڑی دیر کے بعد باقاعدہ وہاں محاذ آرائی شروع ہوگئی لیکن یونیورسٹی کے لڑکوں کی تعداد بہت زیادہ تھی' ایک لمحے میں میں نے محسوس کرلیا کہ سہیل شاہ کے آدمی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دب رہے ہیں اور مار کھا رہے ہیں۔ خود سہیل شاہ کی بھی اچھی خاصی پٹائی ہو گئی تھی اب ایسے موقع پر صرف یہی کیا جاسکتا تھا کہ میں بھی سہیل شاہ کا ساتھ دوں، بہرطور میں وہاں پہنچا اور اس کے بعد میں نے بڑی مہارت سے ان سے جنگ شروع کردی۔ شکر تھا کہ ہتھیار کسی کے پاس نہیں تھے۔ ورنہ صورت حال خراب ہوجاتی، میں نے اس جنگ میں ذرا ذہانت کا مظاہرہ کیا اور کئی لڑکے میرے ہاتھوں سے لمبے ہو گئے حالانکہ مجھے افسوس تھا ان لوگوں نے ایک صحیح راستے کی جانب قدم اٹھایا تھا، سہیل شاہ جیسے آدمیوں کی پٹائی ہونا ضروری تھا لیکن اب میں کیا کرتا اگر یہاں کسی طرح سہیل شاہ کو پٹنے کا موقع دیتا تو سہیل شاہ مجھ سے بددل ہوجاتا۔ نتیجے میں لڑکوں کو ہزیمت اٹھانا پڑی اور اس کے بعد انہوں نے راہ فرار اختیار کی۔ وہ لڑکی تو پہلے ہی وہاں سے کھسک گئی تھی جس کے لئے یہ جھگڑا شروع ہوا تھا۔ میں نے چونکہ اس جنگ کا پانسہ پلٹا تھا اس لئے اس جنگ کا ہیرو میں ہی بن گیا تھا۔ لڑکے اپنے گروہ میں جا کر جمع ہو گئے اب یہ بات تو عقل کی تھی کہ سہیل شاہ ان کا پیچھا نہ کرتا کیونکہ پھر اسے تیس چالیس لڑکوں سے مار کھانی پڑتی۔ چنانچہ اس نے خود ہی واپسی کا فیصلہ کیا اور ہم اپنی گاڑی میں بیٹھ کر چل پڑے۔

"سالوں نے موڈ خراب کردیا۔ یونیورسٹی کے تھے اب ظاہر ہے ایک ایک کے چکر میں تو پڑا نہیں جاسکتا۔ لیکن دیکھیں گے ایک دو کو میں نے پہچان لیا ہے" پھر اچانک اس نے چونک کر کہا۔

"لیکن یار، تم تو لڑنے بھڑنے کے معاملے میں بھی زبردست ہو سلطان۔"

"سلطان، سلطان ہے، درحقیقت اس کے ہاتھ دیکھ کر آج تو ہم دنگ رہ گئے"

"ہوں....." سہیل شاہ کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا اور یہ سوچ میرے لئے کار آمد تھی کیونکہ دوسرے ہی دن وہ پھر مجھ سے آفس میں آکر ملا تھا۔ بالکل اطلاع دیئے بغیر آگیا تھا پھر بھی صورت حال میں کوئی ایسی بات نہیں تھی جس سے مجھے کوئی پریشانی ہوتی۔ البتہ میں نے حیرانی سے اس بات کا اظہار کیا، سہیل شاہ کہنے لگا۔

"آج اصل میں میں تمہارے پاس کیوں آنا چاہتا تھا"

"خیریت؟"

"کل میں نے تمہارے بارے میں بہت فیصلے کئے ہیں"

"ایک بار پھر میں سوال کروں گا سہیل شاہ کہ خیریت"

"یعنی تم جو زندگی گزار رہے ہو میرے حساب سے وہ مناسب نہیں ہے۔"

"سہیل شاہ صاحب آپ نے میرے دفتر میں جو کچھ کام کر دکھایا ہے وہی میرے اوپر بہت بڑا بوجھ اور احسان ہے اب مزید کیا کرنا چاہتے ہیں آپ؟"

"بے کار باتیں مت کرو یار، دوست، دوست کی مدد نہیں کریں گے تو پھر اور کون کرے گا لیکن اب میں تمہاری مدد نہیں کرنا چاہتا"

"یہ بہت اچھا فیصلہ ہے"

"اب تم خود اپنے پیروں پر کھڑے ہو جاؤ"

"میں آج تک اپنے پیروں پر ہی کھڑا ہوتا رہا ہوں"

"مذاق کی بات نہیں ہو رہی میں تمہیں کچھ کام سونپنا چاہتا ہوں"

"یہ الگ بات ہے میں اس سے انکار کروں گا کیا...؟" میں نے کہا....

"نہیں ایسے کام نہیں بلکہ کچھ انتہائی ضروری اور اہم کام...."

"میری جان میں ہر طرح تمہارے لئے حاضر ہوں کہو کیا بات ہے....؟"

"تمہیں شاید اس بات کا علم نہیں کہ میرے والد فیروز شاہ اس شہر کے بہت بڑے صنعتکار اور سرمایہ دار ہیں۔"

"ہاں میں نے اس بارے میں کبھی معلومات ہی حاصل نہیں کیں تم سے"

"درپردہ بھی ہم کچھ کام کرتے ہیں اور میں چاہتا

ہوں کہ تم ان کاموں میں حصہ لو"

"بولو...." میں نے آمادگی کا اظہار کیا

"تمہیں چند ذمہ داریاں سونپی جائیں گی پہلے انہیں سرانجام دو۔ اس کے بعد میں تمہیں ڈیڈی سے ملواؤں گا"

"جو تمہارے دل میں ہو مجھے بتا دینا ڈیئر، میں دوستوں کا دوست ہوں، تمہیں اندازہ ہے اس بات کا"

اور اس کے بعد میرا کام بن گیا۔ سہیل شاہ خود اپنے ساتھ مجھے لے کر کچھ ایسی جگہوں پر پہنچا یہاں سے اس کا اسمگلنگ کا سامان آتا تھا۔ یوں شاید وہ اپنے باپ کی مدد کر رہا تھا۔ پہلی بار میں نے اسمگلنگ کا صحیح طریقہ کار دیکھا جو فیروز شاہ کرتا تھا۔ کئی ایسے پوائنٹس آہستہ آہستہ میرے علم میں آنے لگے یہاں سے فیروز شاہ کا مال آتا تھا اور جن گوداموں میں منتقل ہوتا تھا ان کے بارے میں بھی مجھے معلومات حاصل ہو گئیں۔ میری اب تک کی کاوشیں کار آمد رہی تھیں۔

فیروز شاہ سے ابھی تک میری ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ لیکن اس کے لئے میں نے بہت سارے کارنامے سرانجام دیئے اور رفتہ رفتہ سہیل شاہ کا اعتماد مجھ پر بڑھنے لگا۔

پھر ایک دن اس نے اپنے باپ فیروز شاہ کے سامنے مجھے پیش کیا....

"یہ ہے سلطان جمالی ڈیڈی...."

"ہوں شاندار نوجوان ہے، مجھے تم سے مل کر بہت زیادہ خوشی ہوئی ہے نوجوان دوست۔ اب جب کہ تم ہمارے آدمیوں میں شامل ہو ہی گئے ہو تو میں یہ چاہتا ہوں کہ تم جیسی اعلیٰ کارکردگی کے مالک نوجوان کو اہم ترین معاملات میں استعمال کروں۔ ملک سے باہر جانا پسند کرو گے؟"

"سمجھا نہیں سر۔" میں نے مودبانہ انداز میں جواب دیا

"میرا کام یہیں نہیں پھیلا ہوا بلکہ بہت سے ایسے معاملات ہیں جن کے لئے مجھے اپنے ساتھیوں کو ملک سے باہر بھیجنا پڑتا ہے۔ تم اگر ملک سے باہر جانا چاہو تو میں تمہیں اس کی پیش کش کرتا ہوں۔ تمہیں اس کا جو حصہ ملے گا وہ تمہارے تصور سے بھی آگے ہوگا"

"کسی بھی سلسلے میں آپ مجھے پیچھے نہیں پائیں گے سر۔" میں نے جواب دیا۔

"بس تو پھر ٹھیک ہے میں تمہارے لئے منصوبہ بندی کرتا ہوں۔

اور یہ منصوبہ بندی آہستہ آہستہ میرے علم میں آتی چلی گئی۔ فیروز شاہ ایک باقاعدہ مجرم تھا اور بہت سی ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث تھا۔ ایک چھوٹے سے مسئلے میں جس قدر معلومات مجھے حاصل ہو گئی تھیں وہ قابل ستائش تھیں اور حقیقتاً" میری تقدیر نے یہاں بھی میرے لئے بہتر سامان مہیا کر دیا تھا۔

"آفتاب کمال اس سلسلے میں کئی بار یہ بات کہہ چکا تھا، اس نے کہا تھا "چیف بعض معاملات میں تقدیر بھی آپ کی رہنمائی کرتی ہے میں نے بارہا یہ بات محسوس کی ہے کہ حالات آپ کے خود بخود تابع ہو جاتے ہیں۔" میں مسکرا کر خاموش ہو گیا تھا بہرحال بات اب صرف غیاث ہی کی نہیں رہی تھی بلکہ فیروز شاہ کے بارے میں جو معلومات اب تک مجھے حاصل ہو چکی تھیں ان سے یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ ایک مکمل ملک دشمن شخصیت ہیں، حالانکہ اب میرا ملکی انتظامیہ سے براہ راست کوئی تعلق نہیں تھا۔ لیکن میں نہیں سمجھتا کہ وہ کون بدنصیب ہوتا ہے یا یہ اتنے سارے بدنصیب کیسے لوگ ہیں جو ملک دشمنی بڑے شوق سے کرلیتے ہیں۔ وطن تو ایک ایسی محبوبہ کی مانند ہوتا ہے جس سے ہر حالت میں عشق کیا جاتا ہے۔ ہماری شناخت ہماری زمین، ہماری نسلوں کا سرمایہ، کتنا ہی بدکردار انسان کیوں نہ ہو، میں اپنی مثال سامنے رکھتا ہوں۔ دنیا میں بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جن سے میں نے وفا کی۔ لیکن شاید یہ شہباز احمد صاحب کی کاوش تھی کہ انہوں نے مجھے اور کچھ دیا ہو یا نہ دیا ہو۔ لیکن جذبہ حب الوطنی بے شک مجھے دے دیا تھا۔ حالانکہ غیر متعلق تھا اور سب کچھ ختم کرچکا تھا۔ لیکن اس کے باوجود جب ایک ملک دشمن سامنے آیا تو اس

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے روگردانی نہیں کرسکا' بے شک غیاث کو جیل سے رہا ہونے اور اس جرم سے بری ہونے میں وقت لگ رہا تھا لیکن اس کا ازالہ میں نے آفتاب کمال اور فریدہ کے ذریعے کردیا تھا۔ فریدہ نے اب باقاعدہ فرزانہ کے گھرانے سے روابط پیدا کرلئے تھے اور اس گھرانے کی بے شمار مشکلات سنبھال لی تھیں۔ غیور لوگ تھے اور کسی کا احسان لینا پسند نہیں کرتے تھے۔ فرزانہ نے اپنی ملازمت نہیں چھوڑی اور مسلسل نوکری کرتی رہی البتہ آفتاب کمال سے یہ معلوم ہوتا رہا تھا کہ وہ میرے لئے پریشان ہے اور بار بار کہتی ہے کہ میں بلاوجہ اس کے لئے اتنی مشکلات کا شکار ہو رہا ہوں۔۔۔ بہر طور آفتاب کمال اسے تسلی دیئے ہوئے تھا کئی بار اس کی ملاقات غیاث سے کرائی گئی تھی اور غیاث نے شکر گزاری کا اظہار کرتے ہوئے اپنی بہن کو بتایا تھا کہ جب سے میں یہاں آیا ہوں جیل میں' اس کی زندگی کا انداز ہی بدل گیا ہے حالانکہ وہ ایک قتل کا مجرم ہے جس کے خلاف تمام ثبوت مہیا ہوچکے ہیں اور بس اس کا فیصلہ ہونا باقی ہے۔ لیکن یہاں اس کے ساتھ وی آئی پی کا سلوک کیا جارہا ہے۔ اور اب اسے ہر طرح کی سہولتیں میسر کی جاتی ہیں"

یہ اطلاع میرے لئے اطمینان بخش تھی اور میں اپنے دوست جیلر کا ممنون کرم تھا کہ اس نے میری لاج رکھی تھی' سچی بات یہ تھی کہ مجھے ہر دور میں ایسے اچھے اور مخلص لوگ ملتے رہے تھے جو مجھے میری خرابیوں کا احساس دلاتے رہتے تھے۔ غرض یہ کہ سلسلہ حیات یونہی ایک دھاگے سے جڑا ہوا تھا' سہیل شاہ اب مجھے اپنے بہترین دوستوں میں شمار کرتا تھا اور سب سے دلچسپ بات یہ تھی کہ میں فیروز شاہ کا بھی منظور نظر بن گیا تھا۔ اور وہ مجھ پر بہت سی باتوں پر اعتماد کرنے لگا تھا۔

باہر جانے کا معاملہ البتہ ٹیڑھا تھا اور میں نے دل میں سوچا تھا کہ اگر اس کا کوئی فیصلہ ہو ہی گیا تو میں اپنے طور پر کوئی نہ کوئی ایسا بہانہ کردوں گا' البتہ اس وقت مجھے ہنسی آگئی جب فیروز شاہ نے ایک دن خود ہی مجھ سے کہا۔

"تمہیں یہاں سے باہر بھیجتے ہوئے مجھے ایک اور بات کا بھی احساس ہوتا ہے ڈیئر سلطان۔"

"کیا سر۔"

"تم نے جو ذمہ داریاں یہاں سنبھال رکھی ہیں ان کے لئے مجھے تمہارا نعم البدل ملنا مشکل ہو رہا ہے۔ میں تمہیں باہر بھیج کر یہاں کے معاملات سے الگ نہیں کرنا چاہتا"

"میں تو آپ کا خادم ہوں جس طرح سے بھی آپ پسند فرمائیں کریں"

"سوچ رہا ہوں اسی بارے میں سوچ رہا ہوں۔ فیروز شاہ نے کہا" سہیل نے اس دن زیرو کلب میں میرے ساتھ بیٹھ کر کہا۔

"یار تم نے تو ڈیڈی کے دل پر بھی قبضہ جمالیا ہے کہہ رہے تھے کہ تمہارا کمیشن تمہیں ادا کردیا جائے اور تمہارے لئے ایک خوبصورت کوٹھی خریدی جائے۔ تمہاری زندگی کے بارے میں بہت سی تفصیلات معلوم کررہے تھے وہ مجھ سے' میں نے بھی ایسی ایسی کہانیاں سنادی ہیں انہیں کہ بس یاد ہی کریں گے"

"ارے واقعی" کیا کہانیاں سنادی ہیں تم نے سہیل' کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مجھ سے ان کے بارے میں معلومات حاصل کرلیں اور تمہیں جھوٹا بننا پڑے۔

سہیل ہنسنے لگا اور پھر اس نے وہ کہانیاں سنانا شروع کردیں جن میں اس نے مجھے ایک نہایت دلیر اور جانباز نوجوان بتایا تھا جس کا اس دنیا میں کوئی بھی نہیں تھا۔ غرض یہ کہ سہیل شاہ میرا بہترین مددگار ثابت ہو رہا تھا۔ اسی دوران ایک دلچسپ واقعہ پیش آگیا۔

سمندری راستے سے فیروز شاہ کا انتہائی قیمتی سامان آرہا تھا اور اسے وہاں سے لانے کی ذمہ داری سہیل شاہ کے سپرد تھی' مجھ سے خصوصی طور پر فیروز شاہ نے سہیل شاہ کی مدد کرنے کے لئے کہا تھا۔ زیادہ افراد کو لے جانا مناسب نہیں تھا بس ایک ٹرک ڈرائیور تھا۔ سہیل شاہ اور میرے علاوہ مزید تین افراد موجود تھے۔ موسم آج صبح ہی سے ابر آلود تھا کئی بار ہلکی ہلکی بوندا باندی ہوچکی تھی ہمیں ایک ایسے دور دراز ساحل کی

طرف جانا تھا جس کا ایک حصہ تفریحی طور پر استعمال ہوتا تھا' جہاں فیروز شاہ کی لانچ لگنے والی تھی وہاں گھنے درخت اور ناہموار راستہ تھا۔ کوئی باقاعدہ سڑک نہیں تھی وہاں لیکن اسی ناہموار راستے سے گزر کر اس چوڑی سڑک پر آیا جاسکتا تھا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر ایک سرکاری ادارے کے دفاتر تھے جو دن رات کام کرتے تھے فیروز شاہ نے ہمیں بریف کرتے ہوئے کہا تھا کہ ان دنوں وہاں کچھ زیادہ سختی کی جارہی ہے لیکن چونکہ یہ لانچ چل چکی تھی اور اسے معمول کے مطابق اسی پوائنٹ پر پہنچنا تھا جہاں سے یہ مال آتا ہے اس لئے احتیاط کے ساتھ اس پوائنٹ کو استعمال کرنا ہوگا۔ بہرحال ہم پر اعتماد کیا گیا تھا۔ رات کی تاریکی میں ہم دور سے اس لانچ کے ہلکے ہلکے سگنل دیکھ رہے تھے جو ساحل کی جانب بڑھتی جارہی تھی۔

لانچ والوں ہی کو یہ سامان ہمارے ٹرک پر منتقل کرنا تھا اور ہمیں صرف اس کی نگرانی کرنی تھی۔ چنانچہ ہم لوگ مطمئن تھے سوائے اس کے کہ اطراف سے باخبر رہا جائے۔ اس وقت بھی ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی اور فضا میں ایک خوشگوار کیفیت طاری تھی۔ میں دلچسپی سے اس مرحلے سے گزر رہا تھا اور یہ اندازہ لگا رہا تھا کہ اسمگلنگ کا صحیح طریقہ کیا ہوتا ہے۔

بالآخر لانچ ساحل سے لگ گئی اس پر سے خاص قسم کے تختے خشکی پر منتقل کردیئے گئے اور اس کے بعد لانچ کے ملاح سامان اتار اتار کر خشکی پر بار کرنے لگے۔ یہ کام انہوں نے نہایت برق رفتاری سے کیا' پھر سارا سامان ٹرکوں پر منتقل کیا جانے لگا۔ چھوٹے بڑے کارٹن تھے جن کی تعداد اچھی خاصی تھی۔

ہم چاروں طرف سے مستعد اپنے کام میں مصروف تھے۔ لانچ نے مال ان لوڈ کرکے اپنا کام ختم کیا اور واپس سمندر میں روانہ ہوگئی۔ آخری بار ہم نے ٹرک پر چڑھ کر مال کا جائزہ لیا۔ سہیل شاہ اور میں عقبی حصے میں ہی بیٹھ گئے اور ٹرک اسٹارٹ ہو کر چل پڑا۔ ناہموار راستے پر اس کی رفتار بہت سست رہی' لائٹیں بھی نہیں جلائی گئی تھیں اور طے یہ کیا گیا تھا کہ سڑک پر پہنچنے کے بعد روشنیاں جلائی جائیں گی پھر ٹرک جیسے ہی کچے کے راستے سے سڑک پر پہنچا اور اس کی ہیڈ لائٹس روشن ہوئیں اچانک ہی کچھ اور روشنیاں اس کے ساتھ ساتھ ہی روشن ہوگئیں۔ اور انہوں نے ٹرک کو گھیرے میں لے لیا۔ پھر اس کے ساتھ ہی کسی موٹر بائیک کے اسٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی اور سہیل شاہ نے چیختے ہوئے کہا۔

"چلو۔۔۔!"

ٹرک ڈرائیور نے رخ بھی درست نہیں کیا تھا بلکہ جس رخ پر ہمیں جانا تھا اس کے مخالف سمت دوڑنا پڑا کیونکہ روشنیاں اس سمت سے آئی تھیں جدھر ہمیں جانا تھا۔ سہیل شاہ بدحواس ہوگیا تھا میں بھی کس قدر پریشان نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ غالباً کسی شکل میں مخبری ہوگئی تھی۔ ایک لمحے میں مجھے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ اب میرا عمل کیا ہو' سہیل شاہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر پیچھے آنے والی موٹر بائیک کو دیکھ رہا تھا اس نے حیران لہجے میں کہا۔

"پولیس والا ہی ہے مگر اکیلا۔۔۔ اور پھر فوراً" ہی اس کے اس خیال کی تردید ہوگئی کیونکہ عقب میں جیپ کی روشنیاں بھی جل اٹھی تھیں' سہیل شاہ نے سرد لہجے میں کہا۔

"یہ خطرناک بات ہوگئی"

میں بھی تشویش زدہ نگاہوں سے تعاقب کرتی ہوئی جیپ کو دیکھ رہا تھا۔ وہ محتاط انداز میں آگے بڑھ رہے تھے پھر اچانک ہی جیپ سے فائرنگ شروع ہوگئی' موٹر بائیک جیپ سے پیچھے پہنچ گئی تھی' یہ ایک منظم حملہ تھا' ٹرک کو روکنے کے لئے۔۔۔ مجھے اور سہیل شاہ کو اپنا بچاؤ کرنا پڑا۔۔۔ لیکن اس کے بعد سہیل شاہ نے جوابی کارروائی کرنا شروع کردی تھی۔ اس نے خود کار رائفل سے لگاتار کئی فائر کئے۔ جیپ لہرانے لگی اور ادھر سے بھی فائرنگ تیز ہوتی چلی گئی۔ سہیل شاہ دانت بھینچے فائرنگ کر رہا تھا۔ میں نے بھی رائفل سنبھال لی لوگوں کو اس بارے میں ابھی کوئی ہدایت نہیں کی گئی تھی۔ لیکن اب اتنی مہارت مجھے بے شک تھی کہ میری رائفل سے ہونے والے فائر ہوا میں ہو رہے تھے اور ان سے جیپ کو خطرہ نہیں تھا۔ لیکن

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سہیل شاہ اپنا بچاؤ کر رہا تھا۔ اچانک ہی جیپ کی ہیڈ لائٹس رائفل کی گولیوں کی زد میں آگئیں اور تاریک ہوگئیں اس کے ساتھ ہی ہم نے بریکوں کی چرچراہٹ بھی سنی تھی۔ غالباً گولیاں جیپ کے ریڈی ایٹر میں گھس گئی تھیں اور جیپ ناکارہ ہوگئی تھی پھر تھوڑا سا فاصلہ طے کرنے کے بعد ہم نے موٹر بائیک کی آواز سنی اور صورت حال کا ہمیں بخوبی اندازہ ہوگیا موٹر بائیک پر جو پولیس آفیسر تھا وہ مسلسل ٹرک کے پیچھے آرہا تھا۔ سہیل شاہ نے پھر رائفل سنبھال لی۔ میرا دل اب دکھنے لگا تھا جیپ والوں کا جو کچھ ہوا وہ تو الگ مسئلہ تھا۔۔۔ لیکن موٹر بائیک پر جو کوئی بھی ہے اس کی موت اب یقینی ہوگئی تھی اس وقت اب ایسی کوئی ترکیب سمجھ میں نہیں آسکتی تھی جس کے ذریعے سہیل شاہ کو روکا جاسکے۔۔۔

سہیل شاہ نے پھر فائرنگ شروع کردی لیکن موٹر بائیک پر جو کوئی بھی تھا کافی ماہر معلوم ہوتا تھا' کیونکہ اس نے موٹر بائیک کو اس مہارت سے لہرانا شروع کردیا کہ وہ رائفل کی زد میں نہیں آسکی۔ سہیل شاہ نے بے شمار فائر کئے اور اس کا نشانہ لینے میں کامیاب نہیں ہوسکا اس نے تشویش بھرے انداز میں کہا۔

"اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم اپنے پوائنٹ سے الگ آگئے ہیں اور اب جس راستے پر چل رہے ہیں وہاں پہنچ کر ہمیں زیادہ پولیس کا سامنا کرنا پڑجائے گا۔ وہاں پر مقابلہ نہیں کرسکیں گے۔ میں اس کم بخت کو یہیں روک کر واپسی کا سفر چاہتا ہوں"

اس نے ایک بار پھر موٹر بائیک پر سوار پولیس آفسر کو رائفل کے نشانے پر لینے کی کوشش کی۔ لیکن اس میں اسے اب بھی کامیابی حاصل نہیں ہوسکی' ڈرائیونگ سائڈ سے اس بارے میں ہدایت لی گئی تو سہیل شاہ نے پریشانی سے گردن کھجاتے ہوئے کہا۔

"دیکھنا پڑے گا اب دیکھنا پڑے گا' کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا۔ اب اس سے آگے نہیں جاسکتے ہم۔ وہ کم بخت قریب آتا چلا جارہا ہے کیا کیا جائے؟"

"سہیل شاہ' مجھے نیچے اتار دو۔۔۔" میں نے کہا

"کیا مطلب؟"

"تفصیل میں نہ جاؤ مجھے نیچے اتار دو۔۔۔"

"مم مگر وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ"

"میں اسے روک لوں گا۔۔۔ براہ کرم تم مجھے نیچے اتار دو۔۔۔"

سہیل شاہ نے ایک لمحے سوچا' پھر گہری سانس لے کر ڈرائیور سے کہا کہ رفتار تیز کرکے ایک دم بریک لگادے میں تیار ہوگیا۔ حالانکہ خطرناک بات تھی لیکن اب خطرہ تو مول لینا ہی تھا۔ پولیس آفیسر کی جان بھی بچانا چاہتا تھا جونہی بریک لگے میں نیچے کود گیا اور قلابازی کھا کر سیدھا ہوگیا۔ سڑک کے بیچوں بیچ تھا ایک لمحے میں موٹر سائیکل کی زد میں آگیا جب کہ ٹرک آگے نکل گیا تھا۔ موٹر سائیکل سوار نے روشنی میں مجھے دیکھا۔ میں نے دونوں ہاتھ بلند کردیئے تھے۔ وہ میرا جسم بچا کر آگے نکل گیا۔ لیکن پھر دفعتاً ہی اس نے ایک راؤنڈ لیا اور پیٹ کے پیچھے آگیا میرے گرد ایک چکر لگانے کے بعد اس نے موٹر بائیک اسٹارٹ ہی رہنے دی اور اسے اسٹینڈ کرکے پستول سیدھا کئے ہوئے میرے قریب آگیا۔

"اگر ذرا بھی بدن کو جنبش دی تو اتنے سوراخ کروں گا جسم میں کہ گنے نہیں جاسکیں گے"

"نہیں سر میں جسم کو جنبش دوں گا ہی نہیں کہ آپ کو سوراخ کرنے کی ضرورت پیش آئے۔"

"میں جانتا ہوں کہ تم نے یہاں رک کر ٹرک کو نکل جانے کا موقع دیا ہے لیکن تمہارے بدن کی پوری کھال اتار کر میں تم سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کروں گا خبردار منع کرچکا ہوں کہ جسم کو جنبش نہ دو۔۔۔"

"نہیں سر آپ میری تلاشی لے سکتے ہیں میں نہتا ہوں۔۔" میں نے کہا اور انسپکٹر میرے قریب آگیا۔ نوجوان ایک خوب صورت آدمی تھا اس نے مجھے بغور دیکھا اور پستول کی نال میری کنپٹی پر رکھ کر میرے جسم کی تلاشی لے ڈالی۔ پھر میرا کالر پکڑ کر مجھے آگے دھکیلنے لگا۔

"میں چل رہا ہوں سر' آپ بلاوجہ ہی یہ تکلیف کررہے ہیں۔"

فضول باتوں سے گریز کرو۔ چلو میرے ساتھ چلو' کیا تم بائیک چلانا جانتے ہو"

میں اس کا مطلب سمجھ گیا۔ میں نے ہنستے ہوئے کہا "جی ہاں جانتا ہوں آپ یقیناً" بائیک پر میرے پیچھے بیٹھیں گے مجھے پستول سے کور کرکے"

"بہت زیادہ ذہین بننے کی کوشش مت کرو"

"نہیں سر ایسی کوئی بات نہیں ہے"

موٹر سائیکل کے قریب پہنچ کر اس نے مجھے اشارہ کیا اور میں نے موٹر سائیکل کے ہینڈل کی جانب ہاتھ بڑھادیئے تاکہ اسے اسٹینڈ سے نیچے اتاروں۔ لیکن میری چالاکی وہ نہیں سمجھ سکا۔ میں نے اچانک ہی اس کی پنڈلی میں ٹھوکر ماری۔ خاصی زوردار ضرب تھی اس کے حلق سے کراہ نکل گئی۔ پستول والا ہاتھ ذرا سا لچک کھا گیا اور مجھے بھرپور موقع مل گیا۔ میں نے پستول پر ہاتھ مارا اور پستول اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جاگرا۔ میرا دوسرا کھڑا ہاتھ اس کے سر کے پچھلے حصے پر پڑا تھا اور اس کے بعد ایک زوردار ہاتھ گردن کی اس مخصوص رگ پر جس کے بعد کسی گھوڑے کو بھی اپنے ہوش و حواس سنبھالنا مشکل ہوجائے۔

وہ جھول گیا لیکن میں نے اسے زمین پر نہیں گرنے دیا تھا اس نے دونوں ہاتھوں سے خلاء میں کچھ ٹٹولنے کی کوشش کی لیکن حواس پر قابو نہیں پاسکا میں اسے آہستہ سے اٹھا کر سڑک کے کنارے لے آیا اور اسے لٹاتے ہوئے کہا۔

"سوری ڈیر انسپکٹر ویسے تمہاری اس دلیری کو میں یاد رکھوں گا"

اس کے بعد بائیک لے جانا ضروری تھا کیونکہ مجھے ٹرک تک پہنچنا تھا۔ میں بائیک اسٹارٹ کرکے چل پڑا اور چند لمحات کے بعد کچھ فاصلے پر کھڑے ہوئے ٹرک کے نزدیک پہنچ گیا۔ وہ لوگ ٹرک سے نیچے اتر کر ادھر ادھر چھپ گئے تھے۔ یقینی طور پر اگر میری جگہ انسپکٹر ہوتا تو اس وقت بھی مارا جاتا۔ لیکن انہوں نے مجھے پہچان لیا۔ ہم نے بائیک وہیں چھوڑی اور ٹرک پر بیٹھ کر برق رفتاری سے واپسی کے لئے مڑ کر چل پڑے۔ انسپکٹر سڑک کے کنارے بے ہوش پڑا ہوا تھا البتہ جیپ کے نزدیک سے گزرتے ہوئے ہمیں گولیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ٹرک کی ساری لائٹس بجھا دی گئی تھیں تاکہ اس کا نمبر نہ دیکھا جاسکے۔ ہم وہاں سے گزر گئے اور اس کے بعد طویل فاصلہ طے کرکے بالآخر اس گودام تک آگئے' جہاں یہ مال کلیئر کرنا تھا۔۔۔ یہاں آکر سب مصروف ہوگئے سہیل شاہ میرے ہاتھ کی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر گودام ہی میں بنے ہوئے آفس کے ایک کمرے میں آبیٹھا تھا اس نے غراتے ہوئی آواز میں کہا۔

"آج کا یہ معرکہ بالکل غیر متوقع تھا میرے لئے حیرانی اس بات کی ہے کہ یہ کون کم بخت تھا۔ یقینی طور پر اس علاقے میں کوئی نیا آفیسر آیا ہوا ہے بہرحال معلومات ہوجائیں گی اس بارے میں۔ جی تو چاہتا ہے آج کی بدتمیزی کی اسے بھرپور سزا دی جائے۔ ڈیڈی سے بات کروں گا' دیکھوں گا۔ لیکن میرے دوست تم نے آج بھی جو کارنامہ سرانجام دیا ہے وہ قابل ستائش ہے"

میں ہنسنے لگا۔ کافی دیر کے بعد ہم وہاں سے واپس چلے تھے۔ بہرحال میرے ذہن میں بڑا تجسس تھا۔ انسپکٹر بے چارے کو پنڈلی کی چوٹ برداشت کرنا پڑی تھی۔ اس کے بعد وہ ہوش میں آئے گا تو یقینی طور پر تھوڑا سا فاصلہ طے کرکے اس بائیک تک پہنچ جائے گا۔ بائیک میں۔ میں نے چابی لگی رہنے دی تھی تاکہ اسے کوئی دقت نہ ہو۔

اسی کارنامے کو دوسرے دن فیروز شاہ نے سنہرے الفاظ میں سجایا اور مجھے انتہائی مبارکباد دی' سہیل شاہ پورا پورا حق دوستی ادا کررہا تھا۔ فیروز شاہ نے پر مسرت انداز میں کہا۔

"تمہاری شمولیت کے بعد سلطان حقیقتاً" میری ہمت بہت بڑھ گئی ہے تمہارے بل پر میں اپنے کاروبار کو اور آگے بڑھا سکتا ہوں۔ بس یوں سمجھ لو کہ اب تم ہمارے لئے ایک لازمی حیثیت اختیار کرچکے ہو۔ سہیل! سلطان جمالی کے لئے انتہائی اعلیٰ درجے کی رہائش کا بندوبست کرو ان کی پرانی جگہ ختم کردو۔ اب انہیں ہمارے معزز ساتھیوں کی طرح ایک اعلیٰ زندگی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گزارنی چاہیے"

"ٹھیک ہے ڈیڈی۔۔۔ یہ بات پہلے ہی میرے ذہن میں تھی، ہم اس پر کام شروع کردیں گے"

میں خاموشی سے گردن جھکائے، مسکراتا رہا تھا، اسی دن شام کو تقریباً چار بجے آفس میں، میں نے آفتاب کمال کو طلب کیا اور اس کے ساتھ میٹنگ میں بیٹھ کر یہ طے کرنے لگا کہ اس حد تک پہنچنے کے بعد ہمارا آئندہ قدم کیا ہونا چاہیے آفتاب کمال نے کہا۔

"چیف یہ ساری معلومات آپ نے حاصل کرلی ہیں میرے خیال میں اب میں ان پوائنٹس پر اپنی کاروائی کرتا ہوں یعنی فیروز شاہ کے وہ گودام، ان کی صورت حال، ساری تفصیل کے ساتھ قلم اور کاغذات پر منتقل کئے دیتا ہوں۔ پھر ہم اکھٹی ہی کارروائی ایک ساتھ کرڈالیں گے۔ لیکن آپ اگر اس سلسلے میں کوئی اور بہتر مشورہ دینا چاہیں تو میں اسے اولیت دوں گا"

میں نے مسکراتے ہوئے آفتاب کمال کو اس کا عمل جاری رکھنے کی ہدایت کی اور پھر اٹھ کر اپنے دفتر کی جانب چل پڑا۔ دفتر میں بیٹھ کر میں نے فریدہ کو فون کیا اور اس سے بات کرنے لگا۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ دفتر کے دروازے پر دستک ہوئی۔ آفتاب کمال کے علاوہ کسی اور کو یہ دفتر معلوم نہیں تھا یا پھر سہیل اس کے بارے میں جانتا تھا۔ یہی دونوں ذہن میں تھے۔ سہیل سے تو اس وقت آنے کی کوئی بات ہی نہیں ہوئی تھی۔ آفتاب کمال ہی ہوگا میں نے دل میں سوچا اور دفتر کا دروازہ کھول دیا۔ لیکن اپنے سامنے اسی انسپکٹر کو موجود پاکر جس نے ہمارا تعاقب کیا تھا اور میں نے اسے بے ہوش کردیا تھا میری آنکھیں شدت حیرت سے پھیل گئیں۔ میں نے اس کے عقب میں نظر دوڑائی۔ لیکن اس وقت بھی وہ احمق شاید تنہا ہی آیا تھا۔ میں نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی سر میرے لائق کوئی خدمت ہے؟"

"ہاں۔۔۔" انسپکٹر نے زہریلے لہجے میں کہا اور خود ہی ٹانگ کو پیچھے کرکے دروازہ بند کردیا اور میری جانب سے رخ بدلے بغیر اس کی چٹخنی چڑھادی۔ میں واقعی متاثر ہوگیا تھا۔ نجانے کس طرح اس نے اس دفتر کا پتا معلوم کرلیا اور یہاں پہنچ گیا"

"تمہارا چہرہ بتاتا ہے کہ مجھے دیکھ کر تم سخت حیران ہوگئے ہو۔ غلط تو نہیں کہا میں نے۔۔۔؟"

"نہیں انسپکٹر میں واقعی تمہیں یہاں دیکھ کر حیران ہوگیا ہوں"

"تو یہ ہے تمہاری عیش گاہ۔ ویری گڈ ویری گڈ۔۔۔ لیکن دوست میرا نام بھی تصور علی ہے۔ انسپکٹر تصور علی۔ مجھ سے بچنا تمہارے بس میں نہیں تھا اور اب تم اپنے آپ کو میرے حوالے کردو"

"تنہا آئے ہو انسپکٹر؟" میں نے سوال کیا۔۔۔

"بالکل تنہا۔۔۔ وہ لمحات ایسے عجیب تھے کہ تمہارے سلسلے میں۔۔۔ میں کوئی مناسب فیصلہ نہیں کرپایا تھا میرا ذہن فرار ہوجانے والے ٹرک کی جانب لگا ہوا تھا۔ ورنہ میرے دوست تم کسی طرح مجھے قابو میں کرکے بے ہوش نہیں کرسکتے تھے۔ بے شک یہ دفتر ہے۔ لیکن اگر تمہارے ہی دفتر میں تمہاری صحیح طرح کی پٹائی ہوجائے تو کیسا رہے گا۔" انسپکٹر تصور نے کہا۔

خوب صورت سبز آنکھوں والے اس نوجوان کو دیکھ کر دل میں پیار ابھر رہا تھا۔ نام تھا تصور۔ بالکل نوجوانی کی عمر تھی، پرجوش، امنگوں سے بھرپور میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ ساری باتیں ظاہر ہے میرے لئے پریشان کن ہیں انسپکٹر تصور۔ لیکن اس کے باوجود میں آپ کو ایک معزز مہمان کی حیثیت سے خوش آمدید کہتا ہوں۔"

"کیا تم اس بات سے انکار کروگے کہ تم اسمگلر ہو اور کیا تم اس بات سے انکار کروگے کہ اس رات تم نے مجھ پر حملہ کرکے مجھے بے ہوش کردیا تھا اور تمہارے ساتھیوں نے جیپ پر فائرنگ کی تھی جس سے دو کانسٹیبل زخمی ہوگئے۔ کیا اس ٹرک میں سمندر سے حاصل کیا ہوا اسمگلنگ کا سامان نہیں تھا۔۔۔؟"

"بالکل انکار نہیں کروں گا" انسپکٹر، لیکن آپ سے یہ چاہوں گا کہ اس وقت تھوڑی سی مفاہمت سے کام لیں مجھ سے باتیں کریں بیٹھ کر۔ آپ چاہیں تو پہلے

میری اور اس دفتر کی تلاشی لے لیں تاکہ آپ کو یہ احساس نہ رہے کہ یہاں آپ کو کوئی خطرہ پیش آسکتا ہے۔"

"میں تم سے تمام باتیں پولیس اسٹیشن چل کر کرنا چاہتا ہوں"

"انسپکٹر کچھ لین دین کی بات ہوجائے تو کیا حرج ہے، ابھی آپ نے یقینی طور پر اپنے کیریئر کا آغاز کیا ہے ابھی سے اپنی مالی حالت مضبوط نہ کریں گے تو مستقبل میں کیا کریں گے۔۔۔؟"

"رشوت" انسپکٹر نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا

"محبت سے اگر کچھ دیا جائے تو اسے رشوت کا نام دینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے"

"بہت چرب زبان انسان ہو۔ ان زیورات کے بارے میں کیا خیال ہے؟" انسپکٹر نے جیب سے ہتھکڑیاں نکال کر سامنے کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تو آخری منزل ہوتی ہے انسپکٹر جب کہ ہمارے تمہارے درمیان مفاہمت کی کوئی سبیل نہ رہے"

"اب خاموشی سے اپنے ہاتھ آگے بڑھاؤ اور یہ ہتھکڑیاں پہن لو"

"یہ بھی نہیں بتاؤ گے انسپکٹر کہ یہاں کا پتا کیسے معلوم کیا تم نے۔۔۔؟"

"تمہارا تعاقب کرکے۔ نظر آگئے تھے تم مجھے پچھلے دن۔ اور میں نے یہاں سے تمہارا تعاقب کرکے تمہارا یہ دفتر دیکھ لیا تھا۔ لیکن اس وقت میں اس پوزیشن میں نہیں تھا کہ تمہیں گرفتار کروں۔ لیکن یہ عزم میں نے ضرور کرلیا تھا کہ تمہیں تمہاری ذہانت کا مزہ ضرور چکھاؤں گا"

"گڈ ویری گڈ، ویسے تم ایک ذہین انسان ہو، میرے دل میں تمہارے لئے قدر پیدا ہوگئی ہے۔ ایک جذبہ جاگ اٹھا ہے اور تم یہ سمجھ لو کہ اس جذبے سے تمہاری تقدیر بدل جائے گی"

"تم جیسے جرائم پیشہ لوگ اصل میں اپنے آپ کو دوسرے انسانوں کی تقدیر کا مالک سمجھنے لگتے ہیں۔ یہ تصور بے شک ایک اہمیت رکھتا ہے تمہارے پاس اس کے وسائل موجود ہیں لیکن تصور کو خبر، جانتے تم۔۔۔ میرا باپ بھی انسپکٹر تھا میں بھی انسپکٹر ہوں، میرے باپ نے بھی اپنے فرض کی انجام دہی میں سینے پر گولیاں کھائی تھیں اور میرے دل میں بھی یہی آرزو ہے کہ اپنے فرض کی تکمیل پر قربان ہوجاؤں اب تم خود ہی فیصلہ کرلو کہ کس قسم کا لین دین مجھ سے ہوسکتا ہے"

"جو رشوت میں تمہیں دوں گا انسپکٹر وہ بہت قیمتی ہوگی تمہارے تصور سے بھی آگے"

"بس بات ختم ہوچکی۔۔۔ ہاتھ آگے بڑھاؤ۔۔۔"

"جیسی تمہاری مرضی، چلو ٹھیک ہے ہم بقیہ معاملات تھانے چل کر طے کرلیں گے"

میں نے اس دوران اپنے ذہن میں منصوبہ ترتیب دے لیا اور سوچ لیا کہ مجھے کیا کرنا ہے۔ انسپکٹر بہرحال نوجوان تھا۔ میری طرح تجربہ کار نہیں تھا۔ میں جانتا تھا کہ ایک ہاتھ سے وہ میرے دونوں ہاتھوں میں ہتھکڑی لگانے کی کوشش کرے گا اور توجہ کی ذرا سی تبدیلی ہی اس کے لئے مشکل بن جائے گی اور یہی ہوا۔ اس نے میرے ہاتھ میں ہتھکڑی لگانا چاہی تو میں نے بڑے اطمینان سے بدن کو ذرا سی جنبش دے کر ایک بار پھر اس کا پستول اس کے ہاتھ سے نکال دیا۔ انسپکٹر نے فوراً ہی پلٹ کر کراٹے کا ایک داؤ مارنے کی کوشش کی لیکن میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اطمینان سے اٹھایا اور فرش پر پٹخ دیا۔ پھر میں نے جھپٹ کر اس کا پستول اپنے قبضے میں کرلیا اور اس کے سر کا نشانہ لیتے ہوئے بولا۔

"اس وقت میں نے تمہاری زندگی کی دعائیں مانگی تھیں انسپکٹر جب ٹرک سے تم پر فائرنگ ہورہی تھی اور آج پھر۔۔۔ میں خوش ہوں اس بات پر کہ کوئی ایسی صورتحال پیش نہیں آئی جس سے تمہاری زندگی کو کوئی خطرہ لاحق ہوسکتا۔ بہرحال میری طرف سے پیار۔۔۔ تمہارے اس پستول سے صرف ان چھ گولیوں کا تحفہ وصول کئے لیتا ہوں باقی یہ تمہاری نذر۔۔۔" میں نے پستول کا چیمبر کھولا، گولیاں نکال کر جیب میں ڈالیں اور جیسے ہی پستول خالی ہوا، انسپکٹر نے پھرتی سے اٹھ کر

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مجھ پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن میں نے جھکائی دے کر اس کا سر اپنی بغل میں دبایا اور ایک بار پھر اسے زور سے دروازے کی جانب دھکیل دیا۔ انسپکٹر بھی جھونک میں دروازے کی سمت چلا گیا تھا۔ لیکن میں نے فوراً ہی دوسرے کمرے کی جانب چھلانگ لگادی اور غڑاپ سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوگیا۔ پھر دروازہ بند کرنے میں بھی مجھے کوئی دقت نہیں ہوئی تھی اس کے فوراً ہی بعد میں نے کمرے میں رکھی ہوئی ایک لمبی رسی اٹھائی اس کا ایک سرا کھڑکی سے نیچے ایک ایسی مضبوط جگہ باندھا جہاں سے اس کے ذریعے نیچے اترا جاسکتا تھا اور اس کے بعد بقیہ رسی نیچے اچھال دی۔ دروازے کے عین نزدیک اس کے اوپر دو چھتی بنی ہوئی تھی، میں نے رسی کھڑکی سے باہر لٹکائی اور پھرتی سے پلٹ کر دو چھتی پر پہنچ گیا اور یہاں میں نے آرام سے اپنے آپ کو دو چھتی میں محفوظ کرلیا۔ انسپکٹر بھی جوش میں ڈوبا ہوا تھا۔ میں نے بند دروازے پر ٹکروں کی آوازیں سنیں، پھر دروازہ کھل گیا۔ اور انسپکٹر اندر گھس آیا۔ میں بڑے آرام سے دو چھتی سے اس کا جائزہ لے رہا تھا۔ انسپکٹر تیر کی طرح کھلی کھڑکی پر پہنچا تھا۔ اور پھر ایک منٹ تک رسی کو پکڑے نیچے دیکھتا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بے بسی اور ناکامی کے آثار تھے۔ کچھ دیر کے بعد وہ واپس پلٹا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ دیر تک میں کھڑبڑاہٹیں سنتا رہا تھا۔ پھر خاموشی طاری ہوگئی تھی۔ مزید کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد میں نیچے اتر آیا۔ کمرہ کھول کر جھانکا۔ پھر دوسرے کمرے میں آگیا۔ انسپکٹر نے آفس کی تلاشی لی تھی۔ تمام چیزیں بکھری ہوئی پڑی تھیں۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ انسپکٹر نے دروازہ باہر سے مقفل کردیا تھا۔ البتہ ایک احسان کیا تھا اس نے وہ یہ کہ فون کو نقصان نہیں پہنچایا تھا۔

میں نے آفتاب کمال کو فون کیا۔۔۔ "یس چیف۔۔۔" دوسری طرف سے اس کی آواز سنائی دی۔

"۔۔۔ گرفتار ہوچکا ہوں"

"جی چیف سمجھا نہیں۔" آفتاب کمال کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"میرے کمرے پر آؤ۔۔۔ باہر سے دروازہ بند ہے، ہوسکتا ہے سیل کردیا گیا ہو۔ لیکن چونکہ میں اندر ہوں اس لئے سیل توڑنی پڑے گی مگر جلدی کرو"

"چیف بالکل نہیں سمجھا"

"یار اس وقت سمجھو گے جب پولیس کے جوان دروازے پر تعینات ہوجائیں گے"

"آرہا ہوں۔۔۔" آفتاب کمال نے کہا

تھوڑی دیر کے بعد میں آفتاب کمال کے کمرے میں بیٹھا تفصیل بتارہا تھا۔

پوری کہانی سن کر وہ بولا "اس کا مطلب ہے تصور علی ذہین نوجوان ہے"

"یقیناً" "اور میں اسے پیار کرنے لگا ہوں"

" قسمت کھل گئی بے چارے کی لیکن یہ چیف؟"

"اس کا پروگرام ہے میرے پاس"

" وہ کیا۔؟" آفتاب نے پوچھا اور میں اسے اپنا پورا منصوبہ سمجھانے لگا۔ آفتاب کمال نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ اس سے پہلے کہ سہیل شاہ سے مستقل رابطہ قائم ہوجائے، ایک انتہائی اہم کام سرانجام دے لینا تھا۔ وہاں سے نکل آیا۔ بہت سے ٹھکانے تھے اب میرے پاس۔ اور مجھے اپنے محفوظ رہنے کے لئے کوئی مشکل پیش نہیں آسکتی تھی۔ چنانچہ ایک محفوظ جگہ سے کرنل اعجاز سے رابطہ قائم کیا۔ اس وقت یہ رابطہ قائم نہیں ہوسکا تھا لیکن چند گھنٹوں کے بعد دوبارہ کوشش کرنے کے بعد کرنل اعجاز مل گئے۔ سلام کرنے کے بعد میں نے انہیں اپنا نام بتایا تو وہ مسرور لہجے میں بولے۔

" اخاہ جہانگیر جمال شاہ کہو بھئی کیسے ہو خیریت تو ہے نا، اس سے پہلے تو ہم ہی تم سے رابطہ کرتے رہے تھے یہ آج ہماری تقدیر کیسے جاگ گئی۔۔۔؟"

" سر آپ سے ملاقات چاہتا ہوں اگر آپ کو فرصت مل سکے۔"

"تمہاری ملاقات کا مطلب ہم اچھی طرح جانتے ہیں اور انتظامیہ کے ایک خادم کو ملک کی فلاح و بہبود کے لئے ہر وقت فرصت رہتی ہے۔ بولو کب آسکو

گے۔؟"

" سر وہ سیانوں نے کہا ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہوسکے"

"تم نے محاورے کو بھی تکلف میں ڈھال دیا خیر ساڑھے دس بجے تک میرے گھر آسکتے ہو۔۔؟"

"یقیناً جناب۔۔۔"

" تمہارے بارے میں سیکورٹی کو ہدایت کردوں گا۔" کرنل اعجاز نے کہا۔

ساڑھے دس بجے میں کرنل اعجاز کی کوٹھی میں داخل ہوگیا تھا۔۔۔ انہوں نے میرا پرجوش خیر مقدم کیا، کہنے لگے

"تم سے گفتگو کرنے کے بعد افسوس ہوا کہ میں نے تمہیں ڈنر پر ہی کیوں نہ بلالیا۔ خیر عمدہ کافی کے دوران ہماری گفتگو چلے گی۔ یہ بتاؤ سب خیریت تو ہے نا؟"

"جی سر بس یہ ہمارے اہل وطن اپنی برائیوں سے باز نہیں آتے یہاں یوں تو بہت سی گندگی پڑی ہوئی ہے جسے صاف کرنا ملک کے لئے بے حد ضروری ہے، لیکن کیا کیا جائے سر، یہ سرمایہ دار بھی ملک کی ضرورت ہی ہوتے ہیں۔ سب ہی سے بگاڑلی جائے تو بہت سے مسائل درپیش ہوں گے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان میں سب ہی برے ہیں۔ لیکن جتنے بھی ہیں برے تو برے ہی ہوتے ہیں۔ جو اچھے ہیں اور ملک کی بہتری کے لئے سوچتے ہیں وہ تو خود ہمارا قیمتی سرمایہ ہیں"

"پھر کوئی منظر عام پر آگیا۔۔۔؟"

"جی سر۔"

"اور یقیناً بڑی مچھلی ہوگی۔۔۔؟"

"جی۔۔۔ ورنہ میں خود ہی اس پر ہاتھ ڈال لیتا"

" میں سمجھتا ہوں، لیکن اس دوران جو کچھ تم کرچکے ہو جہانگیر جمال شاہ وہ اس قدر اعلیٰ پیمانے کی باتیں ہیں کہ بھلا تم سے کون منحرف ہوسکتا ہے۔ تم نے بارہا وطن کی آبرو بچائی ہے۔ کہو اس بار کون ہے۔۔؟"

"[illegible] شاہ"

"کانوں کو یہ نام شناسا سا لگتا ہے۔ شاید چہرہ بھی

شناسا ہی ہو۔ وہ بھی ایک سرمایہ دار ہے نا۔۔؟"

"جی سر۔۔۔"

" کچھ حاصل کرچکے ہو اس کے بارے میں۔۔۔؟"

"جی ہاں انتہائی موثر پیمانے پر۔ آپ یوں سمجھ لیجئے کہ وہ ایک بدترین اسمگلر اور قاتل ہے، بہت سے معاملات میں ملوث ہے۔ بڑے بڑے گوداموں میں اس نے کروڑوں روپے کا غیر ملکی مال بھر رکھا ہے جو اسمگل ہوکر آتا ہے اور بے شمار جرائم میں ملوث ہے وہ۔"

ثبوت مل چکے ہیں۔۔۔؟"

"جی سر۔۔۔"

"کوئی شخصیت راستہ روک رہی ہے۔۔؟"

"نہیں سر آپ کو علم ہے کہ شہباز احمد صاحب کے بعد میرے سارے روابط منقطع ہوچکے ہیں اور میں کسی سے براہ راست نہیں حل ہوسکتا"

" تم باقاعدہ محکمہ پولیس جوائن کیوں نہیں کرلیتے؟ میں اس کے لئے کام کرسکتا ہوں"

"نہیں سر، یہ دوسرا راستہ جو میں نے منتخب کیا ہے، یہ اس سے بھی بہتر ہے کچھ پابندیاں خودبخود ختم ہوجاتی ہیں۔ البتہ مجھے ایک ایسے سرپرست کی ضرورت ہے جو ان معاملات میں میری مدد کرسکے"

" میں حاضر ہو، میری زندگی حاضر ہے کیونکہ میں جہانگیر جمال شاہ کو جانتا ہوں"

"سر تو پھر مجھے ضرورت پیش آئے گی اور آپ کو اس سلسلے میں مدد کرنی ہوگی"

"کب تک۔۔؟"

"بہت مختصر وقت کے بعد۔۔۔"

"میں انتظامات کرلوں گا، بالکل بے فکر رہو ملٹری انٹیلیجینس کی طرف سے رپورٹ انسپکٹر جنرل کو جائے گی اور ان سے فوری مداخلت کی درخواست کی جائے گی"

"بس یہی چاہتا تھا سر۔۔۔"

"اس کے علاوہ بتاؤ۔۔۔؟"

" نہیں باقی سب ٹھیک ہے۔۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تو پھر اس کے لئے مطمئن رہو۔ میں تیاریاں کئے لیتا ہوں۔ اچھا ہے تم نے مجھے ہوشیار کر دیا"

کر... کے ساتھ کافی پی اور اس کے بعد وہاں سے نکل آیا پھر ایک ہوٹل سے سہیل شاہ کو ٹیلی فون کیا سہیل شاہ کے بارے میں' میں جانتا تھا کہ اس وقت کہاں مل سکے گا...... کچھ دیر کے بعد اس نے میرا فون ریسیور کیا......

"کہاں ہو..... آج اپنی رہائش گاہ پر نہیں تھے۔ کتنے ٹیلی فون کر چکا ہوں تمہیں ۔۔۔؟"

"کہاں مل سکوں گا آپ سے سہیل شاہ یوں سمجھ لیجئے کہ سخت خطرات میں گھرا ہوا ہوں"

"کیا مطلب ہے......؟"

"ٹیلی فون پر نہیں بتا سکتا"

"ہوں..... ایک پتا نوٹ کرو" مارسٹن اسکوائر کے بالکل عقب میں بنگلہ نمبر 908 کتنی دیر میں پہنچ سکتے ہو؟"

"میں تو فوراً" ہی پہنچ سکتا ہوں لیکن آپ۔۔۔۔؟"

"میرے دوست اگر تم کسی مشکل کا شکار ہو تو مجھے بھلا وہاں پہنچنے میں کتنی دیر لگ سکتی ہے۔۔۔؟"

"ٹھیک ہے سہیل شاہ صاحب' میں وہاں پہنچے جاتا ہوں۔"

"باہر ہی مل جانا۔ بعد میں اندر چلیں گے۔ وہاں حفاظتی اقدامات سخت ہیں۔" سہیل شاہ نے کہا اور اس کے بعد فون بند کر دیا گیا۔ میں نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی' سارا کام معمول کی طرح میری توقع کے مطابق ہی ہو رہا تھا۔ مارسٹن اسکوائر ایک وسیع و عریض علاقہ تھا اور بنگلہ نمبر نو سو آٹھ تلاش کرنے میں مجھے بالکل مشکل پیش نہیں آئی۔ البتہ کوئی بیس منٹ تک سہیل شاہ کا انتظار کرنا پڑا تھا۔ پھر اس کی کار مجھے نظر آ گئی دو آدمی اس کے ساتھ تھے۔ اس نے بھی مجھے دیکھ لیا اور اپنے برابر کا دروازہ کھلوایا کار اندر داخل ہو گئی تھی۔

خوب صورت بنگلہ تھا۔ اور وہاں بہت سے مسلح افراد موجود تھے۔ میں نے دلچسپی سے اس نئی جگہ کو دیکھا تھا۔

سہیل شاہ مجھے بنگلے کے ڈرائنگ روم میں لے آیا اس کے ساتھ آنے والے دوسری سمت چلے گئے تھے اس نے مجھے پر تجسس نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں کہو کیا بات ہے؟"

"میں انسپکٹر کی نگاہوں میں آ گیا ہوں اس انسپکٹر کی جس نے ہمارا تعاقب کیا تھا اور پھر میرے ہاتھوں زخمی ہو گیا تھا۔"

"تصور علی ہے اس کا نام۔ ڈاک کے علاقے میں تعینات ہوا ہے' نیا نیا نوجوان ہے' عارضی طور پر گڑبڑ کرے گا اس کے بعد ٹھیک ہو جائے گا اور اگر نہ ہوا تو ٹھیک کر دیا جائے گا۔ قصہ کیا ہوا۔۔؟"

"مجھے تلاش کرتا ہوا میری رہائش گاہ تک پہنچ گیا" میں نے کہا اور پوری کہانی سہیل شاہ کو سنا دی۔ سہیل شاہ ہونٹ بھینچ کر کچھ سوچنے لگا تھا۔ پھر اس نے کہا "خیر ہم ابھی کسی مشکل مسئلے میں نہیں پڑتے' وہ جگہ اگر پولیس کے علم میں آ گئی ہے تو تم اسے عارضی طور پر چھوڑ دو۔ یہ مکان کیسا ہے تمہاری رہائش گاہ کے لئے؟"

"بہت عمدہ ہے اگر کوئی الجھن نہ ہو تو۔"

"ڈیڈی عشق کرنے لگے ہیں تم سے۔ وہ خود کہہ رہے تھے کہ تمہارے لئے کسی عمدہ رہائش گاہ کا بندوبست کیا جائے۔ فی الحال یہیں آرام کرو۔ انسپکٹر کو دیکھ لیا جائے گا اس کی طرف سے بے فکر ہو جاؤ۔"

"ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں سہیل شاہ۔"

"کہو یار۔ اب بھی تم درخواستیں ہی کرتے ہو اتنے اچھے دوست بننے کے باوجود۔"

"انسپکٹر تصور علی میرا شکار ہے اسے کوئی اور نقصان نہ پہنچائے۔"

"ہوں۔ تمہاری فطرت کو میں اچھی طرح سمجھ چکا ہوں۔ ٹھیک ہے تم اس کا حساب کتاب چکا دینا۔ ہم لوگ اسے کچھ نہیں کریں گے لیکن یہ کام جلدی کرنا ہو گا۔ یا تو اسے ہماری مٹھی میں آ جانا چاہئے ورنہ؟"

سہیل شاہ ہنسنے لگا۔ میں نے بھی اس کا ساتھ دیتے ہوئے کہا۔

"اس کی پوری ذمہ داری مجھ پر چھوڑ دی جائے۔"

"اور کوئی خاص بات؟"

"نہیں بالکل نہیں۔ بس یہی اطلاع دینی تھی اور آپ نے فوراً" ہی اس کا بندوبست بھی کر دیا۔"

"کلب میں بڑا اچھا تفریحی پروگرام چل رہا تھا' بے چینی سے تمہارا انتظار کرتا رہا۔ پھر سوچا کہ شاید کہیں مصروف ہو گئے ہوں گے۔ لیکن اب تمہارا فون ملنے کے بعد میں وہ پروگرام چھوڑ کر آ گیا ہوں۔"

"اس کے لئے شکریہ کے علاوہ اور کیا کہہ سکتا ہوں سہیل شاہ صاحب۔" سہیل ہنستا ہوا اٹھ گیا پھر بولا۔

"میں سکندر کو ہدایت دیئے دیتا ہوں وہ یہاں تمہاری آسائشوں کا بندوبست کرے وے گا ویسے جلد ہی اس کا حل بھی نکال لیں گے کہ کوئی نہ کوئی مسئلہ طے ہو ہی جائے گا بالکل بے فکر رہو۔"

"کچھ دیر کے بعد وہ چلا گیا' سکندر نامی شخص نے جو اس عمارت کا انچارج تھا' مودبانہ انداز میں مجھ سے کہا۔ کہ میرے لئے ایک خوابگاہ منتخب کر دی گئی ہے میں دیکھ لوں اور مجھے اپنی یہ خوابگاہ بہت پسند آئی تھی رات بالکل پرسکون گزار دی۔ فوراً" ہی کوئی ایکٹیوٹی کر لینا خطرناک ہو سکتا تھا' دوسرے دن اس عمارت کا جائزہ لیا اور یہ معلوم کیا کہ یہاں اس قدر حفاظتی انتظامات کیوں ہوتے ہیں؟ عمارت کا جائزہ لیتے ہوئے مجھے اس قید خانے کے بارے میں بھی معلوم ہوا جہاں سہیل شاہ یا فیروز شاہ کے ذاتی قیدی رہا کرتے تھے اور اسی عمارت کے قید خانے میں مجھے ایک شخص نظر آیا جو شاید اس وقت ان لوگوں کا واحد قیدی تھا' سکندر ساتھ تھا اس نے مجھے اس بارے میں تفصیلات بتائی تھیں میں نے دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ سہیل شاہ نے در حقیقت ایک بہترین نظام قائم کر رکھا ہے' سکندر خوش اخلاق آدمی تھا اور پھر اسے سہیل شاہ نے جو ہدایات دی تھیں وہ انہی کے تحت کام کر رہا تھا اور انہی ہدایات میں شاید یہ ہدایت بھی شامل تھی کہ مجھ سے بھرپور تعاون کرے اور کسی مسئلے میں مجھ سے انحراف نہ کرے میں نے سکندر سے اس شخص کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا

"اس کا نام بخت جمال ہے کچھ عرصے پہلے سہیل شاہ کے ساتھیوں میں سے تھا لیکن اب باغی ہو گیا ہے اور بحالت مجبوری سہیل شاہ کو اسے یہاں قید کرنا پڑا ہے۔"

یہ نام سن کر میرے پورے جسم میں برقی رو دوڑ گئی تھی' بخت جمال' بخت جمال۔ یہی نام تو تھا جس شخص کے قتل کے الزام میں غیاث کو گرفتار کیا گیا تھا اس کا نام بخت جمال ہی تھا' سکندر کے سامنے کسی قسم کا اظہار خطرناک ہو سکتا تھا' چنانچہ میں نے بات کو نہایت خوبصورتی سے اڑا دیا۔

دوپہر تک کوئی ایسی خاص بات نہیں ہوئی۔' دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد آرام کیا شام کو اس عمارت میں چہل قدمی کی' سہیل شاہ کا فون ساڑھے چھ بجے کے قریب ملا تھا' اس نے کہا۔

"کہو ڈیئر بور تو نہیں ہو رہے' اگر کوئی ضرورت ہو تو بیان کر دو مطلب سمجھ رہے ہو ناں۔"

"ہاں سہیل شاہ صاحب بالکل بور نہیں ہو رہا اور نہ ہی کوئی ضرورت ہے' آپ نے یہاں بہت اچھا ماحول بنا رکھا ہے۔"

"کلب جاتا ہے' تمہارے بغیر سب کچھ پھیکا پھیکا لگتا ہے' اب یہ بتاؤ کوئی منصوبہ بنایا اس انسپکٹر کے بارے میں یا نہیں"

"ایک آدھ دن اور نکال لیتے ہیں اس کے بعد دیکھوں گا یہاں بہت پرسکون ہوں اور ایک طرح سے آرام کر رہا ہوں۔"

"مگر میں تمہاری کمی بری طرح محسوس کر رہا ہوں۔"

"ٹوٹل دو یا چار دن کی بات ہے سہیل شاہ صاحب اس کے بعد سارے معاملات بہتر ہو جائیں گے۔"

"اوکے اوکے کوئی پریشانی ہو تو مجھے بتاؤ۔"

"بالکل نہیں۔" میں نے جواب دیا اور اس کے بعد گفتگو کا یہ سلسلہ بھی منقطع ہو گیا۔

میں بالکل مطمئن تھا' اپنے بارے میں ابھی آفتاب کمال کو صورت حال بتانا ضروری نہیں تھا' بہرطور اس

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رات ڈنر کے بعد میں اس قید خانے کی جانب چل پڑا جہاں بخت جمال قیدی تھا، پچھلے کچھ واقعات ذہن میں آ رہے تھے اور فیض کا کردار نگاہوں کے سامنے تھا، بہرحال ایک ہی اندازہ ہوتا ہے، ایک ہی انداز میں سوچا جاسکتا ہے، بخت جمال نے مجھے تیکھی نگاہوں سے دیکھا، میں سلاخوں کے اس کٹہرے کے پاس پہنچ گیا، بخت جمال بستر پر پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوا تھا۔

"تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں"

"کیا سمجھتے ہو اس کے جواب میں میں تمہاری جی حضوری کروں گا؟"

"نہیں بخت جمال بس کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں اگر تم تعاون کرو تو۔"

"کس سلسلے میں؟"

"تمہاری اپنی ذات کے سلسلے میں"

"میری صورت دیکھ رہے ہوں ناں؟"

"کیوں نہیں؟"

"کیا نظر آتا ہوں شکل سے۔؟"

"انسان ہی ہو"

"نہیں احمق ہوں، دیوانہ ہوں، بیوقوف ہوں بالکل گدھا ہوں میں سمجھے"

"کیوں بخت جمال؟"

"بس زندگی میں حماقتوں کے علاوہ اور کچھ نہیں کیا، ماں باپ کہتے تھے کہ پڑھ لکھ لو کسی دفتر میں کلرکی بھی مل جائے تو زندگی معمول کے مطابق ہو گی لیکن روشنیوں کی تلاش میں میں نے اپنی ساری زندگی کے لئے اندھیرے اپنا لئے ہیں"

"میں تم سے ہمدردی رکھتا ہوں بخت جمال، لیکن مجھے حیرانی یہ ہے کہ تم یہاں کیوں قید ہو؟"

"بس حماقتیں کی تھیں میں نے، بھروسہ کر لیا تھا ایک ایسے شخص پر جو سالا "بچھو ہے، تم کیا سمجھتے ہو میرے دوست بچھو صرف ڈنک مارتا ہے اور اگر اس پر یہ اعتماد کر لیا جائے کہ وہ ڈنک نہیں مارے گا تو پھر حالت میری جیسی ہی ہوتی ہے میں اپنے حالات کا ڈسا ہوا ہوں، تم یقیناً سہیل شاہ کے ساتھی ہو گے ورنہ اس عیش و آرام سے یہاں نہ گھوم پھر رہے ہوتے۔"

"ہاں یہ حقیقت ہے۔"

"لیکن اس کے بارے میں میں تمہیں بتا چکا ہوں، زندگی کی ہر وہ کوشش کر لو جس کے ذریعے تمہیں یہ احساس ہو کہ سہیل شاہ تمہارا دوست رہے گا اور تمہیں اس کا صلہ دے گا، بعد میں جو کچھ ملے گا وہ اس سے مختلف نہیں ہو گا جو مجھے مل چکا ہے۔ میں سہیل شاہ کے لئے سب کچھ کر چکا ہوں، لیکن بس ایک ذرا سی بات اسے ناگوار گزری اور اس نے مجھے یہاں ڈال دیا۔"

"اگر تم چاہو تو میں سہیل شاہ سے تمہاری سفارش کر سکتا ہوں"

"اسی سے تمہیں اپنی اوقات کا پتا چل جائے گا، تمہاری سفارش پر بھی وہ مجھے نہیں چھوڑے گا، کیونکہ میرے ذریعے اس نے اپنا ایک بڑا مفاد حاصل کیا ہے، میں اگر یہاں سے نکل گیا تو سہیل شاہ خود مصیبت میں گرفتار ہو جائے گا"

"وہ کیا مفاد تھا؟" میں نے سوال کیا۔

"میں قتل ہو چکا ہوں، مر چکا ہوں اور میرا قاتل ایک معصوم نوجوان ہے جس کے اوپر میرے قتل کا الزام لگایا گیا ہے، وہ تو شکر ہے مجھے سچ مچ نہ مار ڈالا گیا، لیکن دنیا کی نگاہوں میں میری لاش آ چکی ہے، اصل میں سہیل شاہ اس نوجوان کو پھانس کر راستے سے ہٹانا چاہتا تھا، وہ نوجوان کام کا آدمی ہے، سہیل شاہ نے میرے قتل کی ذمے داری اس پر اس لئے ڈالی کہ اگر کچھ عرصے سزا پانے کے بعد وہ تائب ہو جائے اور سہیل شاہ کے احکامات کی تعمیل کرنے لگے تو سہیل شاہ ایک بار پھر اس کی زندگی بچا لے، بہت چالاک انسان ہے وہ"

"اوہو گویا قتل کا جھوٹا ڈرامہ رچایا گیا"

"بالکل"

"مگر تم نے خوشی سے سہیل شاہ کی یہ بات قبول کی ہوں گی؟"

"بہت سی باتیں میں نے اس کی خوشی سے قبول کی پر، ایک بات پر اپنی ناخوشی کا اظہار کیا تو یہ نوبت آگئی

بہرحال۔

"بخت جمال، اب تمہارا سہیل شاہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"نہ پوچھو دوست، زندگی میں جتنی برائیاں کی ہیں یہاں قید تنہائی میں ان کی عدالت لگ گئی ہے، مجھ سے سوال و جواب کئے گئے ہیں، وہ سوال و جواب جو ایک دن روز محشر میں کئے جائیں گے، یہیں میں نے ان سوالوں کا جواب تیار کر لیا ہے جس کے بعد میرے لئے صرف سزا کا تصور ہے اور کچھ نہیں"

"اگر تمہیں کبھی وقت اس کی اجازت دے کہ تم اپنے گناہوں کا کفارہ کر سکو تو کیا تم ایسا کرنا پسند کرو گے؟"

"میرا کفارہ تو میری موت سے بھی نہیں ہو سکتا، بہت برائیاں کی ہیں میں نے، بہت برائیاں کی ہیں۔"

"میری رائے ہے بخت جمال ایک نیکی کا قصد کر لو ہو سکتا ہے تمہیں اس کا صلہ مل جائے۔"

"اب کیا قصد کر لوں وہ مجھے زندہ کبھی نہیں چھوڑے گا۔"

"پھر بھی، فرض کر لو، بچ جاؤ تو کم از کم اس نوجوان کو زندگی کے عذاب سے نجات دلا دینا جو تمہارے قتل کے جرم میں گرفتار ہوا ہے پتا نہیں کون بیچارہ ہو، کتنے لوگ اس سے منسلک ہوں، تمہارے ظاہر ہونے سے اگر اس کی زندگی بچ جائے تو میں سمجھتا ہوں یہ ایک نیکی ہو گی جو تمہارے حساب میں بے شک لکھی جائے گی"

بخت جمال کچھ سوچنے لگا پھر اس نے گردن اٹھا کر کہا۔

"ہاں خدا کی قسم، میں عہد کرتا ہوں، میں ارادہ کرتا ہوں کہ اگر میں یہاں سے زندہ بچ کر نکل سکا تو سب سے پہلے اسی مسئلے پر کام کروں گا، اس مظلوم انسان کو آزاد کراؤں گا جس کا نام غیاث ہے اور جس نے سہیل شاہ کی برتری قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔"

بخت جمال کا یہ عہد میرے لئے بڑا دل خوش کن تھا اور اس سے میرے مقصد کی تکمیل ہوتی تھی، قدرت نے مجھ کو "یہاں اسی لئے پہنچایا تھا کہ اپنی کاروائیوں کے ساتھ غیاث کی داد رسی بھی ہو جائے اب غیاث کا کوئی مسئلہ بالکل ہی نہیں رہا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی مجھے بخت جمال کا تحفظ بھی کرنا تھا۔

اس کے بعد مزید دو دن گزر گئے اور پھر میں نے سہیل شاہ کے ساتھ مل کر اسمگلنگ کے ایک اور کارنامے کو سرانجام دیا اب میں زیادہ قید نہیں رہ سکتا تھا۔ اس کام کی تکمیل کے بعد سہیل شاہ نے مجھ سے کہا کہ میں انسپکٹر کا معاملہ طے کر لوں، میں نے بالآخر یہ فیصلہ کیا کہ انسپکٹر تصور سے میں خود ہی بات کروں، آفتاب کمال کو میں نے البتہ پس پشت رہنے دیا تھا تاکہ اگر انسپکٹر میری بات نہ مانے تو پھر آفتاب کمال اسے سنبھال لے۔

انسپکٹر تصور سے تھانے ہی میں ملاقات ہوئی تی، مجھے دیکھ کر وہ ایک لمحے میں پہچان گیا، پھرتی سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور پستول میرے سامنے کر دیا، میں ہنس پڑا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔

"ویسے انسپکٹر بھلا جو قیدی، جو مجرم اپنے آپ کو خود قانون کے حوالے کرنے آیا ہو اس کے لئے پستول کیا ضروری ہوتا ہے؟"

انسپکٹر تصور مجھے خونخوار نگاہوں سے گھور رہا تھا، اس نے کہا۔

"کسی چالاکی کا پروگرام لے کر آئے ہو یا کوئی اور رشوت سوچی ہے میرے لئے؟"

"تم آخر مان کیوں نہیں جاتے انسپکٹر تصور، جانتے ہو یہ اسمگلنگ وغیرہ جو لوگ کرتے ہیں وہ اپنی پشت بے حد مضبوط رکھتے ہیں۔ تم نوجوان ہو، نوجوانی کے جوش میں جو کچھ کر رہے ہو اس کا نتیجہ خطرناک بھی نکل سکتا ہے۔"

انسپکٹر تصور ہنسنے لگا پھر بولا۔

"میرے بے شمار محبت کرنے والوں نے یہی بات مجھے سمجھائی تھی، لیکن ایک بات میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ میرا باپ بھی پولیس آفیسر تھا اور اپنا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

فرض پورا کرتے ہوئے وہ موت سے ہم آغوش ہو گیا، یہی جذبہ لے کر میں نے بھی اس لائن میں قدم رکھا ہے۔ تمہاری بات کو دل سے مانتا ہوں لیکن تم میرے جذبے کو بھی دل سے مانو، میں اپنے فرض کو انجام دیتے ہوئے موت کا آرزومند ہوں۔"

"میں تمہارے اس جذبے کو سلام کرتا ہوں انسپکٹر تصور، اب سنو جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس پر غور کرو بلکہ غور نہ کرو عمل کرو۔ پستول واپس ہولسٹر میں رکھ لو تم جیسے ذہین نوجوان کو یہ حماقت زیب نہیں دیتی۔"

"بہت اسمارٹ بننے کی کوشش کر رہے ہو تم ایک اسمگلر ہو۔ مجھے جل دے کر نکل گئے تھے پہلے اپنے ہاتھوں میں ہتھکڑی پہنو۔ اس کے بعد تم سے دوسری بات ہو گی۔"

"مان لو انسپکٹر۔ میں....."

"میرا فیصلہ اٹل ہوتا ہے۔"

"تمہیں اس بات پر شرم نہیں آتی۔ میں خود تمہارے پاس آیا ہوں۔"

"کیوں آئے ہو؟ اس پر بعد میں غور کروں گا۔"

"ٹھیک ہے۔ تمہاری مرضی۔" میں نے کہا اور دونوں ہاتھ بلند کر دیئے۔ انسپکٹر جس انداز میں پستول پکڑے کھڑا تھا اس کے تحت میں نے فیصلہ کیا تھا کہ مجھے کیا عمل کرنا ہے، ہاتھ میں نے اس انداز میں سیدھے کئے تھے جیسے جذباتی طور پر انہیں ہتھکڑیوں کے لئے پیش کر رہا ہوں۔ لیکن بس ایک ذرا سی پھرتی کا مظاہرہ کرنا پڑا تھا۔ پستول کی نالی میرے ہاتھ کی گرفت میں آئی اور میں نے ایک جھٹکے سے اسے اس کے ہاتھوں سے نکال لیا، پھر فوراً ہی سیدھا کر کے اس کا رخ انسپکٹر کے سینے کی جانب کر دیا، انسپکٹر نے دوسری بار، بلکہ تیسری بار مجھ سے فریب کھایا تھا، ایک لمحے کے لئے ہکا بکا رہ گیا، میں نے ٹرائیگر پر انگلی رکھتے ہوئے۔

"میری انگلی کی ذرا سی جنبش تمہارا کھیل ختم کر سکتی ہے اور تم خود بھی جانتے ہو انسپکٹر تصور کہ اس فائر کے بعد میں یہ پستول ہاتھ میں لئے دوسرے لوگوں کو نشانہ بنا کر کم از کم یہاں سے باآسانی نکل سکتا ہوں، بعد میں لوگ مجھے تلاش ہی کرتے رہ جائیں گے، اگر میں یہاں کوئی منصوبہ بنا کر آیا ہوں تو یقیناً باہر میرے ساتھی میرا انتظار بھی کر رہے ہوں گے کیا سمجھے، بعد میں جو کچھ ہو گا، سو ہو گا لیکن میں تمہارے دل کو نشانہ بنا کر کم از کم تمہیں موت کی نیند سلا سکتا ہوں۔"

انسپکٹر تصور خونخوار ہو گیا تھا لیکن یہ بات وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اس کی ذرا سی جنبش اسے صرف موت دے سکتی ہے اس کے سوا کچھ نہیں اور اس بات کو محسوس کر کے وہ کسی قدر ڈھیلا پڑ گیا، میں نے کہا۔

"لیکن میری ایک خواہش ہے کہ تم آدمی بن کر میری بات سنو، اب تم زیادہ بہتر طریقے سے دماغ ٹھنڈا کر کے میرے جملوں پر غور کر سکتے ہو میرا تعلق بھی انتظامیہ ہی سے ہے، ملٹری انٹیلیجنس کے لئے کام کر رہا ہوں اور ملٹری انٹیلیجنس کے کرنل اعجاز میرے سربراہ ہیں، اسمگلروں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے، میں اسمگلروں کی ٹیم میں شامل ہوا ہوں اور اس طرح ان کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو سکا ہوں، احمق آدمی اس دن باآسانی تم اس ٹرک پر سے گولیوں کا نشانہ بنائے جا سکتے تھے، جس کا تعاقب تم کر رہے تھے، تمہاری جیپ اسمگلروں کی گولیوں کا نشانہ بن چکی تھی، تم بائیک پر آ رہے تھے، تمہارا کیا خیال ہے، صرف بائیک لہرانے سے ان بے شمار گولیوں سے بچ سکتے تھے تم جو بعد میں پوری سڑک پر پھیلا کر چلائی جا سکتی تھیں، میں نے انہیں اس کام سے روکا اور خود نیچے اتر گیا، کیا تم اپنی اس حماقت کو ذہن میں دہراؤ گے انسپکٹر تصور کہ اس کے باوجود تم نے مجھے دشمن تصور کیا۔ میں نے وہاں بھی تمہیں صرف بیہوش کرنے پر اکتفا کیا اور تمہاری بائیک لے کر آگے بڑھ گیا تاکہ تم احمقوں کی طرح پیچھا نہ کر سکو، کیا وہاں تمہاری زندگی خطرے میں نہیں تھی نوجوان دوست، جذبے بے شک اہمیت رکھتے ہیں، لیکن زندگی بچانے کے لئے عقل کا استعمال بھی ضروری ہوتا ہے۔"

میرے ان مکمل الفاظ پر انسپکٹر تصور کی آنکھوں میں حیرت کے نقوش ابھرتے آ رہے تھے پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"تمہارا تعلق ملٹری انٹیلیجنس سے ہے۔"

"اور اب تم اس قدر صاحب اختیار ہو کہ مجھ سے میرے کاغذات طلب کرو گے کیوں؟" میں نے تیکھے لہجے میں کہا اور انسپکٹر سوچ میں ڈوب گیا پھر اس نے کہا۔

"تم جو کچھ بھی ہو لیکن تمہاری اس بات سے میں اتفاق کرتا ہوں کہ اس وقت کم از کم میری زندگی صرف تمہارے ہاتھوں میں ہے اور تم مجھے نقصان پہنچا سکتے ہو، کیوں نہیں پہنچا رہے، یہ بات قابل غور ہے۔"

"اس دن کی طرح تمہارا پستول واپس نہیں کروں گا کیونکہ تم تھوڑے سے جنگلی آدمی ہو بیٹھ جاؤ۔" میں نے کہا۔ اور انسپکٹر تصور چند لمحات مجھے گھورتے رہنے کے بعد بیٹھ گیا۔

"ہاں میں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں، ٹیلی فون تمہارے سامنے ہے نمبر میں بتائے دیتا ہوں۔ ملٹری انٹیلیجنس ڈیپارٹمنٹ کے کرنل اعجاز سے بات کر لو اور اس کے بعد اپنی حماقتیں ترک کر دو تاکہ کام کی بات کی جا سکے۔"

میں نے پستول واپس اس کی جانب اچھال دیا جسے اس نے اپنے ہاتھوں میں لپک لیا تھا، لیکن اب وہ بالکل ڈھیلا ڈھالا نظر آ رہا تھا، میں نے آہستہ سے کہا۔

"میرے دوست تمہاری یہ پرجوش فطرت مجھے پسند آئی ہے اور میں تمہیں ایک ذہین آفیسر ہونے کا اعزاز دلانا چاہتا ہوں، اب بھی اگر تم نے حماقتیں جاری رکھیں تو خدا کی قسم اس کے بعد کسی اور شخص کا انتخاب کر لوں گا ان اسمگلروں کی گرفتاری کے لئے"

"نہیں، مغلوب ہونے کے بعد میں سامنے والے کو تسلیم کر لیتا ہوں اور تم نے مجھے مغلوب کر لیا ہے"

"بس تو پھر اب۔ اس بارے میں اور کوئی سوال نہ کرنا کہ میرا تعلق انٹیلیجنس سے ہے یا نہیں، اب میں تمہیں جو تفصیلات بتا رہا ہوں ایک دوست اور ذمے دار آفیسر کی حیثیت سے سنو"

"ٹھیک ہے، یقین کرو میرا ذہن بدل گیا ہے" انسپکٹر نے کہا۔

"جس ٹرک کا تم نے تعاقب کیا تھا اس کے مالک کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہو سکیں؟"

"تگ و دو میں لگا ہوا ہوں ابھی تک کچھ نہیں پا سکا"

"اس اسمگلر کا نام ہے فیروز شاہ، فیروز شاہ اپنے بیٹے سہیل شاہ کے ساتھ مل کر بہت اعلیٰ پیمانے پر اسمگلنگ کرتا ہے اور بہت بڑا اسمگلر ہے، ایک ہی نہیں بہت سے جرائم اس کے نام سے منسلک ہیں، میں تمہیں ان کے بارے میں پوری تفصیل بتا رہا ہوں اسے لفظ بہ لفظ نوٹ کرو۔"

انسپکٹر نے گردن ہلا دی اور خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولا۔

"تمہاری یہ نشاندہی بالکل درست ہے دوست اب یہ بتاؤ میں تمہیں کس نام سے مخاطب کروں؟"

"فی الحال تم مجھے سلطان کہہ سکتے ہو، بعد میں تمہیں اور بھی بہت سی تفصیلات بتاؤں گا اپنے بارے میں سنو جو کچھ میں بتا رہا ہوں اسے پوری طرح ذہن نشین کر لو اور اگر جلد بازی کی تو پھر اس عظیم الشان نقصان کے ذمے دار تم قرار پاؤ گے، جب تک میری طرف سے تمہیں اشارہ نہ ملے عمل نہ کرنا، میں اس لئے تمہیں پہلے سے یہ تمام تفصیلات بتا رہا ہوں کہ جب میری جانب سے اشارہ موصول ہو تو تم پریکٹیکل ہو جانا اس سلسلے میں انسپکٹر جنرل صاحب سے تمہارا براہ راست رابطہ ہو سکتا ہے، میں اس کے لئے مواقع فراہم کر دوں گا۔"

پھر میں انسپکٹر تصور کو فیروز شاہ کے ان گوداموں کی تفصیلات بتانے لگا ان کا جائے وقوع، وہاں موجود افراد اور ان گوداموں میں موجود عظیم الشان ذخائر، سب کی تفصیل میں نے تصور علی کو بتا دی اور تصور علی ایک ڈائری میں انہیں نوٹ کرنے لگا، میں نے سہیل کے بارے میں بھی تمام تفصیلات اور اس عمارت کا پتا بھی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بتا دیا جہاں میں خود رہتا تھا، یہیں سے میں بخت جمال کو بھی برآمد کرانا چاہتا تھا تاکہ اس کا معاملہ پولیس کے ذریعے منظر عام پر آئے۔ انسپکٹر تصور اب پوری طرح تعاون پر آمادہ تھا اور شدید حیران بھی۔ بعد میں اس نے مجھ سے کہا۔

"عجیب و غریب کیفیت کا شکار ہوں میں، یہ سب کچھ جاننے کے بعد سخت شرمندہ بھی ہو رہا ہوں تم سے کہ تمہارا تعلق انتظامیہ سے ہے، بہرحال دوست جو کچھ تم نے کہا ہے میں اسی کے مطابق عمل کروں گا خدا کرے یہ سب کچھ سچ ہو، اگر سچ نہ نکلا تو یقین کرو میری زندگی کا، میرے کیریئر کا سب سے بڑا المیہ ہوگا اور شاید اس کے بعد میری ہمت ٹوٹ جائے اور میں خود کو پولیس ڈیپارٹمنٹ میں نوکری کرنے کے قابل نہ سمجھوں بس اس کے علاوہ نہ میرے پاس کہنے کے لئے کچھ ہے اور نہ میں کہنا چاہتا ہوں۔"

انسپکٹر تصور کو پوری طرح تیار کرنے کے بعد میرے مشن کا یہ پہلا مرحلہ ختم ہو گیا تھا، بہرحال اس کے بعد اب ایک ہی کام رہ جاتا تھا جس کے سلسلے میں آفتاب کے ساتھ مل کر کام کرنا تھا۔ آفتاب کمال کے ساتھ نشست میں ہم نے ان تمام پوائنٹس کو ذہن نشین کیا، جنہیں سامنے رکھ کر فیروز شاہ سے بات کی جا سکتی تھی، آفتاب کمال نے میرے سامنے اس گفتگو کی ریہرسل بھی کی تھی اور بڑے اچھے لہجے میں فیروز شاہ سے گفتگو کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ پھر یہ تمام کام مکمل ہو گئے اور اس کے بعد میں نے رات کو ایک ایسا وقت نکال لیا جب فیروز شاہ مجھ سے ایک خاص سلسلے میں مشورہ کرنے کے لئے پہنچا تھا سہیل شاہ میرے ساتھ تھا اور فیروز شاہ بہت اچھے موڈ میں مجھ سے باتیں کر رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"درحقیقت تمہاری شمولیت کے بعد میرے ذہن میں تصور پیدا ہو گیا ہے وہ یہ سلطان کہ میں اب غیر ملکی پیمانے پر اس کام کو کچھ اور آگے بڑھاؤں۔ اصل میں سہیل شاہ تو نٹ رہا" تفریح پسند ہے اور وہ سنجیدگی کے ساتھ کسی بھی کام کو قبول نہیں کرتا۔ لیکن تمہارے اندر جو صفات ہیں ان میں ایک خوبی یہ بھی ہے کہ تم کام کو بڑے اہتمام سے کرتے ہو اور تمہاری کیفیت ایک پھرتیلے اور چالاک چیتے کی سی ہوتی ہے جو اپنے آپ کو محفوظ رکھنا بھی جانتا ہے اور دشمن پر حملہ کرنا بھی۔ میں تمہیں اس کا اتنا صلہ دوں گا سلطان کہ تم تصور بھی نہیں کر پاؤ گے۔"

"سر، سہیل شاہ سے دوستی میرے لئے سب سے بڑا صلہ ہے باقی بات دور تک چلی جاتی ہے۔ ضرورتیں تو پوری ہو ہی جاتی ہیں۔ آپ مجھے صرف اپنی پسند کے مطابق استعمال کیجئے۔ باقی لین دین کے مسئلے کے بارے میں مجھ سے بات کر کے مجھے شرمندہ نہ کیا کریں۔"

ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تھی اور میں سمجھ گیا تھا کہ یہ ٹیلی فون کس کا ہو سکتا ہے۔ فیروز شاہ نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

"ہاں کون ہے؟"

جواب میں جو کچھ آفتاب کمال نے کہا ہوگا اس کا ایک ایک لفظ میرے ذہن میں تھا، فیروز شاہ کے چہرے پر اچنبھے کے تاثرات پھیل گئے، پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"ایک منٹ ایک منٹ رکو، رکو میرے دوست رکو" اس نے ٹیلی فون سیٹ کا جو ایک جدید ترین سیٹ تھا بٹن دبایا اس بٹن کو دبانے سے ریسیور سے آنے والی آواز اسپیکر سے بھی سنائی دینے لگتی تھی۔ چنانچہ اب ہم دونوں وہ آواز سن رہے تھے۔"

"ہاں بتاؤ۔۔۔!"

"مسٹر فیروز شاہ جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ ہمارا ابھی ایک چھوٹا سا گروہ ہے جو تارزک گروہ کے نام سے شناخت کیا جاتا ہے۔ ہم نے ابھی پچھلے دنوں اپنے کام کا آغاز کیا ہے اور اس کی صورت کے لئے قرعہ اندازی کی ہے۔ چند نام ہمارے سیٹ پر تھے اور قرعہ اندازی میں پہلا نام آپ کا نکل آیا۔ یعنی فیروز شاہ صاحب۔ فیروز شاہ صاحب تارزک گروہ یہاں اپنے قدم جمانا چاہتا ہے اور اس کا آغاز آپ سے کر رہا ہے۔ ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں اور آپ سمجھتے ہیں کہ اس دور میں کسی بھی نئے کام کے آغاز کے لئے رقم ضروری

ہوتی ہے آپ کے نام ہم نے ایک کروڑ روپے لکھے ہیں کیش اور کسی قسم کے فریب سے پاک ہمیں یقین ہے کہ ہماری آپ کے بارے میں معلومات کی قیمت ایک کروڑ روپے زیادہ نہیں ہوگی۔۔۔ لیکن کام کا آغاز جب کیا جاتا ہے تو منافع کم رکھا جاتا ہے۔ ایک کروڑ روپے کی ادائیگی کے عوض آپ کے ان تمام جرائم کی پردہ پوشی کی جا سکتی ہے جو آپ نے اب تک کئے ہیں اور جو اس کے بعد آپ کرنے والے ہیں۔ آپ اور آپ کا بیٹا سہیل شاہ اسمگلنگ کے بدترین پروگراموں میں ملوث ہے۔ حوالے کے لئے ہم آپ کے چند گوداموں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ جو فلاں فلاں علاقوں میں موجود ہیں۔" آفتاب کمال نے گوداموں کا جائے وقوع بتایا اور پھر کہا۔

"اور وہ تمام انوائسز اور ان کے متعلق کاغذات ہمارے پاس فوٹو اسٹیٹ کی شکل میں موجود ہیں جو آپ نے دنیا کے مختلف ملکوں میں اسمگلنگ کے کاروبار کے سلسلے میں استعمال کی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی ہمارے پاس ان مقتولوں کا ریکارڈ بھی ہے جو آپ کے ذریعے منظر عام سے ہٹے۔ سہیل شاہ کی کارکردگی کی تمام تفصیلات بھی ہمارے پاس ہیں۔ بات یہیں تک نہیں ہے مسٹر فیروز شاہ تارزک گروہ کے لوگ مسلسل آپ کی تاک میں لگے ہوئے ہیں اور کسی بھی لمحے آپ کو گولیوں کا نشانہ بنایا جا سکتا ہے۔ سہیل شاہ کی تفریحات بھی ہمارے علم میں ہیں یعنی زیرو کلب، بیگم صاحبہ کے بارے میں بھی ہم جانتے ہیں آپ کی تمام مصروفیات ہمارے علم میں ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ ایک کروڑ کے عوض آپ بہت سی مصیبتوں سے بچ سکتے ہیں۔ اور اگر آپ نے ہم سے تعاون نہ کیا تو آپ کے اوپر نازل ہونے والی مصیبتوں کا آغاز آپ کی کوٹھی میں ہونے والے بم کے دھماکوں سے ہوگا، یہ دھماکے آپ کی کوٹھی کے آدھے حصے کو ضائع کر دیں گے۔ بہتر ہے کہ اگر ہم سے اتفاق نہ کریں اور تجربہ ہی کرنا چاہیں تو آپ اپنی کوٹھی کے عقبی حصے کے دوسرے حصے میں رہیں۔ تاکہ آپ کو نقصان نہ پہنچے اس کے بعد بھی اگر آپ نے ہوشیاری دکھانے کی کوشش کی اور یہاں سے فرار ہوئے، تب بھی تارزک ہزار آنکھوں سے آپ کی نگرانی کریں گے جہاں بھی آپ پہنچیں گے وہاں وہ نظر آئیں گے خواہ اس کے لئے آپ ہزار آدمیوں کا بندوبست کر لیں آپ اگر گوداموں کا مال کہیں منتقل کریں گے تو وہ بھی تارزک گروہ کی نگاہوں سے اوجھل نہیں رہ سکیں گے۔ غرض یہ کہ زیادہ تفصیل میں جانا بے کار ہے۔ آپ کتنی ساری مصیبتوں سے بچ جائیں گے اور ادائیگی صرف ایک کروڑ روپے۔ میں فون بند کر رہا ہوں پانچ منٹ کے اندر سوچ لیجئے۔ دوبارہ فون کروں گا آپ کو اور آپ کی رائے معلوم کروں گا۔ فیصلہ نہ ہونے کی شکل میں رات کو تین بجے کے بعد سے دھماکوں کا آغاز ہو جائے گا۔ اور اس کے بعد آپ سے مزید کوئی گفتگو نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ ہم آپ کو نقصانات پہنچانے کے بعد اپنا یہ حساب کتاب پبلسٹی بجٹ میں ڈال دیں گے۔ یعنی جب ہم کسی آپ جیسے دوسرے کو یہ کہانی سنائیں گے تو آپ کا یہ حشر ان کے علم میں لایا جائے گا اوکے۔۔۔"

فون بند ہو گیا۔۔۔ میں سہیل شاہ اور فیروز شاہ شدت حیرت سے منہ کھولے بیٹھے ہوئے تھے۔ فیروز شاہ نے ریسیور اب بھی نیچے نہیں رکھا تھا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے کبھی مجھے اور کبھی سہیل شاہ کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

"یہ کم بخت کون ہے۔۔۔؟"

"فیروز شاہ صاحب کیا انہوں نے جو تفصیلات بتائی ہیں، ان میں کچھ سچائی ہے؟"

"ایک ایک لفظ سچا ہے ایک ایک بات بالکل درست ہے۔ یہ کون کم بخت ہیں۔ میں ان کے لہجے میں خون کی بو پا رہا ہوں لوگ غلط معلوم ہوتے ہیں کیا کہتے ہو، سہیل شاہ جس چیز کو عقل قبول کر لے، دل مان لے، اس سے فرار اور اس کے خلاف صف آرا ہونا حماقت ہے۔ کیا ہم اب بھی اس سلسلے میں کوئی تجربہ کر سکتے ہیں تمہاری کیا رائے ہے سلطان؟"

"ہمگراتی معاملات، آخر یہ کون لوگ ہیں۔۔۔؟"

"جو کوئی بھی ہیں بڑے خوفناک پیمانے پر کام کا آغاز

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیا ہے انہوں نے... میں نے تو صرف ایک ہی بات سوچی ہے وہ یہ کہ اگر ایک کروڑ روپے ادا کر کے ان کی زبان بندی کی جا سکتی ہے تو مجھے ادا کر دینے چاہئیں۔ خواہ مخواہ کا کوئی جھگڑا مول نہیں لیا جا سکتا"

"مگر ڈیڈی آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اس کے بعد...؟"

"کیسے ہی نہیں کہہ سکتا۔ مگر دنیا کا کام اس طرح چلتا ہے۔ ہم نے بے شمار افراد کی جیبیں اور تجوریاں خالی کرائی ہیں آج ہمیں اپنی جیب سے کچھ ادا کرنا پڑ رہا ہے۔ کوشش یہ کرتے ہیں کہ بہتر تعلقات قائم کر کے اس مشکل مرحلے کو ٹال جائیں اور آئندہ کے لئے محتاط ہو جائیں کہ کوئی کام اس انداز میں نہ ہو جسے آسانی سے ٹریس آؤٹ کیا جا سکے۔ یہ تو واقعی بڑی خطرناک صورت حال ہو گئی ہے بے حد خطرناک' میں محسوس کر رہا ہوں تم نوجوان ہو بہت سے تجربات ابھی تمہاری زندگی تک نہیں پہنچے ہیں' ٹھیک ہے کسی مشورے کی ضرورت نہیں ہے' رقم انہیں پوری شرافت کے ساتھ ادا کر دی جائے گی"

"لیکن فیروز شاہ صاحب رقم کی ادائیگی میں کروں گا" میں نے کہا۔

"مطلب...؟"

"میں انہیں آسانی سے نہیں چھوڑوں گا یہ رقم ان سے واپس لینی ہو گی مجھے' میں اسے اپنی ذمے داری سمجھتا ہوں"

"کیسی باتیں کرتے ہو' تم ایک کروڑ کے نہیں' کروڑوں کے آدمی ہو۔ تمہاری قدر کوئی میرے دل سے پوچھے' نہیں بیٹے کوئی خطرہ مول نہیں لیا جا سکتا۔ اور تمہیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ کاروباری صرف ہم ہی نہیں ہیں دوسرے لوگ بھی کاروبار کرتے ہیں جس طرح ہم اپنے کاروبار میں اپنی کامیابی کے خواہاں ہوتے ہیں اسی طرح وہ بھی ہوں گے کوئی خطرہ مول نہیں لیا جائے گا' رقم ان کی خواہش کے مطابق پوری شرافت سے ادا کی جائے گی' کوئی بھی دے سکتا ہے یہ رقم انہیں' سہیل شاہ کو ان کے سامنے بھیجنے کا خطرہ میں مول نہیں لے سکتا اور تم سے یہ امید رکھتا ہوں کہ جو کچھ میں اپنے تجربے کی روشنی میں کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو گے' کیش رقم خاموشی سے ان کے حوالے کر دی جائے گی بس اس سے زیادہ کچھ نہیں..."

میں خاموش ہو گیا دل خوشی سے بلیوں اچھل رہا تھا۔ میرا کام بڑی خوش اسلوبی سے ہو رہا تھا۔ ٹھیک پانچ منٹ کے بعد آفتاب کمال نے پھر فون کیا اور فیروز شاہ نے ریسیور اٹھا لیا' ساتھ ہی اس نے وہ بٹن دوبارہ آن کر دیا تھا جس سے گفتگو براہ راست سنی جا سکے۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

"سر آپ کا خادم"

"تارزک...؟"

"جی..."

"بھئی تم لوگوں نے بڑے اعلیٰ پیمانے پر کام شروع کیا ہے لیکن اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میرے پاس خود کو محفوظ رکھنے کا کوئی طریقہ موجود نہیں ہے تو دوست ایک تجربے کار آدمی کی حیثیت سے میں تمہیں یہ بتا رہا ہوں کہ اتنی اونچی پرواز نہ کرو کہ پر ٹوٹ کر گر پڑیں' گنجائش رکھنی چاہئے۔ دوسرا آدمی بھی ذہانت کا مظاہرہ کر سکتا ہے۔ تم نے چونکہ اپنے کام کا آغاز کیا ہے اور تمہارا پہلا کلائنٹ میں ہوں اس لئے ایک فراخدل انسان ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے میں تمہیں ایک کروڑ روپے کی رقم کیش اور بغیر کسی فریب کے ادا کر رہا ہوں کیا سمجھے...؟"

"ٹھیک ہے مسٹر فیروز شاہ ہم تو تجربات ہی چاہتے ہیں آپ لوگ ہم سے کوئی فریب کریں گے تو ہو سکتا ہے تھوڑا بہت نقصان ہمیں پہنچ جائے دو چار آدمی ضائع ہو جائیں ہمارے لیکن' جو تجربہ ہمیں حاصل ہو گا وہ ایک کروڑ سے کہیں زیادہ قیمتی ہو گا آپ ہی سے کچھ سیکھنا ہے فیروز شاہ صاحب بالآخر انسان سیکھ کر ہی کچھ بنتا ہے"

فیروز شاہ ہنسنے لگا پھر بولا...

"کمینگی میں تم بھی کسی سے کم نہیں ہو' رقم کب اور کہاں چاہیے؟"

"آپ رقم کی ادائیگی کے لئے تیار ہیں؟"

"پہلے ہی کہہ چکا ہوں یقین نہیں آ رہا تمہیں"

"اور اگر کوئی چالاکی ہوئی تو"

"تمہارا جو دل چاہے کر لینا۔ یہ الفاظ کہہ دینا بہت ضروری ہے' لیکن یہ مت سوچنا میں ڈر کر تمہیں ایک کروڑ روپے کی رقم ادا کر رہا ہوں' البتہ ایک بات میں تم سے ضرور کہوں گا وہ یہ کہ رقم حاصل کرنے کے بعد تم مزید کوئی رقم نہیں مانگو گے اور آئندہ تارزک گروہ کبھی بھی میرے لئے بھی کام کرے گا' میں ابھی تم سے یہ نہیں کہتا کہ مجھے اپنے بارے میں تفصیل بتاؤ یا پھر اپنا کوئی ٹیلی فون نمبر وغیرہ دو' بالکل نہیں کہوں گا یہ بات میں تم سے' جب ہم لوگ ایک دوسرے پر اعتماد کر لیں تو پھر ہمارا کام شروع ہو جائے گا تم آج مجھ سے ایک کروڑ روپے مانگ رہے ہو۔ میں تمہیں پچاس کروڑ روپے کی آفر دے رہا ہوں اگر تم نے میرے ساتھ مل کر کام کیا تو یہ رقم میں تمہیں دلاؤں گا بلکہ یوں سمجھو کہ کام تمہیں کرنا ہو گا میرے لئے اور اس کا معاوضہ پچاس کروڑ بولو منظور ہے؟"

"دوسرا سودا بعد میں مسٹر فیروز شاہ آپ ہمیں ذہنی طور پر اس سودے میں نہ الجھائیں رقم کی ادائیگی کا بندوبست کریں..."

جواب میں فیروز شاہ نے اس رقم کے لئے دوسرے دن رات کے گیارہ بجے کا وقت دے دیا تھا اور جگہ کا تعین بھی ہو گیا تھا۔ آفتاب کمال نے شکریہ کے ساتھ فون بند کر دیا اور فیروز شاہ گردن ہلانے لگا۔ میں اور سہیل شاہ ساکت بیٹھے ہوئے تھے کچھ دیر اسی طرح گزر گئی پھر فیروز شاہ نے کہا۔

"جاؤ تم دونوں آرام کرو اور سہیل شاہ میری ایک عادت کو تم اچھی طرح جانتے ہو جب میں کوئی آخری فیصلہ کر لیتا ہوں تو پھر کسی کو اس میں مداخلت کی اجازت نہیں دیتا' اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم اس سلسلے میں پرجوش ہو گے اور ایک جذباتی نوجوان ہونے کی حیثیت سے تمہارا دل اس بات کو بالکل قبول نہیں کر رہا ہو گا کہ کسی کے سامنے اس طرح شکست مان لو' لیکن میرا تجربہ جو کچھ کہتا ہے وہ بالکل مختلف ہے کسی بھی شکل میں اس معاملے میں مداخلت کی کوشش نہ کرنا اور تمہیں میں یہ ہدایت دیتا ہوں سلطان کہ تم اگر ایسی کوئی بات سہیل کی طرف سے پاؤ تو مجھے اطلاع دو' کیا سمجھے؟"

"جی سر..." میں نے آہستہ سے کہا۔ اور اس کے بعد ہم دونوں باہر نکل آئے۔ سہیل شاہ کا موڈ بری طرح بگڑا ہوا تھا۔ اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے لیکن ڈیڈی نے ان لوگوں کی بات مان کر اچھا نہیں کیا"

"تم اس معاملے میں مداخلت نہیں کرو گے سہیل شاہ کیونکہ میری جو ڈیوٹی لگائی گئی ہے' میں اس سے انحراف نہیں کر سکتا" میں نے کہا اور سہیل شاہ گردن ٹیڑھی کر کے برے برے منہ بنانے لگا۔

میرے پیٹ میں قہقہے مچل رہے تھے' یہ سب کچھ جو ہو رہا تھا میرے لئے تھا اور میں خود ہی ان لوگوں کو اس بارے میں سمجھا رہا تھا۔ یہ ایک دلچسپ مرحلہ تھا۔ بہرحال اس کے بعد ابھی اور بھی بہت سے ایسے کام تھے جنہیں نہایت ہوشیاری کے ساتھ سرانجام دینا تھا۔ فی الحال میں بہت بڑی آمدنی کے بارے میں سوچ رہا تھا جو اس دفعہ روحانیات کی بدولت حاصل ہو رہی تھی۔ ویسے یہ تجربہ برا نہیں رہا تھا۔ نہ میرے لئے' اور نہ ان لوگوں کے لئے جو میرے ساتھ کام کر رہے تھے۔

اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ فیروز شاہ اور سہیل شاہ مجھ پر بے حد اعتماد کرنے لگے تھے۔ بلکہ فیروز شاہ کے کچھ الفاظ نے تو مجھے بے حد متاثر کیا تھا۔ خصوصاً اس وقت جب میں نے وہ ایک کروڑ روپے کی رقم خود لے کر جانے کی پیشکش کی تھی اور دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں یہ رقم واپس لے کر آؤں گا۔ اس پر فیروز شاہ نے کہا تھا... "کہ نہیں بیٹے تم کروڑوں روپے کے آدمی ہو اور میں ایک کروڑ کی رقم کے لئے تمہاری زندگی کا خطرہ مول نہیں لے سکتا"

یہ الفاظ بہت بڑے تھے اور کچھ ذمہ داریاں عائد کرتے تھے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ لوگ مجرم تھے اور انہوں نے ناجائز طریقے سے یہ دولت اکٹھا کی تھی' انسان ہر حالت میں انسان ہی ہوتا ہے اور اس میں کوئی نمایاں تبدیلی نہیں ہوتی۔ وہ جذبات بھی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رکھتا ہے احساسات بھی رکھتا ہے' محبتیں بھی کرتا ہے' عام انسانوں کی طرح جیتا ہے۔ لیکن جرم کرتے وقت اس کا نظریہ تبدیل ہوجاتا ہے۔ یہی انسان سڑکوں پر ہنستے کھیلتے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے' یہی کسی کی زندگی بھر کی کمائی با آسانی لوٹ لیتا ہے اور اس کے بعد لوٹ کی اس رقم کو ان بچوں پر صرف کرتا ہے جو اس کی اپنی اولاد ہوتے ہیں۔ وہاں محبتوں کے تمام جذبے اس کے سینے میں موجزن ہوتے ہیں' لیکن جن لوگوں کو وہ لوٹتا ہے' یا جنہیں موت کی نیند سلاتا ہے ان کے بارے میں اس کی سوچیں فنا ہوجاتی ہیں' ایسے لوگوں کو نیکو کار تو نہیں کہا جاسکتا' یا انہیں نظر انداز تو نہیں کیا جاسکتا' بالآخر وہ مجرم ہوتے ہیں۔ فیروز شاہ اور سہیل شاہ بھی ایسے ہی تھے۔ ایک طرف انہوں نے غیاث جیسے معصوم آدمی کو زندگی سے اتنی دور کردیا تھا کہ وہ زندگی کا تصور بھی نہیں کرسکتا تھا اور دوسری طرف انہوں نے مجھے ایسا تحفظ دینے کی کوشش کی تھی جو سینے میں جذبوں کو جنم دیتا ہے۔ مجھ سے زیادہ مستحق تو غیاث تھا۔ آخر اس بے چارے کا کیا قصور؟ اور اس سوچ کو میں جذبات کی حیثیت نہیں دے سکتا تھا۔ یہ ایک کروڑ روپے کی رقم اگر میں نہ بھی وصول کرتا اور جذباتی طور پر اتنا ہی تعاون کرلیتا فیروز شاہ سے۔ تب بھی غیاث کو تو زندگی کی جانب واپس لانا ہی تھا' اس لئے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اس کی ماں اور بہن اس کی واپسی کا انتظار کررہی تھیں۔ چنانچہ ان تمام باتوں کو سوچتے ہوئے میں نے اپنے ذہن سے وہ تمام احمقانہ جذبات جھٹک دیئے جو چند لمحات کے لئے میرے اندر بیدار ہوگئے تھے۔ میری پلاننگ مکمل تھی اور میں اس کے تحت لمحہ لمحہ قدم اٹھا رہا تھا۔ نارزک کے نام سے جس گروہ کا تذکرہ میں نے ان لوگوں سے کیا تھا وہ واقعی ان کے لئے بہت خوفناک بن گیا تھا۔ بعد میں سہیل شاہ نے مجھ سے کہا۔

"بعض اوقات والدین اولاد کو اس قدر بے حقیقت کردیتے ہیں ڈیئر سلطان کہ غصہ آنے لگتا ہے۔"

"کس بات پر غصہ آرہا ہے؟" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا....

"اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم نے کروڑوں روپیہ کمایا ہے' ظاہر ہے اس میں سے بہت سا روپیہ ایسا ہے جو ہمیں بغیر محنت کے حاصل ہوا ہے۔ حالانکہ ہم اسے بھی وہ حیثیت نہیں دے سکتے' برائی کے کام کرنے کے سلسلے میں بھی زندگی کی بازی لگانی پڑتی ہے۔ اور ہم نے پیسہ کمانے کے لئے جو طریقہ کار اختیار کیا ہے اس میں بار ہا ہماری زندگی کو بھی خطرات پیش آئے..... لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ کمایا ہوا پیسہ ہم اس طرح سے دوسروں کے ہاتھ میں دے دیں۔"

"تمہارا مطلب سمجھ رہا ہوں میں..... تم متفق نہیں ہو' فیروز شاہ صاحب کی اس بات سے.....؟"

"غور تو کرو یار' کون لوگ ہیں وہ' انہوں نے نہ ہاتھ پاؤں ہلائے نہ کوئی عمل کیا اور ایک کروڑ روپے کے مالک بننے جارہے ہیں' میرا تو دل سلگ رہا ہے' اور اور میرے دوست اگر تم تھوڑی سی ہمت کرجاؤ تو ہم یقینی طور پر کچھ نہ کچھ کردکھائیں گے' سلطان میں تمہیں اپنے باپ کے حکم کی خلاف ورزی پر مجبور نہیں کررہا بلکہ دوستانہ طور پر میں تم سے یہ بات کہہ رہا ہوں' ہم صورت حال کی نزاکت کو دیکھیں گے۔ اگر ایسی ہی کوئی کیفیت ہوئی کہ ہم انہیں رقم دینے پر مجبور ہوگئے تو ٹھیک ہے ایسا کرڈالیں گے' لیکن اگر ہم انہیں موت کے گھاٹ اتارنے میں کامیاب ہوگئے تو میں سمجھتا ہوں.....

"مجھے تم سے شدید اختلاف ہے' بات صرف ان چند لوگوں کی نہیں ہے سہیل شاہ' جنہیں ہم وہاں موت کے گھاٹ اتار دیں گے' بلکہ ہمیں بعد کے خطرات بھی تو لاحق ہیں۔ فیروز شاہ صاحب ان گوداموں کو راتوں رات خالی تو نہیں کرالیں گے۔ اور پھر انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ ان گوداموں کی نگرانی کریں گے۔ اگر ان کی نشاندہی ہوگئی تو ایک کروڑ روپے کی رقم کا تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ فیروز شاہ صاحب کی عزت خطرے میں پڑجائے گی۔"

"نہیں یہ رقم دیتے ہوئے میرا دل بری طرح دکھ رہا ہے۔"

"چھوڑو یار۔ کم از کم اس طرح ہم کسی مصیبت میں پھنسنے سے تو بچ جائیں گے۔"

سہیل شاہ مجھے دیکھتا رہا۔ پھر ہنس پڑا اور بولا۔

"تم بھی خوفزدہ ہوگئے ہو۔ اصل میں تم بھی خوفزدہ ہوگئے ہو؟"

"ہاں' میں اس سے انحراف نہیں کرتا میرے دوست' لیکن میں خوفزدہ تمہاری عزت اور زندگی کے لئے ہوں۔"

بڑی مشکل سے سہیل شاہ کو ٹالا تھا اب اس احمق کو کیا بتاتا کہ میرے بھائی میں بالکل خوفزدہ نہیں ہوں بلکہ اپنا رزق کمارہا ہوں جو نجانے کتنے لوگوں میں تقسیم ہوگا۔

دوسرے دن کے لئے تمام انتظامات میں نے مکمل کردیئے تھے انسپکٹر تصور علی کو ملٹری انٹیلی جینس کی پوری پوری حمایت حاصل ہوگئی تھی اور کرنل اعجاز صاحب نے اس لئے اشارہ دے دیا تھا کہ اگر اس کے اپنے معاملات میں مدد کی ضرورت پیش آئی تو فوجی تحفظ پورا پورا اسے حاصل ہوگا بھلا اس سے زیادہ انسپکٹر تصور علی کو اور کیا چاہئے تھا۔ ہاں اس نے پولیس فورس اکٹھا کرنے کے لئے البتہ کرنل اعجاز سے درخواست کی تھی اور شاید اس طرف سے محکمہ پولیس کے سربراہان کو یہ ہدایت کردی گئی تھی کہ انسپکٹر تصور علی کی مدد کی جائے۔ بعد میں جب میرا تصور علی سے رابطہ قائم ہوا تو اس نے اتنا ہی بتایا کہ آئی جی صاحب کی طرف سے اسے براہ راست فون موصول ہوا تھا اور کہا یہ گیا تھا کہ وہ کون سا ایسا مسئلہ ہے جو پولیس سے ہٹ کر ہے لیکن پولیس کے ذریعے حل کیا جارہا ہے اس پر انسپکٹر تصور علی نے کہا تھا کہ ملٹری انٹیلی جینس سے اسے براہ راست ہدایت موصول ہوئی ہے اور یہ نہیں بتایا گیا کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ بلکہ کہا گیا ہے کہ عین وقت پر اسے جو ہدایات دی جائیں گی' اسے اس پر عمل کرنا ہوگا۔

بہر طور یہ سب احتیاط کے پیش نگاہ کیا گیا تھا تاکہ کہیں سے بھی بھنک نہ نکل سکے اور مسٹر تصور علی اپنا کام بخیر و خوبی انجام دے سکے۔ وہ بھی دیوانہ ہی ہورہا تھا اور اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ مجھے کاندھوں پر بٹھا کر ناچنا شروع کردے' یہ بات اس کے تصور سے بھی باہر تھی کہ اتنے نچلے درجے کا افسر ہونے کے باوجود اسے اتنا بڑا کام حاصل ہوجائے گا۔ غرض یہ کہ اپنے اپنے طور پر میں نے تمام لوگوں کو ہوشیار کردیا تھا۔ آفتاب کمال بھی اپنی چھوٹی سی فورس کے ساتھ مصروف عمل تھا اور ہر جگہ سے رپورٹیں موصول ہورہی تھیں۔ شام کو تقریباً ساڑھے آٹھ بجے ان تمام کاموں سے فراغت حاصل کرنے کے بعد میں فیروز شاہ کی کوٹھی پر پہنچ گیا۔ فیروز شاہ نے سہیل شاہ کو قید کر رکھا تھا' اور یہ بات میرے لئے کافی باعث دلچسپ تھی۔ فیروز شاہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"احمق لڑکا ہے وہ' شدت جذبات میں دیوانہ ہورہا ہے' پورا دن اسے سنبھالے رکھا ہے میں نے۔"

"کیا کہتے ہیں سہیل شاہ۔ میں نے سوال کیا"

"بس اس بات پر دیوانہ ہے کہ یہ رقم ان لوگوں کو کیوں دی جارہی ہے"

"حالانکہ آپ نے انہیں سمجھایا تھا"

"جوانی کی عمر ایسی ہی ہوتی ہے' لیکن میں تم لوگوں کو سمجھاتا ہوں کہ ہمیشہ ذہانت سے کام لو' یہ دیکھ لو کہ سیاہ و سفید کیا ہے اگر کہیں سر جھکانا پڑ رہا ہو تو جھکانے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ جب یہ سر اٹھتا ہے تو پھر سر جھکانے والوں کے سر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زمین پر پڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہم دیکھیں گے کہ نارزک کیا چیز ہے۔ تم نے محسوس نہیں کیا کہ میں نے ان سے کیا بات کی ہے؟"

"کیا.....؟" میں نے سوال کیا اور فیروز شاہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"مکڑی کا جال دیکھا ہے کبھی.....؟"

"جی....."

"ننھے ننھے باریک تار لگے ہوتے ہیں اس میں' لیکن جب مکھی اس میں پھنستی ہے تو زندہ واپس نہیں نکل سکتی"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"جی..."

"میری پیش کش بھی مکڑی کا ایک جال ہی ہے میں نے انہیں پچاس کروڑ روپے کی پیش کش کی ہے۔ یہ رقم یعنی ایک کڑور روپے ادا کرنے کے بعد ہم ان سے دوستی کا آغاز کریں گے..... اور پھر اس دوستی کو اس حد تک آگے لے جائیں گے کہ وہ ہم پر اعتبار کرنے پر مجبور ہوجائیں اور اس کے بعد انہیں اس طرح کھلے سمندر میں ڈبوئیں گے کہ وہ دوبارہ کبھی نہ ابھر سکیں۔ اس طرح ایک کڑور روپے کی رقم تو جائے گی لیکن تارزک کا پورا گروہ ہمارے ہاتھوں فنا ہوگا۔ کیا سمجھے۔ اور اس کے بعد یہ سب کچھ ہمارے ملکیت ہوگا۔ اس دوستی میں ہم یہ بھی تو دیکھیں گے کہ ان کا طریقہ کار کیا ہے اور ان کے اثاثے کہاں کہاں ہیں.....؟"

فیروز شاہ نے رقم کا بریف کیس میرے حوالے کیا تھا اس نے کہا۔

"یہ پورے ایک کروڑ روپے ہیں۔ نقد ہیں اور ان میں ہم نے کسی قسم کا کوئی فراڈ نہیں کیا۔ حالانکہ پچاس طریقے کار ہوسکتے ہیں۔ سہیل شاہ کو میں نے بند کردیا ہے اور اسے اس وقت تک آزادی نہیں دوں گا جب تک کہ رقم تارزک گروہ کے ہاتھوں میں نہیں پہنچ جاتی۔ تم اس رقم کو پوری دیانتداری کے ساتھ ان کے حوالے کرو میں یہیں تمہاری واپسی کا انتظار کروں گا۔ خیال رکھنا کوئی ایسا عمل نہ ہونے پائے جس سے تمہاری اور بعد میں میری زندگی کو کوئی خطرہ لاحق ہوسکے۔"

میں نے وعدہ کیا اور اس کے بعد وہاں سے باہر نکل آیا۔ کافی فاصلے پر پہنچنے کے بعد آفتاب کمال جو مسلسل میرے تحفظ کے لئے میرے ساتھ تھا قریب پہنچ گیا اور اس نے کہا۔

"چیف کیا حکم ہے...؟"

"بس فوری طور پر احکامات صادر کردو"

تصور علی پولیس فورس کے ساتھ تیار تھا اور اس نے درحقیقت اپنی عمر اور ذہانت سے کام لے کر بے شمار گروپ اس طرح تشکیل دے لئے تھے جو بیک وقت ان گوداموں پر چھاپے ماریں۔ تمام تر انتظامات کرلئے گئے تھے جن کے تحت بعد میں کوئی مشکل پیش نہ آئے، ایک گروپ کو اس عمارت پر بھی بھیج دیا گیا تھا جہاں بخت جمال قیدی تھا۔ غرض یہ کہ سارے انتظامات بڑے شاندار پیمانے پر ہوگئے تھے دلچسپ بات یہ تھی کہ میں نے ایک کڑور روپے کی وہ رقم آفتاب کمال کے دفتر میں محفوظ کرنے کے بعد اپنا میک اپ اتار دیا تھا۔ اور رات کو جب پونے ایک بجے میں، تصور علی اور آفتاب کمال، فیروز شاہ کی کوٹھی پر حملہ آور ہوئے تو فیروز شاہ یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میں ہی وہ شخص ہوں جس نے اس کا کریا کرم کیا ہے اس نے بڑی شرافت اور دیانتداری کے ساتھ سہیل شاہ کو بھی قید رکھا تھا۔ جب پولیس اس کے سامنے پہنچی اور وہ اسے دیکھ کر چونکا تو میرے دل میں اس کے لئے کچھ ہمدردی کے جذبات یقیناً پیدا ہوئے تھے۔ فیروز شاہ طیش میں آگیا۔

"یہ... یہ کیا بدتمیزی ہے۔ کون لوگ ہو تم۔ اور۔ اور کیا چاہتے ہو؟"

"فیروز شاہ صاحب ہم آپ کو گرفتار کرنے کے لئے آئے ہیں۔ آپ اور آپ کا بیٹا سہیل شاہ جن جرائم میں ملوث ہیں ان کی تمام تفصیل پولیس کے ریکارڈ پر آچکی ہیں ہم اس کے لئے باقاعدہ ثبوت رکھتے ہیں..."

"وارنٹ ہیں تمہارے پاس....؟"

"نہیں۔ وارنٹ اس لئے ایشو نہیں کرایا گیا کہ آپ جیسے لوگوں کو اسے رد کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آتی۔"

"گویا بغیر وارنٹ کے تم مجھ پر ہاتھ ڈالنا چاہتے ہو۔ تمہارا عہدہ کیا ہے نوجوان...؟" فیروز شاہ نے انسپکٹر تصور علی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ وردی آپ جیسے لوگوں کے لئے بہت کافی ہے۔ فیروز شاہ صاحب تصور علی نے کہا۔"

"یہ وردی ہی نہیں تمہاری زندگی اور تمہارے اہل خاندان کی زندگی بھی خطرے میں پڑجائے گی۔ مجھے بتاؤ یہ کیا بدتمیزی ہے؟ بیٹھ کر بات کرو، یہاں سے کچھ فائدہ ہی حاصل کر کے جاؤ گے۔"

فیروز شاہ نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر ادھر ادھر دیکھا۔ اس کے تصور میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ میں کون ہوں۔ بہرحال سمجھدار آدمی تھا اپنے آپ کو بے بس محسوس کرنے کے بعد اس نے اپنے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تو پہن لی تھیں۔ لیکن ایک بار پھر ہم لوگوں کو دھمکی دیتے ہوئے کہا تھا

"بات صرف اس بے عزتی ہی کی نہیں بلکہ بہت دور نکل جائے گی۔ تم لوگ تصور بھی نہیں کرسکتے۔"

"ٹھیک ہے بعد میں جو کچھ بھی ہوگا دیکھا جائے گا۔ فی الحال آپ باہر چلئے" ۔

فیروز شاہ کو پولیس کی تحول میں دینے کے بعد ہم نے اس کمرے کا رخ کیا جس میں سہیل شاہ کو قید کیا گیا تھا۔ سہیل شاہ نے اپنے باپ سے بھی زیادہ شور وغوغا مچایا تھا۔ لیکن بہرطور اسے بھی کسی نہ کسی طرح قابو میں کرکے ہتھکڑیاں لگادی گئیں اور اس کے بعد ہم ان دونوں کو لے کر اور اس کی کوٹھی پر پولیس فورس کو متعین کرکے پولیس ہیڈکوارٹر کی جانب چل پڑے۔

یہاں خاص چہل پہل تھی کیونکہ ایک بہت بڑا آپریشن ہوا تھا اور اس کے لئے بہت اوپر سے احکامات صادر ہوئے تھے اس لئے پولیس ڈیپارٹمنٹ پوری طرح مستعد تھا۔ خصوصی لاک اپ میں فیروز شاہ اور سہیل شاہ کو بند کردیا گیا۔ کسی قسم کا کوئی خطرہ مول نہیں لیا جاسکتا تھا، چنانچہ تصور علی کو اب اس کے بعد صرف یہ ذمہ داری سونپی گئی تھی کہ سہیل شاہ کی نگرانی کرے۔ کیونکہ دوسرے دن کرنل اعجاز کی طرف سے سہیل شاہ اور فیروز شاہ کے سلسلے میں احکامات صادر ہونے والے تھے۔ بڑا سنسنی خیز ماحول تھا۔ رات ہمیں وہیں گزارنی پڑی۔ دوسرے دن باقاعدہ محکمہ پولیس کے انسپکٹر جنرل اور دوسرے افراد پولیس ہیڈکوارٹر پہنچے جہاں انہیں فیروز شاہ اور سہیل شاہ کے بارے میں بریفنگ دی گئی۔ ملٹری کے کچھ افسران بھی موجود تھے۔ البتہ اس موقع پر چونکہ ڈی آئی جی تیمور جمال شاہ صاحب بھی موجود تھے۔ اس لئے مجھے وہاں سے کھسکنا پڑا تھا کم از کم ان کے سامنے میں موجود نہیں رہ سکتا تھا۔ لیکن شومئی قسمت کہ مجھے دیکھ لیا گیا۔ ڈی آئی جی صاحب بہرحال پولیس کے ایک ذہین ترین افسر اعلیٰ تھے ان کی تیز نگاہیں ایک لمحے میں سارے ماحول کا جائزہ لے لیتی تھیں۔ ابھی ہم پولیس ہیڈ کواٹر سے باہر بھی نہیں نکلے تھے کہ ایک پولیس افسر ہمارے عقب میں پہنچ گیا اس نے ہمیں رکنے کے لئے کہا۔

"جی...!" میں نے سوال کیا۔

"مسٹر جہانگیر جمال شاہ۔ میرا نام اصغر علی ہے۔"

"بہت خوبصورت نام ہے۔ اللہ آپ کو مبارک کرے۔" میں نے کہا اور آگے قدم بڑھادیئے

"میرے پاس آپ کے وارنٹ گرفتاری ہیں"

"جی...!"

"آیئے میرے ساتھ آپ کو ڈی آئی جی صاحب نے طلب کیا ہے"

"کیوں...؟"

"یہ تو وہ خود ہی بتائیں گے"

"وارنٹ دکھایئے"

"وہ سامنے موجود ہیں"

"کون...؟"

"وارنٹ۔" افسر نے تیمور جمال شاہ کی طرف اشارہ کیا۔ اور میں نے گرفتاری دے دی۔ قبلہ و کعبہ نے ایک طرف تنہائی میں مجھے لے جاکر پوچھا۔

"تم یہاں کیا کررہے ہو....؟"

"بس بس۔ موٹر سائیکل کا لائسنس بنوانے آیا تھا۔"

"بکواس کرتے ہو"

"یقین کیجئے ڈیڈی"

"فیروز شاہ کے سلسلے میں تمہارے پاس کچھ معلومات ہیں"

"کون فیروز شاہ...؟"

"مجھ سے چھپا رہے ہو...؟"

"نہیں ڈیڈی۔ آپ میری تلاشی لے لیجئے۔" میں نے معصومیت سے کہا اور ڈی آئی جی صاحب ادھر

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ادھر دیکھنے لگے۔ پھر غرائے

"دفعان ہو جاؤ"

ستا چھوٹ گیا تھا۔ فوراً" واپس پلٹا اور آفتاب کمال کے ساتھ باہر نکل آیا۔

ویسے بھی اب ہمارا وہاں کوئی کام نہیں رہ گیا تھا۔ ہاں تصور علی کو ذرا دور تک ساتھ لے جانا تھا' لیکن اس سے رابطے کے بہت سے ذرائع تھے' اس وقت تو وہ پولیس کے اعلیٰ افسران کی ناک کا بال بنا ہوا تھا۔ جو کارنامہ اس نے سرانجام دیا تھا وہ اس کے لئے خطرناک بھی تھا' لیکن جس قسم کا وہ نوجوان تھا اسے ذہن میں رکھتے ہوئے اس کے لئے دل میں جگہ پیدا ہو گئی تھی اور ہمارا خیال تھا کہ ہم اس کا ساتھ دیتے رہیں گے۔

بخت جمال اور غیاث کا معاملہ مزید کچھ دیر طلب تھا' ویسے اس جگہ سے بخت جمال کو برآمد کر کے پولیس نے اپنی تحویل میں لے لیا تھا۔ میں نے تصور علی کو اس سلسلے میں خصوصی ہدایات تو جاری کر دی تھیں لیکن پھر بھی ابھی بہت سے ایسے معاملات ذہن میں تھے جن پر پوری پوری نظر رکھنا ضروری تھا۔ کہیں بھی کوئی ایسی سنسنی خیزیات ہو سکتی تھی جو ہمارے کام کو بگاڑ دے' فیروز شاہ کے ہاتھ بہر طور کافی لمبے تھے' اس کے وفادار اسے اس طرح تو نہیں چھوڑ دیں گے۔ اپنی دانست میں ہم نے گرفت کافی مضبوط رکھی تھی لیکن یہ بہت پرانا تجربہ تھا کہ کسی مسئلے کو اتنی سادگی سے نہ لیا جائے کہ کسی موقعے پر چوک ہو جائے۔ ہم نے اپنا کاروبار پھر سے جاری کر لیا۔ آفتاب کمال اپنا کام سنبھالے اپنے دفتر میں مصروف ہو گیا۔ میں نے گھر کا رخ کیا' فریدہ سے تفصیلی ملاقات ہوئی تو ہنس کر بولی۔ ویسے تو لاتعداد افراد کو زندگی میں ... نے کیا کیا تجربات ہوتے ہیں لیکن میرے شناساؤں میں کسی کا تجربہ مجھ جیسا نہیں ہے"

"کس سلسلے میں؟"

"شوہر کے سلسلے میں" اس نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

"تمہارا تجربہ شوہر کے سلسلے میں کیا ہے؟"

"ایک ایسا انوکھا شوہر جو انسان کو مختلف روپ میں ملتا ہے۔ کبھی کبھی وہ ڈاکو بن کر بھی گھر میں آگھستا ہے کبھی ایک ہی جگہ ہوتے ہوئے اس سے اجتناب برتنا پڑتا ہے"

"زندگی کی یہ تبدیلی پسند نہیں ہے تمہیں؟"

"بے حد پسند ہے کیونکہ یہ میر ... ہر کا کاروبار ہے"

گھر کے معاملات بالکل اطمینان بخش تھے' ... آئی۔ جی تیمور جمال شاہ کو شاید زمانہ قدیم کے کسی دور میں مجھ سے بیر تھا اور یہ بیر کسی طور ختم ہونے کا نام نہیں لیتا تھا۔ والدہ اور طاہر جمال شاہ مجھ سے ملتے رہتے تھے وہاں بھی سب خیریت تھی۔

تصور علی بالآخر ان تمام معاملات سے فارغ ہو گیا۔ وہ اپنی ذمے داریاں سرانجام دے چکا تھا اور اس کے فوراً" بعد غیاث کے مسئلے کو اٹھانا تھا' آفتاب کمال نے وکیل کی حیثیت سے فوری طور پر درخواست دے ڈالی اور عدالت میں سماعت ہوئی' بخت جمال کے بیان نے فوری اثر کیا اور ہم لوگوں نے اپنے اختیارات سے کام لے کر غیاث کو آزاد کرا لیا وہ بالکل بے گناہ قرار پایا تھا' پھر فیروز شاہ کا کیس بھی بالکل نیا نیا تھا' بخت جمال کے بیان نے فیروز شاہ کے کالے کرتوتوں میں ایک کرتوت کا اضافہ کر دیا تھا' غیاث کو حاصل کر کے ہم لوگ فرزانہ کے گھر کی جانب روانہ ہو گئے۔

جس وقت غیاث نے اپنے گھر کے دروازے سے اندر قدم رکھا فرزانہ اور اس کی والدہ کسی بات ... گفتگو کر رہی تھیں' غیاث کو دیکھ کر دونوں کے حلق سے چیخیں نکل گئیں۔ اور اس کے بعد کے جذباتی مناظر ہمارے لئے اجنبی نہیں تھے' ہم خاموشی سے دلوں کی بھڑاس نکل جانے کا انتظار کرتے رہے اور اس کے بعد وہی ہوا یعنی ہمارے احسان مندوں نے ہماری جانب رخ کیا تھا۔

غیاث کے ساتھ چائے پیتے ہوئے میں نے اس سے کہا۔

"تمہارے سارے معاملات نمٹ چکے ہیں غیاث

تم ایک باعزت اور بے گناہ انسان کی حیثیت سے منظر ... ئے ہو' اپنے مستقبل کے بارے ... مت ہونا' دفتر روحانیات کی ذمے داریاں ... ختم نہیں ہو جاتیں بلکہ آئندہ بھی ہماری کچھ ذمے داریاں ہیں جو ہم پوری کریں گے"

اور پھر ہم لوگ وہاں سے واپس چل پڑے اب وقت حساب کتاب آیا تھا' ایک کروڑ روپیہ چھپانا مشکل ہو رہا تھا۔ فوری طور پر اس عظیم رقم کا تیاپانچہ کرنا تھا اور اسے دفتر سے نکال کر بینکوں میں منتقل کرنا تھا آفتاب کمال سے گفتگو ہوئی تو وہ ہنس پڑا کہنے لگا۔

"چیف لگ رہا ہے کہ آنے والے وقت میں ہم اس ملک کے دولت مند ترین انسان ہوں گے۔ اب آپ یہ بتایئے ناں اتنی بڑی رقموں کو خرچ کرنا بھی تو آسان نہیں ہے البتہ چیف اپنے اس منصوبے سے ہم ایک قدم پیچھے نہیں ہٹیں گے"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "ہاں کیوں نہیں' مال مفت' دل بے رحم' کیا خیال ہے؟"

"بالکل ٹھیک ہے چیف اسی طرح یہ حلال ہو سکے گا ورنہ ہمارے گلے میں اٹک جائے گا"

"اس کے علاوہ؟"

"ان چاروں کا حصہ جو آپ کے پالتو ہیں"

"ان کا حصہ بے شک نکال لیتے ہیں' لیکن اگر ان کے ہاتھوں میں پہنچ گیا تو پاگل ہو جائیں گے وہ اور ان کے پاگل پن کو کنٹرول کرنا مشکل ہے بس یہ کر لیا جائے کہ انہیں کوئی تکلیف نہ ہو"

"جیسا آپ مناسب سمجھیں اس کے علاوہ چیف میری رائے ہے کہ کچھ ایسے کام کئے جائیں جن پر ہم گفتگو کر چکے ہیں' میرا مطلب ہے رفاہی کام' اب اس دولت کو جیسا کہ ہمارے ذہن میں ہے کسی نہ کسی مصرف میں تو آنا چاہئے"

"چلو ٹھیک ہے اس کے بارے میں جو بھی فیصلہ کرو مجھے منظور ہو گا' ویسے اصول کے مطابق اس کا چالیس پرسنٹ تمہارا ہے"

"پندرہ پرسنٹ نکالنے کے بعد چیف"

"ہاں ہاں جس طرح بھی مناسب سمجھو"

بہرحال آفتاب کمال بھی فراخ چشم انسان تھا اور دولت کا مسئلہ میرے لئے بھی بے حقیقت' چنانچہ یہ رقم مختلف بینکوں میں مختلف طریقوں سے منتقل کر دی گئی تاکہ ہماری اپنی پوزیشن بھی صاف رہے اور اس کے بعد دفتر روحانیات اور وکیل صاحب کا دفتر پھر باقاعدہ ہو گیا' فرزانہ نے اس فرم سے نوکری چھوڑ دی تھی' غیاث کے مسئلے میں ہم لوگ کئی میٹنگیں کر چکے تھے اور بالآخر اس بات پر آمادہ ہو گئے تھے کہ غیاث ایک آئس فیکٹری لگا لے' وہ اس میں دلچسپی لے رہا تھا' ہمیں تو مخصوص کردہ رقم اس کے حوالے کر دینی تھی وہ جس طرح چاہے اس کا استعمال کرے۔

یوں یہ مسئلہ ختم ہو گیا تھا لیکن جو چاٹ منہ کو لگ گئی تھی اسے بھلا اب کون ٹال سکتا تھا۔ جناب انسپکٹر تصور علی صاحب تھے ہم اس ایک کروڑ روپے میں سے ان کا کوئی حصہ تو نہیں نکال سکتے تھے لیکن وہ ہمارے زبردست عقیدت مند بن گئے تھے' انہیں جو عروج حاصل ہوا تھا وہ ان کے لئے ناقابل یقین تھا چنانچہ دفتر روحانیات میں میرے مریدوں میں ان کا بھی اضافہ ہو گیا تھا۔ البتہ وہ اس دفتر سے حیران تھے اور انہوں نے اس سلسلے میں سوال بھی کر ڈالا تھا۔

"جہانگیر جمال شاہ صاحب آپ کے بارے میں خاصی تفصیلات میرے علم میں آچکی ہیں' ماضی کو یاد کرتا ہوں تو سخت شرمندگی ہوتی ہے' لیکن براہ کرم اس دفتر روحانیات کا کچھ اتا پتا مجھے بھی تو ملنا چاہئے آخر یہ ہے کیا۔؟"

"یار تصور علی' اب بھی یہی سوال کرو گے کہ دفتر روحانیات کیا ہے جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کافی نہیں ہے؟"

"نہیں' سمجھ نہیں پایا ہوں خیر' ایک سوال اور کرنا چاہتا ہوں آپ سے؟"

"ارشاد' ارشاد"

"دفتر روحانیات کے ذریعے پکڑی جانے والی مچھلی ایسی سائز کی ہونی چاہئے جتنی فیروز شاہ تھا' یا چھوٹی موٹی مچھلیوں کے لئے بھی یہاں روحانی جال بچھا ہوا ہے؟"

"دیکھو بھائی پولیس والے ہو اور میرے بارے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں بھی جانتے ہو کہ پولیس ہی کی کمائی کا خون میری رگوں میں دوڑ رہا ہے بات صرف اتنی سی ہے کہ اگر کوئی مشکل میں پھنسا ہوا نظر آئے تو ہمیں اس کی داد رسی کرنی ہے اور جہاں تک قانون اور پولیس کا تعلق ہے' اب اس کی بندوق تمہارے شانوں پر رکھ کر چلے گی' وکالت کا اور عدالت کا معاملہ ہے تو آفتاب کمال موجود ہے' غنڈہ گردی اور بدمعاشی کی ضرورت ہو تو یہ خادم حاضر ہے۔"

"بس تو پھر ٹھیک ہے۔ اگر کوئی بال نظر آئے تو میرے حوالے کر دینا اس کی کھال اتار کر تمہیں پیش کروں گا" میں نے جواب دیا اور تصور علی ہنسنے لگا۔

میرے چاروں یار بخیر و خوبی اپنے کام سرانجام دے رہے تھے۔ مثلاً" جو بھی حرکت کر سکتے تھے کر رہے تھے' ابھی ان کے پاس بچا ہی سرمایا اتنا کافی تھا کہ وہ عیش کی زندگی بسر کر رہے تھے' کبھی کبھی البتہ سب ایک دوسرے سے کھسر پھسر کرتے ہوئے نظر آتے' ایک بار میں نے چھاپہ مار کر پکڑ لیا اور ان سے حلفیہ بیان لیا تو کشوری کہنے لگا۔

"اصل میں جہانگیر بھیا ہم لوگ یہ سوچ رہے ہیں کہ آگے ہمارا کیا ہو گا۔ ہاتھ جتنا کھل گیا ہے اخراجات اس انداز میں ہو رہے ہیں کہ آگے چل کر خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔"

فون کی گھنٹی بجی اور میں نے ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو!"

"میاں مسٹر جہانگیر جمال شاہ ہوتے ہیں۔"

"فرمایئے' میں بول رہا ہوں" میں دوسری طرف سے بولنے والے کی آواز نہیں پہچان سکا تھا۔

"کرنل اعجاز" جواب ملا۔

"اوہ' سر خیریت؟" میں بوکھلا گیا

"ہاں۔ فیصلہ نہیں کیا جا سکتا کہ خیریت ہے یا نہیں"

"حکم دیجئے"

"کس وقت مل سکتے ہو۔۔۔؟"

"ہر وقت' آپ حکم دیجئے۔"

"آج رات تمہیں ڈنر دینا چاہتا ہوں"

"جی۔۔۔؟" میں نے حیرت سے کہا۔

"رات کا کھانا میرے ساتھ کھاؤ۔ ممکن ہو سکے تو آٹھ بجے میرے گھر پہنچ جاؤ۔۔!"

"حاضر ہو جاؤں گا"

"میں انتظار کروں گا۔" دوسری طرف سے فون بند ہو گیا۔ میں ریسیور ہاتھ میں تھامے رہ گیا تھا۔

"کون تھا۔۔؟" آفتاب کمال حیرت سے بولا اور میں نے چونک کر ریسیور رکھ دیا۔

"ڈنر پر دعوت دی ہے"

"اوہ!" آفتاب کمال نے ہونٹ سکوڑے۔

"کیوں۔۔۔؟"

"کچھ عجیب سا لگ رہا ہے' چیف' ہم لوگ منتشر ہو جائیں گے اور پھر اب آپ کو چھوڑنا کچھ۔۔۔۔ ممکن نہیں ہو گا چیف بہت مشکل ہو گا۔" آفتاب کمال نے کہا۔

"عالم کشف میں ہو۔۔۔؟"

"نہیں چیف عالم حقیقت میں"

"بھلے آدمی کچھ منہ سے تو پھوٹو"

"یہ دعوت کچھ خطرناک لگ رہی ہے مجھے۔ اصل میں چیف آرمی کے پاس آپ کا بہترین ریکارڈ ہے۔ کسی بھی لمحے یہ ریکارڈ آپ کے لئے خطرناک بن سکتا ہے"

"تمہارا خیال ہے کوئی مہم میرے سپرد کی جائے گی؟"

"امکانات لگتے ہیں"

"پھر کیا کرنا چاہئے؟"

"مجبوری ہے چیف' خیر فوراً" ہی تو یہ سب کچھ نہ ہو جائے گا۔ دیکھنا یہ ہے کہ کام کیا ہے۔ کوئی طریق کار اختیار کریں گے"

آفتاب کمال کے خدشات کبھی بے معنی نہیں ہوتے تھے۔ اس کا مجھے طویل تجربہ تھا۔ بہرحال ابھی یہ سب کچھ ذہن پر مسلط کر لینا مناسب نہیں تھا۔

وقت مقررہ پر تیار ہو کر چل پڑا۔ فوجی ڈسپلن ضرب المثل ہوتا ہے مجھے یقین تھا کہ کرنل اعجاز میرے منتظر ہوں گے۔ میرا اندازہ بالکل درست نکلا' کرنل اعجاز نے میرا پرتپاک استقبال کر کے مجھے تعریفی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا

"جہاں تک مجھے علم ہے تم شادی شدہ ہو جہانگیر جمال شاہ"

"جی سر"

"اس کے باوجود اس قدر اسمارٹ ہو' تمہیں دیکھ کر رشک ہوتا ہے عموماً" لوگ شادی کے بعد کاہل الوجود ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے اثرات ان کے جسم پر پڑتے ہیں۔ کچھ لوگ تو قدرتی طور پر ایسے جسموں کے مالک ہوتے ہیں۔ جو اپنی جگہ قائم رہتے ہیں۔ لیکن بعض لوگ خود پر بہت محنت کرتے ہیں۔ میرے خیال میں تم۔ خیر یہ بتاؤ کھانا کس وقت کھاتے ہو۔؟"

"جب سامنے آجائے سر" میں نے جواب دیا۔ اور کرنل اعجاز ہنس پڑے۔

"اس میں بھوک کا کوئی دخل نہیں ہوتا ویسے میں ساڑھے آٹھ بجے کھانا کھا لیتا ہوں۔ یہ فوجی ٹائم ہے۔"

"ساڑھے آٹھ تو بجنے والے ہیں۔"

"ہم ڈرائنگ روم کے بجائے ڈنر روم میں چل رہے ہیں۔" کرنل اعجاز نے کہا۔

کھانا خاموشی سے کھایا گیا۔ اس کے بعد کرنل مجھے اپنی پرائیویٹ رہائش گاہ میں لے گئے۔ اور بولے "بیٹھو۔ فیروز شاہ کیس تمہاری پسند کے مطابق نمٹ گیا۔؟"

"جی سر۔۔۔"

"تم نے اس نوجوان پولیس افسر کی تقدیر جگا دی اس کے لئے بڑے اعزازات منتخب کئے جا رہے ہیں۔"

"مجھے خوشی ہے سر"

"تم نے تھوڑی بہت مدد مجھ سے بھی لی تھی۔ اس میں قصور میرا نہیں ہے۔ نہ ہی میں وہ مہاجن ہوں جو فوراً" ہی اصل کا سود مانگنے لگتے ہیں۔ یہ مسئلہ بالکل مختلف ہے۔ تمہارے سابقہ ریکارڈ نے تمہیں اس مشکل میں پھنسایا ہے۔ یہ دیکھو۔ یہ کائن ڈی ایکس ایمرونا ہے۔ تم نے ریاست ایمرونا میں کچھ ناقابل یقین کارنامے سرانجام دیئے تھے۔؟"

"جی سر مجھے وہاں بھیجا گیا تھا"

"اور اس کے بعد تم جو رزلٹ لائے وہ ناقابل یقین تھا۔ میرے پاس یہ فائل ہائی کمان سے بھیجی گئی ہے اور ہدایت ملی ہے کہ اس شخص سے رابطہ قائم کر کے اسے نئے مشن کے لئے تیار کروں تمام تر ذمے داریاں مجھے سونپ دی گئی ہے تم اس فائل پر ریمارکس دیکھ سکتے ہو۔ میں جب اس فائل کی ورق گردانی میں مصروف ہوا اور اس کے بعد میں نے اس میں لگی ہوئی تصویر دیکھی تو پہلے تو ششدر رہ گیا۔ پھر خوب ہنسا یہ سوچ کر کہ تم یہ سمجھو گے کہ تمہارا تھوڑا سا کام کرنے کے بعد میں نے فوراً" ہی اپنا ایک کام تمہارے سپرد کر دیا" کرنل اعجاز نے مسکرا کر کہا۔ میں نے نہایت دلسوزی سے کہا۔

"نہیں جناب ایک بات میں اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ فوج ہمیشہ وطن کے دفاع کے لئے زندگی ہتھیلی پر رکھتی ہے۔ اگر وطن عزیز کے لئے کوئی ذمے داری کسی کے شانوں پر ڈالی جائے تو یہ اعزاز ہے اس شخص کیلئے ہم جس ملک کا کھاتے ہیں جس زمین پر ہماری نسلیں پروان چڑھتی ہیں اگر ہم اس کے لئے کچھ کر لیں' یا کوئی ایسا لمحہ پیش آجائے کہ زمین کو ہماری ضرورت ہو۔ وطن کو ہماری طلب ہو تو یہ اعزاز ہے ہمارے لئے ورنہ کون ہیں اور کتنے ہیں جنہیں یہ اعزاز ملتا ہے۔ میں بالکل اس انداز سے نہیں سوچ رہا بلکہ خوش ہوں کہ میرے کسی چھوٹے موٹے کام نے مجھے اتنی عزت بخش دی ہے کہ دوبارہ مجھے کسی کام کے لئے منتخب کیا گیا"

میرے ان الفاظوں کا رد عمل کرنل اعجاز کے چہرے پر نمایاں تھا وہ بہت متاثر ہوئے تھے۔ اور شاید میرے ان الفاظ پر جذباتی ہو گئے تھے۔ چند لمحات کچھ نہ بول سکے۔ پھر حلق صاف کرتے ہوئے بولے۔

"اگر کوئی شخص ہمیں نمایاں خوبیوں کا حامل نظر آتا ہے تو درحقیقت یہ اتفاق نہیں ہوتا بلکہ اس کے پس منظر میں اس شخص کی خوبیاں چھپی ہوتی ہیں۔ یقین کرو جہانگیر جمال شاہ تمہارے الفاظ نے مجھے رلا دیا ہے' رو نہیں سکتا لیکن دل سے آنسو نکل پڑے ہیں۔ میں ایک غیر فوجی شخص کو اس کے عظیم جذبے پر سلام کرتا ہوں تمہارے دل میں اگر وطن عزیز کیلئے اس قدر محبت ہے تو کسی بھی طرح تم سرحدوں کے ان محافظوں سے کم نہیں۔ جو دن کو دن اور رات کو رات نہیں سمجھتے' خیر میرا خیال ہے ہم کافی جذباتی گفتگو کر چکے ہیں اب کام کی باتوں پر آجاتے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہیں، میں تمہیں اب پورے اعتماد کے ساتھ۔ اس سلسلے کی پوری تفصیل بتاتا ہوں، ہمارے ہاں نئے انتخابات ہوئے اور ان انتخابات کے نتیجے میں نئی حکومت تشکیل پائی ہے جہاں کئی پارٹیاں انتخابات میں شمولیت اختیار کرتی ہیں وہاں ان کے درمیان مقابلے بازی بھی ہوتی ہے تھوڑے بہت اختلافات بھی چلتے ہیں۔ لیکن حکومت کی کارروائیاں ان اختلاف سے بالکل مختلف ہوتی ہیں۔ یہ تو سارے معاملات اندرونی ہیں اور ہم ان معاملوں کو خود ہی نمٹانا جانتے ہیں ہمارے آپس کے اختلاف سے اگر دوسرے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں تو ظاہر ہے انہیں اس کا موقع نہیں دیا جائے گا۔ ان انتخابات کے نتائج میں جو حکومت تشکیل پائی ہے اس کو کسی بھی طرح غلط ثابت کرنے کے لئے ہمارے پڑوسی ملک نے کارروائیاں شروع کردیں ہیں کیونکہ یہ بات تمہارے علم میں بھی ہے کہ پڑوسی ملک جس اندرونی خلفشار کا شکار ہے اس سے نکلنے کے لئے اسے کوئی راستہ نہیں مل رہا ایسے حالات میں جب کہ وہ اندرونی طور پر اپنی تمام تر درندگیوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے غلط کاریوں میں مصروف ہے اور اس پر چاروں طرف سے گرفت ہو گئی ہے۔ تو وہ نہیں چاہتا کہ ہمارے اپنے وطن عزیز میں حالات پرسکون رہیں، وہ ان حالات سے دلبرداشتہ ہے اور ہمارے ہاں خلفشار چاہتا ہے چنانچہ ایک اطلاع کے مطابق را ایجنٹوں کا ایک بڑا گروہ کسی نہ کسی طرح سرحد پار کرکے اندر داخل ہوگیا ہے۔ اور مختلف علاقوں میں پھیل گیا ہے اس کی رہنمائی یہودی لابی کے لوگ کررہے ہیں۔ یہ بات بھی تمہارے علم میں ہے کہ ان دنوں ہمارے پڑوسی ملک میں اسرائیلی ایجنٹ خصوصی طور پر کارروائیوں میں مصروف ہیں اور ان لوگوں کو تربیت دے رہے ہیں۔ را اور موساد مل جل کر ایسے بھیانک منصوبے ترتیب دے رہے ہیں۔ جن سے ہمارے ملک کو نقصان پہنچے۔ ایجنٹوں کا یہ گروہ یقینی طور پر پہلے سے اپنا جال یہاں بچھائے ہوئے ہیں۔ جہاں تک ہمارے آدمیوں کو علم ہوسکا ہے ابھی یہ گروہ ہمارے کچھ مخصوص علاقوں تک محدود ہے کیونکہ بعد میں اس کے لئے ناکہ بندی کردی گئی ہے اور چونکہ یہ فوجی معاملات تھے فوج نے اپنے طور پر بیرونی کارروائیاں تو کرلی ہیں۔ لیکن اندرونی کارروائیوں کے معاملات ذرا مشکل نظر آرہے ہیں ہم براہ راست اندرونی طور پر فوجی کارروائی اس لئے نہیں کرسکتے کہ یہ بات نہیں جانتے کہ کون کون اس میں ملوث ہے۔ اور اگر حکومتی پیمانے پر یہ کارروائی کی جائے تو کیا سیاسی پیچیدگیاں پیدا ہوسکتی ہیں۔ ہم نے جن دو علاقوں کا انتخاب کیا ہے اور جہاں کے بارے میں ہمیں رپورٹیں حاصل ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک کو گرین فیلڈ کا نام دیا جاتا ہے۔ اور دوسرے کو براؤن فیلڈ، براؤن فیلڈ وہ پہاڑی علاقہ ہے جو چٹیل پہاڑوں اور اس کے درمیان آباد آبادیوں میں ہے، اور گرین فیلڈ وہ سرسبزو شاداب علاقہ ہے جہاں کی اپنی روایات دنیا کے لئے ایک عجوبہ ہے۔ مطلب میرا یہ ہے کہ ان دو علاقوں میں ان ایجنٹوں نے اپنے ہاتھ پاؤں پھیلا رکھے ہیں۔ اور چونکہ یہ کارروائی بہت پہلے سے جاری تھی اس لئے وہاں پر ان کے نمائندے پہلے سے موجود ہوں گے۔ اور کسی نہ کسی شکل میں اپنی حیثیت قائم کرلیں گے۔ چنانچہ ان کے درمیان ان لوگوں کو تلاش کرنا ہے۔ بات اصل میں یہ ہے مائی ڈیئر مسٹر جہانگیر جمال شاہ کہ فائل کے مطابق تمہارے ریکارڈ میں یہ تفصیل بڑے بھیانک انداز میں درج کی گئی ہے کہ تم ایک تیز رو، سفاک، قاتل، بے رحم اور دشمن کے لئے موت کا سامان مہیا کرنے والے ہو، تم کسی بھی زندہ انسان کو آگ کے جلتے ہوئے جہنم میں جھونک سکتے ہو۔ تم باآسانی کسی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے اندھا کرسکتے ہو تم بڑے اطمینان سے کسی کے جبڑے چیر کر یا اس کی گردن دبا کر اسے ہلاک کرسکتے ہو، ہمیں میرا مطلب ہے کہ ہائی کمان کو اس وقت ایسے ہی ایک سفاک قاتل کی ضرورت تھی اور اس قاتل کو، را کے ان ایجنٹوں کو ختم کرنا ہے جو ہمارے درمیان داخل ہوگئے ہیں۔ اصل میں یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ ہم ان ایجنٹوں کو گرفتار کرکے حکومتی کارروائی کریں۔ کیونکہ کچھ سیاسی معاملات ایسے چل رہے ہیں کہ اس سے مشکلات پیدا ہوسکتی ہیں۔ چنانچہ ہائی کمان نے طے کیا ہے ان میں سے جو جہاں اور جس شکل میں دستیاب ہوجائے اسے وہیں ہلاک کردیا جائے اور اس کے ساتھ ذرا بھی رعایت نہ برتی جائے۔ اب تمہیں اس بات کا اندازہ ہوگیا ہے جہانگیر جمال شاہ کہ اگر ہم باقاعدہ اس کارروائی کے لئے اپنے ایجنٹوں کو مقرر کرتے ہیں تو ان کا منظر عام پر آجانا یقینی ہوگا اور وہ باآسانی حکومت سے منسلک کئے جاسکتے ہیں اگر تم میرے ان الفاظ کی پیچیدگیوں کو محسوس کررہے ہو تو سمجھ

رہے ہوگے کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اس وقت ان کے مقابلے کے لئے کچھ ایسے لوگوں کی ضروت ہے جو ان کا سامنا کرنے کے بعد ان پر قابو پائیں اور انہیں ہلاک کردیں، چونکہ ایمرونا میں تمہارے اقدامات کچھ ایسے ہی رہے ہیں اور اس کی رپورٹ باہر ہی سے موصول ہوئی ہے چنانچہ مجھے یہ ذمے داری سونپی گئی ہے کہ جہانگیر جمال شاہ نامی شخص کو تلاش کیا جائے جس نے ملٹری انٹیلیجنس کے لئے اور بہت سے ملکی مفادات کے لئے دنیا کے مختلف گوشوں میں کام کیا ہے اور ملک کو شاندار پیمانے پر اس کے مفادات میں مدد دی ہے۔ جہانگیر جمال شاہ میں تو حیران رہ گیا۔ تمہارے بارے میں کچھ تفصیلات بے شک میرے علم میں ہیں اور تم نے کچھ کارنامے میرے لئے بھی سرانجام دئے ہیں۔ لیکن تمہارا فائل اس طرح ہائی کمان کے پاس موجود ہوگا۔ اس کا مجھے اندازہ نہیں تھا۔ اور یہ احمق لوگ جو تمہارا راستہ کاٹتے ہیں۔ اگر یہ بات جان لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کا دم ہی نکل جائے۔ خیر تم اس وقت یہ نہ سوچنا کہ میں تمہاری ستائش کرکے تمہیں اپنی مقصد براری کے لئے استعمال کررہا ہوں۔ فائل تمہارے سامنے ہے اسے پڑھو، مجھے جو ہدایت ملیں ہیں اس فائل کا تعلق صرف ان ہدایت سے ہے باقی بعد کی تفصیل تمہیں میرے ڈیپارٹمنٹ کے لوگ فراہم کریں گے۔ بشرطیکہ تم اس کام پر آمادگی، اظہار کرو۔"

"مجھے اس محبت پر غرور ہے جناب جو مجھے اپنے وطن عزیز سے ملی ہے۔ اور یہ میرے لئے اعزاز ہے۔"

"تم اس کے مستحق ہو جہانگیر جمال شاہ"

"شکریہ جناب"

"اب یہ بتاؤ۔ جو ذمے داری تمہیں سونپی گئیں ہیں۔ اس کے لئے میں حکام کو کیا جواب دوں؟"

"آپ مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں؟"

"مطلب؟"

"میں آپ کا مکمل اعتماد چاہتا ہوں کرنل۔ مجھے اس وقت زیادہ خوشی ہوتی جب آپ یہ ذمہ داری قبول کرلیتے"

"او تھینک یو مائی سن۔ تھینک یو ویری مچ۔ میں ڈیپارٹمنٹ کو اطلاع دیئے دیتا ہوں"

"بہت بہتر"

"گھر سے تو فرصت مل جائے گی۔؟"

"مکمل"

"اوکے، میں مطمئن ہوں۔ کرنل اعجاز نے کہا، پھر وہ کسی سوچ میں ڈوب گئے بہت دیر وہ خیالات میں گم رہے، پھر ایک گہری سانس لے کر بولے۔

"اصل میں اس دور کی سیاست ہم میں سے ہر شخص کے لئے دکھ کا باعث ہے، اقتدار کا حصول، دولت کی خواہش، انسان کو انسانیت سے اتنی دور لے گئی۔ کہ اس کے پہلے کبھی تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا، سیاست ملکوں کی سیاست ہی نہیں ہے بلکہ یہ گھر ہر خاندان ہر محلے ہر شہر، سیاست کا اکھاڑا بن چکا ہے۔ خاندانوں میں سیاسی رقابتیں چلتی ہیں۔ ہر شخص ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی فکر میں سرگرداں ہے، حالانکہ اس سے پہلے بھی یہی طرز معاشرت تھا، طبقات بھی تھے۔ اور ان طبقات کا تعین لازمی سمجھا جاتا تھا، اس دور میں ہر شخص ایک دوسرے سے مقابلے کرتا نظر آتا ہے اور اصل میں مقابلے کی یہی فضا بہت سی معاشرتی برائیوں کا سبب بن گئی ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو غیر ملکی ایجنٹ یہاں سرگرم عمل ہیں وہ تو اپنے وطن کے لئے کام کررہے ہیں لیکن جو لوگ ان کے آلہ کار بن گئے ہیں ہمیں اصل میں وہ سب زیادہ باعث تکلیف ہوتے ہیں اور انہی سے زیادہ نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ خیر جہانگیر جمال شاہ میں غیر ضروری راستوں پر بھٹک گیا ہوں۔ اب تم اپنے طور پر اس سلسلے میں کوئی بہتر پروگرام ترتیب دے لو۔ ڈیپارٹمنٹ کے کچھ افراد تمہارے ساتھ معاونت کریں گے اور تمہیں مکمل بریفنگ دے دیں گے"

کرنل اعجاز کا مطلب میں سمجھ گیا تھا۔ اب اس کے بعد میرا یہاں رکنا ایک بے مقصد سی بات تھی۔ چنانچہ میں ان سے اجازت لے کر اٹھ گیا۔ کرنل اعجاز مجھے نہایت محبت کے ساتھ میری گاڑی تک چھوڑنے آئے تھے اور اس کے بعد میں چل پڑا۔

بہر طور آفتاب کمال سے میں نے جو پیش گوئی کی تھی۔ اور آفتاب کمال نے اس سلسلے میں اپنے جن خیالات کا اظہار کیا تھا۔ وہ بالکل درست ثابت ہوئے تھے۔ ویسے میری زندگی بھی خاصی دلچسپ ہوگئی تھی۔ کہیں ایک جگہ نہیں ٹک سکتا تھا، پچھلے دنوں جو کارروائی کی تھی اور اس کے تحت جو کارنامے سرانجام دیئے تھے وہ بڑے منافع

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بخش ثابت ہوئے تھے۔ لیکن یہ ادائیگی تھی۔ بہرحال میں یہاں سے کمارہا تھا اور میری معاونت اس طرح کی جارہی تھی کہ شاید کوئی دوسرا تصور بھی نہ کر سکتا ہو۔ ایسے حالات میں جب مجھ سے اس کی ادائیگی مانگی جائے تو میں اس سے منہ کیسے موڑ سکتا ہوں۔ را اور موساد کے ایجنٹ میرے وطن میں داخل ہو کر جو تخریبی کارروائیاں کرنے والے تھے۔ بھلا میری زندگی میں کیسے ممکن تھا کہ وہ کامیاب ہو جاتے۔ آفتاب کمال مجھ سے زیادہ بے چین ہوا کرتا تھا۔

میں یہاں سے سیدھا گھر ہی پہنچا تھا' فریدہ' ماموں انتخاب اور دوسرے اہل خاندان جنہوں نے میرے اس گھر کو آباد کر رکھا تھا مجھے بے پناہ چاہتے تھے اور کبھی کبھی ان سے تفصیلی باتیں بھی ہو جایا کرتی تھیں۔ میرا گھر ان سے پر رونق تھا۔ کو ڈی آئی جی تیمور جمال شاہ صاحب نے میری دنیا اپنی دنیا سے بالکل الگ کر دی تھی۔ لیکن جو دنیا میں نے فریدہ کے ساتھ آباد کی تھی وہ کسی طور ان سے کم نہیں تھی بلکہ وہاں اداسیاں تھیں ڈکٹیٹر شپ تھی' تسلط تھا۔ جب کہ ہمارے ہاں یعنی میرے ہاں لوگ آسان اور سادہ زندگی گزار رہے تھے۔ اور انہیں اپنی زندگی گزارنے کے "اصولوں" میں کسی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تھا۔ میرے ہاں نہ تو ڈکٹیٹر شپ تھی اور نہ ہی تسلط اس لئے اداسیوں کا گھر میں گزر تک نہ تھا ہر شخص خوش' ہر شخص آزاد۔

فریدہ محبت کرنے والی بیوی تھی ہر بات کے لئے تعاون' ہر سلسلے میں تعاون پر آمادہ' اس رات میری اس سے خاصی تفصیلی بات چیت ہوئی۔ سب سے پہلے میں نے اسے بتایا۔

"کرنل اعجاز نے مجھے بلایا تھا"

"جی ہاں مجھے معلوم ہے۔"

"ایک مہم میرے سپرد کی جارہی ہے اور میرے اپنے خیال میں خاصی مشکل قسم کی ہے۔ تفصیل تو نہیں بتا سکوں گا تمہیں' کیونکہ ایک سرکاری راز ہے۔ لیکن ان مشکلات سے آگاہ کئے دیتا ہوں۔ جو اس مہم کے دوران پیش آ سکتی ہیں۔"

"مجھے اندازہ ہے۔ لیکن میں صرف ایک بات کہوں گی۔" وہ بولی۔

"کیا.....؟"

"سرحدوں کا تحفظ کرنے والے ماں' بہن اور بیویوں سے جدا ہو جاتے ہیں۔ اور جدائی کے ان لمحات کا یقین نہیں ہوتا' بعض اوقات (میرے منہ میں خاک) ان کی دائمی جدائی کی اطلاعات بھی ملتی ہیں۔ لیکن ممتا بھری مائیں' شفقت بھرے باپ' پیار کرنے والی بہنیں اور محبت کرنے والی بیویاں انہیں اسی فخر و غرور سے اس مقصد کے لئے روانہ کرتی ہیں۔' جو ایک فوجی گھرانے کا معیار ہوتا ہے۔ میں بھی انہی میں شامل ہوں آپ کے ساتھ پوری طرح معاون اور اس تعاون پر دل سے بہت زیادہ خوش۔ میں ہر دم ہر آن آپ کی صحت آپ کی زندگی کے لئے دعا گو رہتی ہوں۔ اس زندگی کے لئے جو مجھ سے زیادہ اس وطن کی امانت ہے میں کسی بھی سلسلے میں آپ سے الگ نہیں ہوں۔"

"شکریہ فریدہ بہت بہت شکریہ' میں بھی ایک عجیب اور غریب کیفیت کا شکار ہوں۔"

فریدہ ہنسنے لگی۔ پھر بولی۔ "کیا.....؟"

"یقین کرو فریدہ ایک جذباتی حادثے نے تم سے شادی کرنے پر آمادہ کر دیا تھا۔ لیکن اب سوچتا ہوں کہ وہ حادثہ نہ ہوتا تو کیا ہوتا۔ تم جیسی قابل فخر بیوی مجھے کیسے ملتی؟"

"اگر آپ یہ الفاظ مذاق میں بھی کہہ رہے ہیں تو یہ میرے پورے وجود کا زیور ہیں۔"

"نہیں یہ مذاق میں نہیں کہہ رہا میں"

بہر طور یہ جذباتی باتیں جاری رہیں فریدہ کو بہت سی ہدایات دے دیں میں نے۔ اس کے بعد بظاہر سو تا بن گیا لیکن حقیقتاً" میرا ذہن بہت سی بھول بھلیوں میں گم تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ اس بار ایک خوفناک مہم مجھے اپنے وطن ہی میں سرانجام دینا پڑے گی۔ اس سلسلے میں نجانے کیسے کیسے لوگوں سے واسطہ پڑے' مجھے کوئی ایسا طریقہ کار اختیار کرنا چاہئے جو میرے لئے بہترین راہبرو معاون ثابت ہو' کوئی ایسا حسین طریقہ کار جس سے میں اپنے مقصد کی تکمیل کرلوں۔ حالانکہ ابھی مجھے فوجی ہیڈ کوارٹر سے بریفنگ نہیں ملی تھی۔ لیکن اس کے باوجود میں کوئی ایسا منصوبہ تیار کر لینا چاہتا تھا۔ کہ اگر مجھ سے کوئی اس بارے میں ایسا سوال کیا جائے تو میں ان لوگوں کو یہ جامع منصوبہ پیش کر سکوں۔

رات کا نجانے کتنا حصہ انہی سوچوں میں گزر گیا اور

در حقیقت میرے ذہن نے جو تانا بانا بنا وہ بالکل ہی منفرد اور انوکھا تھا۔ اس تانے بانے کے ذریعے میں ایک عظیم الشان دھوکا بن سکتا تھا۔ ایسا دھوکا جس سے میرے دشمن میری جانب متوجہ ہو ہی جائیں۔ ہو سکتا ہے فوجی ہیڈ کوارٹر سے مجھے ان کے بارے میں تفصیلات نہ معلوم ہو سکیں۔ لیکن جو طریقہ کار میں نے اپنے طور پر سوچا تھا اگر اس پر عمل ہو جائے تو پھر لوگوں کا خود بخود مجھ سے رابطہ قائم ہوگا۔ یہ ایک دلچسپ بات تھی اور میں اس سلسلے میں نہایت پرجوش ہو گیا تھا۔

تو آفتاب کمال کی بات کر رہا تھا میں۔ بھلا اسے سکون کہاں۔ رات کو نجانے کیسے اس نے مجھے چھوڑ دیا تھا۔ لیکن جیسے چھوڑا' اس بات کا مجھے بھی اندازہ تھا۔ صبح ہی صبح وہ مجھ پر نازل ہو گیا تھا۔

"سوری چیف آپ کو اتنی صبح تکلیف دی ہے۔"

"مجھے تعجب ہے تم نے مجھے اتنی دیر سے تکلیف کیوں دی۔؟" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نہیں چیف اس میں میرا قصور نہیں ہے۔"

"تو پھر میرا قصور ہے کیا۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو اور کیا چیف۔ اصل میں فریدہ بھابھی سے آپ کی جذباتی گفتگو چل رہی تھی۔ میں سارے معاملات میں مداخلت کر سکتا ہوں لیکن شوہر اور بیوی کے معاملات میں نہیں۔"

"اوہ مائی گاڈ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ فریدہ سے میری جذباتی گفتگو چل رہی تھی؟۔"

"بس چیف رات اتنی ہو چکی تھی کہ صدر دروازے سے داخل ہونا ایک غیر شریفانہ بات تھی۔ میں جس طرح بھی اندر داخل ہوا' بس اس کے بارے میں' میں آپ کو کیا بتاؤں۔ لیکن بعد میں مجھے مایوس واپس آنا پڑا۔" میں ہنسنے لگا۔ پھر میں نے کہا۔

"اس طرح تو تم بہت خطرناک آدمی ہو آفتاب کمال۔؟"

"آپ کے لئے کہاں چیف" آفتاب کمال نے جواب دیا۔ پھر بولا

"ذرا جلدی سے بتائیے کیا میرا اندازہ درست تھا؟"

"سو فیصدی۔"

"گویا کوئی مہم آپ کے سپرد کر دی گئی ہے۔؟"

"ہاں....."

"لازمی بات ہے کوئی فوجی مہم.....؟"

"ہاں فوجی ہی ہے۔"

"کہاں جانا ہو گا.....؟"

"کہیں نہیں۔"

"کیا مطلب.....؟"

"مطلب یہ کہ اس بار مہم جو ہمارے اپنے ہی وطن میں آ گئے ہیں۔"

"اوہو گڈ' ویری گڈ اس کا مطلب ہے کہ اپنے وطن ہی میں کام کرنا ہو گا.....؟"

"ہاں....."

"پھر تو ایسی مہم مبارک ہے۔ چیف"

"کیوں.....؟"

"اس لئے کہ میں بھی آپ کے ساتھ شرکت کر سکوں گا۔" آفتاب کمال نے کہا اور میں ہنسنے لگا۔ پھر میں نے کہا۔

"لیکن اس مہم کے لئے میں نے جو منصوبہ بندی کی ہے آفتاب کمال اس میں شاید تم میری مدد نہ کر سکو۔"

"چیف آپ اس کے لئے تو فکر مند ہونا ہی چھوڑ دیں۔ کیا کام کرنا ہی اور کیسے کرنا ہے یہ میں جانوں اور میرا کام۔"

"ہوں....."

"مگر ذرا تفصیل تو بتا دیجئے۔؟"

"تفصیل تو ابھی مجھے خود بھی معلوم نہیں ہوئی آفتاب کمال۔ کرنل اعجاز نے مجھے بتایا ہے کہ را اور موساد کے گٹھ جوڑ نے ہمارے وطن کے لئے جو مشکلات پیدا کر دی ہیں وہ واقعی قابل غور ہیں' تم نے اندازہ تو لگا لیا ہو گا کہ ہمارے خلاف ایک باقاعدہ مہم کا آغاز کر دیا گیا ہے ادھر مجاہدین کشمیر پر "موساد" کی شورشیں بڑھ گئی ہیں اور ہندوستان کے دہشت گردوں کو کشمیریوں کے خلاف مختلف قسم کے ذرائع اسرائیل نے فراہم کئے ہیں اسی طرح اب وہ ہمارے وطن کے لئے بھی سرگرم عمل ہو گئے ہیں۔ بارہا اس سلسلے میں مشاہدات کئے گئے ہیں کہ ہمارے ہاں بدترین دہشت گردی کے مرتکب را اور موساد کے ایجنٹ ہی ثابت ہوئے۔ لیکن اب کوئی باقاعدہ گروہ اس کام کے لئے ترتیب دیا گیا ہے اور وہ ہمارے وطن میں پہنچنے کے بعد اپنی سرگرمیوں کا آغاز کرنا چاہتا ہے۔ اصل میں اس بار ایک طریقہ کار بدلا گیا ہے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور حقیقتاً" وہ میرے معیار کے مطابق ہے۔"

"وہ کیا.....؟"

"را اور موساد کے ان ایجنٹوں کو صرف گرفتار کر کے ان ملکوں سے احتجاج کرنا مقصود نہیں ہے۔ تمہیں اس بات کا اندازہ ہے آفتاب کمال کہ وہ ہر قسم کے احتجاجات مسترد کر دیتے ہیں' کیونکہ ان کے ہاں نہ کوئی سیاسی معیار ہے نہ کوئی انسانی اور سماجی معیار۔ ہزاروں واقعات اس قسم کے ہو چکے ہیں۔ بابری مسجد کا واقعہ دیکھ لو' کشمیر دیکھ لو' اس کے علاوہ ایک ہی نہیں بے شمار ایسے معاملات جن میں کبھی ان کا کوئی انسانی معیار نظر نہیں آیا۔ کشمیریوں پر جو مظالم ڈھائے جا رہے ہیں ان کی تفصیل کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے پوری دنیا ان مظالم پر سینہ کوبی کر رہی ہے لیکن ہندوستانی حکام کسی بات پر کان ہی نہیں دھر رہے۔ یہ ان کا مسلک ہے اور ان کے ساتھ ان کے جیسا ایک اور ملک بھی سرگرم عمل ہے میری مراد اسرائیل سے ہے تو اصل میں کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے حکام نے بھی یہ فیصلہ کیا ہے کہ اب افہام و تفہیم کے راستے تو ہیں نہیں کہ ہم ان سے بات کریں گرفتاریاں کریں ان ایجنٹوں کو ان کے سامنے پیش کریں اور وہ تسلیم ہی نہیں کریں گے۔ چنانچہ بہتر یہ ہے کہ حس کم جہاں پاک والا مسئلہ سامنے لایا جائے۔ یعنی جو را یا موساد کا ایجنٹ ہو اور پوری طرح پروف حاصل ہو جائے کہ وہ ان کے لئے کام کر رہا ہے اسے اس روئے زمین سے ہی ہٹا دیا جائے۔ تاکہ مستقبل کے بہت سے اندیشے ختم ہو جائیں۔"

آفتاب کمال نے ششدر نگاہوں سے مجھے دیکھا' اور گردن پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"گویا ذبح.....؟"

"ذبح۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"گڈ..... اور ایسا کام آپ تنہا انجام دیں گے چیف.....؟"

"مطلب.....؟"

"مطلب یہ کہ بکروں کو ذبح کرنا تو میرا بھی محبوب مشغلہ ہے۔"

"دیکھا جائے گا آفتاب کمال' اگر تمہاری ضرورت پیش آئی اس سلسلے میں تو ظاہر ہے تمہارے بغیر تو کوئی کام مشکل ہی ہو گا۔"

"ہاں چیف یہی میں بھی کہہ رہا تھا لیکن ابھی آپ مجھے اپنے راستے سے ہٹا رہے تھے۔ مجھے تو ایسا محسوس ہوا جیسے آپ مجھے ہی ذبح کر رہے ہوں۔" آفتاب کمال نے کہا اور میں ہنسنے لگا۔ پھر میں نے کہا۔

"نہیں خیر تمہیں تو میں کبھی بھی ذبح نہیں کر سکتا؟"

"کرنا چاہئے بھی نہیں ہے چیف اور پھر اگر نیک کاموں میں آپ مجھے حصہ نہیں دیں گے تو پھر کون سے کاموں میں حصہ دیں گے۔ میں اس سلسلے میں کام کروں گا چیف اور آپ مجھے خود سے علیحدہ نہیں کریں گے۔"

"ٹھیک ہے بھئی ٹھیک ہے تم تو لڑنے لگے۔"

"ایسی باتوں پر تو لڑنا ہی پڑے گا۔ چیف باقی آپ کے ہر حکم کو ماننے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن اس سلسلے میں میری حق تلفی نہ کیجئے گا چیف' ورنہ مجھے دلی رنج ہو گا۔"

"ٹھیک ہے بابا ٹھیک ہے۔"

"تو پھر اب بتایئے پروگرام کیا ہے۔"

"دیکھو آفتاب کمال ابھی مجھے اس سلسلے میں فوجی ہیڈ کوارٹر سے بریفنگ ملے گی۔ میرا اندازہ ہے کہ وہ میری سوچ سے الگ نہیں ہو گی۔ میں نہیں کہتا کہ مجھے وہاں سے کچھ لوگوں کی نشان دہی کی جائے گی۔ لیکن اصل میں میں ایسے کسی پوائنٹ پر پہنچنا چاہتا ہوں جس میں کوئی کام کی بات میرے ہاتھ آسکے اور اس کے لئے میں نے ایک طویل منصوبہ بندی کی ہے۔"

"چیف مجھے تو بتا دیں۔ آفتاب کمال نے کہا اور میں اسے مدہم لہجے میں اپنی سوچی ہوئی بات بتانے لگا۔ آفتاب کمال بڑے غور سے سن رہا تھا۔ بڑی دیر تک وہ خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے سنسنی خیز نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا.....

"چیف....."

"کیوں اعتراض ہے میرے منصوبے پر.....؟"

"بالکل اعتراض نہیں ہے لیکن اب تو ایک بات تسلیم کر ہی لیں آپ.....!"

"کیا.....؟"

"آپ آفتاب کمال۔ آفتاب کمال کے گن گاتے رہے ہیں اور آپ نے بارہا یہ بات کہی ہے کہ میں انسائیکلوپیڈیا ہوں میں یہ ہوں میں وہ ہوں۔ لیکن ایک بات میں نے ہمیشہ محسوس کی ہے۔ چیف"

"کیا.....؟"

"جب بھی آپ نے کبھی کوئی منصوبہ سوچا ہے' کوئی

پروگرام بنایا ہے' تو سچی بات یہ ہے کہ میرا سارا کیا دھرا خاک میں مل جاتا ہے۔ میری ذہنی پہنچ تو آپ کی ذہنی پہنچ کے معاملے میں ایک پیسہ برابر بھی نہیں ہے۔"

"خیر یہ تو اب تم کسر نفسی سے کام لے رہے ہو"

"نہیں بخدا چیف..... لیکن ایک بات اور بتایئے اس طرح کیا۔ میرا مطلب ہے فریدہ بھابھی پر اس کے اثرات نہیں پڑیں گے.....؟"

"پڑیں گے۔"

"تو پھر کیا ہو گا.....؟"

"کچھ نہیں۔ جب ہماری یہ مہم ختم ہو جائے گی تو فریدہ بھی صاف ستھری ہو جائے گی۔"

"اور ڈی آئی جی صاحب....."

"ان سے تو بس میرا ایک لمبا سلسلہ چل گیا ہے' وہ ویسے ہی مجھ سے کون سے خوش ہیں۔ جواب ناراض ہوں گے۔"

"خوشی بھی ہو گی انہیں....."

"یقیناً" ہو گی۔ کم از کم وہ یہاں اپنی انا کو مجروح سمجھتے ہیں۔ اور ان کا خیال ہے کہ بعض جگہ انہیں میری وجہ سے ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔"

"حالانکہ ایسی بات نہیں ہے چیف۔"

"بھو ڑو یا رباپ ہیں' ان کا حق ہے اب ان کی سوچیں غلط ہیں تو میں کیا کر سکتا ہوں پھر بھی وہ میرے لئے باعث احترام ہیں۔"

"کیوں نہیں چیف۔ لیکن بڑا سنسنی خیز پروگرام ہے' لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ فوجی حکام اس سلسلے میں کوئی نیا منصوبہ تو آپ کو پیش نہیں کرتے۔"

"اگر ادھر سے مجھے کوئی جامع اور موثر منصوبہ مل جاتا ہے تو پھر میں اپنے اس منصوبے کو ترک کر دوں گا آفتاب کمال۔"

"چیف اس سے زیادہ جامع منصوبہ نہیں مل سکے گا۔ حالانکہ یہ ایک خطرناک کام ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ چاروں طرف سے بالکل درست' یعنی اس طرح ہی صحیح اندازہ میں کام ہو سکتا ہے۔ دوسرا کوئی طریقہ کار اس کا ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔"

"تم اس بات سے متفق ہو؟"

"آپ متفق ہونے کی بات کر رہے ہیں' میرا تو سر دھننے کو جی چاہ رہا ہے اس منصوبے پر' سر دھننے کو جی چاہ رہا ہے اس منصوبے پر"

"کس کا اپنا یا میرا.....؟"

"اپنا' اپنا چیف' آپ کا عظیم الشان سر تو پوجنے کے قابل ہے۔"

"اچھا بھئی یہ بڑی دلچسپ بات ہے کہ ہم لوگ جب بھی کہیں ٹک کر بیٹھتے ہیں ہمیں وہاں سے اکھاڑ دیا جاتا ہے۔"

"نہیں چیف اس سلسلے میں کیا مشکل ہے۔"

"میرا مطلب ہے دفتر روحانیات؟"

"چلتا رہے گا۔"

"اور ان چاروں بدمعاشوں کا کیا ہو گا.....؟"

"کچھ بھی نہیں ہو گا چیف' عیش کر رہے ہیں عیش کرتے رہیں گے۔ میرا خیال ہے آپ نے انکی نسلوں کے لئے بہت کچھ جمع کر دیا ہے' ضرورت ہو گی جو کچھ' وہ انہیں فراہم کر دیا جائے گا۔ باقی دفتر روحانیات کا معاملہ چھوٹے موٹے انداز میں چلتا ہی رہے گا۔ کیونکہ پیرو مرشد تو دورے پر گئے ہوئے ہیں۔ اس لئے اس قسم کے لوگ جو کہ بے صحتی سے ہوں گے ان کی واپسی کے بعد ہی رجوع کر سکتے ہیں۔ میں ہنسنے لگا' میں نے کہا۔

"تم بھی کمال کی شے ہو آفتاب کمال.....؟"

"نہیں چیف میں کچھ بھی نہیں ہوں آپ کے سامنے۔"

"خیر اب کوئی اور نیا منصوبہ تو ذہن میں نہیں ہے؟"

"بالکل نہیں ہے چیف' آپ انتظار کریں گے وہاں سے کال کا؟"

"کرنا ہو گا۔" میں نے جواب دیا اور آفتاب کمال پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔

اس کے بعد صرف اس بات کا انتظار تھا کہ مجھے مزید ہدایات ملیں' کرنل اعجاز سے مسلسل رابطہ تھا۔ میں نے انہیں ابھی تک اپنے منصوبے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ لیکن جو صورت حال میرے علم میں آئی تھی اس میں میں اپنے منصوبے کو مکمل پاتا تھا۔ ایک ذرا سی تفریحات بھی ہو جائیں گی اور اس کے بعد ہو سکتا ہے ایک لمبا کھیل شروع ہو جائے۔ بہرحال میں ذہنی طور پر یہ سب کچھ کرنے کے لئے تیار تھا۔ ادھر بھی انتظامات ہو رہے تھے۔ بالآخر کرنل اعجاز ہی کی معرفت مجھے دوبارہ فوجی ہیڈ کوارٹر سے پیغام ملا اور پھر ایک مخصوص مقام پر

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مجھے طلب کرلیا گیا۔ جہاں چند افراد سے میری ملاقات ہوئی اور انہوں نے اس سلسلے میں مجھے مختصر تفصیلات بتائیں' لیکن یہ تفصیلات زیادہ معلوماتی نہیں تھیں' کرنل اعجاز نے جو کچھ کہا تھا اسی کی تصدیق کی گئی تھی' مجھے بتایا گیا کہ وہ لوگ نہایت چالاکی سے مقامی لوگوں میں گم ہوگئے ہیں' ان کے بارے میں یہ علم بھی نہیں ہوسکا کہ وہ کہاں کہاں سے تعلق رکھتے ہیں۔ کون کون لوگ ہیں اور یہاں ان کا کس سے تعلق ہے۔؟ بہرحال مجھے مکمل طور پر اجازت دی گئی تھی کہ میں اپنی پسند کے مطابق ان کے خلاف کام کروں اور اس سلسلے میں جو مراعات مجھے دی گئی تھیں وہ قابل ستائش تھیں' حالانکہ ان میں بعض معاملات ایسے تھے جنہیں بالکل غیر قانونی کہا جاسکتا تھا۔ لیکن ملکی بقاء کے لئے ہی تو سارے قانون بنائے جاتے ہیں' مجھے ایک طرح سے قتل کا لائسنس دے دیا گیا تھا اور اب مجھے اسی کے تحت سارے کام کرنے تھے۔ چند افراد کو میں نے ذہن میں رکھا وہاں سے ہدایات لے کر کرنل اعجاز ملاقات کی اور اب یہ ضروری تھا کہ میں مختصراً" کرنل اعجاز سے کو اس بارے میں کچھ بتادوں' اس ملاقات پر میں نے ان سے کہا۔

"اور بات چونکہ ایسی ہے کہ مجھے کسی شریفانہ طرز عمل کا مظاہرہ نہیں کرنا ہوگا۔ اس لئے سب سے پہلے میں جہاں سے آغاز کررہا ہوں وہاں آپ کو بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔"

کرنل مسکرا کر بولے۔ "اگر یہ بات ہے تو میں بھی ہر مشکل کے لئے تیار ہوں کیونکہ بہرحال ہمیں اپنے ملکی مفادات دنیا کی ہر شے سے زیادہ عزیز ہیں۔"

میں نے گردن ہلادی۔ آفتاب کمال کو تمام صورت حال کے بارے میں تفصیلات بتائیں اور پھر میں نے پہلے پوائنٹ کو ذہن میں رکھا اور اس پر عمل شروع کردیا۔ یہ ایک سرکاری ادارہ تھا بہت ہی اہمیت کا حامل اور یہاں مجھے ایک اہم کام سرانجام دینا تھا اس کے لئے تیاریاں شروع کردی تھیں میں نے' عمارت سات منزلہ تھی۔ پانچویں منزل تک مجھے رسائی حاصل ہوگئی۔ چھٹی اور ساتویں منزل سخت سیکورٹی میں رہتی تھی لیکن میں نے اس کے انتظامات کرلئے تھے اور ساری تفصیلات علم میں تھیں۔ ساتویں منزل پر وہ ریکارڈ روم تھا جو جدید ترین آلات سے آراستہ کیا گیا تھا۔ لیکن اس میں ملک کے بہت ایسے منصوبے محفوظ تھے جن پر ملک کی بقاء کا انحصار تھا۔ ساتویں منزل تک پہنچنے کے لئے میں نے انتہائی خطرناک ذرائع اختیار کئے' یعنی بیرونی طور پر مختلف قسم کی کمندیں ڈال کر میں ساتویں منزل پر پہنچا اور اس راہداری میں اتر گیا۔ جس میں عظیم الشان ریکارڈ روم پھیلا ہوا تھا۔ میں نے ایک جگہ منتخب کی اور وہاں داخل ہوگیا۔ ابھی میں نے اندر قدم ہی رکھا تھا کہ دفعتہً" ہی چاروں طرف الارم چیخنے لگے۔ اور اس کے بعد میں نے اس شاندار جدوجہد کا آغاز کردیا جو میرے لئے بھی انتہائی سنسنی خیز تھی لیکن جس کا ہونا بھی ضروری تھا۔ ریکارڈ روم کے محافظ مسلح تھے وہ چاروں طرف سے دوڑ پڑے۔ مجھ پر فلیش لائٹیں ڈالی گئیں اور بالآخر مجھے گرفتار کرلیا گیا میں پوری طرح ان کے نرغے میں تھا اسلحہ چونکہ میں لے کر نہیں گیا تھا بس ان کے اسلحے سے بچنا مقصود تھا بعد میں اخبارات کو جو خبریں دی جانے والی تھیں وہ بالکل مختلف تھیں' ان کے اسلحے سے بچتے ہوئے میں نے ان میں سے کسی کو زخمی بھی کردیا تھا اور اس کے بعد ان کے ہاتھوں گرفتار ہوا تھا' مجھے اس گرفتاری کے سلسلے میں جو اذیتیں برداشت کرنا پڑیں' ان کا تذکرہ فضول ہے ظاہر ہے میں نے کچھ محافظوں کو زخمی کیا تھا ان کے حمایتی بھلا مجھے کہاں چھوڑ سکتے تھے۔ چنانچہ لاتیں گھونسے اور تھپڑ کافی کھانے پڑے اور اس کے بعد مجھے پولیس ہیڈ کوارٹر بھیج دیا گیا۔ یہاں بھلا میرے شناساؤں کی کیا کمی تھی۔ جن لوگوں نے مجھے اس گرفتار شدہ کیفیت میں دیکھا وہ انگشت بدنداں رہ گئے جہانگیر جمال شاہ' ڈی آئی جی تیمور جمال شاہ کا بیٹا گرفتار ہوگیا تھا اور وہ بھی اس بری حالت میں' مجھے خصوصی لاک اپ میں رکھا گیا' محکمہ پولیس کے کچھ افسران جنہیں کبھی میرے ہاتھوں زک پہنچ چکی تھی میری گرفتاری پر بہت خوش تھے اور طرح طرح کی چہ میگوئیاں کررہے تھے' رات تو خیر گزر گئی۔ دوسرا دن البتہ بڑا سنسنی خیز تھا۔ مجھ سے سب سے پہلے جس شخص نے ملاقات کی وہ ڈی آئی جی تیمور جمال شاہ تھے البتہ ان کے چہرے پر جو تاثرات پھیلے ہوئے تھے انہیں دیکھ کر مجھے تھوڑی سی ذہنی کوفت برداشت کرنا پڑی وہ حیرت انگیز طریقے سے خوش نظر آرہے تھے عجیب شخصیت کے مالک تھے میرے یہ والد صاحب قبلہ بھی۔ مجھے نفرت آمیز نگاہوں سے دیکھا اور دانت پیستے ہوئے بولے۔

"تم نے جو گندگی پھیلا رکھی تھی میرے گھر میں اس معاشرے میں اس ماحول میں' تمہارا کیا خیال تھا جہانگیر کیا وہ ہمیشہ قائم رہ سکتی تھی کیا تم ہمیشہ قانون کی نگاہوں میں اس طرح دھول جھونک سکتے تھے۔ جو کچھ کرتے ہوئے تم گرفتار ہوئے ہو وہ میرے لئے انتہائی شرمناک ہے لیکن مجھے خوشی ہے کہ قانون کا ایک مجرم بالآخر قانون کی گرفت میں آگیا یہ ایک دل خوش کن لمحہ ہے میرے لئے میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہارے ساتھ کوئی رعایت روانہ رکھے۔ کیا کرنے گئے تھے وہاں' کیا کرکے آئے ہو وہاں؟"

"جناب ڈی۔ آئی۔ جی صاحب اس وقت میرا اور آپ کا سامنا باپ اور بیٹے کا سامنا نہیں ہے آپ قانون کے محافظ کی حیثیت سے میرے سامنے آئے ہیں' قانون کے کسی محافظ کو بھلا میں یہ کیوں بتانے لگا کہ میں اس عمارت میں کیوں داخل ہوا تھا۔۔۔؟"

"تمہارے بدن کی کھال اتارنے کی ذمے داری بھی اگر میرے ہی سپرد کردی جائے تو میں اسے اپنی زندگی کا خوش نصیب ترین دن سمجھوں گا۔"

"اعلیٰ حکام سے اجازت لے سکتے ہیں آپ بھلا اس میں آپ کو کیا مشکل پیش آئے گی؟"

"کوشش کروں گا' کوشش کروں گا اور اس کے بعد اس کے بعد تمہیں حکومت کے ایک اہم ادارے میں داخل ہونے کے جرم میں ہی نہیں بلکہ اس سے پہلے جو جرائم تم کرچکے ہو ان کے سلسلے میں بھی اپنی زبان کھولنا پڑے گی۔ یہ کام میں کرکے دکھاؤں گا۔ میں"

"میں آپ کو مبارک باد پیش کروں گا ڈیڈی' اگر آپ میری زبان کھولنے میں کامیاب ہوگئے"

ڈی۔ آئی۔ جی تیمور جمال شاہ صاحب غصے سے پاؤں پٹختے ہوئے چلے گئے عجیب آدمی تھے' واقعی کمال کی بات ہے تمہیں بغض رکھتے تھے مجھ سے' ایک بے مقصد دشمنی باندھ رکھی تھی' نجانے کیوں' نجانے کیوں۔؟ بہرحال تیمور جمال شاہ صاحب کے جانے کے بعد مجھے کافی وقت ایسے ہی گزارنا پڑا۔ میرے لئے تفتیش کا معاملہ ایس۔ پی سجاد علی صاحب کے سپرد کیا گیا تھا۔ یہ ذرا نارمل آدمی تھے۔ چنانچہ مجھے انویسٹیگیشن روم میں طلب کرلیا گیا اور میں وہاں پہنچ گیا۔ خاصی مار پیٹ ہوئی تھی بعض جگہ میری مرہم پٹی کردی گئی تھی' میں نے کہا۔

"جی ایس۔ پی صاحب آپ نے مجھے طلب فرمایا؟"

ایس۔ پی سجاد علی نے مجھے عجیب سی نگاہوں سے دیکھا پھر بولے۔

"تمہارے بارے میں بہت سی باتیں سن چکا ہوں میں۔ کبھی میرا تمہارا براہ راست سامنا نہیں ہوا' جہانگیر جمال شاہ' لیکن مجھے' افسوس ہے بہت افسوس ہے مجھے ایک اتنے بڑے اور نیک نام باپ کے بیٹے ہو کر تم جرم کی دنیا سے وابستہ ہو' بڑی عجیب و غریب خبر ملتی رہی ہیں تمہارے بارے میں' کبھی یہ پتا چلتا ہے کہ تمہارا تعلق بہت بڑے بڑے افسران سے ہے اور کبھی کچھ معلوم ہوتا ہے' کبھی تم ایک بلیک میلر کی حیثیت سے سامنے لائے جاتے ہو۔ کبھی ایک خطرناک آدمی کی حیثیت سے اور کبھی پتہ چلتا ہے کہ تم نے قانون کی مدد کی ہے۔ آخر تم ہو کیا چیز جہانگیر جمال شاہ؟"

"آخر میں آپ نے میرا نام لیا ہے سجاد علی صاحب بس اتنا ہی کافی ہے کہ میں جہانگیر جمال شاہ ہوں۔"

"بتانا پسند کروگے کہ اتنے خطرناک اقدامات کرکے تم اس عمارت میں کیوں داخل ہوئے تھے۔ جہاں تمہیں گرفتار کیا گیا۔۔۔؟"

"نہیں بتانا پسند کروں گا۔ وہاں میرا ایک مقصد پوشیدہ تھا جس میں میں کامیاب نہیں ہوسکا"

"کس کے لئے یہ کام کررہے تھے تم۔۔۔؟"

"کوئی تفصیل نہیں بتاسکوں گا جناب۔"

"تمہیں بتانا ہوگا' میں سختیوں کا عادی نہیں ہوں لیکن ہمارا ابھی ایک ہی طریقہ کار ہے اور اس پر عمل کرنا مجبوری ہوتی ہے میں تمہیں کھولتے ہوئے پانی میں ڈال کر جلا سکتا ہوں۔ تمہارے جسم میں اتنے سوراخ کرسکتا ہوں کہ گنے بھی نہ جاسکیں۔ پھر ان سوراخوں میں نمک بھروا سکتا ہوں لیکن یہ سب کچھ نہیں کرنا چاہتا میں۔ اس طریقہ کار سے ہم لوگ بھی نفرت کرتے ہیں' لیکن جرم کی دنیا میں رہنے والے اس قدر کالے دل کے مالک ہوتے ہیں کہ وہ کسی شریفانہ طریقے سے زبان کھولنا ہی پسند نہیں کرتے۔ تم بتاؤ ہم قانون داں بھی کیا کرسکتے ہیں۔ ہمارا بھی تو ایک فرض ہوتا ہے اور اس کی تکمیل کے لئے ہمیں نجانے کیا کیا کرنا پڑتا ہے۔ میرے دوست مجھے بتادو کہ تم وہاں کیا حاصل کرنے گئے تھے تمہاری پشت پر کون لوگ ہیں؟ ان اگر ان کی تفصیلات معلوم ہوجائے تو ہمیں آسانی ہوجائے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گی ہم تمہارے ساتھ رعایت بھی کرسکتے ہیں صرف اس بنیاد پر کہ تم نے ہماری مدد کی ہے ان لوگوں کی گرفتاری کے لئے۔"

"سوری سجاد علی صاحب آپ معمر آدمی ہیں میں آپ کی عزت کرتا ہوں یہ سب کچھ میرے لئے بتانا ممکن نہیں ہے۔"

"تم نے وہاں کچھ محافظوں کو شدید زخمی کردیا ہے تمہیں ان دونوں جرائم کی بدترین سزا مل سکتی ہے۔"

"دو ہی باتیں ہوتی ہیں سجاد علی صاحب یا تو انسان جرم کرکے دولت کماتا ہے یا پھر موت کماتا ہے' میں جو کچھ بھی کرتا رہا ہوں آج تک اس میں' میں نے ان دونوں چیزوں کو مدنگاہ رکھا ہے"

"مجھے صرف اس بات کا افسوس ہے کہ تم ڈی۔ آئی۔ جی صاحب کے بیٹے ہو"

"مجھے بھی صرف اس بات کا افسوس ہے کہ میں ڈی۔ آئی۔ جی صاحب کا بیٹا ہوں" میں نے جواب دیا۔

سجاد علی مجھے گھورتے رہے پھر بولے۔۔۔ "پھر بھی میں تیمور جمال شاہ صاحب سے تم پر تشدد کی اجازت ضرور لوں گا۔ بہرحال وہ میرے سینئر ہیں میرے افسر اعلیٰ ہیں۔"

سجاد علی صاحب نے مجھے واپس لاک اپ میں بھجوادیا اور میں مطمئن انداز میں ایک گوشے میں بیٹھ کر سیٹی بجانے لگا۔ پھر اس وقت مجھے ایک تکلیف دہ مرحلے سے گزرنا پڑا جب طاہر جمال شاہ لاک اپ پر پہنچا' چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں' ایک وکیل صاحب کے ساتھ آیا تھا' ظاہر ہے مجھ سے ملاقات کرنے میں اسے خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہوگا۔ میں نے اسے دیکھ کر تشویش سے ہونٹ سکوڑے' طاہر جمال شاہ میرے سامنے آگیا۔

"بھائی جان۔۔۔۔"

"کیا بات ہے طاہر۔۔۔؟"

"یہ سب کچھ کیا ہوگیا بھائی جان؟"

"کچھ نہیں بالکل کچھ نہیں۔"

"کیا یہ سب کچھ سچ ہے یا پھر یا پھر وہی تمام کوششیں جو ہمیشہ آپ کے خلاف ہوتی رہی ہیں۔"

"نہیں طاہر جمال شاہ میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے کا عادی نہیں ہوں کچھ کرتے رہنا میری فطرت ہے اور یوں سمجھ لو میں نے اسی فطرت کے تحت یہ سب کچھ کیا ہے۔ میں خاموش نہیں بیٹھ سکتا"

"لیکن آپ آپ اور وطن دشمن؟"

"بس طاہر جمال شاہ کبھی ناؤ گاڑی پر' اور کبھی گاڑی ناؤ پر میری سرشت یہی ہے کسی ایک نقطے پر قائم ہوجانا میرے لئے ممکن نہیں ہے میں نہیں مان سکتا۔"

"نہ مانو"

"مگر اب کیا ہوگا۔۔۔؟"

"کچھ نہیں بالکل بے فکر ہوجاؤ بس یوں سمجھ لو' میں نے ایک ہنگامی زندگی کا آغاز کیا ہے' تھوڑا سا لطف حاصل کروں گا اس زندگی سے اور اس کے بعد صورت حال پھر معمول پر آجائے گی۔"

"امی بہت پریشان ہیں۔"

"ان کے لئے تم اور اکبر جمال شاہ موجود ہیں اور پھر ان کے شوہر نامدار جو اس وقت شاید گھر پر چراغاں کئے ہوئے ہوں۔"

"ڈیڈی بہت سنگدل انسان ہیں' میں اب ان کے ساتھ گزارا نہیں کرسکوں گا۔"

"ارے نہیں نہیں طاہر جمال شاہ' آزاد رہنا چاہتے ہو تو ان سے بنائے رکھو ورنہ کسی نہ کسی جرم میں گرفتار ہوکر جیل میں چلے جاؤ گے"

"پھانسی پر جانے کے لئے بھی تیار ہوں' اگر مجھے اس بات کا علم ہوجائے کہ ڈیڈی کے کسی عمل کی وجہ سے آپ کو یہ دن دیکھنا نصیب ہوا ہے۔"

"تھپڑ ماردوں گا طاہر' ڈیڈی کی شان میں گستاخی نہیں پسند کروں گا سمجھے خیال رکھنا اس بات کا۔"

"مجھے صرف اتنا بتایئے کہ جو کچھ آپ سے منسوب کیا گیا ہے اور جس کے نتیجے میں آپ کی یہ درگت بنائی گئی ہے' کیا وہ سچ ہے؟"

"ایک ایک لفظ سچ ہے یار' میں نے دولت کے حصول کے لئے کوشش کی تھی ناکام رہا۔"

"تب۔۔۔ تو کیا آپ اس عمارت سے' وہ تو سنا ہے کوئی انتہائی اہم سرکاری عمارت ہے"

"ہاں' کچھ حاصل کرنا چاہتا تھا وہاں سے' کیونکہ وہاں بڑے بڑے خزانے پوشیدہ ہیں اور ان خزانوں کا مجھے بہترین معاوضہ مل سکتا ہے۔ بہرحال کامیاب نہیں ہوا پھر سہی۔"

"مجھے بتایئے میں کیا کروں آپ کے لئے؟"

"کچھ نہیں کرسکو گے بس خاموشی اختیار کرو' اور ہاں ذرا فریدہ کا خیال رکھنا اسے کوئی تکلیف پہنچی تو پھر بہت سے لوگوں کو بدترین مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔"

"کسی کی مجال ہے جو انہیں کوئی تکلیف پہنچا سکے؟"

"تھینک یو ویری مچ میرے بھائی' بہت بہت شکریہ' اور اس کے علاوہ طاہر جمال شاہ بہت جلد تم کچھ نئی کہانیاں سن لو گے اس لئے فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

طاہر جمال شاہ کو میں نے سمجھا بجھا کر روانہ کردیا وہ بہت فکرمند نظر آرہا تھا۔ بہرحال میرے سلسلے میں کاروائیاں ہوتی رہیں ابھی تک میری پشت پر کوئی نہیں آیا تھا جب کہ پولیس حکام اور خود ڈی آئی جی تیمور جمال شاہ صاحب کا خیال تھا کہ میرے بارے میں مداخلت کی جائے گی ہوسکتا ہے وہ فوجی مداخلت ہو۔

چار دن تک مجھ پر کوئی تشدد نہیں کیا گیا۔ اور نہ ہی مجھے کہیں لایا لے جایا گیا پولیس لاک اپ میں بہرحال اتنا تو کیا ہی جارہا تھا کہ میرے کھانے پینے کا خیال رکھا جارہا تھا' جہاں ڈی آئی' جی تیمور جمال شاہ کے کچھ ہمنوا موجود تھے وہیں ایسے لوگ بھی یہاں موجود تھے جو یہ بات جانتے تھے کہ بات باپ بیٹے کی ہے اور انہیں اس میں ملوث نہیں ہونا چاہئیے' ڈی۔ آئی۔ جی کے بیٹے کے ساتھ پولیس ہیڈکوارٹر میں کیا سلوک کیا جاسکتا ہے۔ وہی سلوک میرے ساتھ کیا جارہا تھا۔

پانچویں دن غالباً" مجھے صحیح معنوں میں انویسٹیگیشن کے لئے کہیں اور لے جائے جانے کا پروگرام بنایا گیا۔ میں جانتا تھا کہ آفتاب کمال اپنے کام سے غافل نہیں ہوگا۔ بہرحال اسے ایک خطرناک کام سرانجام دینا تھا۔ میرا منصوبہ کامیابی سے آگے بڑھ رہا تھا۔ مجھے شام کو ساڑھے پانچ بجے ایک بند گاڑی میں بٹھایا گیا اور چند افراد میرے ساتھ چل پڑے جو لوگ میرے ساتھ گاڑی کے پچھلے حصے میں بیٹھے ہوئے تھے ان کی تعداد تین تھی اور وہ مسلح تھے۔ غالباً" انہیں ہدایت کردی گئی تھی اس بات کی کہ میں ایک بدترین مجرم ہوں وہ پوری طرح ہوشیار رہیں اور وہ ہوشیار تھے لیکن کسی بھی طور یہ لوگ آفتاب کمال سے زیادہ ہوشیار نہیں تھے' آفتاب کمال نے یقینی طور پر صحیح جگہ کا انتخاب کیا ہوگا۔ میں نے بھی اپنے کانوں سے وہ دو دھماکے سنے جنہوں نے اس بند گاڑی کو چھکڑا بنادیا دونوں ٹائر نشانہ بنالئے گئے تھے' میرے ساتھ بیٹھے ہوئے مسلح افراد چوکنے ہوگئے' انہوں نے بند گاڑی سے باہر جھانکا اس کے لئے اس گاڑی میں چھوٹے چھوٹے سوراخ بنائے گئے تھے جو اندر سے کور تھے کچھ نظر نہیں آیا وہ دو افراد جو بیرونی حصے میں بیٹھے ہوئے تھے ہلکی اسٹین گنیں لئے ہوئے نیچے اتر آئے اور چاروں طرف دیکھنے لگے پھر وہ ہوا جس کی آفتاب کمال سے توقع تھی ایک اور دھماکہ ہوا اور شدید بدبو کا ایک بھبکا اندر تک آگیا۔ ظاہر ہے ان لوگوں کو زخمی نہیں کرنا تھا۔ یہ بیچارے تو صرف اپنا فرض سرانجام دے رہے تھے خواب آور گیس کو کھلے علاقے میں پھینکی گئی تھی۔ لیکن اس قدر طاقتور تھی وہ کہ آن کی آن میں میرے اپنے حواس بھی گم ہوگئے ظاہر ہے مجھے گیس ماسک فراہم نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اندر موجود تینوں آدمیوں کو میں نے اپنی آنکھوں سے فرش پر لمبا ہوتے ہوئے دیکھا تھا اور اس کے بعد میں خود بھی انہی میں سے کسی ایک پر گر پڑا تھا۔ پھر بھلا ہوش کا کیا سوال تھا۔؟

نجانے کتنی دیر آرام کیا اور اس کے بعد ایک عمارت میں آنکھ کھلی یہ عمارت میری جانی پہچانی تھی' آفتاب کمال کا کام یہی تھا کہ وہ ایسی جگہوں کو ذہن میں رکھتا تھا اور اس نے پہلے سے بے شمار ایسے اقدامات کرڈالے تھے جو وقت پر کام آسکیں یہ عمارت بھی اس نے ایسے ہی مقاصد کے لئے خریدی تھی لیکن اس کا مصرف فورا" ہی نکل آئے گا اس کا مجھے بھی اندازہ نہیں تھا وہ میرے سامنے موجود تھا' میں ایک آرام دہ بستر پر لیٹا ہوا تھا اور آفتاب کمال کی مسکراتی نگاہیں میرا جائزہ لے رہی تھیں۔ اس نے کہا۔

"دو منٹ پہلے میں نے آپ کو انجکشن دیا ہے اور مجھے یقین تھا کہ دو منٹ کے اندر اندر آپ ہوش میں آجائیں گے۔"

"گڈ ویری گڈ" گویا تم نے اپنا کام بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا ہے۔"

"دعائیں ہیں چیف کی۔"

"گاڑی میں کتنے افراد تھے؟"

"کل پانچ"

"کوئی زخمی تو نہیں ہوا۔۔۔؟"

"بالکل نہیں چیف' بھلا اپنوں کو کوئی زخمی کرتا ہے؟"

"کوئی دقت تو پیش نہیں آئی۔؟"

"بالکل نہیں' بڑی مناسب جگہ منتخب کی تھی میں نے۔"

"ٹھیک۔ کتنا وقت ہوگیا مجھے یہاں آئے ہوئے؟"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"زیادہ دیر نہیں چیف' بس یہی کوئی ایک گھنٹہ"
"ہوں' تو پھر اب کیا پروگرام ہے؟"
"چیف جیسا آپ پسند کریں' اب تک تو ہمارا اپنا یہ پروگرام نہایت کامیابی سے آگے بڑھا ہے' میرا خیال ہے آج کے دن تو آرام کر ہی لیں کل دیکھتے ہیں کیا صورت حال رہتی ہے۔"
"ہاں بس یوں سمجھ لو کہ اب کام شروع ہو چکا ہے' لیکن آفتاب کمال میں تمہیں بہت زیادہ اس کام میں ملوث نہیں دیکھنا چاہتا۔"
"یہاں اس شہر میں تین پوائنٹ بنائے ہیں میں نے چیف' نمبر ایک یہ ہے' نمبر دو اور تین کے پتے آپ مجھ سے لے لیں۔"
"خیر تم سے مجھے یہی امید تھی' جانتا ہوں کہ تم مجھے کہیں بھی کسی مرحلے پر تنہا نہیں چھوڑو گے"
"آپ کا غلام ہوں چیف ایسی کیا بات ہے؟"۔
آفتاب کمال کچھ دیر یہاں رہ کر چلا گیا' تنہا ہی تھا۔ یہ عمارت ایک چھوٹی سی رہائش گاہ تھی جس میں دو بیڈ روم ایک ڈرائنگ ڈائننگ اور ایک چھوٹا سا گیراج تھا۔ ایک چھوٹی سی فیملی کے لئے بہترین جگہ' بہرحال مجھے اپنے پہلے ہیڈ کوارٹر کے طور پر یہ پسند آئی تھی اور اب یہاں سے مجھے آگے کے تمام کاموں کا آغاز کرنا تھا۔ انتہائی دلچسپ صورتحال کا آغاز ہو چکا تھا اور اب مجھے اس گراؤنڈ پر کام کرنا تھا۔ اس عمارت میں پہلی رات گذری۔ دوسرے دن صبح کو ہاکر بہت سے اخبار عمارت میں ڈال گیا۔ آفتاب کمال نے ہی اس کا بندوبست کیا ہو گا۔ میں اخبار لے کر بیٹھ گیا۔ پہلا ہی اخبار سنسنی خیز سرخی کا حامل تھا۔ میرے بارے میں بہت بڑی خبر تھی۔ میں نے جلدی جلدی دوسرے اخبارات پر نگاہیں دوڑائیں اور ششدر رہ گیا۔ تمام ہی اخبارات نے میرے بارے میں جلی سرخیاں لگائی تھیں۔ یہ تمام اخبارات میرے لئے متضاد کیفیات کے حامل تھے۔ مجھے امید نہیں تھی کہ وہ اس قدر تفصیلات میں چلے جائیں گے بلکہ ان اخبارات میں خبریں پڑھ کے مجھے حیرانی بھی ہوئی تھی۔ اخبار والے بھی بڑے ستم ظریف ہوتے ہیں۔ خاموش رہیں تو اس طرح جیسے شناسائی ہی نہیں' کچھ کرنے پر تل جائیں تو پھر اس قدر گہرائی میں چلے جاتے ہیں کہ بعض اوقات انسان کو خود اپنے ماضی کی باتیں یاد نہیں رہتیں' کچھ اس قدر حاشیہ آرائیاں کی گئی تھیں کہ میں حیران تھا۔
میرا پورا بائیو ڈیٹا لکھا گیا تھا' میرے فرار کی داستان بڑی نمک مرچ لگا کر بیان کی گئی تھی۔ 'ان لوگوں کے زخمی ہونے کی کہانی بھی سنائی گئی تھی جو در حقیقت زخمی ہو گئے تھے۔ اخبارات نے بڑے دلچسپ پیرائے میں لکھا تھا'
"بالآخر وہ منظر عام پر آگیا' اس نے طویل عرصے سے تہلکہ مچایا ہوا تھا' افسوس یہ ہے کہ وہ محکمۂ پولیس کے ایک انتہائی نیک نام پولیس آفیسر کا بیٹا ہے لیکن اس سلسلے میں اس آفیسر اعلیٰ کو اس کی برائیوں کا ذمہ دار نہیں سمجھا جا سکتا کیونکہ ڈی آئی جی تیمور جمال شاہ صاحب نے اسے اپنے گھر سے نکال دیا تھا' جہانگیر جمال شاہ ایک بین الاقوامی مجرم' ایک بہت بڑا دہشت گرد جس نے ملکی راز چرا کر باہر فروخت کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔"
یہ طرح طرح کی سرخیاں اور خبریں تھیں جو میرے بارے میں لگائی گئی تھیں۔ میرے بارے میں تفصیلات لکھتے ہوئے کچھ اخبارات نے لکھا تھا۔"
"یہ شخص بہت بڑے تعلقات رکھتا تھا۔ اور اس کے کرمفرما اسے مصیبتوں سے بچاتے رہتے تھے۔ لیکن بالآخر یہ قانون کے شکنجے میں آگیا تھا مگر اب بھی نہیں کہا جا سکتا کہ اس کے فرار میں کس کا ہاتھ ہے' پولیس تفتیش کر رہی ہے' سنسنی خیز انکشافات کی توقع ہے۔ جہانگیر جمال شاہ نے بہت سے ایسے جرائم کئے ہیں جن میں بلیک میلنگ اور قتل و غارت گری شامل ہے۔ ابھی تھوڑی دن پہلے اس نے فیروز شاہ نامی ایک معزز انسان کو اسمگلنگ کے الزامات لگا کر گرفتار کرایا ہے۔ فیروز شاہ کا کہنا ہے کہ یہ شخص بلیک میلر تھا۔ اور اس نے فیروز شاہ سے ایک کروڑ روپے کی بھی رقم وصول کی ہے۔ جہانگیر جمال شاہ شادی شادہ تھا اس کی بیوی لاپتہ ہے اس کا نامعلوم گروہ ابھی تک پولیس کی نگاہوں سے اوجھل ہے اسی گروہ نے جہانگیر جمال شاہ کو گیس بم کا دھماکہ کر کے اغوا کیا ہے۔ جہانگیر جمال شاہ ایک بین الاقوامی گروہ سے تعلق رکھتا ہے۔ جو ہر قسم کے جرائم کرتا ہے۔۔۔۔"
میں دلچسپی سے ان تمام تفصیلات کو دیکھتا رہا میرے بارے میں بڑی جانفشانی سے تفصیلات اکٹھا کی گئی تھیں اور میرے ماضی کے بہت سے واقعات تلاش کئے گئے تھے۔ بہرحال میں اخبار والوں کی اس عرق ریزی کا معترف تھا' جنہوں نے میرے سلسلے میں اس قدر چھان بین کی تھی۔ البتہ افسوس مجھے صرف اس بات کا ہو رہا تھا کہ اس طرح تیمور جمال شاہ بد نام ہوئے تھے۔ میرے اہل خاندان بھی منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے تھے۔ ظاہر ہے اب ان تفصیلات کی تردید تو اخبارات میں کیا آئے

گی۔ چاہیے میں اپنا کیس سرانجام دینے کے بعد ایک بار پھر سے منظر عام پر آجاؤں' جنہیں بدنام ہونا تھا وہ تو ہو ہی چکے تھے اور اب ان کے چہروں سے بدنامی کی یہ چھاپ ہٹنا مشکل تھی۔ لیکن یہ بھی ایک ایثار تھا اپنا وطن کے لئے' میں نے اتنی ساری برائیاں خرید کر وطن کے دشمنوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کا بیڑہ اٹھایا تھا۔
میں نجانے کیا کیا سوچتا رہا اور میری کیفیت عجیب سی ہو گئی۔ پھر آفتاب کمال سارے معمولات سے فارغ ہو کر دوبارہ میرے پاس آگیا اس نے مسکراتی نظروں سے مجھے دیکھا اور بولا۔
"چیف اخبارات دیکھ لئے؟" سارے اخباروں نے آپ پر سرخی لگائی ہے؟۔
"ہاں آفتاب کمال' لیکن یہ سرخی سیاہی بن کر میرے خاندان کے چہرے پر لگ گئی ہے؟۔
"نہیں چیف اب ہمارے اخبار والے اتنے ذہین بھی نہیں کہ اتنی جلدی تمام باتوں کا کھوج نکال لیں۔ یہ آپ کے اس خادم ہی کا کارنامہ ہے۔۔۔۔" آفتاب کمال نے سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکتے ہوئے کہا اور مجھے ہنسی آگئی۔
"عجیب خادم ہے بھئی' میرے پورے خاندان کو بدنام کروا لا اور اپنے آپ کو خدمت گار کہہ رہا ہے۔"
"چھوڑیئے چیف' آپ جیسا ذہین اور شارپ ذہن کا مالک شخص ایسی چھوٹی موٹی باتوں پر توجہ دے رہا ہے آپ نے تو اپنی زندگی قربان کر دینے کا فیصلہ کر لیا ہے اپنے وطن کے لئے' پھر یہ چھوٹی سی بدنامی کیا حیثیت رکھتی ہے؟"۔
"اچھا خیر چھوڑو' کیا خیال ہے تمہارا اس سے مجھے کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔۔۔؟"
"سو فیصدی چیف سو فیصدی۔ میں پیش گوئی کئے دیتا ہوں کہ بہت جلد آپ ان کی نگاہوں میں ایک مقبول حیثیت اختیار کر جائیں گے"۔
"اب آغاز کہاں سے کرنا چاہیے"۔
"اپنا شہر ہر لحاظ سے موزوں ہے چیف' ہاں یہ ایک صنعتی شہر ہے اور جہاں اس کی بہت سی پروقار کہانیاں مشہور ہیں۔ وہیں پر یہ ایک بین الاقوامی شہر بھی ہے اور اگر کوئی شخص کسی کام کا آغاز کرتا ہے تو پہلے اسے یہیں سے صورتحال کا جائزہ لینا پڑتا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ اصولی طور پر اب آپ ان لوگوں کے منظور نظر بن چکے ہوں گے اگر وہ سمجھدار لوگ ہیں تو آپ کو تلاش ضرور کریں گے۔ کیونکہ اخبارات نے آپ کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس سے انہیں یہ اندازہ ہو جائے گا کہ آپ سے زیادہ ان کے لئے کار آمد اور کوئی نہیں ہو سکتا"۔
"ہوں۔۔۔ تو پھر کیا مجھے فوراً" ہی اپنے کام کا آغاز کر دینا چاہیے۔؟"
میں ہنسنے لگا۔ آفتاب کمال' کمال کی چیز تھا' میں کسی کام کا آغاز کرتا تھا تو وہ میرے لئے اس قدر آسانیاں فراہم کر دیتا تھا کہ بعد میں مجھے یہ اعتراف کرنا پڑتا کہ اگر یہ آسانیاں مجھے فراہم نہ ہوتیں تو میرا کام کرنا مشکل ہو جاتا پھر اس کی ہدایت کے مطابق تین چار دن میں نے آرام ہی کیا' پانچویں دن میں نے بالآخر یہاں سے نکلنے کا فیصلہ کر لیا۔ ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں کمرہ حاصل کیا گیا۔ آفتاب کمال نے خود میرے میک اپ کو اچھی طرح سے پرکھا اور پھر کہنے لگا۔
"ہم اس میک اپ کو انتہائی شاندار میک اپ کہہ سکتے ہیں چیف اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی بہت ہی غور سے آپ کا جائزہ لینے کی کوشش کرے' تو اسے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ اصل میں کون ہیں' یا یہ کہ آپ کے چہرے پر میک اپ ہے۔ لیکن جو لوگ میک اپ کے بارے میں نہیں جانتے' وہ خواب و خیال میں بھی نہیں سوچ سکتے کہ آپ کا چہرہ بدلا ہوا ہے"۔
"گویا تم اس کارروائی سے مطمئن ہو۔۔۔؟"۔
"ہاں چیف اور اب اس سلسلے میں آپ کو ایک بات اور بتانی ہے مجھے بس آپ سمجھ لیں کہ یہاں میں ویٹو پاور ہی استعمال کر سکتا ہوں"۔
"وہ کیا۔۔۔۔؟"۔
"وہ یہ چیف کہ میں لحہ لحہ آپ کے تعاقب میں لگا رہوں گا۔ میں نے اپنے تمام آدمیوں کو نقد معاوضے ادا کر دیئے ہیں انہیں خصوصی چیزوں سے مسلح کر دیا ہے ٹھیک ہے ان دنوں ہم وہ مقام نہیں رکھتے جو پچھلے کچھ دنوں پہلے ہمیں حاصل تھا۔ لیکن ہمارا مقام بھلا ہم سے کون چھین سکا ہے؟۔ ہم آج بھی اتنے ہی بااختیار ہیں جتنے پہلے تھے"۔
"خیر اختیار کا مسئلہ تو بالکل نہیں ہے' کیونکہ ضرورت پڑنے پر اگر ہم مسلح افواج سے پوری بریگیڈ مانگیں گے تو ہمیں وہ فراہم کی جائے گی۔ ظاہر ہے یہ معاملہ ایسا ہی ہے' ملک کے مفادات کے خلاف کام کرنے والوں کو آسانی سے تو نہیں چھوڑا جا سکتا"۔
"بالکل چیف۔۔۔۔"۔
"تم نے ان لوگوں سے کیا کہا ہے۔ میرا مطلب ہے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنے ساتھیوں سے۔۔۔؟"۔

"بس ایک مہم کے بارے میں کہا ہے چیف اور انہیں ہوشیار رہنا ہے کہ کسی بھی لمحے انہیں آگ اور خون کی بارش کرنی پڑ سکتی ہے۔ چنانچہ میں نے ان سے کہا ہے کہ ہر لمحہ وہ مستعد رہیں' آپ فائیو اسٹار ہوٹل کے اس کمرے میں مقیم تو ہو جائیے۔ لیکن آپ بے فکر رہیں آپ کے ارد گرد بہت سے لوگ پھیلے ہوں گے"۔

"یہ بات تمہیں مجھے بتانی نہیں چاہئے تھی آفتاب کمال۔"۔

"کیوں چیف۔۔۔۔؟"۔

"اس طرح میں مطمئن ہو جاؤں گا۔ اور اطمینان نقصان بھی پہنچا سکتا ہے۔" آفتاب کمال ہنسنے لگا پھر بولا۔

"جہانگیر جمال شاہ مجھ سے یہ بات کہہ رہا ہے کوئی اور اگر کہتا تو میں مان بھی لیتا۔ چیف میں جانتا ہوں کہ نیلے رنگ میں رنگا ہوا یہ شخص بہت مشکل ہی سے کسی کے سامنے مار کھا سکتا ہے"۔

"میری تعریفیں کر کر کے تم مجھے بالکل ہی ناکارہ کر دو گے آفتاب کمال۔۔۔ اچھا خیر اب چھوڑو ان باتوں کو تو مجھے کب پہنچنا ہے؟"۔

"بس چیف شام کے سات بجے آپ ایئرپورٹ سے سیدھا وہاں جائیں گے اور وہاں آپ کا استقبال مسٹر ڈی سوزا کی حیثیت سے کیا جائے گا' تفصیلات تو آپ کے پاس موجود ہی ہیں"۔

★_★_★

ٹھیک سات بجے میں انتہائی خوب صورت ہوٹل کے لاؤنج میں داخل ہو رہا تھا۔ پورٹر نے میرا سامان جو ایک سوٹ کیس کی شکل میں تھا' اپنے ہاتھ میں لے لیا میرے چہرے پر فرنچ کٹ داڑھی تھی اور ایک ہلکی ماسک لگی ہوئی تھی جس نے میرے خدوخال میں نمایاں تبدیلی پیدا کر دی تھی۔ بہت ہی دلکش اور دلچسپ چہرہ تھا یہ ماسک بھی ایسی تھی کہ کسی کے تصور میں بھی نہ آئے۔ میں نے خود اس کا جائزہ لے کر اس اطمینان کا اظہار کیا تھا۔ ہوٹل کے مخصوص کمرے میں پہنچنے کے بعد میں نے اطمینان کی گہری سانس لی۔ اب میں نہایت دلجمعی سے اپنے کام کو سرانجام دینا چاہتا تھا۔ ویسے پچھلے دنوں کے اخبارات میرے مسئلے میں اتنی ہی دلچسپ تفصیلات لکھ رہے تھے جتنی لکھتے رہے تھے۔ تیمور جمال شاہ کا بیان بھی چھپا تھا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ یہ آوارہ مزاج لڑکا قطعی طور پر ان کے لئے قابل رعایت نہیں ہے اور وہ اس کی گرفتاری کے سلسلے میں اپنی تمام تر صلاحیتیں صرف کر دیں گے۔ پولیس کی کارکردگی کی تفصیلات بھی سامنے آ رہی تھیں۔ کم از کم اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ پولیس کی کارروائیوں کا جرم کرنے والوں کو صحیح اندازہ ہوتا رہتا ہے۔ غرض یہ کہ دلچسپ ہنگامہ خیزیوں کا بھرپور آغاز ہوا تھا اور اب میں آنے والے وقت کے لئے پوری طرح تیار تھا۔ یہاں آنے کے بعد مجھے اپنے کمرے میں مقیم ہو کر نہیں بیٹھ جانا تھا بلکہ ہوٹل کی دلچسپیوں میں پوری طرح شریک رہنا تھا تاکہ میرا رابطہ میرے مطلب کے لوگوں سے ہو سکے۔ اس کام کے لئے ایک ہفتہ متعین کر دیا گیا تھا اور اس ایک ہفتے کے بعد مجھے دوسرے ہوٹل میں مقیم ہونا تھا۔ پہلے یہیں سے کام شروع کرنا تھا لیکن تقدیر نے ایسے معاملات میں ہمیشہ میرا ساتھ دیا ہے اور اس وقت بھی تقدیر نے مجھے تنہا نہیں چھوڑا۔ میں ہوٹل کے ڈائننگ ہال میں ایک میز پر بیٹھا ایک مشروب سے شغل کر رہا تھا کہ وہ حسین لڑکی میرے سامنے پہنچ گئی۔ اتنا معصوم چہرہ کم ہی دیکھنے میں آتا ہے۔ ایسی ملاحت' ایسی دلکشی کہ انسان ایک نگاہ دیکھنے کے بعد ہی دوسری نظر ڈالنے پر مجبور ہو جائے۔ اس کے چہرے کی نسبت اس کا بدن بھرپور تھا۔ یعنی آپ ایک ایسی انتہائی حسین لڑکی کا تصور کر سکتے ہیں جو جسمانی طور پر تو بھرپور ہو۔ لیکن اس کا چہرہ دیکھ کر یہ اندازہ باآسانی لگایا جا سکے کہ اپنے جال میں پھانسنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی۔ میرے قریب آ کر وہ بولی۔

"معذرت چاہتی ہوں جناب' کیا آپ کا نام ڈینی پارکر ہے۔۔۔؟"۔

"میں نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا اور آہستہ سے کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے مس کہ آپ جیسی پیاری سی شکل کی لڑکی کسی سے اگر معذرت چاہے تو اسے ڈوب مرنا چاہئے' سب سے پہلے آپ کے مخاطب کو آپ کو یہ پیش کش کرنی چاہئے کہ براہ کرم تشریف رکھنے میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں"۔

"جی۔۔۔!" وہ حیرانی سے بولی"۔

"میرا مطلب ہے مس آپ براہ کرم تشریف رکھیئے"۔

"اوہ شکریہ بے حد شکریہ" وہ نروس سے انداز میں بولی۔ اور اس طرح کرسی پر بیٹھی کہ اس کا ہاتھ سامنے رکھے ہوئے مشروب کے گلاس سے ٹکرا گیا۔ میں نے جلدی سے گلاس پکڑ لیا تھا۔ ورنہ وہ لڑھک جاتا اور مشروب میز پر پھیل جاتا۔ وہ کانپ سی گئی۔ اور اس نے آہستہ سے کہا۔

"سوری۔ ویری سوری"۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ اس قدر نروس کیوں ہیں؟"۔

"نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں نروس تو نہیں ہوں۔" اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا "آپ کیا پینا پسند کریں گی مس۔۔۔؟"۔

"نہیں جناب۔۔۔ پہلے آپ مجھے یہ بتا دیجئے کہ کیا آپ ڈینی پارکر ہیں۔۔۔؟"۔

"نہیں بتاؤں گا" "جی۔۔۔ وہ پھر اسی معصومیت سے بولی۔

"اگر میں نے آپ سے کہہ دیا کہ میں ڈینی پارکر نہیں ہوں تو آپ یہاں سے اٹھ جائیں گی' چلی جائیں گی اور پھر میرا دل چاہے گا کہ میں اپنا سر پھوڑ لوں' آپ جیسی حسین لڑکی اگر ایک لمحے میں رخصت ہو جائے تو پھر انسان کا دل کہاں لگتا ہے"۔

"اوہ۔۔۔ نہیں میں تو بیٹھی ہوئی ہوں' آپ بس مجھے یہ بتا دیجئے کہ آپ ڈینی پارکر نہیں ہیں۔۔۔؟"۔

"پہلے آپ مجھے یہ بتایئے کہ ڈینی پارکر سے آپ کا کیا تعلق ہے۔۔۔؟"۔

"نہیں وہ میری ایک بہت پیاری دوست اینجلا کے منگیتر ہیں اینجلا نے ایک بار مجھے انکی تصویر دکھائی تھی اور یہ بھی بتایا تھا کہ وہ اس ملک میں رہتے ہیں حالانکہ جب میں یہاں آئی تو میں اس سے نہیں مل سکی تھی اس وقت اینجلا نیویارک گئی ہوئی تھی اور نجانے کب تک واپس آئے۔ جب کہ میرا اس وقت یہاں آنا بے حد ضروری تھا۔ اگر اس کے علم میں ہوتا کہ میں یہاں آ رہی ہوں تو وہ لازمی طور پر یہ کہتی کہ ڈینی پارکر سے ملے بغیر نہ آؤں"۔

"تو بس آپ یوں سمجھ لیجئے کہ آپ ڈینی پارکر سے نہ سہی اس کے کسی ہمشکل سے مخاطب ہیں"۔

"آپ ڈینی پارکر نہیں ہیں۔۔۔؟"۔

"مس آپ وعدہ کر چکی ہیں کہ آپ میرے ساتھ ایک گلاس مشروب ضرور پئیں گی اور۔۔۔ اور اگر میں آپ سے سچ نہ بولوں تو بھی مجھے افسوس ہوگا۔ میں واقعی بدقسمتی سے ڈینی پارکر نہیں ہوں"۔

"تصویر کے مطابق' ویسے وہ تصویر بھی میں نے سرسری طور پر دیکھی تھی' ویسے کیا کسی کے منگیتر کو اتنی گہری نگاہوں سے دیکھنا چاہیئے؟"۔

"ہرگز نہیں ہرگز نہیں' یہ گناہ عظیم ہے' آپ صرف اپنے منگیتر کو گہری نگاہوں سے دیکھیں۔ ویسے آپ کی منگنی تو ہو چکی ہوگی۔۔۔؟"۔

وہ ایک دم ہنس پڑی۔ پھر ایک دم سنجیدہ ہو کر بولی۔

"معافی چاہتی ہوں"۔

"کمال ہے آپ معافی مانگنے کی مشین ہیں کیا۔۔۔؟"۔

"نہیں میرا مطلب ہے میری تو آپ سے بے تکلفی بھی نہیں ہے"۔

"یہی تو غم کی بات ہے کہ ہماری بے تکلفی کیوں نہیں ہے آپ بار بار مجھ سے معافی مانگ کر شرمندہ کر دیتی ہیں"۔

"تو کیا میں آپ سے بے تکلف ہو جاؤں۔۔۔؟"۔

"فوراً"۔۔۔ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر۔" میں نے کہا اور وہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی پھر بولی۔

"آپ ہیں واقعی بہت دلچسپ انسان۔ آپ نے مجھے احساس ہی نہیں ہونے دیا کہ مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے"۔

"یعنی میرے پاس آ کر آپ سے کوئی غلطی ہوئی ہے"۔

"نہیں بالکل نہیں' بس ایسے ہی کہہ دیا تھا میں نے" وہ ایک بار پھر سہم سی گئی۔ بڑی معصوم سی پیاری سی شکل تھی مجھے حیرت ہونے لگی۔ ایسے حسین سے چہرے کے نیچے اتنا بھرپور جسم کہاں سے آ گیا۔ یہ جسم تو بہت دور کی کہانی سنا رہا تھا پھر میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے لڑکی اپنی معصومیت ہی کی بناء پر برے ہاتھوں میں جا پڑی ہو۔ بہرحال یہ ساری تفصیلات ایک دم معلوم کر لینا مناسب نہیں تھا۔ میں نے اس سے کہا۔

"اور آپ نے مجھے اس قابل بھی نہیں سمجھا کہ آپ مجھے اپنا نام ہی بتا دیں۔ دیکھیں میں کتنی دیر سے آپ کو مس مس کہے جا رہا ہوں"۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"نام تو میں نے بھی نہیں پوچھا آپ سے آپ کا" وہ کسی قدر پر اعتماد لہجے میں بولی۔

"ارے توبہ..... یہ غلطی تو مجھ سے ہوئی ہے مجھے آپ کو سب سے پہلے اپنا نام بتانا چاہئے تھا..... میرا نام ڈی سوزا ہے۔ ڈی سوزا..... "۔

"تو پھر میرا نام بھی سن لیجئے۔ میرا نام لیکسی جیسن ہے۔"

"واہ کیا حسین نام ہے، میرا خیال ہے اس صدی میں اس سے زیادہ حسین نام کوئی اور نہیں رکھا گیا"۔

"آپ مجھے بے وقوف بنا رہے ہیں؟"۔

"آپ جو کچھ بن چکی ہیں مس لیکسی، اس کے بعد آپ میں ترمیم کرنے کی گنجائش نہیں رہی ہے۔ میں آپ کو کچھ نہیں بنا رہا بلکہ میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کی تعریف میں ایسی ایسی باتیں کہوں جو کسی بڑے شاعر نے بھی کبھی نہ کہیں ہوں"۔

"آپ کو شاعری سے دلچسپی ہے.....؟"۔

"بہت زیادہ، بے پناہ....."۔

"مجھے بھی شاعری بہت اچھی لگتی ہے"۔

"کوئی شعر سنائیں گی آپ.....؟"

"نہیں، بس شعر سنتی ہوں اور بھول جاتی ہوں، شعر یاد نہیں رہتے"

"مجسم شعر ہیں آپ، بتایا نہیں آپ نے کہ کیا پئیں گی؟"۔

"شیری منگوا دیجئے۔ اس نے کہا اور ایک بار پھر میرا دل سر کھجانے کو چاہا۔ شیری پئے گی وہ..... بہر طور منگوانی پڑی۔ پھر شیری اس کے سامنے آگئی تو اس کے جوہر کھلنے لگے۔

"اب ذرا تعارف بھی ہو جائے۔" میں نے کہا۔

"آدھا تعارف تو ہو چکا۔ نام تو میں آپ کو اپنا بتا ہی چکی ہوں لیکسی جیسن۔ بس، ٹورسٹ ہوں۔ لیکن ہم بہت زیادہ مالدار لوگ نہیں ہیں۔ ڈیڈی ایک فرم میں انجینئر ہیں، میں واشنگٹن سے آئی ہوں یہاں کچھ دن قیام کروں گی اور اس کے بعد واپس چلی جاؤں گی کیونکہ بہت زیادہ لمبے سفر نہیں کر سکتی..... میرے پاس بہت تھوڑی سی رقم ہے۔ ڈیڈی نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ اس کے بعد جب وہ مجھے جاپان بھیجیں گے تو زیادہ رقم مہیا کر دیں گے۔"

"ٹھیک..... تو مس لیکسی جیسن کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ یہاں آپ میری مہمان رہیں اور جو رقم آپ کو ڈیڈی نے دی ہے وہ بچائیں....."

"تت..... تو کیا مطلب ہے آپ کا.....؟" وہ عجیب سے انداز میں بولی۔

"مہمان نوازی کوئی بری چیز تو نہیں ہے؟"

"ہاں وہ تو نہیں ہے۔ لیکن آپ۔ آپ کیا سنجیدہ ہیں مجھے مجھے حیرت ہوئی اس بات پر"

"کیوں، کیا چہرے سے میں آپ کو ایک سنجیدہ انسان نظر نہیں آتا.....؟"

"آتے تو ہیں....."

"بس پھر سمجھ لیجئے کہ میں سنجیدہ ہوں۔"

"نہیں میرا مطلب ہے کیا آپ واقعی میرے اخراجات اٹھائیں گے.....؟"

"بڑی خوشی کے ساتھ، بلکہ مجھے بے پناہ خوشی ہوگی اگر آپ مجھے یہ عزت بخش دیں۔"

"تو پھر ٹھیک ہے۔ مگر میرے پاس بہت زیادہ رقم نہیں ہے میں نے ایک کمرہ خاصا قیمتی لیا ہے میری عادت ہے کہ ہمیشہ اچھے ہوٹل میں قیام کرتی ہوں۔"

"بہت اچھی عادت ہے، کوئی معمولی کمرہ تو آپ کے حسن جہاں سوز کا متحمل بھی نہیں ہو سکتا"

"تو کیا میں اپنا کمرہ چھوڑ دوں.....؟"

"بالکل بے فکر رہیں، میرے پاس بھی کمرہ ہے، آپ اپنا کمرہ بھی رکھیں۔ بس یہ کہ آپ کے کمرے کی ادائیگی میں کروں گا۔"

"اوہ تھینک یو تھینک یو مسٹر ڈی سوزا۔" اس نے کہا۔ شیری نے اس کی آنکھوں میں ہلکی سی سرخی نمودار کر دی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ مجھ سے بے پناہ بے تکلف ہو چکی تھی۔ بہرحال اس بے تکلفی کے بعد جو لوازمات ہو سکتے تھے صورتحال اس سے مختلف نہیں تھی اس نے ترنگ کے عالم میں مجھے مشورہ دیا کہ میں رات اسی کے کمرے میں بسر کروں میں نے فوراً اس کی دعوت قبول کر لی۔ پھر جب ہم اٹھے تو رات اچھی خاصی بھیگ چلی تھی۔ میں اس کے ساتھ اس کے کمرے کی جانب چل پڑا جو میرے کمرے کی منزل سے ایک منزل نیچے تھا۔ اس نے پرس سے چابی نکال کر کمرے کا دروازہ کھولا اور میں اس کے ساتھ اندر داخل ہو گیا۔ لیکسی بہت خوش

نظر آرہی تھی کمرے میں آنے کے بعد اس نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور کہنے لگی۔

"آپ کا روم نمبر کیا ہے مسٹر ڈیسوزا.....؟"

میں نے اسے اپنے کمرے کا نمبر بتایا تو وہ ہنس کر کہنے لگی۔

"لیکن اب آپ کیا اپنے کمرے میں جانا پسند کریں گے؟"

"ساری زندگی نہیں" میں نے جواب دیا۔ وہ پھر ہنس پڑی اور بولی۔

"تو کیا ساری زندگی یہیں اسی ہوٹل میں رہنے کا ارادہ ہے؟"

"ہاں ڈیئر لیکسی اگر تم ساری زندگی میرے ساتھ رہنے کا وعدہ کرو تو میں واقعی یہیں اس ہوٹل کمرے میں پوری زندگی گزار سکتا ہوں"

"تم بہت رومینٹک ہو، بہت دلچسپ باتیں کرتے ہو، یقین کرو مجھے بہت پسند آئے ہو تم جھونتاں میں تو یہ کہہ رہی تھی کہ لباس کونسا استعمال کرو گے؟"

"لباس....." میں نے پرخیال انداز میں کہا پھر بولا۔

"یہی لباس کیا برا ہے صبح کو پہن لوں گا۔"

"اوہ....." وہ پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی پھر بولی۔

"دیکھو تو سہی میں تو لباس تبدیل کر لوں۔"

"تمہاری مرضی ہے" میں نے جواب دیا اور وہ ایک الماری کی جانب بڑھ گئی۔ وہاں سے اس نے ایک سلیپنگ ڈریس نکالا اور مجھ سے باتھ روم میں جانے کی اجازت مانگی، جب وہ باتھ روم میں داخل ہو گئی تو میں نے گہری نگاہوں سے چاروں طرف کا جائزہ لیا پھر اچانک ہی میرے ذہن میں ایک چہرے کا تصور ابھرا، فریدہ، فریدہ کا خیال اس وقت طبیعت میں تکدر پیدا کر رہا تھا۔ میں نے اپنی پرانی زندگی کو خیرباد کہہ دیا تھا، لیکن فطرت میں تبدیلی بہت جلد رونما نہیں ہوتی، فریدہ سے بہت زیادہ باوفا رہنے کے باوجود چند بار لغزشیں ہو چکی تھیں اور اس وقت بھی اس چہرے نے مجھے اسی دیوانگی کا شکار کر دیا تھا، میں نے دل ہی دل میں فریدہ سے معذرت کی اور کہا کہ ایک برے انسان کو اچھا بننے میں تھوڑا سا وقت لگتا ہے۔ فریدہ سوری ویری سوری، پھر اس وقت میں سب کچھ بھول گیا جب وہ باہر نکل آئی۔ کہنے لگی۔

"اول تو یہاں کے ماحول میں ایک بڑی خرابی ہے"

"کیا.....؟"

"بہت سی چیزیں دستیاب نہیں ہوتیں، خیر چلو کوئی بات نہیں ہے ہم ویسے بھی ایک پرلطف زندگی گزار سکتے ہیں۔"

"ایک سوال کرنا چاہتا ہوں لیکسی تم سے.....؟"

"ہاں پوچھو....."

"واشنگٹن میں تمہارے دوست لڑکے تو ہوں گے.....؟"

"ہاں کئی ہیں"

"اور ان کے ساتھ تم نے ہوٹلوں میں وقت گزارا ہوگا۔؟"

"نہیں بالکل نہیں....."

"اوہو، کیا مطلب، کیا ان میں سے کسی نے تمہیں اپنے ساتھ وقت گزارنے کے لئے مدعو نہیں کیا.....؟"

"بہت بار کیا ہے....."

"تو پھر.....؟"

"وہاں ان کے پاس ان کے اپنے گھر تھے، زار تھے، ہنس تھے بہت سے دلکش مقامات پر ان کی اپنی عیش گاہیں تھیں بس وہاں چلے جاتے تھے ہم لوگ....."

میں نے دل ہی دل میں اپنے آپ کو بے شمار گالیاں دیں اور کھوپڑی پر گھونسہ مارنے لگا کہ خوامخواہ غلط فہمی کا شکار ہو گیا تھا، وہ لڑکی چہرے سے بے شک معصوم تھی لیکن امریکن تھی اور ظاہر بات ہے کہ جو سوال جس تصور سے میں اس سے کر رہا تھا وہ تصور اس کے ذہن کے کسی گوشے میں موجود نہیں تھا، یہ صرف میری حماقت تھی کہ میں اسے اپنے معیار پر، پرکھ رہا تھا، بعد میں اس نے اپنی رنگین راتوں کی کہانیاں سنائیں۔ اس کی زندگی میں سب سے پہلا مرد اس کا اسکول ٹیچر تھا اور اس وقت اس کی عمر صرف بارہ سال تھی، میں صبر و سکون سے یہ سب کچھ سنتا رہا اس نے اپنے دوسرے دوستوں کی صفات بھی مجھے بتائیں۔ لیکن اس کی باتوں پر کان لگانے کا مقصد تھا کہ میرا ذہن مکمل طور سے اس کی طرف سے ہٹ جائے، میں نے ایسی حرکت کیں کہ اس نے خود ہی اپنی گفتگو کا سلسلہ ترک کر دیا اور پھر میں نے اسے اپنی جانب مائل کرنے میں زیادہ وقت نہ لگایا۔ کمبخت ایسی گھنونی باتیں کر کے میرے مشرقی احساس کو جگا رہی تھی لیکن اس وقت کسی اور احساس کے بجائے اس کے چہرے کی معصومیت اور

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بدن کی دلکشی پر توجہ دینا زیادہ مناسب تھا اور اسے میری یہ توجہ پسند آئی وہ مجھ سے پوری طرح گھل مل گئی اور جب انسان ایک دوسرے سے گھل مل جاتا ہے تو پھر اس کے درمیان فاصلے نہیں رہتے' اس نے میری ذات سے بے پناہ دلچسپی کا اظہار کیا اور کہنے لگی۔

"میرے خدا' میرے خدا' مشرق کی حسین داستانیں میں نے اپنی کچھ ایسی دوستوں کی زبانی سنی تھیں' جنہیں مشرق کا دورہ کرنے کا موقع ملا تھا وہ مجھ سے کہتی تھیں کہ مشرقی نوجوان بہت مختلف ہوتے ہیں۔ میں نے کئی بار سوچا بھی تھا' لیکن یہ حقیقت ان الفاظ سے بھی زیادہ شاندار نکلے گی اس کا احساس مجھے آج ہوا ہے۔ تم بہت بہت خوبصورت نوجوان ہو مائی ڈیئر' میں تمہیں دل سے پسند کرتی ہوں" بہت دیر تک ہم لوگ باتیں کرتے رہے پھر جب دیوار گیر گھڑی نے تین کا گھنٹہ بجایا تو اس نے ایک جماہی لے کر آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔

"اب مجھے نیند آ رہی ہے"

"تو پھر سو جاؤ"

وہ مجھے شب بخیر کہہ کر کروٹ بدل کر لیٹ گئی اور میں نے بھی آنکھیں بند کر لیں۔ بند آنکھوں میں خیالات کی ریل بڑی تیزی سے سفر کرتی ہے اور یہ ریل نجانے کتنی دیر تک مجھے جگائے رہی پھر آہستہ آہستہ غنودگی طاری ہو گئی۔ لیکن نیند پختہ نہیں ہوئی تھی' غالباً" ساڑھے چار بجے کا وقت تھا' اصولی طور پر اس وقت مجھے بے خبر ہو جانا چاہیئے تھا لیکن وہی خیالات کا سلسلہ جگائے رہا تھا۔ البتہ میں نے لیکسی کی نیند میں مداخلت نہیں کی تھی' پھر اچانک ہی مجھے احساس ہوا کہ بستر کا دوسرا سرا ہلکا ہو کر اوپر آ گیا ہے گویا لیکسی اپنی جگہ سے اٹھ گئی تھی میں نے بے خیالی کے انداز میں آنکھیں کھول دیں وہ مجھ سے کچھ فاصلے پر کھڑی مجھے عجیب سی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی' مدہم روشنی میں اسے یہ نظر نہیں آ سکا تھا کہ میں نے آنکھیں کھولی ہیں۔ میں نے ایک دم آنکھیں بند کر لیں' نجانے کیوں ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا تھا' غالباً" یہ کوئی ایسا اجنبی احساس تھا جو میری آنکھوں کی نیلاہٹوں کا عطیہ ہی ہو سکتا ہے' مجھے یوں لگا تھا جیسے وہ چوروں کی طرح مجھے دیکھ رہی ہے کیوں آخر کیوں.....؟ میں بے سدھ لیٹا رہا اور ایسی کیفیات چہرے پر پیدا کر لیں جیسے انتہائی بے خبری کی نیند سو رہا ہوں۔ سانس بھی کچھ تیز کر دی تھی میں نے۔

چند لمحات وہ اسی طرح کھڑی رہی پھر آہستہ آہستہ سانس روکے ہوئے میرے قریب پہنچی' جھک کر میرا چہرہ دیکھا' پھر سیدھی ہو گئی اس نے اپنے جسم کو ڈھکنے کی کوشش نہیں کی تھی' اسی طرح چلتی ہوئی وہ ایک الماری کے قریب پہنچی' مجھے اب اس کا ہر انداز مشکوک لگ رہا تھا اور میرے دل کی دھڑکن کسی حد تک تیز ہو چکی تھی' الماری سے اس نے کوئی چیز نکالی' جسے میں پوری طرح نہیں دیکھ سکا' لیکن لباس وغیرہ لئے بغیر وہ باتھ روم کی جانب چل پڑی' باتھ روم میں داخل ہو کر اصولی طور پر اسے روشنی جلانی چاہیئے تھی لیکن اس نے روشنی نہیں جلائی اور باتھ روم کا دروازہ اندر سے بند ہو گیا۔ شیشوں کے دوسری جانب تاریکی ہی نظر آ رہی تھی' میں اب اپنے تجسس پر قابو نہیں پا سکا اور مجھے اس بات میں کمال حاصل تھا کہ میں اپنے جسم سے کوئی آہٹ نہ پیدا ہونے دوں۔ زمین پر جھکے جھکے ہی میں آگے بڑھا اور باتھ روم کے قریب پہنچ گیا۔ کی ہول سے اندر جھانکنے کی کوشش کی لیکن اندر کا منظر نہیں نظر آ سکا' البتہ یہاں سے کچھ آوازیں سنائی دیں۔ سیٹی کی ہلکی ہلکی سی آواز نے مجھے چونکا دیا اور پھر ایک مشینی آواز ابھری۔

"ہیلو' ہیلو' ہیلو....."

"مسٹر زیڈ' مسٹر زیڈ' میں مسٹر زیڈ سے بات کرنا چاہتی ہوں"

"کون ہو تم۔؟" دوسری طرف کی آواز بھی رات کے سناٹے میں صاف سنائی دے رہی تھی' حالانکہ بہت تیز نہیں تھی۔

"لیکسی جیسن"

"مسٹر زیڈ سو رہے ہیں" دوسری طرف سے جواب ملا۔

"آپ کون ہیں.....؟"

"یو....."

"مسٹر یو ایک اہم پیغام نوٹ کیجئے گا' یہ پیغام آپ مسٹر زیڈ کو دے دیں اور اگر مسٹر زیڈ اس کے بعد بھی مجھ سے بات نہ کرنا چاہیں تو کوئی حرج نہیں ہے" میں مطمئن حالت میں ہوں۔"

"آپ پیغام دیجئے لیکسی جیسن"

"میں نے اس شخص کو پا لیا ہے جس کی ہدایات ہم سات افراد کو کی گئی تھی"

"یعنی جہانگیر جمال شاہ.....؟"

"جی' اسی کی بات کر رہی ہوں"

"مس لیکسی جیسن آپ عالم ہوش میں ہیں۔؟"

"بالکل....."

"اور آپ کا کہنا ہے کہ آپ نے اسے پا لیا ہے؟"

"ہاں۔"

"براہ کرم تفصیل بتایئے۔"

"میں جس ہوٹل میں قیام پذیر ہوں وہ اس وقت اسی ہوٹل کے ایک کمرے میں مقیم ہے لیکن اب وہ میرے پاس میرے کمرے میں موجود ہے۔"

"او مائی گاڈ آپ بہت بڑا انکشاف کر رہی ہیں۔"

"مسٹر یو! صرف کام کی باتیں کیجئے آپ' آپ کو علم ہے کہ میں احمق نہیں ہوں"

"سوری میڈم سوری' براہ کرم تفصیل بتایئے۔"

"آپ کو پتا ہے کہ میری آنکھوں پر ایسے لینس لگے ہوئے ہیں جو میک اپ کے دوسری جانب جھانک لیا کرتے ہیں۔"

"ساتوں افراد کو ایسے لینس سپلائی کئے گئے ہیں کیونکہ مسٹر زیڈ کا یہی خیال تھا کہ وہ فوراً" ہی میک اپ میں آ جائے گا۔"

"جی ہاں' میں نے اسے اپنے ہوٹل کے ریفریشمنٹ ہال میں دیکھا اور فوراً" ہی پہچان لیا' یہ شخص جہانگیر جمال شاہ ہے' فرنچ کٹ ڈاڑھی میں اور چہرے پر ماسک لگائے ہوئے ہے لیکن لینس کی مدد سے میں نے اس کا اصل چہرہ دیکھ لیا ہے۔"

"اس کے بعد' کیا اس کے بعد کی تفصیلات بتانا پسند کریں گی آپ؟"

"ہاں اس کے بعد میں نے اس کی جانب دوستی کے لئے ہاتھ بڑھایا اور ان مشرقی لوگوں میں اور کچھ ہو یا نہ ہو ایک سادگی ضرور ہوتی ہے وہ اپنے آپ کو انتہائی چالاک سمجھنے کے باوجود میرے جال میں آ پھنسا ہے اور اس وقت میرے بستر پر لباس سے بے نیاز گہری نیند سو رہا ہے۔"

"مس لیکسی جیسن آپ نے درحقیقت بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا ہے اب تو مجبوری ہے کہ میں مسٹر زیڈ کو جگاؤں آپ یہ بتایئے کہ کیا اس کی نیند میں خلل تو نہیں واقع ہو جائے گا؟"

"امکان تو نہیں ہے اس بات کا"

"آپ کو اسے ڈرنک کرانا چاہئے تھا"

"آپ جانتے ہیں مسٹر یو کہ یہاں اس پر پابندی ہے اور یہ یہاں مشکل ہو جاتی ہے"

"لیکن فائیو اسٹار ہوٹل میں تو یہ غیر ملکیوں کو سپلائی کی جاتی ہے۔"

"ہاں غیر ملکیوں کو مشرقیوں کو نہیں"

"خیر چھوڑیئے اگر میں آپ سے یہ کہوں کہ آپ مسٹر زیڈ کے احکامات کا انتظار کیجئے تو کیا یہ آپ کے لئے ممکن ہے؟"

"کتنی دیر لگے گی اس میں.....؟"

"زیادہ سے زیادہ دس منٹ"

"تو پھر میں یہیں انتظار کئے لیتی ہوں۔"

اس کے ساتھ ساتھ مجھے بھی دس منٹ انتظار کرنا پڑا تھا لیکن میرے دل میں مسرت کے جو سوتے پھوٹ رہے تھے میں انہیں الفاظ میں نہیں بیان کر سکتا' میری پہلی کوشش ہی کارگر رہی تھی اور یہ جان کر مجھے شدید حیرت ہوئی تھی کہ میری تلاش میں سات آدمیوں کو مخصوص کر دیا گیا تھا' انہیں ایسے لینس دیئے گئے تھے جو میک اپ کی تہہ میں جھانک لیتے ہیں۔ گویا مجھ کو یا کرنل اعجاز نے جو ذمے داری میرے سپرد کی تھی اس کا آغاز فوراً ہی ہو گیا۔ میری تقدیر بھی اس سلسلے میں ہمیشہ ہی میرا ساتھ دیتی تھی۔ میں تقدیر کے اس تعاون کو کبھی نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ جب اس نے دس منٹ باتھ روم میں انتظار کیا تو میں بھلا وہاں سے کیسے ہٹتا' میں اس کے قدموں کی آہٹوں پر پوری طرح چونکنا تھا' اگر وہ اپنی جگہ سے جنبش بھی کرتی تو میں پھرتی سے اپنے بستر پر آ جاتا یا اگر میرا انکشاف بھی ہو جاتا تو اس کے بعد میں نئے طریقہ کار پر غور کرتا۔ بہرطور میرا دل خوشی سے بلیوں اچھل رہا تھا ٹھیک دس منٹ کے بعد مجھے پھر اندر سے سیٹی کی ویسی ہی آواز سنائی دی اور اس کے بعد مزید ایک بھاری آواز۔

"زیڈ....."

"سر میں لیکسی جیسن ہوں....."

"مجھے علم ہو چکا ہے اور جو کچھ تم نے یو کو بتایا ہے وہ بھی میرے علم میں ہے۔ کیا تم پوری طرح مطمئن ہو کہ یہ وہی شخص ہے"

"جی سر بالکل مطمئن ہوں"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تو پھر لیکسی جیسن کل اسے ہمارے تحویل میں ہونا چاہئے"

"مجھے حکم دیجئے چیف میں کیا کروں۔۔۔؟"

"کل اس سے سیر و سیاحت کی فرمائش کرو اور اسے ساتھ لے کر کسی ایسی سنسان جگہ نکل آؤ جہاں ہم اسے کنٹرول کر سکیں۔ میں تمہاری نگرانی کراؤں گا اور بالکل مطمئن رہو وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔"

"سر میں نے بھی اسے اس طرح زیر کرلیا ہے کہ اب اس کے اندر مجھے نقصان پہنچانے کی سکت نہیں ہے"

دوسری طرف سے ہلکی سی ہنسی سنائی دی پھر کہا گیا۔

"ہاں لیکسی جیسن قدرتی طور پر تم نے جو شکل وصورت پائی ہے وہ اچھے اچھوں کو احمق بنانے کے لئے کافی ہے، اچھا تو پھر کل تمہاری کامیابی کے لئے ہم دعائیں بھی کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی عمل بھی۔۔۔"

"او کے چیف، تھینک یو ویری مچ"

"او کے" دوسری طرف سے جواب ملا اور اب اس کے بعد میرا بستر پر آجانا لازمی امر تھا۔ میں اسی طرح بے سدھ ہو کر پڑ گیا جیسے میرے فرشتوں کو بھی ہوش نہ ہو۔ لیکسی اسی طرح دبے پاؤں غسلخانے سے باہر نکلی۔ مجھ پر نظر ڈالی اور پھر وہ ٹرانسمیٹر الماری میں چھپایا جس پر وہ باتیں کرتی رہی تھی پھر آہستہ آہستہ وہ چلتی ہوئی بستر پر آکر لیٹ گئی تھی اس نے میری جانب سے کروٹ ہی بدل لی تھی میں اپنے سینے میں مچلنے والی خوشیوں کو دبائے آنے والے وقت کے بارے میں سوچ رہا تھا، تقدیر نے کیا یاوری کی تھی کہ میں جہاں پہنچنا چاہتا تھا پہلی ہی کوشش میں وہاں پہنچ گیا تھا۔ مسٹر زیڈ یوصاف ظاہر تھا کہ کوئی باقاعدہ آرگنائزیشن ہے اور ہو سکتا ہے اس کا تعلق ہندوستانی دہشت گرد ایجنسی "را" یا پھر اسرائیلی ایجنسی موساد سے ہو۔ غرضیکہ دوسرے دن کے پروگرام میرے ذہن میں ترتیب پاتے رہے پھر میں نے اپنی قوت ارادی سے کام لے کر سو جانے کا فیصلہ کیا۔ کل کی ذمے داریاں نبھانے کے لئے تھوڑی سی نیند لینا، ضروری تھا حالانکہ کچھ ہی دیر کے بعد صبح ہونے والی تھی، میں سو گیا۔

پھر اس وقت جاگا جب لیکسی کا نرم و نازک ہاتھ میرے سینے پر ہلکا سا دباؤ ڈال رہا تھا۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو وہ مسکرا کر بولی۔

"شاید تم بہت زیادہ دیر تک سونے کے عادی ہو"

میں نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا، باریک سے لبادے میں ملبوس تھی نکھری نکھری نظر آرہی تھی۔ غالباً" غسل کرکے فارغ ہوئی تھی کیونکہ اس کے بال بھیگے ہوئے تھے۔

"اٹھو، میں صبح کو ناشتا جلد کر لیتی ہوں، تمہاری وجہ سے میں نے اب تک ناشتا نہیں کیا۔"

"اوہ سوری، بس چند منٹ" میں نے کہا اور کمبل اپنے جسم سے لپیٹے ہوئے باتھ روم کی جانب بڑھ گیا۔

اس نے غالباً" روم سروس کو ٹیلی فون کرکے ناشتا طلب کرلیا تھا کیونکہ جب میں غسلخانے سے باہر آیا تو ویٹر سینٹر ٹیبل پر ناشتا لگا رہا تھا، وہ مجھے دیکھ کر مسکراتی رہی، میں نے پوچھا۔

"کیوں خیریت کیا بات ہے۔۔۔؟"

"تم پر ہی غور کر رہی تھی"

"کیا۔۔۔؟"

"اتنا دلکش انسان اس سے پہلے کبھی میری نگاہوں سے نہیں گزرا" مجھے ہنسی آگئی میں نے کہا۔

"ہمارے ہاں اسے الٹے بانس بریلی جانا کہتے ہیں۔"

"کیا؟" وہ متحیرانہ انداز میں مجھے دیکھنے لگی، ظاہر ہے یہ محاورہ اس کی سمجھ میں کیا آتا؟

"خالص مشرقی محاورہ ہے تم نہ سمجھ پاؤ گی۔ میرا مطلب صرف یہ ہے کہ بجائے اس کے میں تمہاری دلکش شخصیت کی تعریف کرتا تم نے خود ہی یہ کام شروع کردیا"

"نہیں میں سچ کہہ رہی ہوں اتنا دل مائل ہو رہا ہے تم پر کہ۔۔۔ کہ میں تو یہ سوچ رہی ہوں کہ تم سے جدائی کیسے ممکن ہوگی۔۔۔؟" میں اسے دیکھتا رہا اس نے گردن جھٹک کر کہا۔

"خیر، چھوڑو بہت زیادہ الجھنوں کا شکار نہیں ہونا چاہیے لیکن کیا اب تم میرے پاس سے چلے جاؤ گے۔۔۔؟"

"میں سمجھا نہیں لیکسی"

"کم از کم ایک دو دن تک تو ہمیں ساتھ رہنا چاہیے"

"تو میں نے اس سے کب انکار کیا ہے؟"

"نہیں میرا مطلب یہ ہے، دیکھو پلیز یہ نہ سمجھنا کہ میں صرف اپنے اخراجات پورے کرنے کے لئے تمہاری جانب رجوع ہو رہی ہوں جو پیشکش تم نے کی ہے اب وہ مجھے قبول نہیں ہوگی"

"کون سی پیشکش۔۔۔؟"

"تم نے کہا تھا ناں کہ میرے اخراجات تم اٹھاؤ گے؟"

"اوہ نہیں لیکسی اب۔۔۔ اب ہم اتنے چھوٹے لوگ بھی نہیں ہوتے کہ ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر توجہ دیں"

"تو پھر آج کا دن میرے ساتھ گزارو"

"اگر تم آج کا دن کہتی ہو صرف تو ٹھیک ہے ورنہ میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ جب تک میں یہاں مقیم ہوں تمہارے ساتھ ہی رہوں گا۔"

"کیا واقعی۔۔۔؟" وہ پرمسرت لہجے میں بولی۔

"ہاں ارادہ تو یہی تھا۔"

"ویری گڈ، ویری گڈ تو پھر میں تمہاری یہ پیشکش خلوص دل سے قبول کرتی ہوں۔ ویسے تم مقامی آدمی ہونے کے باوجود یہاں ہوٹل میں کیوں رہتے ہو۔۔۔؟"

"یہ میرا شوق ہے مجھے کسی گھر سے کوئی دلچسپی نہیں ہے بس یہ سمجھ لو کہ اسی طرح وقت گزارتا ہوں۔"

"گڈ ویری گڈ" وہ پرخیال نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی پھر بولی۔

"تو پھر گھومنے چلیں گے، کتنی دیر کے بعد۔۔۔؟"

"جب تم پسند کرو۔۔۔"

"دوپہر کا کھانا باہر کسی ریسٹورانٹ میں کھائیں گے اور پورا دن سیر و سیاحت کریں گے تم زیادہ بہتر سمجھ سکتے ہو کہ یہاں سیاحت کے لئے کونسی جگہیں مناسب ہیں، ویسے میں تمہیں اپنے شوق کے بارے میں بتادوں مجھے زمانہ قدیم کی عمارتیں اور کھنڈرات دیکھنے سے بہت دلچسپی ہے"

میں دل ہی دل میں مسکرایا اس دلچسپی کی وجہ میں اچھی طرح جانتا تھا۔ بہرحال یہ سب کچھ تو میں خود بھی چاہتا تھا، آفتاب کمال کے بارے میں میں بالکل مطمئن تھا، میرا جو بھی پروگرام ہوگا اس کے علم میں ہوگا، حالانکہ اسے اس کا پتا نہیں تھا کہ مجھے میری مطلوبہ شخصیت مل گئی ہے، لیکن جو الفاظ اس نے کہے تھے اس کی بناء پر مجھے اعتماد تھا چنانچہ ضروری نہیں تھا کہ میں اسے اس بارے میں کوئی تفصیل بتاؤں، چونکہ میں خود بھی ان تمام معاملات میں ملوث ہونا چاہتا تھا۔ پھر تھوڑی دیر کے لئے میں اپنے کمرے میں آگیا۔ اس سے اجازت لے لی تھی میں نے مجھے اس بات کا خدشہ نہیں تھا کہ وہ مجھ پر اس لمحے بھی نظر رکھے گی، یہاں آنے کے بعد ایک بات میرے ذہن سے ٹکرائی اور میں مجبور ہوگیا کہ کسی بھی طرح آفتاب کمال سے رابطہ قائم کروں، فوراً" ہی ٹیلی فون پر میں نے اس سے رابطہ قائم کیا تھا۔ وہ مجھے مل گیا میں نے کہا۔

"میں بول رہا ہوں۔۔۔"

"جی چیف"

"چند الفاظ میں، میں تمہیں تفصیل بتائے دیتا ہوں ان تمام تفصیلات کا خیال رکھنا"

"جی چیف"

"کیا تمہیں اس بات کا علم ہے ہے کہ فائیو اسٹار ہوٹل میں میں نے؟"

"جی چیف مجھے علم ہے کہ آپ نے اپنی یہ رات اپنے کمرے میں نہیں گزاری"

"ویری گڈ مجھے تم سے یہی امید تھی"

"مگر مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی"

"سوری آفتاب وہ یوں سمجھ لو ایک کام تھا"

"خیر آپ بتائیے چیف"

"میری مطلوبہ شخصیت مجھے مل گئی ہے"

"اوہ مائی گاڈ کیا واقعی؟"

"ہاں، مجھے خوشی ہے کہ کم از کم یہ بات تمہیں معلوم نہیں ہو سکی"

"واقعی چیف، مجھے یہ پتا نہیں چل سکا تھا۔"

"نام ہے لیکسی جیسن اور تعلق کسی ایسے گروپ سے ہے جس میں غالباً" اسے لے کر زیڈ تک لوگ شامل ہیں"

"گڈ، کیا زیڈ آرگنائزیشن۔۔۔؟" آفتاب کمال نے کہا اور میں اچھل پڑا۔

"مطلب۔۔۔؟"

"چند الفاظ میں تفصیل نہیں بتا سکوں گا چیف لیکن زیڈ آرگنائزیشن بھی موساد، ہی کا ایک ڈیپارٹمنٹ ہے"

میں چند لمحے سکتے کے سے عالم میں رہا، آفتاب کمال

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مختلف مواقعوں پر مجھے اپنے کمالات دکھا رہا تھا اور میں اسے انسائیکلوپیڈیا کہتا تھا۔ اس وقت بھی اس نے اپنی اسی ذہانت کا مظاہرہ کیا تھا نجانے کیا کیا کچھ اس کے ذہن میں محفوظ تھا' زیڈ آرگنائزیشن اگر واقعی موساد کا کوئی ادارہ ہے تو آفتاب کمال کو اس کے بارے میں مزید تفصیلات بھی معلوم ہوں گی بہرحال اب اس وقت اس کا موقع نہیں تھا کہ میں آفتاب کمال سے زیڈ آرگنائزیشن کے بارے میں تفصیلات معلوم کرتا' میں نے اس سے کہا۔

"بس اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں ایک لڑکی کے ساتھ سیرو سیاحت کے لئے جا رہا ہوں اور ہم لوگ کسی ایسی جگہ پہنچیں گے جہاں سے مجھے غالباً اغواء کیا جائے گا میں نے اس وقت صرف اس لئے تمہیں مخاطب کیا ہے کہ تم اس اغواء میں مداخلت نہیں کرو گے"

"اوکے چیف اور کچھ"

"نہیں بس اور کچھ نہیں" میں نے فون بند کر دیا۔ اور اس کے بعد لباس وغیرہ تبدیل کرنے لگا۔ اس دوران میں نے اس بات پر پوری پوری نظر رکھی تھی کہ لڑکی میری طرف تو نہیں آتی لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔ پھر جب میں تیار ہو کر اس کے کمرے میں پہنچا تو وہ بھی تیار ہو چکی تھی اس نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور کہنے لگی۔

"ہینڈسم' بہت ہینڈسم لگ رہے ہو' چلیں؟"

"ہاں۔۔۔"

"یقینی طور پر اپنے شہر کے بارے میں تم ہی سب کچھ جانتے ہو گے ہاں یہ بتاؤ کیا ہمیں یہ سفر ٹیکسی سے کرنا ہو گا؟"

"ہاں۔۔"

"اوکے۔ میں اپنا مقصد تمہیں بتا چکی ہوں کوئی ایسی جگہ ایسی خوبصورت جگہ جہاں ہم دونوں تنہا ہوں اور زمانہ قدیم کی کہانیاں ہمارے سامنے بکھری ہوئی ہوں۔"

"ایسی جگہ بھی لے چلوں گا تمہیں' لیکن دوپہر کے کھانے کے بعد" پھر ہم ہوٹل سے باہر نکل آئے میں نے ٹیکسی کی اور پہلے میں اسے مختلف جگہوں پر گھماتا رہا' ساحل سمندر پر ایک خوبصورت ہوٹل میں بیٹھ کر ہم نے دوپہر کا کھانا کھایا' لیکسی میرے ساتھ بے حد خوش نظر آ رہی تھی' کبھی کبھی وہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگتی تھی میں نے بھی اسے قطعی یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ میرے ذہن میں کوئی اور بھی تصور ہے' کھانے کے بعد ہم کافی دیر تک چہل قدمی کرتے رہے پھر میں لیکسی جیسن کی ہدایت کے مطابق ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ایک ایسے علاقے کی جانب چل نکلا جس کے بارے میں مجھے معلوم تھا کہ لوگ وہاں بہت کم جاتے ہیں' میں نے ٹیکسی ہی میں جائزہ لے لیا تھا کہ ایک گاڑی جس کا رنگ گرے تھا مسلسل ہمارے پیچھے لگی ہوئی ہے مجھے اندازہ تھا کہ گاڑی میں کون ہو سکتا ہے' شہر سے دور نکلنے کے بعد بالآخر ہم ان ویران کھنڈرات کے قریب پہنچ گئے جو کچھ عرصے قبل ہی دریافت ہوئے تھے اور ان کے بارے میں طرح طرح کی کہانیاں اخبارات نے چھاپی تھیں' لوگ ادھر نکل آتے تھے لیکن عام طور سے چھٹی کے دنوں میں' یہاں پہنچنے کے بعد لیکسی نے اس علاقے کو دیکھا اور کہنے لگی۔

"خوابوں کی جنت' بالکل خوابوں کی سی وادی' ہم یہاں رات تک ٹھہریں گے ٹیکسی واپس کر دو"

میں نے ڈرائیور کو ادائیگی کی اور اس کے بعد ٹیکسی واپس چلی گئی ہم کھنڈرات کے اندرونی حصے کی جانب چل پڑے تھے ایک دلچسپ چویشن آ گئی تھی۔ میں اغواء ہونے کے لئے تیار تھا' ایسا اغوا کبھی کبھی ہی ہوا ہو گا لیکسی کے چہرے پر ہلکا سا اضطراب پایا جاتا تھا اور مجھے اندازہ تھا کہ اس اضطراب کی وجوہات کیا ہیں۔ ان تمام کیفیات کو نظر انداز کر دیا تھا وہ احمق لڑکی کیا جانے کہ خود میرا اپنا منصوبہ کیا ہے میں خود ہی گرفتار ہونا چاہتا ہوں لیکسی نے کچھ دیر کے بعد اپنے آپ کو سنبھال لیا' کھنڈرات میں سکون پھیلا ہوا تھا اور چاروں طرف کسی انسان کے وجود کا شائبہ تک نہیں تھا۔ بلاشبہ انتہائی رومانی کیفیت کا احساس ہو رہا تھا۔ لیکسی کی اندرونی کیفیت جیسی بھی ہو لیکن میں حیرت انگیز طور پر اس ماحول سے لطف اندوز ہو رہا تھا ایک پتھر پر بیٹھ کر میں نے کہا۔

"بعض اوقات کسی ایسی جگہ۔ لیکسی جس سے پہلے انسان کی پسندیدگی کا کوئی تصور نہ رہا ہو۔ اچانک ہی پسند آنے لگتی ہے اور اس کی وجوہات یہ ہوتی ہیں کہ کوئی خاص ہی تصور ذہن میں آ جائے اب اس وقت تمہاری موجودگی ایک عجیب سی دلکشی کا حامل ہے"

لیکسی نے مجھے دیکھا ایک لمحے کے لئے وہ میرے ان الفاظ میں کھو سی گئی تھی پھر اس کے چہرے پر ہلکی سی پیلاہٹ نظر آئی۔ یہ مختلف کیفیات' مختلف احساسات کی حامل تھیں غالباً" یہ ایک لمحہ ایسا تھا جب اچانک اسے یہ احساس ہوا تھا کہ میرے ساتھ غداری کر رہی ہے لیکن ظاہر ہے یہی اس کا منصب تھا اور اسی کام کی ذمے داری اسے سونپی گئی تھی اور شاید اسی میں اس کی بقاء بھی چھپی ہوئی تھی۔ چنانچہ اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"واقعی یہ جگہ بڑی سحر انگیز ہے کیا یہاں کوئی انسانی وجود نہیں ہے؟"

"اگر ان کھنڈرات کی قدیم روایات کے طور پر یہاں کچھ ایسی روحوں کا بسیرا ہو جو مجھے اور تمہیں نظر نہ آئیں تو میں نہیں کہہ سکتا ورنہ اور تو یہاں کوئی نہیں ہے"

لیکن ابھی میرے یہ الفاظ مکمل بھی نہیں ہوئے تھے کہ کچھ آہٹیں ابھریں اور میں چونک کر کھڑا ہو گیا چار نقاب پوش تھے جنہوں نے عمدہ قسم کے سوٹ پہنے ہوئے تھے لیکن بس چہرے خاص قسم کے موزوں میں چھپائے ہوئے تھے۔ چاروں ہی خاص قسم کے پستول سے مسلح تھے اور اچانک مختلف پتھروں کے عقب سے نکلے تھے انہوں نے پستولوں سے ہم دونوں کو کور کیا ہوا تھا' لیکسی کے حلق سے ایک آواز سی نکل گئی وہ چاروں آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے پھر ان سے ایک نے غرائی ہوئی آواز میں کہا

"تم دونوں کے بدن کی ذرا سی جنبش تمہیں موت سے ہمکنار کر دے گی' ہاتھ بلند کر دو"

میرا دل بے اختیار مسکرانے کو چاہا تھا' انہوں نے لیکسی کو ان واقعات سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ بہرطور میں نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے ان میں سے ایک شخص آگے بڑھتا ہوا بولا۔

"اگر تم مزاحمت نہیں کرو گے جہانگیر جمال شاہ تو یوں سمجھ لو کہ ہم تمہارے لئے بہترین دوست ثابت ہوں گے لیکن اگر تم نے جدوجہد کی کوشش کی تو پھر مجبوری ہے"

میرا ذہن ان چاروں کی جانب متوجہ تھا اور میں کوئی جواب ہی دینا چاہتا تھا کہ میرے بالکل عقب سے ایک آواز ابھری۔

"اور یہ بھی ایک حقیقت ہے مائی ڈیئر جمال شاہ کہ اگر تم نے۔۔۔"

اس کے منہ سے اتنے ہی الفاظ نکلے تھے میں بے اختیار پلٹ کر اس کی جانب دیکھنے لگا تھا' اس کا فاصلہ مجھ سے دو فٹ سے یا تین فٹ سے زیادہ نہیں تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک انتہائی چوڑی نال والا پستول دبا ہوا تھا جس نے اسے میرے چہرے کے متوازی اٹھا رکھا تھا جیسے ہی میرا رخ اس کی جانب ہوا اس نے اپنا جملہ پورا کئے بغیر پستول سے فائر داغ دیا' زرد رنگ کا ایک غبار برق رفتاری سے نکلا اور میرے چہرے کے گرد چھا گیا' اچانک ہی مجھے اپنا سانس بند ہوتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ غالباً" کسی خواب آور گیس کا فائر کیا گیا تھا اور یہ بڑی تیز اثر تھی کیونکہ ایک لمحے کے بعد مجھے اپنے ہوش و حواس پر قابو نہیں رہا تھا البتہ اتنا احساس ضرور رہا تھا مجھے کہ پستول برداروں نے مجھے زمین پر نہیں گرنے دیا تھا بلکہ فوراً" ہی آگے بڑھ کر مجھے سنبھال لیا تھا' بس اس کے بعد اندازہ نہیں ہو سکا کہ کیا ہوا اور کیسے ہوا۔ ہاں میری آنکھ ایک آرام دہ بستر پر کھلی تھی اچھا خاصا وسیع و عریض کمرہ تھا' سارے لوازمات کے ساتھ اور شاید اس کا دروازہ باہر ہی سے بند تھا میں بستر پر لیٹا آنکھیں بھینچ بھینچ کر اپنے ذہن کو معتدل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ انہوں نے نہایت روایتی طریقے سے مجھے بے ہوش کر کے اغوا کر لیا تھا یہاں تک جو کچھ ہوا تھا میری توقع اور میری مرضی کے مطابق ہوا تھا اور اب نہایت ہوشیاری سے مجھے اپنے کام کا آغاز کرنا تھا اپنی خوش بختی کا تو مجھے ہمیشہ ہی احساس تھا جب بھی کبھی کسی مسئلے میں قدم آگے بڑھایا وقت نے' حالات نے اور تقدیر نے میرا مکمل ساتھ دیا اور میں کامیابی کے جھنڈے گاڑتا چلا گیا۔ بہرحال اگر اس میں اپنی تدبیر کی بات کی جائے تو یہ بھی ایک سچائی ہے کہ جو منصوبے ہم لوگ ترتیب دیتے تھے یا جس کام کا آغاز کرتے تھے اسے بنیاد دے لے کر چلتے تھے۔ آفتاب کمال کی باکمال شخصیت نے ہمیشہ میری ہر طرح سے رہنمائی کی تھی اور اس وقت بھی وہ اپنے پیرائے میں اپنے کام کی تکمیل کر رہا تھا زیڈ ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں تفصیلی بات چیت تو نہیں ہوئی تھی اس سے لیکن اس نے ایک لمحہ میں بتا دیا تھا کہ یہ یہودی دہشت گرد ادارے موساد کا شعبہ ہے یقینی طور پر آفتاب کمال کو اس کے بارے میں اور بھی تفصیلات حاصل ہوں گی لیکن میرے لئے بس اتنا ہی کافی تھا کہ میں صحیح لوگوں کے درمیان پہنچ گیا تھا' وہ لوگ غالباً" میری پوزیشن سے آگاہ تھے کیونکہ چند ہی لمحات کے بعد کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور چند افراد اندر داخل ہو گئے تھے۔ میں بستر پر سنبھل

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر بیٹھ گیا۔ آنے والے دو افراد تو غالباً مشرقی ہی تھے۔ باقی دو گورے رنگ کے ' ذرا مختلف خدوخال کے مالک تھے۔ یقینی طور پر ان کا تعلق یہاں سے نہیں تھا' مشرقی افراد میں سے ایک نے کہا۔

"مسٹر جہانگیر جمال شاہ آپ کو یقینی طور پر وہ لمحات یاد ہوں گے جب ہم لوگوں نے آپ کو کھنڈرات سے اغواء کیا تھا اور اس سے پہلے کے ہمارے الفاظ بھی آپ کے ذہن میں محو نہ ہوئے ہوں گے اس وقت خصوصاً ہم آپ سے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ آپ اپنے آپ کو نہ تو قیدی سمجھیں اور نہ ہی کسی ایسی کیفیت میں ملوث ' جو آپ کے لئے کسی طور تکلیف دہ ہو سکتی ہے۔ وہاں سے آپ کو اس طرح لانا ازحد ضروری تھا ورنہ شاید ہم آپ سے وہاں بھی یہ ہی درخواست کرتے کہ ہمارے ساتھ چلیئے آپ صرف ان لمحات کو ذہن سے نکال دیں جن میں آپ کو ایک ناپسندیدہ طریقہ کار کے تحت اغواء کیا گیا ہے۔ باقی ہم آپ کو انتہائی دوستانہ پیشکش کرتے ہیں کہ ہم سے گفتگو کریں۔ ہو سکتا ہے یہ گفتگو ہم دونوں کے لئے کار آمد ہو"

میں سرد نگاہوں سے ان کا جائزہ لیتا رہا میرے لئے فوراً ہی ان کے سلسلے میں نرم ہو جانا ایک غیر مناسب عمل تھا اور فطرت کے خلاف تصور کیا جا سکتا تھا۔ اس شخص نے پھر کہا۔

"اور اب میں آپ کو کسی ایسی شخصیت سے ملانا چاہتا ہوں جو آپ کے لئے بھی نہایت کار آمد ہو سکتی ہے اور آپ اس کے لئے۔ تفصیل آپ کو وہیں چل کر معلوم ہو سکے گی البتہ اگر میں آپ سے یہ سوال کروں کہ کیا آپ اس سلسلے میں ہم سے تعاون پر آمادہ ہیں تو آپ اس کا جواب دینا پسند کریں گے۔؟"

میری ساتھی لڑکی کہاں ہے۔؟" میں نے سوال کیا۔

"اسے بحفاظت اس کے ہوٹل کے کمرے میں پہنچا دیا گیا ہے وہ بالکل مطمئن اور مسرور ہوگی۔ ہاں بس آپ کی جدائی اگر اسے پریشان کر رہی ہے تو دوسری بات ہے لیکن آپ سے یہ بھی وعدہ ہے مسٹر جہانگیر جمال شاہ کہ ہمارے آپ کے مذاکرات مکمل ہوتے ہی آپ کو اس تک پہنچنے کی آزادی فراہم کر دی جائے گی۔"

"ٹھیک ہے میں جاننا چاہتا ہوں کہ تم کون لوگ ہو اور مجھ سے تمہیں کیا دلچسپی ہے۔؟"

"تو پھر براہ کرم آئیے"

"ٹھیک ہے چلو" میں نے کہا اور میں ان کے ساتھ آگے بڑھ گیا اس کا اندازہ تو مجھے ایک لمحے میں ہو گیا تھا کہ انہوں نے میری تلاشی وغیرہ لے کر میرا لباس خالی کر دیا ہے گویا لباس اسی طرح میرے جسم پر موجود تھا لیکن اس میں سے میرا مختصر سا سامان نکال لیا گیا تھا' اسلحہ وغیرہ تو خیر تھا ہی نہیں میرے پاس۔ پرس تھا اور اس میں بہت سی چیزیں تھیں لیکن ایسی نہیں جو میرے لئے کسی طور نقصان دہ ہوں۔ عمارت اچھی خاصی وسیع تھی لیکن اب میں اتنا ذہین بھی نہیں تھا کہ اس عمارت کی تفصیلات ایک نگاہ دیکھنے سے مجھے معلوم ہو جاتیں ' کمرے بہت بڑے بڑے تھے۔

دوسرے بڑے کمرے میں میں نے ایک شخص کو دیکھا' چوڑے شانوں والا' بھدے چہرے کا آدمی تھا۔ عجیب مٹیالا مٹیالا سا رنگ گہری بھنویں جنہوں نے آنکھوں تک کو ڈھکا ہوا تھا اور ان کے لمبے لمبے بال آنکھوں پر چھا گئے تھے حالانکہ یہ بھنویں آنکھوں کی کارکردگی میں الجھن پیدا کرتی ہوں گی لیکن اس شخص کو ان کا کوئی شوق معلوم ہوتا تھا۔ ورنہ انہیں تراش دینا مشکل کام نہیں تھا اس نے سرد انداز میں میرا استقبال کیا۔ البتہ مصافحے کے لئے ہاتھ بے شک آگے بڑھا دیا تھا اور پھر دوسرے ہاتھ سے مجھے اپنے سامنے بیٹھنے کی پیش کش کی مجھے لانے والے چاروں افراد بھی اس بڑی سی میز کے گرد پڑی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے تھے۔ سامنے والے شخص نے کہا۔

"آپ مجھے مسٹر زیڈ کے نام سے مخاطب کر سکتے ہیں جہانگیر جمال شاہ صاحب"

"مسٹر زیڈ ؟ آپ کا تعلق کسی آرگنائزیشن سے ہے؟"

"بالکل درست اندازہ ہے آپ کا"

"مگر میں اپنے بارے میں جاننا چاہتا ہوں مجھے آپ نے کیوں اغواء کیا ہے؟"

"دوست بنانے کے لئے"

"سمجھا نہیں"

"ہم چاہتے ہیں مسٹر جہانگیر جمال شاہ کہ ہمارے درمیان فریب کی کوئی گفتگو نہ ہو۔ بے شک اپنے' اپنے ملکوں کے لئے کام کرتے ہوئے ہم مجرمانہ طرز عمل اختیار کرتے ہیں لیکن برائی میں بھی ایک اچھائی پوشیدہ ہوتی ہے میں آپ سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں اس وقت کہ جو گفتگو میں کر رہا ہوں اس کا کہیں بھی کسی بھی جگہ دہرا مطلب نہیں ہے بلکہ ایک سیدھی اور سچی گفتگو ہے کیا براہ کرم آپ بھی اس وقت مجھ سے سچائی کا یہ تعاون کرنا پسند کریں گے۔؟"

"کیا حرج ہے اگر میں آپ سے یہ اقرار کرالوں کہ اگر ایسی ہی کوئی بات ہے جو میرے مفاد سے نہیں ٹکراتی تو میں آپ سے تعاون کروں گا اس وقت یہ الفاظ سچ ہیں مسٹر زیڈ لیکن بعد میں کسی بھی وقت اگر میرے مفادات مجروح ہوئے تو ان میں تبدیلی کی جا سکتی ہے۔"

اس شخص کے چہرے پر پہلی بار مسکراہٹ نظر آئی اور اس نے ہنس کر کہا۔

"کیا مناسب اور دلچسپ بات کہی ہے ہاں مسٹر جہانگیر جمال شاہ آپ اس کے حقدار ہیں کہ اگر آپ کے مفادات کہیں مجروح ہوتے ہیں تو آپ ہم سے تعاون نہ کریں۔"

"نام جہانگیر جمال شاہ' مقامی محکمہ پولیس کے بہت بڑے آفیسر مسٹر تیمور جمال شاہ کا بیٹا' تمہارا پورا خاندانی نقشہ اس کاغذ پر موجود ہے اہل خاندان اور ان کے ساتھ تمہارا اپنا طرز عمل مختصر یہ کہ اس طرز عمل کی بنیاد پر ڈی آئی جی تیمور جمال شاہ نے تمہیں عاق کر دیا ہے اور اب تم اپنے طور پر علیحدہ زندگی گزار رہے ہو۔ تمہارا ذریعہ معاش نامعلوم رہا ہے۔ اندازہ یہ ہے کہ مجرمانہ زندگی گزار کر تم اپنے مصارف زندگی پورے کرتے ہو' ذہین' چالاک' انتہائی تیز فطرت کے مالک ہو' لاابالی طبیعت رکھتے ہو' آخری کام تم نے جو کیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک انتہائی اہم سرکاری عمارت میں داخل ہو کر وہاں کوئی کارروائی کرنے کی کوشش کی ہے اور اس سلسلے میں گرفتار ہوئے ہو اور اس کے بعد نہایت عمدگی کے ساتھ پولیس کی قید سے فرار ہو گئے ہو اور اس وقت مائی ڈیئر جہانگیر جمال شاہ' تمہارا یہ چہرہ اصل چہرہ نہیں ہے بلکہ تم میک اپ کیے ہوئے ہو' اس کا مطلب ہے کہ تم اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنا جانتے ہو۔"

میں نے چہرے پر حیرت کے آثار پیدا کر لئے لیکن دل ہی دل میں بے شمار قہقہے لگائے' یہ ہے زیڈ ڈیپارٹمنٹ کی معلومات میرے بارے میں' تاہم میں نے کسی قدر متحیرانہ لہجے میں کہا۔

"اپنے بارے میں اتنی ساری تفصیلات آپ کے پاس موجود ہونے پر مجھے حیرت ہوئی ہے مسٹر زیڈ"

"یہ نہ سمجھنا کہ تفصیلات آسانی سے ہمیں حاصل ہو گئیں ہم نے طوفانی انداز میں ان تفصیلات کے حصول کے لئے کام کیا ہے اور اپنے اردگرد تمہارا حفاظتی خول اتنا کمزور نہیں ہے کہ ہم آسانی سے تمہارے بارے میں تفصیلات معلوم کر سکتے لیکن زیڈ ڈیپارٹمنٹ کے اپنے وسائل بہت زیادہ ہیں اور انہی وسائل سے ہم اس حد تک کام کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں' مائی ڈیئر مسٹر جہانگیر جمال شاہ۔ اصل میں ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم تمہیں زیڈ ڈیپارٹمنٹ کا رکن بنا لیں اور تم ہمارے ساتھ مل کر کام کرو۔ نہایت وضاحت کے ساتھ یہ بات کہی جا رہی ہے کہ زندگی میں انسان کی سب سے بڑی مشکل دولت کا حصول ہے ہر شخص اس دنیا میں آنے کے بعد اپنی پسند کی زندگی گزارنے کا خواہشمند ہوتا ہے اور یہ انسانی فطرت کا ایک حصہ ہے اور اپنی پسند کی زندگی گزارنے کے لئے دولت اول حیثیت رکھتی ہے اگر تم زیڈ ڈیپارٹمنٹ کے لئے کام کرو گے تو ہم تمہیں اس کا اتنا شاندار معاوضہ ادا کریں گے کہ تمہیں پسند آئے گا۔ فی الحال تمہارے اپنے ملک میں کچھ کام کرنا ہے ہمیں' اگر زیڈ ڈیپارٹمنٹ کے لئے تم ایک کار آمد شخصیت ثابت ہوئے تو یوں سمجھ لو کہ اس کے مستقل نمائندے بن جاؤ گے' زیڈ ڈیپارٹمنٹ کے سربراہان تمہیں ماہانہ اتنی رقم ادا کریں گے کہ تم یہاں کے ایک دولت مند انسان کی حیثیت سے زندگی گزارو گے اور تمہیں فکر معاش سے آزاد کر دیا جائے گا اس کے صلے میں تم یہاں زیڈ ڈیپارٹمنٹ کے مفادات کی نگرانی کرو گے فی الحال تمہیں ہمارے چند مشاغل میں ہمارا ساتھ دینا ہوگا۔ اس کا معاوضہ تم اپنی پسند کے مطابق طے کر لو گے۔ فی الحال ایڈوانس کے طور پر ہم تمہیں یہ حقیر سی رقم پیش کر رہے ہیں" اس نے ایک بار پھر میز کی دراز میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا لیکن انتہائی خوبصورت بریف کیس نکال کر سامنے رکھ لیا پھر کسی میکینکی ذریعے سے اس کا ڈھکن کھول دیا۔ بریف کیس میں چار انچ کی چوڑائی میں ڈالر چنے ہوئے تھے اور ان کی تعداد بہت کافی تھی۔ میں نے نڈھال ہو جانے کی اداکاری کی اور اس کے بعد ایک گہری سانس لے کر کہا۔

"آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں' عالم ہوش و حواس میں کہہ رہے ہیں ؟ مسٹر زیڈ"

مسٹر زیڈ نے بریف کیس کا ڈھکن بند کیا اور اسے نہایت بے پرواہی سے میری جانب سرکا کر بولا۔

"ہر قسم کی گفتگو کرنے سے پہلے تم اس بریف کیس کو اپنی تحویل میں لو اور اس بات کو بھول جاؤ کہ ہمارے تمہارے درمیان کوئی کام کی بات ہو سکے گی یا نہیں' یہ میں صرف اپنے خلوص کے اظہار کے طور پر کر رہا ہوں۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں گہری گہری سانسیں لیتا رہا پھر میں نے آہستہ سے بریف کیس پر ہاتھ رکھ دیا اور مدھم لہجے میں بولا۔

"اس قدر سچی اور صاف ستھری گفتگو کرنے والے لوگ ہر قیمت پر اچھے ساتھی ثابت ہوتے ہیں آپ مجھ سے کیا کام لینا چاہتے ہیں؟ یا آپ کے دل میں میرے لئے کیا منصوبے ہیں؟ ان کی تفصیلات معلوم کرنے سے پہلے میں اس رقم کو قبول کرتے ہوئے اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ میں خلوص دل سے آپ کے ساتھ ہوں باقی میرے افکار و خیالات کا معاملہ ہے تو اس کی وضاحت میں آپ کے سامنے بے شک کروں گا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی یوں سمجھ لیجئے کہ میں آپ کے ہر مفاد کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہوں"

مسٹر زیڈ کھڑا ہوگیا اور اس نے مصافحے کے لئے میری جانب ہاتھ بڑھادیا۔ یہ گویا ہمارے درمیان دوستی کے معاہدے کی توثیق تھی اور اس طرح میرے کام کا آغاز ہوگیا۔ مستقبل میں میری زیڈ ڈیپارٹمنٹ میں شمولیت میرے وطن کی بقاء کی ضامن تھی۔ کم از کم جو کام میرے سپرد کیا گیا تھا اس کی تکمیل میں شاندار طریقے سے کرسکتا تھا۔

لیکن کبھی کے دن بڑے کبھی کی راتیں۔ بعض اوقات ساری تیزی طراری ایسی خاک میں ملتی ہے کہ انسان ہاتھ ملتا رہ جاتا ہے۔ میں مسٹر زیڈ کا منظور نظر بن گیا تھا۔ میرے اور ان کے درمیان ایسے عہد وپیماں ہوگئے تھے کہ لگتا تھا کہ اب زندگی بھر کا ساتھ ہوگیا ہے۔ میں معمول کے مطابق اپنے مقصد کی کامیابی کے لئے سرگرداں تھا۔ پہلے ان لوگوں پر اعتماد قائم کرنا چاہتا تھا اس کے بعد ہی کام ہوسکتا تھا۔ محترمہ میکسی جین بھی کھل کر سامنے آگئی ہیں۔ پھر اچانک میری پالیسی کی ایسی تیسی ہوگئی۔ مسٹر زیڈ نے مجھے طلب کیا تھا۔

"مائی ڈیئر جہانگیر جمال شاہ۔ زیڈ آرگنائزیشن میں تمہاری شمولیت پر مجھے جس قدر خوشی ہے الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا۔"

"شکریہ جناب۔"

"میں نے تمہارے سامنے ایک شاندار مستقبل کے دروازے کھول دیئے ہیں۔"

"مجھے احساس ہے سر۔"

"تمہیں اندازہ ہوگا کہ زیڈ آرگنائزیشن ساری دنیا میں اسرائیلی مفاد کے لئے کام کرتا ہے۔"

"جی ہاں۔ مجھے کافی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔"

"ہماری اپنی پالیسی ہے۔ اور ہم اسرائیلی مقاصد کی تکمیل کے لئے صرف اپنے طور پر سوچتے ہیں۔"

"یقیناً جناب۔"

"ان دنوں ہم ہندوستانی حکام کے لئے بہت کام کر رہے ہیں۔ زیڈ آرگنائزیشن کے ایک اہم رکن جو مسٹر "اے" کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ ایک اہم منصوبے کے لئے کسی ہنر مند آدمی کے ضرورت مند ہیں۔"

"جی۔"

"ان کا قیام ہندوستان میں ہے۔"

"اوہ۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"اور میں نے اس کے لئے تمہارا نام تجویز کیا ہے۔"

"مجھے۔" میں اچھل پڑا۔

"تم نے ہمارے معاملات کا حلف اٹھایا ہے۔ اور ہم تمہارے معاملات کے نگراں ہیں۔ یہاں تمہارے اپنے ملک میں تمہارے لاتعداد شناسا ہیں اور چونکہ تمہارے والد انتظامیہ کے ایک فرد ہیں اس لئے میں تمہارے اور ان کے درمیان کوئی تصادم نہیں چاہتا۔ میں نے مسٹر اے سے تمہارے بارے میں تفصیلی بات کرلی ہے۔"

"جی۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"مسٹر اے کوئی بے حد اہم کام تم سے لینا چاہتے ہیں۔ میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ میں ایک شاندار شخصیت ان کے پاس بھیج رہا ہوں۔ تمہیں اب سے ایک گھنٹے کے اندر اندر روانہ ہونا ہے۔"

"ایک گھنٹے کے اندر؟"

"ہاں۔ تمام انتظامات مکمل کردیئے گئے ہیں۔"

کوئی راہ فرار نہیں تھی۔ کسی کو اس صورت حال سے آگاہ کرنا بھی ضروری نہیں تھا۔ دو ہی صورتیں تھیں یا تو ان لوگوں کے درمیان سے نکل جاؤں یا پھر ان کی ہدایات پر عمل کروں۔

پھر اچانک آنکھوں میں نیلاہٹ ابھر آئی۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک انوکھا خیال بھی۔ موساد اور را کا ایک گٹھ جوڑ ہے۔ وہاں پہنچ کر بھی ان کے خلاف کام کیا جاسکتا ہے۔ ہوسکتا ہے کوئی کام ہی بن جائے۔ اب تو پھنس جانے والی بات تھی۔

"تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟"

"نہیں مسٹر زیڈ۔"

"ویری گڈ۔ تم اس کے دور رس نتائج دیکھو گے۔ یہاں سے تمہیں ایگل ونگ روانہ کردیا جائے گا۔ اور پھر

وہاں سے مطلوبہ جگہ۔ تمہیں یہ کام کافی دلچسپ لگے گا۔"

"او کے سر۔"

اس کے بعد کیا کیا ہوا کن مراحل سے گزرا۔ وہ بے مقصد کہانی ہے۔ لیکن یہ پہلا موقع ہے کہ ایک ایسے مقصد کے لئے آمادہ ہو رہا تھا جو میری مرضی کے خلاف تھا' کرنل اعجاز نے بڑے اعتماد سے جو ذمے داری میرے سپرد کی تھی اور اب تک میں جس طرح میں اپنی مہارت کا ثبوت دیتا رہا تھا اس بار وہ معیار برقرار نہیں رکھ سکا تھا اور ایک ایسی مصیبت میں گرفتار ہوگیا تھا جس پر غور کرنے سے یہ اندازہ ہو جاتا تھا کہ ایک طرح سے بے مقصد ہی ہے' ہاں یہ دوسری بات ہے کہ تقدیر ساتھ دے جائے اور جہاں مجھے بھیجا جا رہا ہے وہاں پہنچ کر کوئی ایسا انوکھا کارنامہ سرانجام دے دوں جو ان لوگوں کے لئے بھی ناقابل یقین ہو جنہوں نے مجھے یہ مقصد سونپا تھا' مسٹر زیڈ اور ان کی آرگنائزیشن کے لوگ بہ طور میرے ساتھ بھرپور تعاون کر رہے تھے جن مراحل سے گزرنے کا میں تذکرہ کر رہا ہوں وہ سفری معاملات تھے مجھے ایک طرح سے یہ کہنا چاہیے کہ اندھے کنوئیں میں دھکیل دیا گیا تھا' مختلف طریقوں سے سفر کرتا ہوا غالباً" سرحد پار پہنچ گیا' کوئی تفصیل سمجھانے والا نہیں تھا' پھر ایک ٹرین سے سفر کرنا پڑا' البتہ یہاں پہنچ کر اس بات کی تصدیق ہوگئی کہ اب اپنے ملک کی سرحدوں میں نہیں ہوں بلکہ اس ملک میں داخل ہو چکا ہوں جہاں مجھے بھیجا جا رہا تھا' مسٹر زیڈ نے ایک عجیب پراسرار طریقہ اختیار کیا تھا۔ میرے پاس سامان کا ایک تھیلا تھا جس میں میرے کاغذات وغیرہ مجھے دے دیئے گئے تھے' البتہ اتنا معلوم تھا مجھے کہ میرا نام ہری سنگھ رکھا گیا تھا اور مجھے لندن کا باشندہ ظاہر کیا گیا تھا' پاسپورٹ اور کاغذات میں یہی تمام تفصیلات درج تھیں' جس شہر میں ٹرین سے اترا اس کے بارے میں کچھ نہیں معلوم تھا' بس مجھے گائیڈ کرنے والے نے مجھ سے یہاں اترنے کے لئے کہا تھا' بہت دیر تک شہر کے مختلف گوشوں میں گھومتا رہا پھر اس کا نام بھی معلوم ہوگیا' لیکن یہاں تک بھیجنے کا فیصلہ آخر کیوں کیا گیا تھا؟ بار بار ذہن میں یہ تصور ابھرا کہ کہیں میرے ساتھ کوئی چالاکی تو نہیں کی گئی اور مجھے کسی مصیبت میں تو نہیں پھنسا دیا گیا' ساری تیزی و طراری خاک میں مل سکتی تھی۔ پھر میں ایک ایسی عمارت کے پاس پہنچ گیا جو تاریخی حیثیت رکھتی تھی' غالباً" مغلوں کے زمانے کی تعمیر شدہ تھی' بس ایک آوارہ گردی کی مانند

اس عمارت کا جائزہ لیتا رہا' ویسے میرے اس تھیلے میں کرنسی اچھی خاصی موجود تھی اور میں اس جانب سے مطمئن تھا' اپنے آپ کو دیوانہ ہی سمجھ رہا تھا میں' ایک ایسی الجھن میں ڈال لیا تھا میں نے اپنے آپ کو جس کا کوئی حل ابھی دور دور تک میرے سامنے نہیں تھا۔ آخر یہ مسٹر اے مجھے کہاں ملے گا؟ اور اس طرح کا طریقہ اختیار کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ پھر میں نے اسی عمارت میں ایک خوبصورت سی لڑکی کو دیکھا' سفید ساڑھی میں ملبوس تھی اور اچھے خاصے خدوخال رکھتی تھی' عمر تقریباً" ستائیس سال کے قریب تھی وہ میری ہی جانب متوجہ تھی' کچھ دیر کے بعد وہ میرے قریب پہنچ گئی۔

"ہیلو!"

میں نے اپنی تمام جھلاہٹوں کو نظرانداز کرتے ہوئے اس ہیلو کا جواب دیا تو وہ کہنے لگی۔

"میں بہت دیر سے آپ کو دیکھ رہی ہوں۔ کیا آپ سیاح ہیں؟"

"یہی سمجھ لیجئے۔"

"لیکن اسی ملک کے باشندے معلوم ہوتے ہیں؟"

"ہاں اسی ملک سے تعلق ہے میرا لیکن سیاحت تو کہیں کی بھی کی جاسکتی ہے۔"

"کیوں نہیں' آیئے ادھر ایک چھوٹا سا ریستوران ہے کیوں نہ آپ کو میں وہاں چائے پلاؤں؟"

میں نے سوچا کہ اب جبکہ مجھے خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑ دینا ہے تو زیادہ اداکاری کی ضرورت نہیں' میں نے اس کی یہ پیشکش قبول کرلی' ہوسکتا ہے یہیں سے مسٹر اے کی طرف جانے کا راستہ ملتا ہو' ریستوران واقعی پرسکون تھا' ہم لوگ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"آپ اگر چائے کے علاوہ کچھ اور پینا چاہیں تو...؟"

"نہیں بس چائے ہی مناسب ہے۔"

اس نے ویٹر کو اشارہ کیا اور کچھ دیر کے بعد ہمارے سامنے چائے کے برتن آگئے۔

"آپ نے اپنا نام نہیں بتایا..."

"کوشل کہتے ہیں مجھے۔"

"مس کوشل...؟"

"ہاں یہی سمجھ لیجئے۔"

"کیا کرتی ہیں آپ؟"

"کچھ نہیں..." وہ پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں اس کا جائزہ لیتا رہا پھر میں نے آہستہ سے کہا۔
"مس کوشل مجھ سے ملاقات کی کوئی خاص وجہ ہے یا پھر یونہی وقت گزاری کے لئے؟"
اس نے ایک ٹھنڈی سانس لی پھر بولی۔
"اس دنیا میں کوئی بھی بے غرض نہیں ہوتا۔"
"لیکن میں آپ کی کون سی غرض پوری کر سکتا ہوں؟"
"بہت سی ایسی باتیں ہیں جنہیں اگر غور سے سوچا جائے تو برا ہی سمجھا جا سکتا ہے لیکن وہ جو کہتے ہیں کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے' میں نے آپ کو اپنی ضرورت کے لئے منتخب کیا ہے۔"
"بہرحال میں اگر آپ کی کوئی مدد کر سکا تو مجھے خوشی ہوگی۔"
"سنیئے جناب میں نے جس انداز میں آپ کو مخاطب کیا ہے عموماً" پیشہ ور لڑکیاں اسی انداز میں ایک دوسرے سے تعارف حاصل کرتی ہیں' میں باقاعدہ پیشہ ور نہیں ہوں' لیکن میری مجبوری مجھے ہر قسم کا کام کرنے پر آمادہ کر چکی ہے' مجھے تھوڑی سی رقم درکار ہے انتہائی ضروری ہے بہرحال اگر آپ میرا ساتھ دے سکیں تو میں آپ کی ہر خواہش پوری کرنے کے لئے تیار ہوں۔"
میں نے اسے گہری نگاہوں سے دیکھا۔
"کتنی رقم چاہیے...؟"
"جو کچھ بھی آپ دے دیں۔"
"ہوں' چلو ٹھیک ہے میں کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے کا قائل نہیں ہوں' آپ یہ رقم رکھ لیجئے۔" میں نے کہا اور تھوڑی سی رقم اس کے حوالے کر دی' اس نے میرا شکریہ ادا کیا' میں نے آہستہ سے کہا۔
"آپ سے دوبارہ کہیں ملاقات ہو سکتی ہے مس کوشل؟"
"میں تو آج بھی آپ کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہوں۔"
کوشل نے ایک خوبصورت رات میرے ساتھ گزاری۔ دوسری صبح اس نے مجھ سے جانے کی اجازت طلب کی' کم از کم اس نے ہوٹل کا یہ کمرہ میرے لئے منتخب کر دیا تھا' مناسب کرایہ تھا اور کوئی ایسی الجھن نہیں تھی جو مجھے متردد کر دیتی۔ وہ چلی گئی اور میں ایک کرسی پر دراز ہو کر اپنے اس عجیب و غریب مشن کے بارے میں سوچنے لگا' کیا ہی احمقانہ عمل تھا' ہر چیز بے مقصد' اب تو واقعی یہ احساس ہونے لگا تھا کہ زیڈ آرگنائزیشن کے افسر اعلیٰ نے مجھے احمق بنا کر میرے مشن سے بہت دور کر دیا ہے' اگر واقعی ایسا ہے تو پھر میری ذہنی صلاحیت کافی کم ہو گئی ہیں۔
ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی ان سوچوں میں کہ دروازے پر دستک ہوئی' میں سمجھا ویٹر ہے میں نے اسے اندر آنے کی اجازت دے دی' لیکن اندر داخل ہونے والا ایک ہندوستانی پولیس آفیسر تھا اور اس کے پیچھے چند کانسٹیبل بھی' میں انہیں دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا' آفیسر نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔
"تو وہ تمہارے کمرے میں تھی؟"
"کون آفیسر؟"
"اس لڑکی کی بات کر رہا ہوں جس کی لاش تم نے ہوٹل کے عقبی حصے میں کچرا گھر میں پھینک دی ہے۔"
پولیس آفیسر نے ویٹر کو آواز دی جو پیچھے کھڑا ہوا تھا اور ویٹر سامنے آگیا۔
"کیوں' یہی وہ کمرہ ہے ناں؟"
"جی صاحب۔"
"اور تم نے اس لڑکی کو انہی کے ساتھ دیکھا تھا؟"
"جی صاحب وہ رات کو انہی کے ساتھ یہاں رہی تھی۔"
"میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں آفیسر کہ آپ کس لڑکی کے قتل کی بات کر رہے ہیں؟"
"اچھی اداکاری کر لیتے ہو۔"
"سنیئے آفیسر آپ جو کچھ کر رہے ہیں وہ آپ کے لئے نقصان دہ ہوگا۔ میں غیر ملکی ہوں اور میرا سفارتخانہ میری مدد کرے گا آپ مجھے کس کیس میں پھنسانا چاہتے ہیں؟"
"تم نے اس لڑکی کو قتل نہیں کیا؟"
"کونسی لڑکی کو...؟"
"جو رات کو تمہارے کمرے میں رہی ہے۔"
"میرے کمرے میں بلاشبہ ایک لڑکی رہی ہے وہ ایک پیشہ ور لڑکی تھی اور اس کا نام کوشل تھا' ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ یہاں سے نکل کر گئی ہے آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے؟"
"آؤ تمہیں تمہارا کارنامہ دکھاؤں لیکن تم کیا سمجھتے ہو' کیا اپنے آپ کو اس الزام سے بچا لو گے۔"
وہ مجھے کمرے سے نکال لایا اور اس کے بعد باہر لے آیا' میں نے اس سے پوچھا کہ کم از کم مجھے لاش تو دکھا دی جائے لیکن آفیسر نے غالباً" اس کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی بہرحال مجھے لاک اپ میں لے جایا گیا اور ان لوگوں نے مجھے بند کر دیا۔
تقریباً" چار پانچ گھنٹے یونہی گزارے گئے اور اس کے بعد ایک اور افسر اعلیٰ کے سامنے مجھے پیش کیا گیا' افسر اعلیٰ نے مجھے سر سے پاؤں تک دیکھا اور پھر کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔
"میں تم سے پوچھ سکتا ہوں' مائی ڈیئر مسٹر ہری سنگھ کہ تم نے کوشل کو کیوں ہلاک کیا؟"
"بہت افسوس کی بات ہے آفیسر کہ آپ کسی غیر ملکی کے ساتھ بھی بہتر سلوک نہیں کرتے میں نے کسی کو قتل نہیں کیا اور یہ سب ایک بدترین الزام ہے۔"
"جھوٹ بولتے ہو' ہوٹل کے عملے نے گواہی دی ہے کہ کوشل نامی لڑکی رات کو تمہارے ساتھ رہی ہے۔"
"میں خود بھی اس کا اعتراف کرتا ہوں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے یہ کیسے تصور کر لیا کہ میں نے اسے قتل کر دیا۔"
"اس لئے کہ تمہارے کمرے سے نکل کر وہ کہیں بھی نہیں گئی' ہاں ویٹر نے اس کی لاش اس جگہ دیکھی جہاں گندا سامان پھینکا جاتا ہے۔"
"اور آپ کا خیال تھا کہ ایک ایسی لڑکی کو جس کے ساتھ میں نے رات گزاری ہے قتل کر کے میں وہیں ہوٹل میں ہی ایک عام جگہ پھینک دوں گا اور اس کے بعد اطمینان سے ہوٹل میں قیام کروں گا' مسٹر آفیسر اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو میں اسے قتل کر کے فوراً" ہی ہوٹل سے فرار ہونے کی کوشش کرتا۔"
"ان کہانیوں کی ہمیں ضرورت نہیں ہے میں بہت سے لوگوں کی گواہیاں حاصل کر چکا ہوں' بہرحال آپ کے خلاف تحقیقات ہو رہی ہے مکمل جرم ثابت ہوئے بغیر آپ کے ساتھ کوئی بدسلوکی نہیں کریں گے لیکن آپ کو بھی چاہیے کہ ہم سے تعاون کریں' آپ کا اعتراف نہ کرنا اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کو بچائے گا تو یہ آپ کی حماقت ہے۔"
دو دن مجھے اسی لاک اپ میں رہنا پڑا میں اپنے آپ سے لڑ رہا تھا' یہ سوچ رہا تھا کہ میں نے اتنی بڑی حماقت کیسے کر ڈالی؟
پھر تیسرے دن اسی افسر اعلیٰ نے مجھے اپنے کمرے میں طلب کیا' میرے سامان کا تھیلا اس کے سامنے رکھا ہوا تھا اور وہ اس کا جائزہ لے رہا تھا۔
"یہ آپ کا سامان ہے مسٹر ہری سنگھ؟"
"جی سر۔"
"اس میں آپ کا پاسپورٹ اور دوسرے کاغذات وغیرہ نہیں ہیں آپ کہتے ہیں کہ آپ غیر ملکی باشندے ہیں اور لندن سے یہاں آئے' آپ کا سامان آپ کے ساتھ ہونا چاہیے تھا۔"
"کیا ہوٹل سے میرا سامان میرے سامنے اٹھایا گیا تھا' میں تو یہ سمجھتا ہوں جناب کہ میرے خلاف کوئی سازش کی جا رہی ہے۔"
"سازش کرنے والا کون ہو سکتا ہے آپ کے خیال میں؟ کیا یہاں آپ کے دشمن موجود تھے؟"
"کوئی دشمن نہیں ہے میرا براہ کرم میرا تعلق میرے سفارتخانے سے کرا دیا جائے' میں ان لوگوں سے بات کرنے کے بعد ہی آئندہ آپ کو کوئی جواب دے سکتا ہوں۔"
"دیکھیئے آفیسر بات اصل میں یہ ہے کہ کہ....."
"نہیں مسٹر ہری سنگھ اگر یہ واقعی آپ کا اصل نام ہے آپ کو اپنے بارے میں بتانا ہوگا' چلو اب مجبوری ہے مسٹر ہری سنگھ کو بارہ نمبر میں لے جاؤ۔" یہ بارہ نمبر ایک کمرہ تھا جسے اذیتیں دینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہوگا۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ بیٹے جہانگیر جمال شاہ در حقیقت زیڈ آرگنائزیشن کے مسٹر زیڈ سے مار کھا ہی گئے اس نے نہایت اطمینان سے تمہیں اپنے راستے سے ہٹا کر اس مصیبت میں لا پھنسایا' یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسے تمہارے بارے میں تفصیلات معلوم ہوں اور وہ تم سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہو بلکہ تمہیں سبق دینے کے لئے کروں گا بھی کے دن بڑے' کبھی کی راتیں' میری تمام تیزی طراری اور چالاکی دھری رہ گئی تھی اور میں اپنے سے زیادہ ذہین دشمن کے ہاتھ لگ گیا تھا بھلا کیا کرتا' کیا بتاتا ان لوگوں کو...؟
مجھے ایک ٹکٹکی سے باندھ دیا گیا اور اس کے بعد میری مرمت ہونے لگی' خاموشی سے پٹتا رہا۔ اپنی حماقتوں کی سزا خود کو دینا چاہتا تھا' غالباً" طریقہ کار غلط رہا' آفتاب کمال سے مشورہ کرنے کے بعد ہی مجھے اس سلسلہ میں کوئی بہتر قدم اٹھانا چاہیے تھا۔ وہ لوگ مجھے اس وقت تک مارتے رہے جب تک کہ میں بے ہوش نہ ہو گیا' یہی سوال کر رہے تھے وہ کہ میں کون ہوں اور میں نے اس لڑکی کو کیوں قتل کیا اب کیا بتاتا کہ میں کون ہوں اور کیسے بتاتا کہ میں نے اسے بالکل قتل نہیں کیا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بے ہوش ہونے کے بعد نجانے کتنی دیر کے بعد ہوش آیا‘ بدن شاید اب بھی اسی شکنجے سے بندھا ہوا تھا‘ میں محسوس کرنے لگا کہ میرے جسم میں کتنی ٹوٹ پھوٹ ہوئی ہے‘ ہلنے کی کوشش کی تو ایک نرم و نازک آواز سنائی دی۔

"نہیں۔ براہ کرم ہلنے کی کوشش مت کرو۔" اس آواز کی نسوانیت نے مجھے چونکا دیا اور میں نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ دیں۔ مدہم سی روشنی ہو رہی تھی اور اس روشنی میں لپٹا ہوا ایک مدہم سا وجود میرے نزدیک موجود تھا‘ نسوانی آواز سے یہ احساس ہوتا تھا کہ کوئی عورت ہے اس کا مقصد ہے کہ میں پولیس لاک میں شکنجے سے بندھا ہوا نہیں ہوں بلکہ یہ جگہ کوئی اور ہے...

"کیا زخموں میں بہت تکلیف ہو رہی ہے؟ ایک منٹ رکو۔" وہ میرے پاس سے ہٹ گئی‘ کچھ دیر کے بعد اس نے میرے بازو میں ایک انجکشن لگایا اور اس انجکشن نے میرے ذہن کو پھر سے سلا دیا۔

نجانے کتنی دیر دوسری بار بھی بے ہوش رہا پھر بعد میں یہ اندازہ ہوا کہ سب کچھ میری حماقت تھی جو لمحات گزرے غالباً "پولیس ہسپتال ہی میں گزرے تھے کیونکہ دوسری بار ہوش آنے کے بعد جب میرا معائنہ وغیرہ کر کے مجھے وہاں سے لایا گیا تو وہ بھی ایک کمرہ ہی تھا جہاں چند وردی پوش بیٹھے ہوئے مجھے گھور رہے تھے۔ مجھے بیٹھنے کے لئے کہا گیا خاصی اذیت دی گئی تھی مجھے چنانچہ اب وہ میرے ساتھ اچھا سلوک کر رہے تھے۔

"میں آپ سے کہہ چکا ہوں کہ میرے سامان کے تھیلے میں سے میرے کاغذات غائب کر دیئے گئے ہیں۔"

"کس نے غائب کئے ہیں؟ کون تھا وہ؟ کم از کم کسی دشمن ہی کی نشاندہی کر دیجئے۔"

"افسوس ایسا کوئی دشمن نہیں ہے میرے پاس۔"

"ٹھیک ہے بہرحال تمہیں جلد یا بدیر بتانا ہو گا کہ تم نے کوشل کو کیوں قتل کیا۔؟"

"آپ لوگ زیادہ سے زیادہ میرے جسم کا جوڑ جوڑ توڑ دیں گے اس سے زیادہ کیا کر سکتے ہیں آپ کر لیجئے‘ لیکن میرا جواب اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ میں نے کوشل کو قتل نہیں کیا‘ میرے خلاف کوئی بہت بڑی سازش کی گئی ہے۔"

"ٹھیک ہم تحقیقات کر رہے ہیں اگر واقعی آپ کے خلاف کوئی سازش بھی کی گئی ہے تو اس کا سراغ بالآخر مل ہی جائے گا‘ لے جاؤ انہیں اور بند کر دو۔"

اس بار بھی وہی کیفیت ہوئی تھی‘ یعنی آنکھ کسی الگ جگہ کھلی تھی اور شاید وہی شخصیت میرے سامنے موجود تھی جس نے پہلی بار میری تیمارداری کی تھی‘ میں نے نسوانی آواز کو پہچان لیا تھا۔ اس بار میں نے کافی غور سے اپنے اطراف کے ماحول کو دیکھا‘ ایک وسیع و عریض کمرہ تھا جس میں آرائشی اشیاء نظر آ رہی تھیں‘ لڑکی صاف ستھری ساڑھی پہنے ہوئے تھی‘ اس کے چہرے پر سنجیدگی نظر آتی تھی‘ میں نے فوراً ہی اس سے کہا۔

"مس کیا یہ پولیس ہسپتال ہے؟"

"کیا مطلب؟" وہ تعجب سے بولی۔

"یہ پولیس ہسپتال ہے؟"

"کیوں آپ کے ذہن میں یہ خیال کیوں آیا؟"

"تو پھر یہ کون سی جگہ ہے۔؟"

"گھر ہے ہمارا..."

"بہت خوب‘ بہت اچھا گھر ہے آپ کا‘ آپ کا کیا نام ہے؟"

"ریتا ہے میرا نام‘ ریتا بنرجی۔"

"اور میں اس گھر میں کہاں سے آیا؟"

"پتا نہیں‘ میرے پتا جی آپ کو یہاں لے کر آئے تھے‘ شاید آپ بے ہوشی کے عالم میں انہیں کہیں ملے تھے۔"

"خوب‘ بہت خوب۔" میں نے اسے دلچسپ نگاہوں سے دیکھا پھر آہستہ سے کہا۔

"ریتا بتایا ہے ناں آپ نے اپنا نام؟"

"ہاں۔"

"بھگوان جانے آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ اگر آپ کی طبیعت کچھ ٹھیک ہو اور آپ کچھ کھانا چاہیں تو میں اس کا انتظام کروں۔" وہ الجھے ہوئے انداز میں بولی۔

"ضرور کھلایئے بھوک تو انسان کی ازلی ساتھی ہے۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا اور وہ مجھے کمرے میں چھوڑ کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی باہر نکل گئی‘ خاصی دلکش اور سنجیدہ سی لڑکی تھی۔ لیکن میں اس وقت ہی اس پر غور کر سکتا تھا جب میری کیفیت کچھ بہتر ہوتی ابھی تو میں اپنے آپ کو نجانے کیا کیا سمجھ رہا تھا۔ کسی ایک جگہ ذہن ٹکتا ہی نہیں تھا‘ کبھی یہ احساس ہوتا کہ بہت بڑا احمق ہوں اور کبھی یہ سوچتا کہ ممکن ہے ان حالات سے ہی کام کی کوئی بات بن جائے‘ حالانکہ ریتا بنرجی کوئی ایسی شخصیت نہیں تھی جس پر قابو پانے میں مجھے کوئی دقت ہوتی۔ ابھی تک تو میرے

ساتھ آنکھ مچولی ہی کھیلی جاتی رہی تھی اور میں نے بھی سوچ لیا تھا کہ ٹھیک ہے دیکھتا ہوں کب تک یہ آنکھ مچولی جاری رہتی ہے‘ ورنہ اسے چکر دے کر نکل جانا مشکل نہ ہوتا اس دوران میں نے کسی اور کو وہاں نہیں دیکھا تھا۔ خاموش طبع اور بظاہر شریف لڑکی محسوس ہوئی تھی‘ میں لباس پہن کر تیار ہوا‘ آئینے میں اپنا جائزہ لیا تو آئینے میں ہی مجھے ریتا بنرجی نظر آئی۔ ایک گوشے میں کھڑی ہوئی‘ خاموش نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔

"مس ریتا..."

"یس سر۔ یس سر۔" وہ جلدی سے بولی۔ آنکھیں جھکا لی تھیں اس نے تاکہ میں اس کی آنکھوں میں نظر آ جانے والے آنسو نہ دیکھ سکوں۔

"مس ریتا! آپ بتا سکتی ہیں کہ مجھے کہاں لے جایا جا رہا ہے؟"

"سر آپ یقین کیجئے میں نہیں جانتی...؟"

"کیا تمہارا خیال ہے مس ریتا‘ کہ میں یہاں واپس نہیں آؤں گا؟"

"کچھ بھی تو نہیں کہہ سکتی میں‘ مجھے میری اوقات سے زیادہ کچھ معلوم نہیں ہے۔" اس نے کہا اور اس کی آواز سسکیوں میں ڈوب گئی۔

"کیا میرے جانے سے آپ کو دکھ ہو رہا ہے مس ریتا؟" جواب میں وہ باقاعدہ رو پڑی۔ میں بھلا اسے کیا تسلی دیتا میں نے آہستہ سے کہا۔

"آپ نے میرے ساتھ جو سلوک کیا ہے میں اس کے لئے آپ کا شکر گزار ہوں‘ ہو سکتا ہے کبھی دوبارہ آپ سے ملاقات کا موقع ملے۔"

اس نے کوئی جواب نہیں دیا بس گردن جھکائے کھڑی رہی میں واپس پلٹا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔ پھر ایک خوبصورت کار مجھے لے کر چل پڑی۔ ان میں سے ایک آدمی کار ڈرائیو کر رہا تھا دوسرا اس کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ کار کا سفر زیادہ دیر جاری نہیں رہا جس مکان کے احاطے میں وہ داخل ہوئی وہ کافی وسیع و عریض علاقے میں پھیلا ہوا تھا۔ پتا نہیں کون سی جگہ تھی۔ ان باتوں میں دماغ کھپانا فی الحال بے کار ہی تھا۔ مسٹر زیڈ نے مسٹر اے کا حوالہ دیا تھا اور مسٹر اے سے ملاقات ہونے کے بجائے میں یہاں اس آنکھ مچولی کے کھیل میں گرفتار ہو گیا تھا۔ بہرطور کار سے اترا۔ ایک طویل راہداری طے کرنے کے بعد ایک بڑے سے ہال میں داخل ہو گیا۔ ہال بہت عمدگی سے سجا ہوا تھا۔ دیواروں پر تصویریں آویزاں تھیں اور چاروں طرف ایک پراسرار سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ پھر میری نگاہیں ہال کے آخری سرے پر ایک سیاہ رنگ کی خوبصورت میز پر بیٹھی ایک عورت پر پڑیں۔ جو میز پر دونوں کہنیاں ٹکائے میری ہی جانب دیکھ رہی تھی۔ میں ایک لمحے میں اس کے چہرے کا جائزہ لینے کے بعد یہ فیصلہ کر سکتا تھا کہ وہ ایک شاندار عورت ہے اور خوبصورت بھی اس کے چہرے پر ایک خاص بات تھی یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اس کا تعلق کسی اعلیٰ خاندان سے ہو اور وہ کوئی معمولی عورت نہ ہو اس نے اشارے سے مجھے قریب آنے کے لئے کہا‘ مجھے لانے والے دونوں آدمی دروازہ کھولنے کے بعد دروازے کے پیچھے ہی رہ گئے تھے۔ میں اس کے سامنے پہنچ گیا۔

"ہیلو۔" عورت نے گردن خم کر کے کہا اور پھر اپنے سامنے پڑی ہوئی کرسی کی جانب اشارہ کر کے بولی۔

"بیٹھو‘ پلیز بیٹھو!"

"شکریہ میڈم!"

"کیا تم یہاں آ کر کوئی الجھن محسوس کر رہے ہو؟"

"بالکل نہیں۔ البتہ جو کھیل میرے ساتھ کھیلا جا رہا ہے وہ میری ذہنی کیفیت بدل سکتا ہے۔"

"کیا مطلب ہے؟ میں سمجھی نہیں"

"میں‘ میں آپ کو سمجھنا چاہتا ہوں۔" میں نے بے خوفی سے جواب دیا۔

"مجھے سمجھنے کے بجائے میری باتوں کو سمجھنے کی کوشش کرو۔"

"بہتر ہے۔ باتیں کیجئے آپ مجھ سے۔ ویسے کیا آپ مجھے اپنا نام نہیں بتائیں گی؟"

"میں نے کہا نا ضروری نہیں ہے کہ میں تمہیں اپنا نام بتاؤں۔"

"یہاں بلانے کی وجہ جان سکتا ہوں؟"

"ہاں۔ وہ بھی بتاؤں گی‘ پہلے یہ بتاؤ میں تمہارے لئے کیا منگواؤں؟ کیا پینا پسند کرو گے؟"

"ظاہر ہے میں اپنی حیثیت کا تعین ہی نہیں کر سکا تو پھر ان ساری باتوں میں کیا رکھا ہوا ہے۔"

"میں سمجھ رہی ہوں۔ تم یقیناً ذہنی طور پر اپ سیٹ ہو گے لیکن کیا کیا جائے‘ یہ ہمارا طریقہ کار ہے۔"

"کیا طریقہ کار ہے؟"

"مجھے اجازت دی گئی ہے کہ میں تم سے زیڈ آرگنائزیشن کے بارے میں گفتگو کروں۔"

میں نے تیکھی نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ کہنے لگی۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مسٹر زیڈ نے لازمی امر ہے کہ تمہیں تمام تفصیلات بتا دی ہیں، اس سے تمہیں یہ اندازہ ہو گیا ہو گا کہ ہم لوگ ایک نئے آدمی کو پرکھے بغیر بہر طور نئی جگہ نہیں دے سکتے جو دی جانی چاہیے۔"

"اس کا مقصد ہے کہ آپ لوگوں کے درمیان خاصی افراتفری ہے؟"

"یہ بھی نہیں؟"

"اگر مسٹر زیڈ آرگنائزیشن کے سربراہ ہیں تو میرا خیال ہے ان کا سلیکشن اتنا کمزور نہیں ہونا چاہیے کہ آپ لوگ اپنے طور پر ان جہالتوں میں مصروف ہو جائیں۔"

"خاصے ناراض معلوم ہوتے ہیں آپ مسٹر جہانگیر جمال شاہ! خیر میں خود اس بارے میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتی۔ اب آپ کو مسٹر اے ہی یہ تمام تفصیلات سمجھا دیں گے۔"

"ایک تفصیل آپ بتا دیجئے مجھے۔ اے سے آغاز ہوتا ہے اور زیڈ پر انجام۔ مسٹر اے اور زیڈ میں کون اول حیثیت کا مالک ہے؟"

"یہ تفصیل معلوم کرنے کے لئے آپ کو خاصے وقت کا انتظار کرنا ہو گا۔ مسٹر جہانگیر جمال شاہ!"

"آپ کا ان میں کیا دخل ہے؟ میرا مطلب ہے اے سے زیڈ تک آپ کیا حیثیت رکھتی ہیں؟"

"میں "وی" ہوں۔" اس نے کہا اور میں ہنس پڑا۔

"کیوں اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے؟"

"میرا خیال ہے آپ کا نام آپ کی شخصیت سے کافی ہم آہنگ ہے۔"

"آپ چاہیں تو مذاق اڑا سکتے ہیں لیکن یہ ہمارا اپنا مسئلہ ہے۔"

"تو پھر میں آپ کو میڈم وی کہوں۔ کوئی حرج تو نہیں ہے؟" وہ بے اختیار مسکرا دی۔ پھر بولی۔

"آپ کا جو جی چاہے کہیئے۔ میں اس سلسلے میں مداخلت نہیں کر سکتی۔"

"خیر تو میڈم وی یہ مسٹر اے کہاں چلے گئے ہیں؟"

"ابھی کچھ دیر کے بعد وہ آپ سے ملاقات کرنے والے ہیں اب تو براہ کرم کچھ پی لیجئے..."

"اگر اس پینے کی چیز میں کوئی خواب آور دوا دینا چاہتی ہیں آپ تو ویسے ہی ذرا گھور کر مجھے دیکھ لیجئے آپ کی آنکھیں اس قدر خوبصورت ہیں کہ مجھے نشہ ہو جائے گا اور آپ یقین کیجئے وہ نشہ کسی بھی نشہ آور شے سے کم نہیں ہو گا۔"

عورت تھی بے اختیار مسکرا پڑی۔ غالباً "یہ موضوع عورت کی زندگی کا سب سے دلکش اور دلچسپ موضوع ہوتا ہے بس اگر کوئی مشکل مرحلہ پیش ہو تو اس موضوع پر آجایا جائے، بہت سے کام بن جاتے ہیں۔ وہ کہنے لگی۔

"میں خود ہی آپ کے لئے کافی سلیکٹ کرتی ہوں۔ لیکن آپ اطمینان رکھیئے اس میں آپ کو کوئی بھی خواب آور دوا نہیں دی جائے گی۔ اگر چاہیں تو میرے اس وعدے پر بھروسہ کر لیں۔"

"کر لیا۔" میں نے جواب دیا اور وہ بدستور مسکراتی رہی۔۔ کافی کے لئے اس نے کسی کو آرڈر نہیں دیا تھا لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک ملازمہ ہال کے اندرونی دروازے سے کافی کے برتن دھکیلتی ہوئی اندر لے آئی، لیکن اس پر کافی کے تین کپ سجے ہوئے تھے۔

میڈم وی نے یہ تین کپ دیکھے اور ایک دم مستعد ہو گئیں۔

"میرا خیال ہے مسٹر اے اسی وقت اور غالباً" اسی جگہ آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کافی کے تین کپ بتاتے ہیں کہ انہوں نے اپنے لئے بھی کافی یہیں طلب کی ہے۔"

اس کا اندازہ درست نکلا، اسی دروازے سے جس سے کافی کی ٹرالی اندر لائی گئی تھی ایک دبلے پتلے جسم کا مالک ادھیڑ عمر کا آدمی باہر نکلا، اس نے ایک خوبصورت سوٹ پہنا ہوا تھا، عورت احتراماً" کھڑی ہو گئی، آنے والے شخص نے میری جانب مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے مسٹر اے کے نام سے یاد کر سکتے ہو، جہانگیر جمال شاہ!"

"انتہائی معذرت کے ساتھ آپ کے بڑھے ہوئے ہاتھ کی پذیرائی نہیں کر سکوں گا۔ چونکہ بہت غیر معیاری طور پر مجھے ریسیو کیا گیا ہے۔"

جواب میں مسٹر اے ہنسنے لگا پھر بولا۔ "نوجوانی کی عمر کے یہی کرشمے ہوتے ہیں لیکن ضروری نہیں ہے کہ اگر کوئی نوجوان کسی سلسلے میں برا مان جائے تو ہم اسے بہت دور تک دیکھنے لگیں ٹھیک ہے تم مجھ سے ہاتھ نہ ملاؤ، بیٹھو، بیٹھ جاؤ، اصل میں یہ ہماری تھوڑی سی مجبوری ہے کسی

بھی شخص کو کوئی اہم کام سونپتے ہوئے ہم اس کا بھرپور جائزہ لیتے ہیں اور اس دوران یہ میری ڈیوٹی تھی کہ میں تمہیں مختلف اوقات میں اور مختلف مراحل میں چیک کرتا رہوں۔"

"ظاہر ہے آپ نے مجھے اپنے مقاصد کے لئے نامکمل پایا ہو گا؟"

"بالکل نہیں۔ بلکہ تم جیسا تیز طرار اور شاندار کارکردگی کا مالک آدمی ہمارے کام کے لئے نہایت موزوں رہے گا۔ براہ کرم اب کافی تو پی لو ہمارے ساتھ۔"

"کافی پینے پر بہت زیادہ زور دیا جا رہا ہے۔" میں نے کہا اور عورت اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ اس نے کافی کی تین پیالیاں بنائیں پھر کہنے لگی۔

"اس میں سے جو پیالی چاہو اٹھا لو۔"

"مطلب۔۔؟"

"کوئی بھی پیالی سلیکٹ کر لو، یہ تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔ ابھی تم نے کہا تھا نا کہ کیا ہم کافی میں تمہیں کوئی خواب آور دوا دینا چاہتے ہیں اس کی تصدیق ہو جائے گی تمہیں..."

میں نے کافی کا ایک کپ اپنی جانب سرکا لیا تو ان دونوں نے اپنے اپنے کپ اٹھا کر اس میں سے کافی پینا شروع کر دی، مسٹر اے بھی اس میں شامل تھا۔ میں دلچسپی سے ان دونوں کی شخصیت کا جائزہ لے رہا تھا۔ مسٹر اے خاموشی سے کافی پیتا رہا پھر اس نے کہا۔

"میری دوسری عادت، وہ یہ کہ میں کسی بھی مسئلے میں تمہید میں نہیں جاتا، جس قدر تمہید ضروری تھی یا تمہارے بارے میں جو کچھ معلوم کرنا ہمارے لئے ضروری تھا وہ ہم کر چکے ہیں اور اس کے بعد میں تمہیں وہ کام سمجھائے دیتا ہوں جو تمہیں سرانجام دینا ہے۔"

بڑا دلچسپ انداز تھا ان لوگوں کا۔ میں نے ایک سوال کیا۔

"کیا آپ "موساد" سے تعلق رکھتے ہیں یا پھر "بلیک کیٹ" یا "را" کے آدمی ہیں...؟"

"نہیں ہمارا تعلق موساد سے ہے۔ زیڈ آرگنائزیشن اصل میں موساد کا ہی ایک ڈیپارٹمنٹ ہے۔" اس نے صاف گوئی سے میرے سوال کا جواب دیا تھا۔ بہرحال اس جواب نے مجھے خاصی حد تک مطمئن کر دیا تھا۔ ان لوگوں کا ایک مخصوص انداز ہے لیکن بہر طور بے تکے جھوٹ نہیں بولتے۔

اس کے بعد میں کافی سے شغل کرنے لگا تھا۔ خاموشی طاری رہی تھی پھر جب کافی ختم ہوئی تو مسٹر اے نے ایک انگلی اٹھائی۔ اندرونی دروازے سے پھر دو افراد اندر داخل ہو گئے تھے انہوں نے ایک عجیب سا کیس سنبھال رکھا تھا، بکس نما اس کیس کو مسٹر اے نے اپنے ہاتھوں سے کھولا اور میں نے اس میں رکھی ہوئی شے کو دیکھا تھا۔ وہ ایک شاندار اور جدید اسٹائل کی رائفل تھی جس کے ساتھ دوسرے بہت سے لوازمات بھی رکھے ہوئے تھے۔

"مسٹر جہانگیر جمال شاہ میں پہلے بھی آپ سے کہہ چکا ہوں کہ میں بہت زیادہ تمہید کا قائل نہیں ہوں ابھی کچھ لوگ یہاں آنے والے ہیں، وہ پروجیکٹر پر آپ کو کچھ چیزیں دکھائیں گے، براہ کرم انہیں سمجھنے کی کوشش کیجئے۔"

کافی ختم ہو گئی تو مسٹر اے کے وہ دو آدمی بھی آ گئے، ایک چھوٹا سا پروجیکٹر اور ایک اسٹینڈنگ اسکرین لئے ہوئے تھے اسکرین پر کچھ دیر کے بعد ایک تصویر نظر آئی، پروجیکٹر آن کر دیا گیا تھا۔ میں نے ایک شخصیت کو دیکھا۔ مختلف طریقوں سے اس شخصیت کی تصاویر اسکرین پر پیش کی گئیں اور اس کے بعد مسٹر اے نے اشارہ کر کے پروجیکٹر بند کرا دیا۔

"اس شخص کو آپ دیکھ چکے ہیں آپ کو اسے قتل کرنا ہے اور یہی آپ کا کام ہے، آپ کے لئے یہ پہلی کوشش بہت ہی کارآمد رہے گی اگر آپ نے اس میں نمایاں طریقے سے کامیابی حاصل کر لی تو یوں سمجھیں آپ کا کام مکمل ہو گیا۔"

"یہ شخص کون ہے؟" میں نے پوچھا۔

"تمہارا یہ جاننا ضروری نہیں ہے۔" مسٹر اے نے کھردرے لہجے میں کہا۔

"اگر میں اس پر اصرار کروں تو؟"

"بہتر نہ ہو گا۔"

"اس کے باوجود میں جاننا چاہوں گا۔" میں نے بھی سرد لہجہ اختیار کیا تھا۔

مسٹر اے کچھ دیر سوچتے رہے پھر آہستہ سے بولے۔

"او کے۔ یہ ایک صنعتکار ہے۔"

"تعلق کہاں سے ہے؟"

"امریکی نژاد ہے لیکن آسٹریلیا میں رہتا ہے یہودی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے۔"

"یہودی۔!" میں چونک پڑا۔

"ہاں۔"

"لیکن مسٹر اے۔ موساد اپنے آدمی کے قتل پر کیوں آمادہ ہے؟" میں نے حیرانی سے پوچھا۔ اور مسٹر اے بے اختیار مسکرا پڑے۔ انہوں نے کہا۔

"تم کافی قیمتی آدمی ہو مائی ڈیئر جہانگیر جمال شاہ! بہرحال بعض اوقات مجھے ایسے لوگ بھی پسند آجاتے ہیں' یہ شخص بے شک نسلاً" یہودی ہے اور امریکہ اور آسٹریلیا کا مشترکہ باشندہ ہے لیکن ہمارے مفادات اس کے قتل میں وابستہ ہیں یہ آدمی یہاں ایک صنعتی معاہدے کے لئے آرہا ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ وہ معاہدہ ہونے پائے۔ یہاں اس کا قتل ہمارے بہت سے مفادات کے حق میں ہے چنانچہ ہم اسے ہلاک کر دینا چاہتے ہیں اور تم یہ سمجھ لو مسٹر جہانگیر جمال شاہ کہ اپنی اس ذمہ داری کو پورا کر کے تم ہمارے درمیان بلکہ یوں سمجھو زیڈ آرگنائزیشن میں ایک نمایاں مقام حاصل کر لو گے۔ اصل میں زیڈ آرگنائزیشن کے جو اصلی عہدے دار ہیں وہ اے سے شروع ہوتے ہیں اور زیڈ تک پہنچتے ہیں۔ لیکن ابھی درمیان میں بہت سے لفظ خالی ہیں اگر تم ان میں سے کسی ایک لفظ کے حصول میں دلچسپی رکھتے ہو تو پھر اپنا یہ کام خوش اسلوبی سے انجام دو۔"

میرے ذہن میں بھی شگفتگی پیدا ہو گئی تھی دل ہی دل میں میں نے سوچا کہ ایک یہودی صنعتکار کو قتل کرنا میرے لئے ایک دلچسپ عمل ہے اور مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ میں نے خوش دلی سے اس پر آمادگی کا اظہار کر دیا۔ میں نے کہا۔

"میں انتہائی کوشش کروں گا مسٹر اے کہ اپنا یہ کام خوش اسلوبی سے انجام دوں۔"

"تو پھر ٹھیک ہے۔ باقی تمام تفصیلات تمہیں دوسرے لوگ بتا دیں گے۔ اس کام کے لئے ابھی ہمارے پاس وقت ہے۔"

میں نے گردن ہلا دی' اب میں اس عمل کے لئے خوشی سے تیار تھا۔ وہ عورت جو میڈم وی کے نام سے مجھ سے متعارف ہوئی تھی بڑی دلکش شخصیت کی حامل تھی' خصوصی طور پر اس کا اپنا ایک مخصوص انداز... ویسے اس کے بارے میں مجھے اتنا علم ضرور ہو گیا تھا کہ مقامی نہ ہے اور یقیناً کسی اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ بہرحال مجھے یہاں ہر آسائش ہر سہولت فراہم کی گئی' اپنے طور پر میں نے بہت زیادہ سوچنا ہی چھوڑ دیا تھا یہ سب کچھ جو ہو رہا تھا میرے پروگرام کے برعکس تھا لیکن اتنا میں جانتا تھا کہ میری اپنی سوچوں کے مطابق ہی اسے سرانجام دینے میں مجھے ذرا بھی ذہنی الجھن نہیں ہے۔ پھر مجھے وہ تمام تفصیلات فراہم کی گئیں ایئرپورٹ کے رن وے سے کچھ فاصلے پر ایک عمارت زیر تعمیر تھی اس عمارت میں داخل ہو کر مجھے اس رائفل سے طیارے کی ان سیڑھیوں کا جائزہ لینا تھا جہاں سے حکومت کا معزز مہمان جہاز سے نیچے اترے گا۔ پورا پروگرام متعین کر دیا گیا تھا' عمارت کے عقبی حصے میں ایک اسپورٹس کار میرے لئے مہیا کر دی گئی تھی۔ جس کا تجربہ بھی مجھے کرا دیا گیا تھا تاکہ مجھے کوئی دقت نہ ہو' مجھے اس اسپورٹس کار کے ذریعے واپسی کا سفر طے کر کے جس عمارت تک پہنچنا تھا وہ بھی مجھے دکھا دی گئی تھی۔ تقریباً" تمام ہی ریہرسل مکمل کرا دی گئی تھی میں نے اپنی زندگی میں بہت سے خطرناک کھیل کھیلے تھے اس لئے یہ کھیل بھی میرے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھا اور میں اسے کھیلنے کے لئے پوری طرح تیار تھا۔ بالآخر مقررہ دن آگیا۔

سیاہ رنگ کی ایک کار مجھے لے کر اس عمارت تک گئی جو زیر تعمیر تھی سیکورٹی کے انتظامات دوسری سمت کئے گئے تھے اور کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی تھی جس سے یہ احساس ہو کہ کسی کو اس معزز شخصیت کے قتل کا خطرہ ہے۔ تاہم ضروری امور تو سرکاری انتظامات کے تحت تو ہوتے ہی ہیں اور اس طرح یہ انتظامات بھی کئے گئے تھے۔ عمارت کی آخری منزل پر ایک محفوظ جگہ بیٹھ کر میں نے وہ بکس کھول لیا جس میں رائفل رکھی ہوئی تھی۔ رائفل کے مختلف حصے جوڑ کر میں تیار ہو گیا۔ جو لوگ مجھے یہاں تک لائے تھے وہ واپس چلے گئے تھے کیونکہ اب ان کا یہاں کوئی کام نہیں تھا۔ مجھے پوری طرح اپنی ذمہ داری پر اب آگے کے سارے کام سرانجام دینے تھے۔ یہاں عمارت میں اس دن کام نہیں ہو رہا تھا اور صرف نیچے چند مزدور اپنے کاموں میں مصروف نظر آرہے تھے۔ یہ غیر متعلق لوگ تھے اور ان کی نگاہیں بچا کر مجھے یہاں تک پہنچایا گیا تھا۔ گرے کلر کی اسپورٹس کار کی چابی میرے پاس محفوظ تھی۔ ویسے اس میں کوئی شک

نہیں کہ میں کام ان لوگوں کے ایماء پر کر رہا تھا لیکن مجھے بھی اس وقت محتاط رہنا تھا کیونکہ میری اپنی زندگی کا بھی براہ راست مسئلہ تھا کسی بھی چکر میں پھنس سکتا تھا۔ میں کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھتا رہا۔ پھر میں نے رن وے پر اس طیارے کو اترتے ہوئے دیکھا جو میرا مطلوبہ طیارہ تھا رائفل میں بہت ہی شاندار دوربین نصب کر دی گئی تھی اور اس میں تمام وہ چیزیں موجود تھیں جو اس وقت میرے لئے کار آمد تھیں۔ پھر میں نے طیارے کی سیڑھی سے لوگوں کو نیچے اترتے ہوئے دیکھا۔ استقبالیہ لائن الگ لگی ہوئی تھی' فوٹو گرافر تصویریں بنا رہے تھے.. میں نے رائفل سیدھی کر لی اور دوربین میں اس شخص کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔

بھاری جسامت کا کسی قدر پستہ قامت کا آدمی تھا' چند افراد کے نیچے اترنے کے بعد وہ بھی اپنا ہاتھ سیدھا کئے ہوئے نیچے اترنے لگا۔ پہلی سیڑھی' دوسری سیڑھی تیسری سیڑھی اور چوتھی سیڑھی آخری تھی رائفل کے زاویئے بدل رہے تھے دوربین میں کام ہو رہا تھا اور میری انگلی ٹرائیگر پر مستعد تھی۔ میں نے تیسری اور چوتھی کے درمیانی وقفے کو ذہن میں رکھا اور اس کے بعد فوراً" ہی ٹرائیگر دبا دیا۔

میں نے دیکھا اس شخص کے دونوں ہاتھ فضا میں پھیلے پیشانی میں بن جانے والا سوراخ بھی نمایاں طور پر نظر آگیا تھا اور مجھے احساس ہو گیا تھا کہ میں نے اپنا کام پوری خوش اسلوبی سے سرانجام دے لیا ہے۔ ہدایت کے مطابق مجھے رائفل وہیں پھینک دینی تھی کیونکہ اس وقت مجھے اسے لے کر نیچے اترنا انتہائی خطرناک تھا۔ میں برق رفتاری سے نیچے جانے والے راستے کی جانب دوڑا پولیس گاڑیوں کے سائرن فضا میں گونج اٹھے تھے' چشم تصور سے میں ایئرپورٹ پر ہونے والی افراتفری دیکھ رہا تھا۔ سیکورٹی والے اتنے احمق نہیں ہوتے کہ سمت کا اندازہ نہ لگا سکیں' جتنی برق رفتاری سے میں عمل کر سکتا ہوں مجھے عمل کر لینا چاہیے ورنہ صورتحال بے حد بھیانک ہو جائے گی۔ بہرحال نیچے گاڑی تک پہنچتے ہوئے وقت لگا تھا... موٹر سائیکلوں کی آوازیں چاروں طرف پھیل گئی تھیں... میں نے گاڑی اسٹارٹ کی اور اسے گیئر میں ڈال کر چھوڑ دیا۔ گاڑی برق رفتاری سے سیدھی سڑک پر دوڑنے لگی یہ سڑک کوئی دو کلومیٹر آگے جا کے بعد دو سمتوں میں تقسیم ہو جاتی تھی۔ مجھے دائیں سمت جانا تھا اور پھر ایک لمبا راستہ طے کر کے واپس اس جگہ پہنچنا تھا جہاں پہنچنے کی مجھے ہدایت کر دی گئی تھی۔ یہ بات میں اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ لوگ پوری طرح چاروں طرف مستعد ہوں گے اور مسٹر اے اور میڈم وی کو یہ بات معلوم ہو چکی ہو گی کہ میں نے خوش اسلوبی سے ان کی سونپی ہوئی ذمہ داری پوری کر دی ہے راستے میں کہیں اور بھی رک سکتا تھا لیکن ایسے موقع پر اس قسم کی حماقتیں نہیں کی جا سکتیں۔ ابھی چونکہ ان ہی لوگوں کے ساتھ آگے کے کام بھی سرانجام دینے تھے اس لئے کہیں رکنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔

اسپورٹس دوڑتی رہی اور پھر ایک لمبا راستہ عبور کر کے ایک بھرے پرے بازار میں پہنچ گئی۔ یہاں مجھے اس کی رفتار سست کرنی پڑی تھی پھر اچانک ہی میں نے آگے راستہ بند محسوس کیا۔ ٹریفک رک گیا تھا۔ راستہ نجانے کیوں بند ہو گیا تھا۔ حالانکہ اتنی چوڑی سڑک پر ٹریفک جام ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ میں ایک لمحے میں ہوشیار ہو گیا' کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ کہاں کیا صورت حال پیش آجائے۔ گاڑی کو بالکل ہی روک دینا پڑا تھا۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ ٹریفک رکنے کی وجہ کیا ہے؟ بہت سے لوگ ہارن بجا رہے تھے بہت سے لوگ میری ہی مانند نیچے اتر آئے تھے اس لئے کسی نے کوئی خاص توجہ نہیں دی۔ میں ذرا سا اور پیچھے ہو گیا اور اس کے بعد کافی پیچھے ہٹ گیا۔ نجانے کیوں ذہن یہ گواہی دے رہا تھا کہ کوئی گڑبڑ ہے اور شاید میری ہی وجہ سے ہے۔ بہرحال پھر ایک ٹیکسی پر نظر پڑی جو دوسری گاڑیوں کے ساتھ ہی لائن میں لگی ہوئی آگے بڑھنے کا انتظار کر رہی تھی اس کے پیچھے بھی دوسری گاڑیاں آگئی تھیں۔ میں نے دروازہ کھولا تو ڈرائیور نے جو مقامی آدمی معلوم ہوتا تھا مجھے دیکھا اور بے زاری کے انداز میں بولا۔

"کہاں جائیں گے صاحب...؟"

"یہاں سے نکلوں تو بتاؤں کہ کہاں جانا ہے' پتا نہیں کیوں راستہ بند ہو گیا ہے...؟"

"ہاں صاحب حالانکہ یہ جگہ تو ایسی مشکل بھی نہیں ہے۔ یہاں کبھی ٹریفک جام نہیں ہوتا' شاید پولیس نے راستہ روکا ہے۔"

"چلو ٹھیک ہے اپنی گاڑی کا میٹر ڈاؤن کر دو تاکہ تمہارا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بل تو بنتا ہی رہے۔"

ٹیکسی ڈرائیور نے مسکرا کر گردن خم کی اور میٹر ڈاؤن کر دیا۔ میں نے اپنے حلیے میں جو تبدیلی چند چیزوں سے ممکن ہو سکتی تھی کی اور اطمینان سے بیٹھ گیا پھر ٹریفک آہستہ آہستہ آگے کھسکنے لگی۔ ڈرائیور نے بھی گاڑی آگے بڑھائی میری گاڑی دوسری گاڑیوں کے بیچ میں کھڑی ہوئی تھی اور اس کے پیچھے چند گاڑیاں رک کر ہارن بجا رہی تھیں کیونکہ سڑک کاٹ کر نکلنا ان کے لئے ممکن نہیں تھا' لیکن میری ٹیکسی آگے نکلنے میں کامیاب ہو گئی۔ ہم نے دیکھا پولیس نے رکاوٹیں کھڑی کر رکھی ہیں اور ایک ایک گاڑی کو درمیان سے گزرنے دیا جا رہا ہے۔ میں محتاط ہو کر بیٹھ گیا۔ اس قسم کی چیکنگ کسی خاص آدمی کی تلاش کے لئے ہوتی ہے۔ میں نے پولیس والوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے اپنا منہ ٹیڑھا کر لیا۔ ایک شانہ اچکا لیا اور عجیب سے انداز میں سیٹ سے ٹک کر بیٹھ گیا۔ ٹیکسی آگے نکل گئی اور پھر رکاوٹیں والی جگہ جب خاصی پیچھے رہ گئی تو میں نے بھی اپنا حلیہ درست کر لیا... ڈرائیور کو اس بات کا احساس نہیں ہو سکا تھا اس نے کہا۔

"اب بتایئے کہ کدھر چلوں جناب؟"

"چینل اسکوائر..." میں نے جواب دیا اور ڈرائیور نے ٹیکسی بائیں ہاتھ کو کاٹ لی۔ اسی راستے سے گزر کر مجھے مطلوبہ جگہ پہنچنا تھا۔ ٹریفک میں کوئی پچیس تیس منٹ صرف ہو گئے تھے' بہرطور ڈرائیور اطمینان سے ٹیکسی چلاتا رہا اور میں بھی مطمئن انداز میں بیٹھ گیا۔ پھر میں نے اس عمارت سے کچھ فاصلے پر ٹیکسی رکوالی۔ یہاں پہنچ کر مجھے میڈوی کو رپورٹ کرنی تھی۔ ڈرائیور کو ٹیکسی کا بل تھوڑے سے ٹپ سے ادا کر کے میں پر اطمینان قدموں سے چلتا ہوا عمارت کے قریب پہنچ گیا۔

دروازہ کھلا ہوا تھا۔ میں اندر داخل ہو گیا لیکن اندر داخل ہو کر اچانک مجھے احساس ہوا کہ عمارت کے معمولات وہ نہیں' جو ہوا کرتے تھے۔ کوئی بھی ادھر ادھر آتا جاتا نظر نہیں آ رہا تھا۔ میں ٹھٹھک کر رک گیا۔ ایک لمحے میں میری چھٹی حس نے مجھے یہ احساس دلایا تھا کہ کوئی خاص بات ہو گئی ہے' اچانک ہی میں نے عقب میں کچھ سرسراہٹیں محسوس کیں' پلٹ کر دیکھا تو دل دھک سے رہ گیا۔

"پولیس کی وردی میں ملبوس کچھ پولیس افسران کھڑے ہوئے تھے لیکن ان سب کے ہاتھوں میں پستولیں تھیں اور ان کا رخ میری ہی جانب تھا۔ پھر دائیں اور بائیں سے بھی میں نے چند پولیس والوں کو دیکھا جو آہستہ آہستہ آگے بڑھتے چلے آ رہے تھے ایک لمحے میں یہ احساس ہو گیا کہ کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے' اچانک ہی ایک پولیس موبائل عمارت کے گیٹ پر آ کر رکی اور اس میں سے چند افراد نیچے اتر آئے وہ ایک دوسرے سے معلومات حاصل کر رہے تھے ان کا نشانہ میں ہی تھا اور میرے پورے بدن میں سرسراہٹیں ہو رہی تھیں یہ کیا ہوا' کیسے ہوا؟ لیکن بہرطور جو بھی ہونا تھا وہ ہو گیا تھا۔

وہ پستولیں سیدھی کئے ہوئے میرے قریب پہنچے۔ مجھے ہاتھ بلند کر لینے کی ہدایت کی گئی اور اس کے بعد میرے جسم کے مختلف حصوں سے پستول کی نالیاں ٹکا کر میری تلاشی لی گئی میں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"کیا بات ہے جناب' کیا جرم سرزد ہو گیا ہے مجھ سے کوئی خاص بات ہے...؟"

کسی نے جواب نہیں دیا میری دونوں کلائیوں کو گرفت میں لے کر ان میں ہتھکڑی ڈال دی گئی۔

"م میں ایک معزز شہری ہوں' میرے ساتھ یہ سلوک..." میں نے کہنا چاہا... لیکن مجھے زور سے دھکا دیا گیا اور چند لوگوں نے مجھے سنبھال لیا۔ پھر وہ مجھے بری طرح گھسیٹتے ہوئے موبائل کی جانب لے چلے اور نہایت بے دردی سے مجھے اٹھا کر موبائل میں پھینک دیا گیا پھر کافی افراد اوپر چڑھ آئے اور انہوں نے مجھے سیدھا کر دیا۔ بری طرح درگت بن رہی تھی۔ لیکن میرا ذہن اب بھی باعمل تھا اور میری چھٹی حس مجھے بتا رہی تھی کہ یہ سب کچھ غیر معمولی ہے ان لوگوں کا اس عمارت تک پہنچ جانا اور کسی اور کا یہاں نظر نہ آنا کچھ اور ہی کہہ رہا ہے شاید میرے خلاف کوئی سازش بہت عمدگی سے کی گئی ہے۔ موبائل کے سفر کے درمیان میں یہی سوچتا رہا کہ مسٹرائے وغیرہ نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مجھ سے ایک آدمی کو قتل کر دیا ہے اور چونکہ میں وہاں گرفتار نہیں ہو سکا اس لئے یہاں اس عمارت میں میرے لئے معقول بندوبست کر دیا گیا ہے' بہرحال جن لوگوں نے مجھے گرفتار کیا تھا وہ اس قدر بے رحم نظر آ رہے تھے کہ ان سے کسی قسم کے رحم کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ بات بگڑ چکی تھی اور اب اپنے آپ کو کچھ دیر کے لئے اپنے آپ ہی سے

بے تعلق کر لینا مناسب تھا ورنہ اندازہ یہ ہو رہا تھا کہ اگر میں نے ذرا بھی کوئی حرکت کی تو یہ لوگ مجھے یہیں پر ذبح کر دیں گے۔

پھر موبائل رک گئی اور وہ لوگ مجھے اسی طرح گھسیٹتے ہوئے عمارت کی جانب لے چلے۔ بہت پراسرار کیفیت تھی اور میں اس میں بری طرح الجھا ہوا تھا مجھے عمارت کے اندر لا کر ایک لاک اپ میں دھکیل دیا گیا اور چند افراد میری نگرانی پر مامور ہو گئے۔ ان کی نگاہیں جب بھی مجھ پر پڑتیں مجھے ان میں خون تیرتا ہوا نظر آتا تھا۔ پھر میں نے اشارے سے پانی مانگا تو سامنے کھڑے ہوئے ایک شخص نے مجھے موٹی سی گالی دی اور نجانے کیا کیا کہنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے پھر چند لوگوں کو اس جگہ محسوس کیا اور نگاہیں اٹھا کر انہیں دیکھنے لگا۔ لاک اپ کا دروازہ کھولا جا رہا تھا جو لوگ سامنے آئے تھے وہ فوجی وردی میں ملبوس تھے تو کیا اب پولیس مجھے فوج کے حوالے کر رہی ہے لیکن میں خاموش تماشائی کی حیثیت سے ان کی تمام کارروائیوں کو دیکھنے لگا۔ آنے والوں نے میری ہاتھوں سے ہتھکڑیاں کھلوا کر مجھے اپنے طور پر رسی سے باندھا اور بری طرح باندھا اس کے بعد وہ لوگ مجھے اس عمارت میں سے نکال کر ایک بار پھر گاڑی میں لائے' یہ فوجی ٹرک تھا۔ باہر کارروائیاں ہو رہی تھیں... میں ان کی آوازیں نہیں سن سکتا تھا۔ اس بار مجھے جس عمارت میں لے جایا گیا وہ سرخ رنگ کی ایک وسیع و عریض عمارت تھی یقیناً کوئی فوجی ہیڈ کوارٹر یا کوئی ایسا فوجی آفس جہاں سے انہیں میرے سلسلے میں کارروائیاں کرنے کی ہدایت ملی تھی' مجھے یہاں ٹرک سے اتارا گیا اور اس کے بعد پیدل آگے بڑھایا گیا' پیچھے انتہائی مہلک ہتھیاروں سے مسلح فوجی چل رہے تھے' یہ لوگ مجھے لئے ہوئے اندرونی حصے میں آئے پھر ایک اور کمرے میں لے جا کر بند کر دیا گیا جہاں موٹی موٹی سلاخیں لگی ہوئی تھیں' میں کھردرے فرش پر تقریباً" لیٹ گیا تھا اور ایک عجیب سی ذہنی کیفیت محسوس کر رہا تھا۔ فرش پر لیٹ کر میں گہرے گہرے سانس لیتا رہا۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں تھوڑی دیر کے لئے بالکل مفلوج ہو گئی تھیں اور میں اپنے ذہن کو آزاد چھوڑ کر صرف یہ سوچ رہا تھا کہ دیکھیں آنے والے وقت میں میرے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے۔

وہ لوگ یہاں لانے کے بعد غالباً" کچھ اور کارروائیوں میں مصروف ہو گئے تھے۔ کافی وقت مجھے وہاں گزارنا پڑا غالباً" آٹھ دس گھنٹے اسی طرح گزر گئے تھے' البتہ اس دوران دوبار مجھے چائے پیش کی گئی اور پھر کھانا دیا گیا بالآخر چند افراد میرے پاس آئے' یہ بھی فوجی وردی میں ملبوس تھے انہوں نے مجھے وہاں سے باہر نکالا اور ان میں سے ایک نے سخت لہجے میں کہا۔

"تمہیں اس بات کا اندازہ ہے کہ تم ایک بھیانک جرم کے بعد گرفتار کئے گئے ہو...؟ بہتر یہ ہے کہ سمجھداری سے کام لینا ورنہ زندگی اس جگہ ختم ہو سکتی ہے۔"

"ایک بڑے سے کمرے کے دروازے پر جہاں چند فوجی مستعد کھڑے ہوئے تھے لا کر مجھے روکا گیا۔ دروازہ کھولا گیا اور اس کے بعد مجھے اندر داخل کر دیا گیا۔ کمرے کے ماحول پر نظر دوڑائی تو اچھا خاصا دہشتناک ماحول نظر آیا۔

وسیع و عریض کمرے میں ایک بہت بڑی میز لگی ہوئی تھی جس کے عقب میں چار آدمی بیٹھے ہوئے تھے' یہ بڑے بڑے فوجی آفیسر تھے۔ دوسرے حصے میں صرف ایک کرسی پڑی تھی مجھے آگے آنے کا اشارہ کیا گیا اور ان میں سے ایک نے اٹھ کر تمام بندشیں کھول دیں اور مجھے کرسی پر بیٹھنے کی پیشکش کی گئی۔ جیسے ہی میں بیٹھا کمرے میں اوپر کی سمت لگی ہوئی تیز روشنیاں جل اٹھیں۔ لیکن ان کا مرکز میں نہ تھا۔ میں ان کے چہرے نہیں دیکھ سکتا تھا کیونکہ میری آنکھیں روشنیوں کی وجہ سے چکاچوند ہو رہی تھیں یہ خاص انداز ہوتا ہے معلومات حاصل کرنے کا اور کسی کو ذہنی طور پر معطل کر دینے کا پھر ایک بھاری آواز گونجی۔

"تمہارا نام...؟"

"جہانگیر جمال شاہ۔" میں نے کسی قسم کی کوئی حماقت کئے بغیر جواب دیا۔

"تعلق...؟"

"سمجھا نہیں..."

"کہاں سے تعلق ہے...؟"

"یہیں اسی شہر سے..."

"سچ سننا چاہتے ہیں ہم' بالکل سچ۔"

"میں ان حالات میں جھوٹ بولنے کی ہمت نہیں کر سکتا۔"

"تم جھوٹ بول رہے ہو...؟"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"نہیں جناب جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ بالکل سچ ہے اور میں اس میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔"

"تمہارا تعلق اس شہر سے نہیں ہے۔۔؟ اس ملک سے بھی نہیں ہے۔؟"

"آپ اپنے طور پر جو دل چاہے کہہ سکتے ہیں' مجھے جو کہنا تھا وہ میں نے کہہ دیا۔"

بہت زیادہ سخت جان بننے کی کوشش مت کرو تمہارے پورے بدن کی کھال اتاری جاسکتی ہے۔"

"جن حالات میں مجھے یہاں تک لایا گیا ہے ان حالات میں' میں نے اس بات کا یقین کر لیا ہے کہ آپ لوگ میرے ساتھ ہر قسم کا تشدد کر سکتے ہیں۔"

"اس سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے وہ یہ کہ تم سے جو کچھ پوچھا جا رہا ہے اس کا ایک ایک لفظ سچ کہہ دو۔"

"میں جو کچھ کہہ رہا ہوں بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔"

"ہوں۔ ایئرپورٹ پر تم نے جس شخص کو قتل کیا ہے اس کے قتل پر تمہیں کس نے آمادہ کیا؟"

"میں اس سلسلے میں کوئی جواب نہیں دینا چاہتا۔"

"تمہیں جواب دینا پڑے گا۔ ورنہ تم پر اذیتوں کے پہاڑ توڑ دیئے جائیں گے۔"

"میں جانتا ہوں' بہتر یہ ہے کہ آپ مجھے اذیت گاہ میں پہنچا دیں کیونکہ میں اس سے آگے کوئی جواب نہیں دینا چاہتا۔"

"دیکھو دوست مدافعت اسی وقت تک مناسب ہوتی ہے جب تک آسانی سے کی جا سکے' تمہارے اطراف کے سارے راستے بند ہو چکے ہیں اگر تم نے اس کے باوجود مدافعت جاری رکھی تو تمہیں نقصان اٹھانا پڑے گا' خواہ مخواہ جسمانی تکلیف کا شکار ہو جاؤ گے ہم نہیں چاہتے کہ تمہیں کوئی اذیت اٹھانی پڑے' اس قسم کے کام ظاہر ہے حکومتوں ہی کے ایماء پر کیے جاتے ہیں اور جو لوگ ایسے کام کرتے ہیں وہ معمولی حیثیت کے حامل نہیں ہوتے' ہم بھی دوسرے ممالک جاتے ہیں اور سیکرٹ ایجنٹ کی حیثیت سے وہاں بھی ایسے ہی کارہائے نمایاں سرانجام دیتے ہیں اب اگر ہم کبھی تمہارے ملک پہنچیں تو تم بھی ہمارے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی کوشش کرنا یہی ہماری اس وقت تمہارے ساتھ رعایت کا جواب ہوگا۔"

اپنی دانست میں وہ شخص میرا مذاق اڑا رہا تھا لیکن میں یہ فیصلہ کر رہا تھا کہ اب مجھے ان لوگوں کے سوالات کے کیا جواب دینے چاہئیں بہرحال میں نے اپنے آپ کو پرسکون رکھنے کی کوشش کی تھی' سامنے بیٹھے ہوئے ایک شخص نے مجھ سے کہا۔

"تمہارا نام۔۔؟"

"بتا تو چکا ہوں۔"

"یعنی جہانگیر جمال شاہ۔؟"

"ہاں۔"

"تعلق کہاں سے ہے۔۔۔؟"

"مقامی ہوں۔"

"لیکن ہم نے سنا ہے کہ تم اپنے آپ کو غیر ملکی کلیم کرتے رہے ہو؟"

"غلط سنا ہے آپ لوگوں نے۔"

"خیر اس کی تصدیق بعد میں ہو جائے گی' تو میرے دوست کیا تم اس بات کا اعتراف کرتے ہو کہ تم نے آسٹریلوی صنعتکار کو ایئرپورٹ پر قتل کیا ہے؟"

"ہاں۔۔۔"

"کیوں۔۔۔؟"

"مجھے اس کے لئے آمادہ کیا گیا تھا۔"

"کس طرح۔؟"

"معقول معاوضہ دے کر۔"

"گویا تم کرائے کے قاتل ہو۔؟"

"ہاں۔"

"اس سے پہلے کتنے قتل کئے ہیں تم نے؟"

"بے شمار۔"

"گڈ ویری گڈ' شکل و صورت سے تو اس قدر خطرناک آدمی نظر نہیں آتے۔"

"اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"بھئی بہت اچھا آدمی لگتا ہے یہ تو مائی ڈیئر جہانگیر جمال شاہ! آپ کرائے کے قاتل ہیں' لیکن آسٹریلوی صنعت کار کو کس کے ایماء پر قتل کیا ہے آپ نے؟"

"زیڈ آرگنائزیشن کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟" میں نے کہا اور وہ شخص چونک پڑا۔

"زیڈ آرگنائزیشن۔"

"ہاں۔"

"یہ تو اسرائیل کی ایک ایجنسی کا نام ہے؟"

"اسی کی بات کر رہا ہوں۔"

"تو پھر۔۔؟"

"زیڈ آرگنائزیشن نے مجھے اس کام کے لئے کرائے پر حاصل کیا تھا۔"

"ارے واہ دلچسپ' بہترین' اچھا پھر کیا ہوا۔۔؟"

"میں نے اپنا کام سرانجام دیا اور اس کے بعد گرفتار ہو گیا۔"

"بہت دلچسپ' بہت ہی دلچسپ' ویری گڈ مائی ڈیئر مسٹر جہانگیر جمال شاہ آپ اس شخص کو قتل کرنے کا اعتراف کرتے ہیں؟"

"مکمل طور پر۔۔"

"ذرا طریقہ قتل تو بتایئے؟"

"زیر تعمیر عمارت کی آخری منزل پر جو ایئرپورٹ سے متصل ہے میں نے مورچہ بنایا اور وہاں سے صنعت کار کا نشانہ لے کر اسے قتل کر دیا۔"

"معاوضہ کیا ملا ہے تمہیں اس کام کا؟"

"ایک لاکھ ڈالر طے ہوئے تھے لیکن معاوضہ بعد میں ادا کیا جانا تھا۔"

"تمہارے خیال میں زیڈ آرگنائزیشن کیا ہے؟"

"ابھی آپ اس کے بارے میں بتا چکے ہیں۔"

"تمہیں پہلے سے اس کے بارے میں معلوم تھا؟"

"ہاں۔"

"اور یہ بھی معلوم تھا تمہیں کہ اسرائیلی صنعت کار میرا مطلب ہے جس کا کاروبار آسٹریلیا میں ہے اور جو امریکہ کا باشندہ ہے اسرائیل سے تعلق رکھتا تھا؟"

"نہیں یہ بات میں نہیں جانتا۔"

"تمہیں صرف قتل کرنے سے غرض تھی؟"

"ہاں۔"

"اب آخری بات اور بتا دو کہ تمہارے اس بیان میں سے ہم کتنے فیصد جھوٹ کا تصور رکھیں؟"

"یہ آپ کی اپنی پسند پر ہے مسٹر!"

"ہوں اچھا' دیکھو بات اصل میں یہ ہے کہ ہم تم پر تشدد نہیں کرنا چاہتے' حالات کی روشنی میں جو بھی تحقیق سامنے آئے گی اس کے تحت تمہیں سزا دی جائے گی' اگر تم غیر ملکی جاسوس قرار پا گئے اور اس قتل کا کوئی پس منظر ہوا تو ظاہر ہے تمہیں جاسوسی کرنے کے قانون کے تحت گولی مار دی جائے گی اور اگر کہیں سے کوئی رعایت حاصل ہو سکی تو ہم وہ رعایت ضرور کریں گے تمہارے ساتھ' بس اب تم آرام کرو۔"

عجیب لوگ تھے کہیں کسی جگہ اس قدر شریفانہ تفتیش کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا' وہ بھی ایک ایسے شخص کے سلسلے میں جس نے ملک میں آنے والی ایک مہمان شخصیت کو قتل کر دیا ہو' بہرحال اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ ان لوگوں نے مجھے الجھن میں مبتلا کر دیا' پھر وہی قید خانہ میرے لئے تھا اور حیران کن بات یہ تھی کہ میرے ساتھ کوئی برا سلوک نہیں کیا جا رہا تھا۔ نہ مار نہ پیٹ' نہ کھانے پینے کی تکلیف یا پریشانی' بہرحال تقریباً" ڈھائی دن اس قید خانے میں گزارنا پڑے اور اس کے بعد مجھے جیل کے حکام کے حوالے کر دیا گیا اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ اس پراسرار طریقہ کار نے شدید ذہنی انتشار میں مبتلا کر دیا تھا' آخر یہ سب کچھ کیا ہے یہ لوگ ایسا انداز کیوں اختیار کئے ہوئے ہیں؟ حیرانی کی بات تھی' جیل میں بھی مجھے ایک عام سی جگہ دی گئی تھی' حالانکہ مجھ جیسے مجرم کے لئے جیل ہی میں قیام کا بندوبست کرنا تھا تو کوئی خاص طریقہ کار اختیار کیا جانا چاہیے۔ جیل کے دن جیل کی راتیں۔ تقریباً" ایک ہفتہ صبر و سکون سے گزرا لیکن ایک ہفتے کے بعد ایک واقعہ پیش آگیا۔ جیل کے خطرناک قیدی میری جانب متوجہ نہیں ہوئے تھے' غالباً" کوئی بھی میرے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا اور جانتا بھی ہوتا تو اس سے کیا فرق پڑتا تھا' وہاں کی تو ایک اپنی ہی زندگی ہوتی ہے لیکن اس دن تقریباً" ساڑھے دس بجے کا وقت تھا جب ایک شخص میرے سامنے آگیا اور اس نے نہایت بدتمیزی سے مجھے مخاطب کیا' یہ لمبے چوڑے بدن کا آدمی تھا' جیل ہی کے کپڑے پہنا ہوا تھا۔

"کیا نام ہے تیرا۔۔؟"

"کیوں پوچھ رہے ہو؟" میں نے سوال کیا اور وہ شخص غصے میں بھر گیا۔

"مجھے جانتا ہے میں کون ہوں؟"

"نہیں۔۔"

"حاکم دادا' حاکم دادا کے نام سے جانتے ہیں لوگ مجھے۔"

"جانتے ہوں گے۔"

"اور میں جس سے جو سوال کرتا ہوں وہ مجھے فوراً" اس کا جواب دیتا ہے۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"دیتا ہوگا۔"

"گویا تو میری حیثیت کو تسلیم نہیں کرتا؟"

"کیوں میرا سر کھا رہے ہو۔ میں بھی ایک قیدی ہوں اور کسی سے کوئی تعارف نہیں حاصل کرنا چاہتا۔"

"مگر ہم تجھ جیسے سرپھروں سے اپنا تعارف ضرور کراتے ہیں۔" حاکم داد آگے بڑھا اور اس نے میرا گریبان پکڑ لیا۔

"دیکھو، تم عمر میں مجھ سے بہت بڑے ہو اور پھر میرا تمہارا کوئی جھگڑا نہیں ہے اسے بدتمیزی کہا جاتا ہے، میرا گریبان چھوڑ دو۔"

جواب میں اس شخص نے ہاتھ گھما دیا لیکن اب یہ تھپڑ میرے منہ پر نہیں پڑنا چاہیے تھا، میں جھکا اور میں نے وہیں سے اس کی کلائی پکڑ کر مروڑ دی، آدمی طاقتور تھا اس نے فوراً ہی گھوم کر ایک لات میرے پیٹ پر ماری اور اس کی کلائی میری ہاتھ سے نکل گئی لیکن اس حملے نے مجھے بھی مستقل کر دیا تھا، میں نے اسے تیکھی نگاہوں سے دیکھا اور آہستہ سے کہا۔

"میرا تم سے اب بھی کوئی جھگڑا نہیں ہے، جاؤ واپس چلے جاؤ۔" اس نے دوسری بار مجھ پر لات چلائی لیکن بیوقوف آدمی تھا۔ دوسرے کے بارے میں جانے بغیر ایسے اقدامات نہیں کرنے چاہئیں، بس سرپھرا تھا لڑائی بھڑائی کا شوقین، دوسری لات میرے جسم پر نہ پڑ سکی بلکہ میں نے اس کا پاؤں پکڑا اور اسے زوردار بل دے کر اچھال کر زمین پر دے مارا فوراً ہی چاروں طرف سے قیدی دوڑ پڑے تھے، وہ شخص زمین پر گرا، اٹھا اور پھر کسی اڑنے بھینسے کی مانند اس نے میرے سینے پر ٹکر مارنا چاہی لیکن میں نے فوراً ہی اسے ہیڈ لاک لگا دیا اور اپنی بغل میں دبوچ لیا میں اسے مسلسل جھٹکے دے رہا تھا اس کے دونوں ہاتھ پھیلے ہوئے تھے، یہ ریسلنگ کا ایک داؤ تھا اور اگر میں اسی طرح اس کا سر دباتا رہتا تو وہ بے ہوش ہو جاتا لیکن پھر مجھے نہیں معلوم کہ عقب سے کس نے میرے سر کی پشت پر حملہ کیا آنکھوں میں تارے ناچ گئے تھے، گردن پر چپچپاہٹ کا احساس ہوا تھا، غالباً" سر پھٹ گیا تھا۔ میں نے اس کا سر چھوڑ دیا، گھوم کر دیکھا لیکن چکر آ گیا اور اس کے بعد میں اپنے آپ کو نہ سنبھال سکا، گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھا اور پھر زمین پر ڈھیر ہو گیا، چوٹ سر کے ایسے ہی حصے میں لگی تھی کہ اس نے مجھے بے ہوش کر دیا تھا۔

اب بے ہوشی کا یہ وقفہ کتنا طویل رہا اس کے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم لیکن ہوش آیا تھا۔ غالباً" جیل کے ہسپتال میں یا شاید کسی اور اسپتال میں، جنرل وارڈ میں تھا، میرے اطراف میں کئی بستر نظر آ رہے تھے اور ایک نرس مریضوں کے درمیان گھومتی پھر رہی تھی، میں حیرانی سے ماحول کا جائزہ لیتا رہا، ابھی تک جو کچھ ہوا تھا صحیح معنوں میں میرے لئے ناقابل فہم تھا، بس خیالات ذہن سے ٹکراتے تھے اور میں یہ سوچتا تھا کہ کہاں کیا گڑبڑ ہو گئی ہے البتہ یہ بات میرے ذہن میں بیٹھ گئی تھی کہ زیڈ آرگنائزیشن کے مسٹر زیڈ نے مجھے انتہائی کامیابی سے احمق بنا دیا ہے لیکن ہوتا ہے کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے بلکہ ہوتے رہنا چاہیے اس سے کم از کم انسان کی صلاحیتوں کو جلا ملتی ہے اگر سارے کام ہماری پسند کے مطابق ہی ہوتے رہیں تو پھر اپنے آپ پر ہی حیرت ہونے لگتی ہے اور حماقتیں کرنے کو جی چاہتا ہے۔

انسان اسی قسم کا جانور ہے، اپنے آپ سے بھی اکتا جاتا ہے وہ بھی کبھی میں نے جس کے خلاف بھی کوئی پلاننگ کی اس میں عموماً" مجھے کامیابی ہی حاصل ہوئی اور اس چیز نے مجھے مغرور کر دیا تھا، کرنل اعجاز نے یہ کیس میرے سپرد کیا تو میں نے اپنی دانست میں اس کی شاندار پلاننگ کی تھی لیکن اس کی شاندار پلاننگ کا جو نتیجہ برآمد ہوا تھا وہ یہ تھا کہ اب میں جیل میں اور اس کے بعد ہسپتال میں پڑا ہوا تھا، یقیناً" یہ ضرورت سے زیادہ اپنے آپ پر اعتماد کرنے کی سزا تھی جو مجھے ملنی ہی چاہیئے تھی، حالانکہ مجھے پوری ہوشیاری کے ساتھ اور مختلف معاملات کو ذہن میں رکھتے ہوئے یہ کام کرنا چاہئے تھا۔ لیکن بس جو ہونا تھا وہ تو ہو کر ہی رہتا ہے، نرس میرے قریب سے گزری تو میں نے سے اشارے سے اپنے پاس بلایا۔

"میں اس جگہ کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔"

"کیا....؟"

"کیا یہ جیل کا ہسپتال ہے؟۔"

"نہیں پولیس کا ہسپتال ہے۔"

"میرے سر کا زخم کیسا ہے؟۔"

"معمولی سا زخم ہے بس کھال پھٹ گئی تھی۔ خون بہ گیا ہے بینڈیج کر دی گئی ہے ٹھیک ہو جاؤ گے۔"

"شکریہ نرس ویسے مجھے یہاں آئے ہوئے کتنا وقت گزر گیا....؟"

"کوئی چھ گھنٹے۔"

"وہیں جیل میں میری مرہم پٹی کیوں نہ کر دی گئی؟۔"

"اس بارے میں، میں کیا کہہ سکتی ہوں؟۔" نرس نے جواب دیا اور اس کے بعد کھٹ کھٹ کرتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ تک چڑھی سی عورت تھی، البتہ میرے پاس سوچنے کے لئے بہت کچھ تھا، ایک عجیب سا احساس مسلسل دل و دماغ میں بیٹھا ہوا تھا، میں نے جو کچھ کیا ہے وہ بہت سنگین ہے لیکن اس کے نتیجے میں میرے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے اس میں کوئی سنگینی نہیں ہے اس کی کیا وجوہات ہیں؟ کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔

پھر رات ہو گئی اس دوران مجھے کھانے پینے کی اشیاء بھی دی گئیں تھیں، کوئی بڑا ڈاکٹر مجھے دیکھنے نہیں آیا تھا۔ جنرل وارڈ میں رکھا گیا تھا مجھے۔ یہ ساری باتیں کچھ ناقابل فہم سی تھیں۔ لیکن رات کو تقریباً" ساڑھے گیارہ بجے کا وقت تھا جب اچانک گولیاں چلنے کی آوازیں سنائی دیں۔ پولیس ہسپتال میں گولیاں چل رہی تھیں، میں حیران ہو گیا تھا تین چار آدمی دھڑ دھڑاتے ہوئے اندر گھس آئے انہوں نے اپنے چہرے نقاب میں چھپائے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھوں میں بھاری اسلحہ تھا۔ مجھے بازوؤں سے پکڑ کر اٹھایا گیا اور اس کے بعد ان میں سے ایک نے سرد لہجے میں کہا۔

"خاموشی سے اور تیز رفتاری سے ہمارے ساتھ چلو، اگر ذرا بھی کوئی گڑبڑ کی تو گولیوں سے پورا بدن چھلنی کر دیں گے۔"

"ٹھیک ہے بھائی میرا بدن تو ہر شخص ہی چھلنی کرنے پر تلا ہوا ہے چلو چل رہا ہوں نہ اپنی مرضی سے یہاں آیا تھا نہ اپنی مرضی سے تمہارے ساتھ چل رہا ہوں۔"

وہ لوگ مجھے جنرل وارڈ سے گیلری میں لائے اور پھر وہاں سے گزر کر ہسپتال کے بڑے گیٹ پر، سیڑھیوں کے ساتھ ہی ایک چھوٹا ٹرک کھڑا ہوا تھا جس کے عقب میں بڑا لگا ہوا تھا انہوں نے مجھے ٹرک کے اوپر چڑھا دیا۔ ٹرک اسٹارٹ تھا ہسپتال کے بیرونی علاقے میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ گولیوں کی آوازوں پر لوگ جہاں جہاں تھے وہیں دبک گئے تھے، ٹرک اسٹارٹ ہو کر چل پڑا اور طوفانی رفتار سے سفر کرتا ہوا ایک چوراہے تک پہنچا یہاں سے مجھے ٹرک سے اتار کر ایک کار میں منتقل کر دیا گیا۔ اور ٹرک لے کر کوئی دوسرا شخص آگے بڑھ گیا۔ اس طرح کار مجھے لے کر چل پڑی۔ میں پرسکون بیٹھا ہوا تھا، میرے اطراف میں دو آدمی مستعد تھے انہوں نے اپنے چہروں سے نقاب ابھی تک نہیں اتاری تھی۔

ڈرائیونگ کرنے والا بھی نقاب پہنے ہوئے تھا پتا نہیں کیا چکر تھا بہرطور ہوگا کوئی چکر مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی، میں تو یہاں جس جنجال میں پھنس گیا تھا بس اس سے نکلنا چاہتا تھا، یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ آگے کے حالات کیا ہوتے ہیں.... کار کا سفر کوئی بیس منٹ تک جاری رہا، مدہم روشنیاں جل رہی تھیں آبادی ہی تھی، پھر آبادی کے ایک گوشے میں بنی ہوئی ایک عمارت میں مجھے کار سے نیچے اتارا گیا اور وہی دونوں آدمی جو نقاب پہنے ہوئے تھے، مجھے ساتھ لے کر اندر چل پڑے، انہوں نے مجھے اس عمارت کے ایک کمرے میں پہنچایا پھر ان میں سے ایک نے کہا۔

"تمہیں پولیس کے چنگل سے نکال لیا گیا ہے بعد کے حالات جو کچھ بھی ہوں گے ان کے بارے میں تم سے صرف اتنا کہا جاتا ہے کہ تمہارے حق میں ہوں گے تمہارے خلاف نہیں ہوں گے اس لئے تم سے درخواست کی جا رہی ہے کہ نہ تو یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کرنا نہ کسی کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کرنا بعد میں تمہیں اس کا افسوس ہی ہوگا۔"

"بالکل بے فکر رہو دوست دروازہ کھلا چھوڑ جاؤ میرے لئے اس وقت یہ جگہ بہرطور پولیس ہسپتال یا جیل سے ہزار درجے بہتر ہے تم مطمئن رہو میری ذات سے تم لوگوں کو اس وقت تک کوئی تکلیف نہیں ہوگی جب تک میں اپنے لئے کوئی بڑا خطرہ محسوس نہیں کروں گا۔"

"اور اس کی جانب سے تم بے فکر رہو یہاں تمہارے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے تاہم احتیاطاً" دروازہ باہر سے بند رکھا جائے گا، کسی شے کی ضرورت ہو تو بتا دو، سر میں زیادہ تکلیف تو نہیں ہے؟"

"تکلیف تو نہیں ہے لیکن بھوک لگ رہی ہے۔"

"مناسب یہ ہی ہوگا کہ اس وقت صرف گرم گرم دودھ پر گزارہ کرو۔"

"واہ گرم دودھ، لیکن شرط یہ ہے کہ اس میں بے ہوشی کی دوا شامل نہ ہو۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غالباً" وہ نقاب کے نیچے مسکرائے ہوں گے لیکن پھر وہ خاموشی سے باہر نکل گئے دروازہ بہرطور بند کر دیا گیا تھا میں نے دل ہی دل میں کہا کہ اے میرے شریف دشمنوں اگر تم اپنے آپ کو مجھ پر واضح کر دو تو یقین کرو میں تمہاری بہترین پذیرائی کروں گا' مجھے کیا ضرورت ہے یہاں سے نکل کر بھاگنے کی؟ حالات ایک مشینی انداز میں آگے بڑھ رہے ہیں میں تو ایک خاموش تماشائی کی حیثیت ہی رکھتا ہوں۔ دیکھتا ہوں تم لوگ کہاں سے کہاں تک سفر کرتے ہو اور ذہنی طور پر زیادہ سے زیادہ مجھے کتنا الجھا سکتے ہو.... "

دودھ لانے والی ایک شریمتی تھیں۔ ساڑھی میں ملبوس' رنگ سانولا غالباً" مدراسی تھیں بولی کچھ نہیں جھکی ہوئی نگاہوں سے مجھے اس طرح دودھ کا گلاس پیش کیا جیسے کوئی شوہر پرست بیوی اپنے شوہر کی خدمت کر رہی ہو۔ بہرحال گلاس لے لیا میں نے ان سے کچھ کہا نہیں' پھر ان کی مدہم آواز ابھری زبان انگریزی استعمال کی گئی تھی حالانکہ ان کا جو چہرہ مہرہ تھا جو حلیہ تھا اس پر اتنی شستہ اور نفیس انگریزی کا تصور نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن انہوں نے انگریزی میں بات کی تھی۔

"کسی اور چیز کی ضرورت تو نہیں ہے آپ کو....؟"۔

"نہیں شکریہ۔" میں نے فوراً" ہی جواب دیا اور وہ خاموشی سے مجھ پر نگاہ ڈالے بغیر باہر نکل گئیں۔ میں نے دل ہی دل میں ایک بار پھر کہا تھا

"خدا ایسے شریف دشمن ہر ایک کو نصیب کرے۔"

گرم دودھ پینے کے بعد میں آرام سے مسہری پر لیٹ گیا اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ ان تمام حالات نے بری طرح چکرا کر رکھ دیا تھا اور ساری تیزی طراری بھول کر رہ گیا تھا' کوئی ایک بات جو سمجھ میں آ رہی ہو' البتہ بس اتنا ضرور سمجھ سکا تھا کہ مسٹر زیڈ نے مجھے چت کر دیا تھا۔ بیچارے آفتاب کمال کو بھی میری حقیقت کے بارے میں کچھ نہیں معلوم تھا' نجانے کیا سوچیں ہوں گی وہاں پر' غرض یہ کہ انہی خیالات میں نیند آ گئی۔

دوسری صبح وہی شریمتی جی جگانے آئی تھیں' میرا پاؤں پکڑ کر بڑے معصومانہ انداز میں ہلایا اور میری آنکھ کھل گئی' کہنے لگیں۔

"ساڑھے آٹھ بج رہے ہیں آپ جاگیں گے نہیں؟"

"آپ کہیں تو جاگ جاؤں؟" میں نے تمسخرانہ انداز میں کہا اور وہ مسکرا دیں۔

"بہتر ہو گا ویسے بھی ساڑھے آٹھ بجے ہر شریف آدمی کو اٹھ جانا چاہئے۔"

"شریف آدمی....؟"

"تو اور کیا....؟"۔

"آپ مجھے شریف آدمی سمجھتی ہیں؟"

"کیوں نہیں....؟" انہوں نے خلوص سے جواب دیا۔

"کیا یہ شریف آدمیوں کے آنے کی جگہ ہے؟" میں نے سوال کیا اور وہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی پھر بولی۔

"جتنی گفتگو میں نے آپ سے کر لی یہ بھی بہت زیادہ ہے براہ کرم منہ ہاتھ دھو کر تیار ہو جائیے آپ کو ناشتا کرنا ہے اور ہاں سنیئے آپ کے کپڑے میں نے غسل خانے میں لٹکا دیئے ہیں۔"

"میرے کپڑے؟"۔

"جی...."۔

"میرے کپڑے کہاں سے آئے؟"۔

"کماری جی نے منگوائے ہیں آپ کے لئے۔"

"کون کماری جی....؟"۔

اس نے نگاہیں اٹھا کر عجیب سے انداز میں مجھے دیکھا پھر بولی۔

"براہ کرم۔"

گویا اس سے آگے وہ کچھ نہیں بتانا چاہتی تھیں' غسل خانے میں میں نے اپنے لئے لباس دیکھا' کرتا اور پاجامہ تھا سلک کا بنا ہوا نفیس بالکل نیا معلوم ہوتا تھا پتا نہیں کیا گورکھ دھندا ہے۔ بہرطور نہانے کے بعد وہی کرتا پاجامہ پہنا' چونکہ جو لباس میرے جسم پر تھا وہ بری طرح گندہ ہو رہا تھا نہاتے ہوئے مجھے خاصی دیر لگ گئی تھی' شیو وغیرہ کا سامان بھی وہاں موجود تھا غرضیکہ اپنے آپ کو بنا سنوار کر وہاں سے نکلا' میں تو اب اپنی حیثیت ہی کھو بیٹھا تھا چنانچہ باقی تمام حماقتوں سے کیا فائدہ....

دروازے سے باہر نکلا تو وہی لڑکی موجود تھی مجھے ساتھ لے کر ایک جانب چل پڑی' غالباً" ناشتے کے لئے لے جایا جا رہا تھا' عمارت بے حد حسین تھی راہداریوں میں قالین بچھے ہوئے تھے دیواروں میں نفاست سے چھوٹے چھوٹے گملے آویزاں کئے گئے تھے جن میں مصنوعی پھول لٹکے ہوئے تھے جس کمرے کے دروازے سے مجھے اندر داخل کیا گیا تھا وہ بھی بہت ہی خوبصورت تھا' میز لگی ہوئی

"نہیں میڈم آپ یقین کیجئے میں نے جب پہلے بھی آپ کو دیکھا تھا تو مجھے تھوڑا سا افسوس ہوا تھا۔"

"کیوں....؟"۔

"بس ہوا تھا۔"

"وجہ نہیں بتاؤ گے؟"۔

"آپ اسے نجانے کیا سمجھیں؟"۔

"کچھ نہیں سمجھوں گی۔"

"وعدہ....؟"۔

"ہاں...."

"تو پھر یوں سمجھ لیجئے کہ آپ ایک مکمل خاتون ہیں آپ کو دیکھ کر دل کی دھڑکنوں میں اضافہ ہو سکتا ہے اور کوئی بھی مرد آپ کی خواہش کر سکتا ہے میرا مطلب ہے آپ کو چاہا جا سکتا ہے آپ کی شخصیت ایسی ہی ہے۔"

میرے ان الفاظ پر خوش ہونے کے بجائے اس کے چہرے پر افسردگی کے تاثرات پھیل گئے چند لمحات خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔

"اب ایسی باتوں سے مجھے خوشی نہیں ہوتی مجھے معاف کرنا تم نے بہت اچھے الفاظ میں میری پذیرائی کی ہے لیکن کیا تم اس بات پر یقین کر لو گے کہ میں جیسی بھی نظر آتی ہوں اندر سے ایسی نہیں ہوں۔"

"کیا مطلب؟"۔

"میرے جذبات مردہ ہو چکے ہیں میں ستی ہو چکی ہوں۔"

"جی؟" میں نے حیرانی سے کہا۔

اس کی آنکھوں میں آنسو کے قطرے نمودار ہو گئے' اس نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں میں ستی ہو چکی ہوں۔"

"میں سمجھنا چاہتا ہوں آپ کے ان الفاظ کو۔"

"سمجھاؤں گی' ظاہر ہے اپنے بارے میں بتانا ہی ہوتا ہے میرا اصل نام پربھات وتی ہے میرے پتا جی راجہ دھرم ویر تھے۔ ریاست تاریہ کے راجہ' چھوٹی سی ریاست تھی یہ جاگیرداری سمجھ لو' انگریزوں کے دور سے چلی آ رہی تھی۔ ہم لوگ اچھا وقت گزار رہے تھے ریاستیں ختم ہوئیں ہماری ریاست بھی سرکار کے قبضے میں چلی گئی لیکن وظیفہ اتنا ملتا تھا ہمیں کہ راجا اور راجکماروں ہی کی مانند زندگی بسر کرتے تھے' کوئی خاص فرق نہیں پڑا تھا۔ راجہ دھرم ویر نے میری شادی کر دی' میرے شوہر کنہیا لال بڑے دیش بھگت آدمی تھے ان پر دیش بھگتی کا بھوت سوار رہتا تھا۔ انگریز تو چلے گئے لیکن اپنے پیچھے بہت کچھ چھوڑ گئے معاملات چلتے رہے کنہیا لال جی کا اپنا کاروبار تھا دنیا کے مختلف ملکوں میں جاتے رہتے تھے۔ نجانے کس طرح وہ اسرائیلی محکمہ خفیہ موساد کے ہاتھ لگ گئے اور انہوں نے موساد کے لئے کام کرنا منظور کر لیا۔ اب ان کی کیفیت یہ تھی کہ یہاں ہندوستان میں موساد کے مفادات کے لئے دل و جان کی بازی لگائے رہتے تھے بہت سے کارنامے سرانجام دیئے انہوں نے اور موساد میں ایک بڑا درجہ حاصل کر لیا۔ دنیا کے مختلف ممالک میں جاتے رہتے تھے اور ان لوگوں کے لئے نجانے کیا کیا کرتے رہتے تھے۔ لیکن یہودیوں نے ہمیشہ ہی دھوکہ دہی اور غداری کو اپنا مذہب اور اپنا مسلک بنایا ہے انہیں اس بات سے غرض نہیں ہوتی کہ کون ان کے لئے کیا کر رہا ہے بس وہ یہ جانتے ہیں کہ کب انہیں کس سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے چاہے اس کے لئے انہیں ان کی جان ہی کیوں نہ لینی پڑے اور یہی ہوا وہ لبنان گئے ہوئے تھے کہ وہاں سے ان کی موت کی خبر ملی' پتا یہ چلا کہ فلسطینی مجاہدوں نے انہیں قتل کر دیا ان کی لاش ٹکڑے ٹکڑے یہاں پہنچی تھی اور میں بیوہ ہو گئی تھی۔ مجھے اپنی پتی سے پریم تھا صورت دیکھ دیکھ کر جیتی تھی ان کی' دیوانی ہو گئی میں' ان لوگوں نے میرے ساتھ بڑا اچھا سلوک کیا۔ مجھے ہر طرح کی مراعات دی گئیں' یہاں تک کہ مجھے میرے پتی کی جگہ موساد کی ایجنٹ تسلیم کر لیا گیا اور بہت ہی بار مجھے کام کرنے کے مواقع فراہم کئے گئے میری تربیت کی گئی ہر طرح سے یہ لوگ میری دلسوزی کر رہے تھے' لیکن کچھ عرصے کے بعد کچھ ایسے خفیہ کاغذات میرے ہاتھ لگے جن سے مجھے پتا چلا کہ میرے پتی کی موت میں فلسطینی مجاہدوں کا ہاتھ نہیں تھا بلکہ موساد کے ایجنٹوں ہی نے انہیں قتل کیا تھا کہیں کسی ایک جگہ ان کے مفادات ٹکرا رہے تھے اور میرے پتی نے وہاں ان سے اختلاف کیا تھا' وہ لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ کون ان کے لئے کیا کر رہا ہے بس یہ دیکھتے ہیں کہ کس سے ان کو کیا فائدہ اور کیا نقصان ہوتا ہے اس وقت انہیں میرے پتی کی زندگی سے نقصان تھا چنانچہ انہوں نے انہیں لبنان بلا کر ہلاک کر دیا۔ بڑی آسان سی بات تھی کہ الزام فلسطینی مجاہدین پر لگا دیا جائے۔ میں نے ان کاغذات کو چھپا لیا لیکن میرے من میں انتقام کی آگ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی اور اس پر انتہائی قیمتی ساز و سامان موجود تھا عقب میں ایک دروازہ پر پردہ جھول رہا تھا۔ میز خالی تھی کمرے میں اور کوئی موجود نہیں تھا میں نے گہری سانس لی اور اس کے بعد ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ لیکن میرے بیٹھتے ہی پردہ ہٹا کر جو شخصیت اندر داخل ہوئی اسے دیکھ کر میرے پورے بدن میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی' یہ میڈم دی تھیں' وہی پروقار شخصیت جس نے ایک نگاہ میں مجھے متاثر کیا تھا چہرے سے ہی پتا چلتا تھا کہ کسی بڑے خاندان کی عورت ہے' میں نے البتہ سرد نگاہوں سے اسے دیکھا اور اس کا کوئی استقبال نہیں کیا۔ وہ بھی پر تمکنت انداز میں آگے بڑھی اور میرے بالکل قریب کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔ پھر اس کے ہونٹوں پر مدہم سی مسکراہٹ پھیلی اور اس نے کہا۔

"اچھی طرح سمجھ رہی ہوں تمہارے اس موڈ کو' تمہاری اس کیفیت کو۔" میں نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا تو وہ بولی۔

"لیکن بس اتنا کہہ دینا ضروری سمجھتی ہوں کہ تمہاری اس تمام درگت کے پیچھے میرا ہاتھ نہیں ہے۔"

میں نے پھر خاموشی اختیار کی وہ کہنے لگی۔

"اچھا چلو' پہلے ناشتا کیے لیتے ہیں رات کو بھی سنا ہے تم نے صرف دودھ پر ہی گزارا کیا تھا' لو' اب ناشتا کرو اور ڈٹ کر کرو اس کے بعد باتیں کریں گے اگر میں تم سے اتنا کہوں کہ اس وقت تمام پرانی باتوں کو بھول کر صرف یہ سوچو کہ تم اپنی ایک اچھی' گہری اور سچی دوست کے سامنے ہو تو کیا تم اس بات پر یقین کرو گے؟۔"

"ان دنوں میں ہر قسم کے حالات پر یقین کر رہا ہوں میڈم۔"

"ہاں مجھے ہر بات کا اندازہ ہے لیکن میں جو انکشافات تمہارے سامنے کروں گی ان کے بعد تم یہ محسوس کرو گے کہ سب کچھ ایک عجیب و غریب انداز میں ہو رہا ہے۔"

"باگیشوری اے باگیشوری۔" اس نے آواز لگائی اور وہی عورت سامنے آگئی۔ پہلی بار مجھے اس کا نام معلوم ہوا تھا۔

"چلو ناشتا لگواؤ۔"

"جی راجکماری جی۔" اس نے کہا اور باہر نکل گئی میں نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا اور بولا۔

"میڈم وی شکل و صورت سے تو خیر راجکماری نظر آتی ہیں لیکن آج مجھے یہ اندازہ ہوا کہ آپ واقعی راجکماری ہیں۔"

"ہاں۔۔۔۔" اس نے پھیکی سی ہنسی کے ساتھ کہا اور خاموش ہو گئی ناشتا انتہائی شاندار تھا کوئی بھی چیز ایسی نہیں تھی جس سے یہ احساس ہو کہ میں دیارِ غیر میں ایک ہندو عورت کے ساتھ ہوں پوری' بھاجی' ڈبل روٹی' مکھن' جام' جیلی وغیرہ یہی تمام چیزیں ناشتے پر تھیں۔ ابلے ہوئے انڈے بھی رکھے گئے تھے' بہرطور اس ناشتے کو دیکھ کر میری بھوک چمک اٹھی۔ اور میں نے خصوصی طور پر پوری اور بھاجی کی سمت ہاتھ بڑھایا' وہ کئی بار میری خاطر مدارت کے لئے اپنی جگہ سے اٹھی اور چیزیں سرکا سرکا کر میرے سامنے رکھتی رہی' بڑا مفاہمت کا انداز تھا' میں اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔

زندگی جب تک قائم رہتی ہے اس کی کوئی نہ کوئی داستان ہوتی ہے ہر واقعہ زندگی کی کہانی ہوتا ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو بس بات اتنی سی ہوتی ہے کہ زندگی کو آگے بڑھنا ہوتا ہے میری زندگی ابھی باقی تھی۔ کچھ نہ کچھ تو ہونا ہی تھا جسے کہانی کے طور پر بیان کیا جا سکے ورنہ گرفتار ہو گیا تھا' رنگے ہاتھوں پکڑا گیا تھا کوئی نہ کوئی انجام ہو جانا چاہیے تھا لیکن ابھی انجام باقی تھا' چنانچہ یہ سب کچھ ہوا اور میں بالآخر اس عورت تک پہنچ گیا۔

ناشتے سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اس نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولی۔

"مطمئن ہو۔۔۔۔۔"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی میں نے کہا۔

"جی میڈم وی' ویسے نجانے کیوں میرا دل آپ کو میڈم وی کہنے کو نہیں چاہتا اگر آپ کہیں تو میں آپ کو راجکماری کہوں؟"

"نہیں اب اس نام سے مخاطب ہوتے ہوئے مجھے ہنسی آتی ہے۔"

"کیوں۔۔۔۔؟"

"کونسا راج پاٹ ہے میرا معمولی سی تو عورت ہوں۔"

"خیر آپ معمولی عورت نہیں ہیں۔"

"کیوں۔۔۔۔؟۔"

"بس اس خیال کو میرے دل میں ہی رہنے دیجئے۔"

"بیوقوف بنا رہے ہو۔۔۔۔۔" اس کی مسکراہٹ میں بڑی دلربائی تھی۔

سلگ اٹھی' میں نے اس آگ کو اپنے سینے میں دبائے رکھا اور سوچ لیا کہ اپنے پتی کے لئے جیون دان کر دوں گی آخر زمانہ قدیم میں بھی تو ہندو عورتیں مردوں کی موت کے بعد ان کے ساتھ ستی ہو جایا کرتی تھیں میں نے بھی اپنے پتی کے لئے ستی ہونے کا فیصلہ کر لیا اور مسلسل اس تاک میں رہی کہ ان لوگوں کا سراغ لگاؤں جنہوں نے میرے پتی کو قتل کیا ہے اور کچھ ہی عرصے پہلے کی بات ہے جہانگیر جمال شاہ بہت تھوڑے عرصے پہلے کی بات ہے کہ مجھے یہ پتا چل گیا کہ یہ اے گروپ ہی تھا جس نے لبنان میں میرے پتی کو قتل کیا۔"

"اے گروپ۔"

"ہاں جس کا سربراہ وہ مسٹر اے ہے۔"

"اوہ مائی گاڈ یہ لوگ' یہ لوگ تمہارے پتی کے قاتل ہیں؟۔"

"ہاں اور بڑی کامیابی سے مجھے بیوقوف بنا رہے ہیں مجھے وی کا خطاب دیا گیا ہے اور اس کے تحت ہندوستان میں' میں نے ان کے لئے بہت سے کام کیے ہیں لیکن میرے من میں انتقام کی جو آگ سلگ رہی ہے میں اسے اپنے سینے میں دبائے ہوئے اپنے پتی کے قاتلوں سے انتقام لینا چاہتی ہوں۔ کنہیا لال کے قاتل میرے سامنے ہیں بہت عرصے سے میں اپنے جذبات پر قابو پائے ہوئے ہوں میں یہ سوچ رہی تھی کہ کوئی مناسب موقع ہو تو میں انہیں زندگی سے محروم کر دوں' اتفاق کی بات یہ ہے کہ تم سامنے آ گئے یقین کرو اگر تم اس طرح میرے سامنے نہ آتے تو میں خود ہی کوئی عمل کر بیٹھتی' بہت سی بار میں نے یہ سوچا ہے کہ میں اپنے پتی کے قاتلوں کے ساتھ کام کر رہی ہوں حالانکہ میرا فرض یہ ہے کہ انہیں موت کے گھاٹ اتار دوں' میرے پاؤں اتنے گہرے ہو چکے ہیں اب مو ساد میں کہ یہ کام کرتے ہوئے مجھے خاصی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس کے بعد سے تمہاری کہانی شروع ہوتی ہے۔"

میں حیران نگاہوں سے پربھات وتی کو دیکھ رہا تھا بڑی عجیب کہانی تھی اس کی اور اس وقت بڑا انوکھا انکشاف ہوا تھا مجھ پر لیکن اس کے ساتھ ساتھ میرے دل میں خوشی کی ایک لہر بھی اٹھی تھی۔ ان میں آپس ہی میں پھوٹ ہے جو میرے لئے کار آمد ہو سکتی ہے اس وقت پربھات وتی کے جذبات کو ہوا دینا میرے لئے خاصا سود مند ثابت ہو سکتا ہے چنانچہ میں نے کہا۔

"میری کہانی کیا ہے میڈم پربھات وتی؟۔"

"تمہاری کہانی تمہارے اپنے ہی وطن سے شروع ہوتی ہے زیڈ آرگنائزیشن کے انچارج نے تمہیں ایک منصوبے کے تحت یہاں بھیجا ہے۔"

"کیا منصوبہ تھا؟۔" میں نے سوال کیا۔

"جس ملک سے تمہارا تعلق ہے اس کے اور ہندوستان کے تعلقات کا تو تمہیں علم ہی ہے؟۔"

"ہاں کیوں نہیں۔"

"اور شاید زیڈ آرگنائزیشن میں تمہیں کوئی خاص مقام حاصل ہوا تھا تم نے اپنے ملک کے خلاف کوئی کارروائی کی تھی۔"

"ہاں پربھات وتی میں ایک لاابالی سا آدمی ہوں یوں سمجھ لو بس اپنی دنیا میں مست رہنے کا عادی' مجھے میری پسند کی زندگی گزارنے سے روک دیا گیا تھا چنانچہ میں نے کچھ لوگوں کے خلاف کارروائی کی اور ملک دشمنی پر آمادہ ہو گیا۔"

"بری بات ہے' بہت بری بات ہے دیش بھگت ہونا یوں سمجھ لو انسان کے لئے جیون دان ہے تمہیں کسی بھی طرح اپنے وطن کے خلاف کام نہیں کرنا چاہیے"

"یہ آپ کہہ رہی ہیں پربھات وتی۔۔۔۔؟۔"

"ہاں میں کہہ رہی ہوں۔"

"حالانکہ آپ کا وطن میرے وطن کا بدترین دشمن ہے۔"

"اس سے کیا ہوتا ہے انسان تو ہر حالت میں انسان ہی رہتا ہے یہ میں کہہ رہی ہوں کیونکہ مجھے بھی اپنے دیش سے اتنا ہی پریم ہے۔"

"خیر آگے کہئے۔"

"زیڈ آرگنائزیشن نے یہ محسوس کیا کہ تم اس وقت نہایت کام کے آدمی ہو۔ سنا یہ گیا ہے کہ تم وہاں میرا مطلب ہے اپنے وطن میں ایک بہت بڑے سرکاری عہدے دار کے بیٹے ہو۔"

"ہاں میرے والد وہاں ڈی۔ آئی جی ہیں۔"

"کم از کم یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ تمہیں برا انسان نہیں سمجھا جا سکتا۔ دل کی بات تو دل والے ہی جانتے ہیں کہ اندر سے کس کے کیا خیالات ہیں کیا کیفیت ہے اس کی' لیکن اگر اس ملک میں تمہیں ایک تمہارے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وطن کے ایجنٹ کی حیثیت سے گرفتار کرلیا جائے اور وہ بھی ایک ایسا کام کرتے ہوئے جو بہت خطرناک ہو' تو پھر سوچ لو کہ پریس اور دنیا کے اخبارات کے لئے کتنی کتنی بڑی خبریں مل جاتی ہیں۔"

میں نے سنسنی خیز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا وہ میری جانب توجہ دیئے بغیر بولی۔

"زیڈ آرگنائزیشن نے تمہیں اس لئے بھیجا تھا کہ یہاں اے گروپ تم سے یہ کام لے جو تم نے بخوبی سرانجام دیا ہے اے گروپ نے تمہیں اپنے مقصد کے لئے استعمال کیا اور اس کے بعد آسانی سے گرفتاری کے لئے چھوڑ دیا۔ جس آدمی کو قتل کروایا گیا ہے وہ بھی موساد کے آدمیوں میں سے تھا لیکن اس کا قتل کسی خاص وجہ سے ضروری ہو گیا تھا' چنانچہ ہوا یہ کہ تمہارے ہاتھوں اسے قتل کرایا گیا اور اس کے بعد تمہیں گرفتار کرا دیا گیا اب ظاہر ہے تمہارے بارے میں تفتیش ہوتی اور یہ بات صاف طور سے پتا چل جاتی کہ تم پڑوسی ملک سے آئے ہوئے ان کے ایجنٹ ہو' دنیا بھر میں تمہاری پبلسٹی کی جاتی' تمہیں ہر قسم کے پریس کے سامنے بھیجا جاتا۔ اور تمہیں اعتراف کرنا پڑتا کہ تم کون ہو نہ بھی کرتے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ تمہارے بارے میں تمام تفصیلات سب کے پاس موجود ہیں بہرطور اس طرح تمہارے دیش کی بدنامی ہوتی اور اس آدمی کے قتل کے سلسلے میں دنیا بھر سے تم پر لعن طعن ہوتی یہاں سے میرا کام شروع ہو گیا ہے میں یہ سمجھتی تھی کہ تمہیں جس طرح پھانسا گیا ہے اس طرح نہیں پھانسا جانا چاہئے میں نے اپنے من میں ایک بات بھی طے کرلی تھی وہ یہ کہ تمہاری مدد کروں گی اور جس طرح بھی بن پڑا تم سے اپنا کام لوں گی۔"

"اپنا کام.....؟۔"

"ہاں۔"

"تمہارا کام کیا ہے.....؟۔"

"اپنے پتی کے قاتلوں سے انتقام لینے کے لئے تمہاری مدد چاہتی ہوں۔"

"اوہ!" میں نے پرخیال انداز میں گردن ہلائی۔ کچھ دیر بیٹھا رہا۔ پھر میں نے کہا۔ "تمہارا کہنا ہے کہ ان کے پاس میرے سلسلے میں تفصیلات موجود ہیں۔"

"ہاں۔"

"تمہیں یقین ہے۔"

"بھلا مجھ سے کچھ چھپا ہو گا؟"

"کیا وہ تفصیلات میری غیر موجودگی میں بھی استعمال کرسکتے؟"

"کیسے استعمال کریں گے؟" "یوں تو کسی کے بارے میں کچھ بھی کہا جاسکتا ہے۔ وہ تمہیں پریس کے سامنے تو نہ پیش کرسکیں گے۔"

"ہاں یہ تو ہے۔" میں نے اعتراف کے انداز میں گردن ہلائی۔

وہ خاموشی سے میری صورت دیکھتی رہی' میں گہری سوچوں میں گرفتار ہو گیا تھا کچھ دیر کے بعد اس نے کہا۔

"یہ میری سوچیں ہیں۔ میں نے تم سے یہ توقعات وابستہ کرلیں اور سچی بات یہ ہے کہ میں نے شروع ہی سے اپنے اختیارات استعمال کر ڈالے تھے۔ ورنہ شاید تم سے ہیڈ کوارٹر میں اتنی معمولی پوچھ گچھ نہیں ہوتی۔ ہر جگہ کوئی نہ کوئی گنجائش نکل آتی ہے مثلاً" یہ کہ میں چاروں طرف سے راستے مضبوط کر رہی تھی اور تمہارے یہاں آنے کے لئے اپنے اسی خیال کے تحت کوششوں میں مصروف ہو گئی تھی۔ تمہارے ساتھ نا صرف یہاں بلکہ جیل میں بھی جو رعایتیں ہوئیں۔ وہ میری ہی وجہ سے تھیں جہانگیر جمال شاہ' میں نے اپنے آدمی لگا رکھے تھے جس غنڈے سے تمہارا جھگڑا ہوا وہ میرا اپنا آدمی تھا تمہیں پروگرام کے مطابق چھیڑ کر تم سے لڑائی مول لی گئی اور اس کے بعد تمہیں زخمی کر دیا گیا تاکہ تم اسپتال پہنچ جاؤ اور میں تمہیں وہاں سے نکال سکوں یہ سب کچھ بھی ان کے لئے ناخوشگوار نہیں ہے مطلب یہ کہ تمہارا وہاں سے فرار پورا کیس بنا دیتا ہے اور اخبارات یہی بیان چھاپیں گے کہ ایک پڑوسی ملک کا ایجنٹ اس اس طرح سے سارے ہنگامے کرکے اور ایک شخص کو قتل کرکے صاف نکل گیا لیکن اصل میں تمہاری زندگی بچانا مقصود تھا تاکہ تم میرا یہ کام کردو۔"

"پربھات وتی جی اگر میں آپ کے اس کام سے انکار کردوں تو.....؟" میں نے کہا اور وہ مجھے دیکھنے لگی پھر ایک ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

"جب کسی کے ساتھ کچھ توقعات وابستہ کرلی جاتی ہیں اور وہ ٹوٹتی ہیں تو دکھ تو ہوتا ہی ہے لیکن اب جو کچھ میں تمہارے لئے کرچکی ہوں وہ تو کر ہی چکی ہوں ٹھیک ہے انکار کردو گے تو کوئی اور راستہ تلاش کراوں گی۔ تمہیں

ان کے چنگل سے بچالیا اسی بات پر خوشی ملی گی مجھے۔"

میں چند لمحات اسے دیکھتا رہا پھر میں نے کہا "اور اگر میں آپ سے یہ کہوں پربھات وتی جی کہ میں خوش دلی سے آپ کے اس کام کے لئے تیار ہوں تو.....؟"

"مجھے خوشی ہوگی کہ جو کچھ میں نے کیا ہے' مجھے اس کا صلہ مل رہا ہے۔"

"تو آپ یوں سمجھئے کہ آپ کے پتی کنہیا لال کا انتقام لینے میں' میں آپ کا پورا پورا ساتھی ہوں۔"

"سچ.....؟۔"

"ہاں بالکل سچ۔"

"تم نے مجھے خوش کردیا ہے۔"

"مجھے آپ کی خوشی سے خوشی ہے۔"

"اوہ مائی گاڈ' اوہ مائی گاڈ۔ بہت دن سے یہ خیال میرے دل میں مچل رہا تھا کہ میں ان قاتلوں کو کھو رہی ہوں اصل میں جہانگیر جمال شاہ اے گروپ کے یہ نو افراد ہیں جو اسرائیل سے یہاں پہنچے ہیں اور یہاں وہ را اور بلیک کیٹ کے ساتھ مل کر کام کررہے ہیں بہت سے مشن سنبھالے ہوئے ہیں انہوں نے اے گروپ کا چیف جو مسٹر اے کے نام سے مشہور ہے میرے پتی کا قاتل ہے اور یہ باقی آدمی اس کے ساتھی ہیں مجھے اس دستاویز سے تمام تفصیلات معلوم ہوچکی ہیں۔"

"لیکن میڈم اب آپ مجھے یہ بتائیے کہ میرے فرار کا ان لوگوں پر کیا رد عمل ہوگا؟۔"

"ابھی تو یہ کام ہوا ہے میں رد عمل کا انتظار کروں گی۔"

"اس دوران مجھے کیا کرنا ہوگا؟"

"آرام سے رہو یہ میرا دیش ہے یہاں میرے اپنے اختیارات ہیں مجال ہے کسی کی کہ کوئی تمہاری جانب آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے۔ تمہیں کچھ سے ضرور لگ جائے گا یہاں پر لیکن اطمینان رکھو تمہارا کوئی بال بیکا نہیں کرسکے گا۔ بلکہ یہ بھی اچھا ہے کہ مجھے ان کے دل کی بات معلوم ہوجائے گی۔"

"تو پھر جیسا آپ پسند کریں۔"

"تمہیں ایک اور عمارت میں رکھا جائے گا' باگیشوری کو پسند کرو تو وہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"

"اگر میرے ساتھ کوئی بھی نہ رہے تب بھی مجھے اعتراض نہیں ہے۔"

"سنو کچھ ذمہ داریاں آپڑیں گی تم پر۔"

"وہ کیا دیوی جی؟۔"

"تمہیں محدود رہنا پڑے گا۔"

"مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔"

"اصل میں وہ لوگ یہاں بہت زیادہ بااختیار ہیں کیونکہ انہیں حکومت کا سارا حاصل ہے اور پھر تم یہ بھی جانتے ہو کہ حکومت بھی تمہیں کونسا نظرانداز کردے گی۔"

"یقیناً" مجھے اس کا احساس ہے' لیکن ایک اور خیال بھی ہے میرے دل میں۔"

"وہ کیا.....؟۔"

"آپ نے جو کچھ میرے لئے کیا ہے' کیا آپ پر تو کوئی بات نہیں آئے گی۔"

"بھول جاؤ اس بات کو' میں کچی گولیاں نہیں کھیلتی.....!۔"

"بس تو پھر ٹھیک ہے مجھے کون سی عمارت میں رہنا ہوگا؟"

"میں خود تمہیں چھوڑ کر آؤں گی۔"

"کب.....؟۔"

"آج ہی ابھی' تھوڑی دیر کے بعد۔"

"میں تیار ہوں۔"

"تو پھر مجھے تھوڑی دیر کے لئے اجازت دو۔"

وہ چلی گئی۔ باگیشوری میرے پاس آئی اس کے چہرے کا انداز بدلا ہوا تھا۔ ویسے بھی سانولی سلونی سی خوب صورت سی لڑکی تھی۔ ایک نگاہ میں تو وہ مجھے عجیب سی محسوس ہوئی تھی لیکن جب بار بار سامنے آئی تو مجھے اس کی دلکشی کا احساس ہونے لگا۔ کہنے لگی۔

"مجھے آپ کے ساتھ چلنا ہوگا ناں.....؟۔"

"تمہاری مرضی ہے۔"

"آپ کی کیا مرضی ہے؟۔"

میں نے گہری نگاہوں سے اسے دیکھا تو اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا شاید وہ شرما رہی تھی۔ یہ مشرق کی دین تھی مغربی عورتوں کی طرح وہ کفن پھاڑ کر نہیں بول رہی تھی۔ لیکن اس کے چہرے کے شرمگیں تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ مجھ سے متاثر ہے بہرحال یہ حماقتیں بھی زندگی کے ساتھ ساتھ تھیں حالانکہ زندگی داؤ پر لگی ہوئی تھی۔ اور پھر اگر اسے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گروپ کے ان نو افراد کو ہلاک کرنے کا موقع مل جائے تو میں سمجھوں گا کہ میرا یہاں آنا بے کار نہیں ضائع گیا۔ بشرطیکہ اس کے بعد مجھے یہاں سے نکلنے کا موقع بھی مل جائے۔

میڈم پربھات وتی نے میری ذمہ داریاں سنبھال تو تھیں بے شک ان کا اپنا ایک کام مجھ سے وابستہ تھا لیکن اس کے نتیجے میں میرا جو کام ہو رہا تھا میں اس پر خوشی سے پھولا نہیں سما رہا تھا۔

باگیشوری کے ساتھ میں دوسرے کمرے میں آگیا پھر دوپہر تک انتظار کرنا پڑا دوپہر کا کھانا کھایا ور کھانا کھانے کے بعد پربھات وتی میرے پاس پہنچ گئی۔

چہرہ دمک رہا تھا۔ بہت خوش تھی وہ۔ اس نے کہا۔

"باؤلے کتے ہو رہے ہیں سارے کے سارے۔"

"کون.....؟"

"اے گروپ کے آدمی۔"

"اوہو میری وجہ سے۔"

"تو اور کیا.....؟"

"تم سے ملاقات ہوئی؟"

"ہاں۔ مسٹر اے نے مجھے طلب کیا تھا اور اس سنگین صورت حال سے آگاہ کیا تھا۔"

"کیا کہہ رہے تھے؟"

"کہہ رہے تھے کہ اس شخص کا نکل جانا بے حد خطرناک ہو سکتا ہے۔"

"تو پھر آپ نے کیا کہا میڈم؟"

"میں نے خود ان سے نہایت سختی سے اس بارے میں باز پرس کی اور کہا کہ وہ صحیح طریقے سے اپنا کام سرانجام نہیں دے سکے۔ ہمارے دیش میں، ہمارا ایک دشمن نجانے کیا کیا نقصان پہنچائے ہمیں، یہ ان کی ذمہ داری بنتی ہے۔"

"تو پھر.....؟"

"بس ایک ایک کی خبر گیری ہو رہی ہے۔"

"آپ کے ان آدمیوں کو تو نقصان نہیں پہنچے گا جنہوں نے میرے ساتھ رعایتیں برتی ہیں۔"

"کیسی بات کر رہے ہو، پہلے بھی تم سے کہہ چکی ہوں کہ کچی گولیاں نہیں کھیلیں۔ میں نے خاص خاص قسم کے لوگوں کو آمادہ کیا ہے اس بات پر اور انہوں نے اس خوش اسلوبی سے اپنا یہ کام سرانجام دیا ہے"

"آپ نے میرے لئے بہت کچھ کیا ہے پربھات وتی جی۔"

"کچھ نہیں کیا میں نے تمہارے لئے۔ اگر تم میرے کام کر دو تو یوں سمجھ لو میں جیون بھر تمہاری احسان مند ہوں گی۔ جب تک جیتی رہوں گی تمہارے مفادات کا ہمیشہ خیال رکھوں گی۔"

"وعدہ کرتی ہیں؟"

"پکا وعدہ۔ ہاتھ ملاؤ۔" اس نے اپنا خوب صورت ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دیا اور میں نے اسے گرمجوشی سے پکڑ لیا۔ اتنا اندازہ ہو گیا تھا مجھے اس کے بارے میں کہ وہ سب کچھ ہے لیکن کردار کی خراب نہیں ہے۔ ایسی کسی عورت کی جانب کسی غلط نگاہ سے دیکھنا یا اس سے کسی قسم کی غلط توقعات وابستہ کر لینا خود میرے لئے بھی ایک ناپسندیدہ عمل تھا بس دوستی کی حد تک کافی تھا اور اتنا ہی بہت تھا کہ وہ میرے ایک مقصد کے لئے غیر محسوس طور پر کام کر رہی ہے۔ میں خود بھی تو یہی چاہتا تھا اور یہی بات یہ ہے کہ مجھے حکم بھی یہی ملا تھا یہ دوسری بات ہے کہ اس حکم کی تعمیل وہاں کی بجائے یہاں ہو رہی تھی۔

پربھات وتی مجھے ایک بند گاڑی میں لے کر چل پڑی۔ باگیشوری میرے ساتھ تھی، جو رہائش گاہ مجھے رہنے کے لئے دی گئی تھی وہ بھی بہت خوبصورت تھی ایک دور دراز کا علاقہ تھا اور یہ چھوٹا سا گھر بہت سے گھروں کے بیچ میں بنا ہوا تھا یہاں زندگی کی تمام ضرورتیں فراہم کر دی گئی تھیں خصوصاً" اس گھر کا وہ صحن والا حصہ تھا جس میں پیپل کا ایک درخت لگا ہوا تھا اور چاروں طرف پھولوں کے گملے سجے ہوئے تھے۔ باگیشوری میرے ساتھ تھی وہ کہنے لگی۔

"کیسی جگہ ہے مہاراج؟"

"بہت اچھی۔"

پھر بھات وتی نے کہا..... "میں نے اسے اپنی سکون گاہ کے طور پر بنوایا ہے اور آج سے پہلے باگیشوری بھی یہ بات نہیں جانتی تھی کہ ایسی کوئی رہائش گاہ بھی میرے پاس ہے یوں سمجھ لو کہ یہ بالکل ہی الگ کھیل ہے۔"

"آپ بہت صاحب ذہن ہیں پربھات وتی جی۔"

"اچھا اب تم یہاں رہو۔ اپنی ضرورتیں دیکھ لو اور سنو تمہارے لئے چند جوڑے کپڑے بھجواؤں گی میں ایک آدمی شیتل نامی آئے گا، بس وہی تمہارے اور میرے درمیان رابطے کا ذریعہ رہے گا۔ ویسے میں تمہیں ٹرانسمیٹر بھجوادوں گی یہاں ٹیلی فون نہیں ہے۔"

"اگر اس کا بندوبست ہو سکے تو میرا اور آپ کا رابطہ رہے گا۔"

"ہو جائے گا بندوبست، تم اس کی چنتا مت کرو۔" تھوڑی دیر کے بعد وہ چلی گئی، باگیشوری کے چہرے سے یہ احساس ہو رہا تھا کہ وہ یہاں میرے ساتھ رہ کر بہت خوش ہے، اور اس کا اظہار اس نے ان الفاظ میں کیا۔

"مہاراج عجیب تو نہیں لگتا یہاں؟"

"کیوں.....؟"

"اس لئے مہاراج کہ پورا گھر ہے اور ہم اس گھر میں تنہا ہیں۔"

میں نے میڈم باگیشوری کو دیکھا اس تنہائی کا اظہار کر کے وہ جو کچھ کہنا چاہ رہی تھیں وہ میری سمجھ میں آگیا تھا۔ بہر طور وقت گزاری کے لئے بری نہیں تھیں۔ شام کو شیتل آیا مجھے ٹرانسمیٹر دے گیا اور تھوڑی ہی دیر کے بعد اس ٹرانسمیٹر پر میرا رابطہ پربھات سے ہوا۔

"ہیلو....."

"جی میڈم....."

"میڈم مت کہا کرو نا مجھے....."

"پھر آپ جو حکم دیں۔"

"یہ کیا بات ہوئی بھلا، دوستوں میں بھلا حکم چلتا ہے۔"

"آپ نے مجھے اپنے دوستوں میں شمار کر لیا ہے؟"

"ہاں۔ کیا تمہیں پہلے یہ احساس نہیں ہوا؟"

"نہیں۔ میں آپ سے بہت کم تر ہوں۔"

"تم اگر میرا کام کر دو، تو یوں سمجھ لو کہ اس سنسار میں تم سے بڑا میرے لئے اور کوئی نہیں رہے گا۔"

"اب آپ ایسی باتیں نہ کریں۔ میں آپ کے کام کا وعدہ کر چکا ہوں اور اب یہ کام آپ کا نہیں میرا ہے۔"

"تمہارا.....؟"

"ہاں....."

"کیوں.....؟"

"اس لئے کہ آپ میری دوست ہیں۔"

"بہت بہت شکریہ کوئی تکلیف تو نہیں ہے تمہیں؟"

"بالکل نہیں۔"

"بس تو میں ضرورت کے وقت تمہیں کال کروں گی۔"

"بہتر ہے۔"

سلسلہ منقطع ہو گیا بہت ہی عمدہ وقت گزرا تھا باہر ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ اور میڈم باگیشوری نے ایک خوب صورت ساڑھی زیب تن کر لی تھی۔ ہلکا سا میک اپ بھی کیا تھا انہوں نے۔ پتا نہیں انہیں اس کے لئے ہدایت ملی تھی یا پھر وہ اپنے طور پر ہی یہ سب کچھ کر رہی تھیں۔

پہلا دن اور اس کے بعد پہلی رات ان کے ساتھ گزری۔ انہوں نے ثابت کر دیا کہ وہ دلکشی میں بے مثال ہیں اور سچی بات یہ ہے کہ بار بار فریدہ کے احساس کے باوجود میں باگیشوری کے وجود کو نظر انداز نہیں کر سکا تھا اور ایک حسین رات گزرنے کے بعد ایک حسین صبح کا آغاز ہو گیا تھا۔

پھر حسین راتیں حسین دن گزرتے رہے، اور اس طرح مجھے تقریباً" چھ دن گزارنے پڑے۔ باگیشوری میری بہت اچھی ساتھی ثابت ہوئی تھی۔ اس دوران کئی بار میڈم پربھات وتی نے ٹرانسمیٹر پر مجھ سے بات کی تھی اور پھر ساتویں دن وہ میرے پاس پہنچ گئیں۔ مجھ سے میری خیریت پوچھی اور طرح طرح کے سوالات کئے کہ یہاں مجھے کوئی تکلیف تو نہیں ہو رہی، باگیشوری نے میرا پوری طرح خیال رکھا ہے یا نہیں۔ ان تمام باتوں کے بعد وہ اصل بات پر آگئی۔

"کام مکمل ہو چکا، بس آج کی رات اور گزارنی ہے تمہیں..... اور کل دن کے ساڑھے گیارہ بجے اپنا کام مکمل کر لینا ہے۔"

میں ہلکی سی جھرجھری لے کر رہ گیا، اس کے ان الفاظ نے میرے ذہن میں سنسنی پیدا کر دی تھی۔

بہرحال اپنے انسان ہونے سے تو میں نے کبھی انکار نہیں کیا تھا۔ اس قسم کے کسی بھی انکشاف پر تھوڑا سا متاثر تو ہونا ہی تھا۔ پربھات وتی بالکل سنجیدہ ہو گئی اس نے کہا۔

"اور اب میں تمہیں تمام تفصیلات سمجھائے دیتی ہوں۔"

"جی....." میں نے مستعدی سے کہا۔

"دیکھو یہ ایک تصویر ہے۔" اس نے اپنے ساتھ لائے ہوئے ہینڈ بیگ سے ایک تصویر نکال کر میرے سامنے رکھ دی۔ اچھی شکل و صورت کا نوجوان تھا۔ کہنے لگی۔

"اس کا نام ست پرکاش ہے۔"

"جی....."

"میرا آدمی ہے اور میں اس کی جگہ تمہیں استعمال کرنا چاہتی ہوں۔"

"مطلب.....؟"

"تمہارے چہرے پر باآسانی اس کا میک اپ کیا جا سکتا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے۔"

"اوہ کیا میک اپ کا بندوبست ہے؟۔"

"ہاں بالکل ہے۔ صبح سات بجے جاگ جاؤ گے ۔ میرا میک اپ مین تمہارے پاس پہنچ جائے گا اور تمہارے چہرے پر اس کا میک اپ کردے گا۔۔ تم بالکل اطمینان رکھو وہ اپنے کام کا ماہر ہے۔"

"جی میڈم۔"

"ست پرکاش کی حیثیت سے تمہیں اس عمارت میں پہنچنا ہوگا۔ جہاں کل ساڑھے گیارہ بجے اے گروپ کے تمام افراد جمع ہو رہے ہیں۔ میں نے انہیں نہایت چالاکی سے وہاں پہنچنے کی ہدایت کردی ہے۔ لیکن ایک بات بتاؤ جہانگیر جمال شاہ۔"

"جی میڈم۔"

"ان لوگوں کو ہلاک کرتے ہوئے تمہیں جھجھک تو نہیں ہوگی' ہو سکتا ہے ان کے ساتھ کچھ مقامی آدمی بھی ہوں کسی ایک کو بھی زندہ چھوڑنا' نا صرف تمہارے بلکہ میرے حق میں بھی بہت برا ہوگا۔ تمہیں وہاں ایک بے رحم قاتل کی حیثیت سے اپنا کام کرنا ہوگا۔"

"آپ مطمئن رہیں۔"

"تو پھر یہ دیکھو یہ تمہارا پاسپورٹ اور یہ ٹکٹ ہے' دوبئی کے لئے تمہاری فلائیٹ کا وقت ایک بجکر پندرہ منٹ ہے۔ وہاں تم اپنا کام سرانجام دے کر نکل جاؤ گے اور اپنا یہ مختصر سا سامان جو ابھی تمہارے حوالے کردیا جائے گا لے کر ایئرپورٹ پہنچ جاؤ گے۔۔ تمہارے کاغذات وغیرہ مکمل ہیں تم ملازمت کے متلاشی ایک نوجوان کی حیثیت سے وزٹ ویزا پر دوبئی جارہے ہو جہاں تمہیں درشن رام نامی ایک آدمی ریسیو کرے گا اور پھر وہ تمہیں تمہارے وطن پہنچانے کے تمام انتظامات کردے گا۔ یہ ذمہ داری اس کے سپرد کردی گئی ہے سب میرے بھروسے کے آدمی ہیں۔ تیار ہو کر تم اس عمارت میں پہنچ جاؤ گے اور وہاں ان لوگوں کی آمد کا انتظام کرو گے' تمہارے ساتھ دو آدمی اور بھی ہوں گے' جو معمولی قسم کے لوگ ہیں اور اس عمارت کے رکھوالے ہیں۔ وہ لوگ جہاں پہنچ کر میٹنگ کریں گے اور اس میٹنگ میں تمہیں انہیں موت کے گھاٹ اتار دینا ہے' یہ تمہاری ذمہ داری ہے"

"اسلحہ؟"

"ایک کلاشنکوف تمہارے حوالے کردی جائے گی پورے پورے ایمونیشن کے ساتھ اور تمہیں ان سب کو بھون دینا ہوگا۔"

"جی میڈم۔"

"بس آگے ہم سارا کھیل تقدیر کے حوالے کردیتے ہیں اپنے دیش میں پہنچ جاؤ تو مجھے ضرور یاد رکھنا۔ کبھی کسی بھی سے ہماری تمہاری ملاقات ہو سکتی ہے لیکن احتیاط کے ساتھ۔"

"ان لوگوں کی موت سے آپ پر تو کوئی اثر نہیں پڑے گا؟۔"

"بالکل نہیں' کیونکہ میں نے جو میٹنگ بلائی ہے وہ انتہائی خفیہ ہے اور اس کے بارے میں انہیں ہدایت کردی ہے کہ کسی اور کو اطلاع نہیں ملنی چاہئے۔"

"ٹھیک ہے میڈم دی۔"

"مت پکارو مجھے اس منحوس نام سے' نفرت ہے مجھے اس سے۔ میں دیکھوں گی کہ کب تک اس نام کو استعمال کر سکتی ہوں۔ اور کب اس سے چھٹکارہ حاصل کر سکتی ہوں۔"

میں نے اس کے لئے انہی نیک خواہشات کا اظہار کیا تھا اور پھر وہ چلی گئی تھی۔ تمام چیزیں اس نے میرے حوالے کردی تھیں۔

ندیم

یہ رات میرے لئے بڑی سنسنی خیز تھی اور پورے بدن میں اینٹھن ہو رہی تھی۔ اعصاب کشیدہ تھے' جو کام مجھے سرانجام دینا تھا وہ معمولی نہیں تھا۔ نو افراد کا قتل اور اس کے بعد اس بات کے بھی امکانات تھے کہ مزید لوگوں کی زندگی اس پروگرام کی بھینٹ چڑھ سکتی ہے' لیکن بس اتنا کافی تھا کہ وہ موساد کے ایجنٹ ہیں اور ان لوگوں کی ہلاکت ویسے بھی مجھ پر فرض ہے۔

باگیشوری کو میں نے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا یہ سب ذمہ داری پربھات وتی کی تھی اور مجھے اسے احتیاط سے نباہنا تھا۔ غرض یہ کہ وقت گزرتا رہا' سچی بات یہ ہے کہ اس رات میں باگیشوری سے بھی انصاف نہیں کرسکا۔ لیکن مشرقی عورت تھی' جس کی زبان پر ہمیشہ تالے پڑے ہوتے ہیں چاہے اس کے دل میں کتنی ہی آرزوئیں کیوں نہ مچل رہی ہوں۔

صبح سات بجے سے پہلے ہی جاگ گیا۔ باگیشوری دیوی ابھی تک سو رہی تھیں۔ میں نے غسل کیا۔ پوری طرح تیار ہوگیا۔ ٹھیک سات بجے وہ شخص پہنچ گیا جو میرے لئے میک اپ کا سامان لایا تھا۔ حالانکہ میک اپ

میں بھی کر سکتا تھا۔ لیکن بہت زیادہ ذہانت کا مظاہرہ بھی بعض اوقات نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس کی آمد پر میں نے باگیشوری کو جگایا اور پھر اس کے ساتھ ایک کمرے میں آگیا جہاں اسے اپنا کام سرانجام دینا تھا۔

میک اپ ہی کے دوران میں نے اس نوارد کے ساتھ ہلکا پھلکا ناشتا بھی کیا اپنے آپ کو چاق و چوبند رکھنا چاہتا تھا اور اسی شخص نے مجھے کلاشنکوف اور اس کا ایمونیشن بھی فراہم کیا تھا۔ میک اپ میں ماہر آدمی تھا۔ خاموش طبع اور کسی قدر افیونی جیسا۔ بہت کم بات کی تھی اس نے مجھ سے' لیکن چونکہ پربھات وتی نے بتایا تھا کہ وہ اسے بھیج رہی ہے اس لئے میں نے اس پر زیادہ غور نہیں کیا تھا۔ پھر جب وہ اپنے کام سے فارغ ہوگیا تو اس نے آئینہ میرے سامنے کردیا۔ میں اس تصویر کے ہوبہو مشابہت رکھتا تھا' تب اس نے کہا۔

"میڈم سے بات کرلیں آپ کے پاس ٹرانسمیٹر موجود ہے انہوں نے ہدایت کی ہے اس بات کی"

میں نے پربھات وتی سے آخری بار گفتگو کی اس نے کہا۔

"کیا تم مطمئن ہو۔۔۔۔؟"

"ہاں میڈم۔۔۔۔"

"بس تو پھر میں تمہارے لئے نیک خواہشات کا اظہار کرتی ہوں اور اسی وقت تمہیں الوداع کہتی ہوں۔"

"اوکے میڈم۔"

"ٹرانسمیٹر اس شخص کے حوالے کردو" اس نے کہا اور میں نے اس کی اس ہدایت پر بھی عمل کیا۔ خاصی ذہین عورت معلوم ہوتی تھی پربھات وتی۔ ظاہر ہے موساد کے زیڈ آرگنائزیشن میں اسے وی کا عہدہ بلاوجہ ہی نہیں مل گیا ہوگا۔ لیکن بڑی عجیب و غریب کہانی تھی اس کی بھی۔ وہ انتقامی طور پر یہ سب کچھ کر رہی تھی۔ پروقار' اور پرکشش عورت تھی' ایسی عورت جسے خاصے عرصے تک یاد رکھا جائے۔

غرض یہ کہ میں نے تھوڑا سا وقت اور گزارا اور اس کے بعد وہاں سے روانگی کے لئے تیار ہوگیا۔ باگیشوری کو اس بارے میں شاید کچھ نہیں بتایا گیا تھا اس نے حیرت سے پوچھا کہ میں کہاں جارہا ہوں۔؟ میں نے اس سے کہا کہ ایک کام سرانجام دینا ہے مجھے ہو سکتا ہے رات تک میری واپسی ہو۔۔۔ پھر اس کے بعد میں چل پڑا اور کچھ دیر کے بعد اس عمارت میں پہنچا دیا گیا۔

یہ عمارت بھی ایک دور دراز علاقے میں واقع تھی۔ دروازے پر بس ایک چوکیدار ملا' جس نے میرا استقبال کیا اور مجھے ست پرکاش کے نام ہی سے یاد کیا۔

میں اندر داخل ہوگیا' اپنا سامان وغیرہ میں نے ایک جگہ سیٹ کردیا۔ ایک ایک لمحہ دماغ میں دھمک بن کر گزر رہا تھا' کوئی گیارہ بجے کے قریب ان لوگوں کی آمد شروع ہوگئی۔ میں نے مسٹرائے کو دیکھا۔ مجھے فوراً ہی ان کے سامنے نہیں جانا تھا۔ وہ اپنے طور پر یہاں آئے تھے اور غالباً اس عمارت سے پوری طرح واقف تھے۔ مسٹرائے کے ساتھ دو افراد اور تھے جنہیں میں پہلے بھی دیکھ چکا تھا۔ باقی آنے والے اجنبی تھے۔ ساڑھے گیارہ بجے تک وہ سارے کے سارے اس ہال میں جمع ہوگئے' جہاں ایک بڑی سی میز پڑی ہوئی تھی اور اس پر کچھ کاغذات رکھے ہوئے تھے' میرے کام کے شروع ہونے میں اب چند ہی لمحات باقی رہ گئے تھے بظاہر کوئی مداخلت نظر نہیں آرہی تھی۔ ان نو افراد کے علاوہ اور کوئی شخص وہاں موجود بھی نہیں تھا۔

مقررہ وقت رفتہ رفتہ قریب آتا جارہا تھا اور میرے اعصاب کی کشیدگی بڑھتی جارہی تھی۔ بہرطور انسانی زندگی لینا آسان کام نہیں ہوتا ہرچند کہ اب میرے لئے یہ تصور بڑا عجیب تھا جو کچھ کرتا رہا تھا اس میں بلاشبہ نیک جذبے شامل تھے۔ وطن کی بقاء کا مسئلہ تھا لیکن بہرطور یہ الگ کھیل ہوتا ہے۔ کلاشنکوف میرے پاس تیار تھی وہ لوگ تصور بھی نہیں کرسکتے تھے کہ ابھی چند لمحات کے بعد ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ بالآخر وہ لمحہ آگیا جب مجھے اپنا کام سرانجام دے دینا تھا۔ میں کلاشنکوف چیک کر کے اس ہال کے دروازے پر پہنچ گیا اور پھر اس پر زور سے ایک لات مار کر اندر داخل ہوگیا۔ اندر مسٹرائے کی سرکردگی میں کانفرنس جاری تھی۔ ان لوگوں کو یہ سمجھانا بھی ضروری نہیں تھا کہ انکی موت کی وجہ کیا ہے۔ ظاہر ہے اس کے بعد وہ اس پر غور نہیں کرسکتے تھے۔ تمام ہی لوگوں کے منہ حیرت سے کھل گئے وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہے تھے لیکن انتظار کرنا بیکار تھا میں نے کلاشنکوف سے ایک برسٹ مارا اور وہاں چیخ و پکار مچ گئی اور اس کے بعد جب کام کا آغاز ہو جائے تو پھر اسے انجام تک پہنچائے بغیر رکنا بے مقصد ہی تھا۔ میں نے کئی برسٹ مارے اور وہ سب خاک و خون میں تڑپنے لگے یہ اندازہ لگاتا رہا میں کہ ان میں سے کوئی زندہ تو نہیں بچ گیا ہے لیکن اتنے قریب سے فائرنگ کی جارہی تھی ان کے جسموں کے چیتھڑے اڑ گئے تھے۔ خون بری طرح پھیلتا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چلا جا رہا تھا اتنا فاصلہ البتہ میں نے رکھا تھا کہ خون کی چھینٹیں میرے جسم پر نہ پہنچنے پائیں۔ پھر ان تمام کاموں سے فراغت حاصل کرنے کے بعد میں نے کلاشنکوف وہیں ڈال دی اور باہر نکل آیا بس اب یہاں سے فرار ہو کر ایئرپورٹ پہنچنا تھا۔ کاغذات وغیرہ سنبھال کر رکھے ہوئے تھے میں نے چنانچہ کچھ دیر کے بعد میں وہاں سے نکل آیا۔

ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ایئرپورٹ چل پڑا جو کام میں سرانجام دے کر واپس پلٹا تھا اس کے بعد اعصاب کو سنبھالنا ایک مشکل عمل تھا اس کے لئے یقینی ریسٹ کی ضرورت تھی۔ لیکن اب میں ان کاموں کا ماہر ہو گیا تھا۔ چنانچہ ٹیکسی ہی کے سفر میں میں نے اپنے آپ کو پرسکون کرلیا اور کچھ دیر کے بعد ٹیکسی ایئرپورٹ پر جا رکی' میں نے ڈرائیور کو بل ادا کیا اور پھر اندر داخل ہو گیا۔

دبئی ایئرپورٹ پر ضروری امور سے فارغ ہو کر باہر نکلا تو درشن رام نے میرا استقبال کیا اس نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"راجکماری پربھات وتی نے مجھے آپ کے بارے میں بتایا تھا مہاراج ست پرکاش میں آپ کی سیوا کے لئے حاضر ہو گیا ہوں۔"

"شکریہ درشن رام مجھے بھی انہوں نے تمہارے بارے میں بتادیا تھا یہاں کہاں رہتے ہو.....؟۔"

"یہیں نوکری کرتا ہوں مہاراج اور ان لوگوں کا سیوک بھی ہوں ایک چھوٹا سا گھر لے رکھا ہے کرائے پر۔" درشن رام نے جواب دیا۔

بہرحال درشن رام کے ہاں بہت زیادہ وقت نہیں گزار سکتا تھا۔ وہ درمیانی قسم کا آدمی تھا لیکن اتنا میں جانتا تھا کہ یہاں بھی وہ ظاہر ہے موساد اور را کے ایجنٹوں میں سے ایک ہو سکتا ہے یا پھر ممکن ہے میرا یہ خیال غلط ہو اس کا براہ راست واسطہ پربھات وتی سے ہی ہو میں نے یہ سوال اس سے کر ڈالا۔

"راجکماری پربھات وتی سے تمہارے کیسے تعلقات ہیں درشن رام؟"

"برسوں کے تعلقات ہیں مہاراج وہ ہماری سرپرست ہیں۔"

"کیا ان کا تعلق جس ادارے سے ہے تمہارا تعلق بھی اسی ادارے سے ہے؟۔"

"کون سے ادارے سے مہاراج ہمیں اس بارے میں کچھ نہیں معلوم......"

"میرا مطلب ہے رانی پربھات وتی جی کچھ نہ کچھ کرتی ہی ہوں گی۔؟"

"ارے ان کے لئے کچھ کرنا یا نہ کرنا کیا حیثیت رکھتا ہے آج بھی وہ راجکماری ہیں بھلا انکے پاس کمی ہے کسی چیز کی۔؟"

اندازہ یہ ہوا کہ درشن رام کا را' یا موساد سے کوئی تعلق نہیں ہے اس نے کہا۔

"مہاراج آپ کا ہم سارا انتظام کردیں گے پھر بھی تھوڑا سا وقت لگ جائے گا اس میں۔"

"کتنا وقت......؟۔"

"دو تین دن لگیں گے مہاراج ذرا حالات کو دیکھنا ہے۔"

"ٹھیک ہے درشن رام تم بالکل بے فکر رہو میں یہاں کسی ہوٹل میں قیام کرلوں گا۔"

"جیسی آپ کی مرضی مہاراج ویسے یہ چھوٹا سا گھر بھی حاضر ہے۔"

"نہیں گھر بہت چھوٹا ہے تمہیں تکلیف ہوگی۔"

میں نے ایک ہوٹل میں کمرا حاصل کرلیا تیسرے دن درشن رام نے مجھے میرے تمام کاغذات' پاسپورٹ اور یہاں سے روانگی کا پروانہ لا کر دے دیا۔ گویا اب میں اپنے طور پر آزاد تھا کہ اطمینان سے اپنے وطن روانہ ہو جاؤں' اس وقت میرے دل کو ایک ایک لمحہ شاق گزر رہا تھا۔ چنانچہ میں نے فوراً" ہی انتظامات کئے اور ایک بار پھر مجھے طیارے سے اپنے وطن تک کا سفر کرنا پڑا جس کامیابی سے میں اپنا کام سرانجام دے کر واپس لوٹا تھا اس سے میرا دل خوشی سے معمور تھا۔ حالانکہ یہاں کے معاملات ابھی باقی رہ گئے تھے لیکن بہرحال ان لوگوں کو بھی اندازہ ہو جائے گا کہ کس غلط آدمی سے واسطہ پڑ گیا تھا اپنا دیس اپنا دیس ہوتا ہے نجانے کون بدنصیب ہوتے ہیں وہ جو اپنے وطن کو اہمیت نہیں دیتے اور اس سے بے پرواہ رہتے ہیں حالانکہ دیس کی خوشبو وہ خوشبو ہوتی ہے جو جسم و جان میں رچی ہوئی ہوتی ہے اور اس سے جو سکون حاصل ہوتا ہے شاید انسان کو دنیا کے حسین ترین خطے میں نہ ملتا ہو۔ میں ایک غیر جذباتی آدمی تھا اور بہت زیادہ جذبات میں ڈوب کر میں نے کبھی نہیں سوچا تھا لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ اپنے وطن کی سرزمین پر قدم رکھتے ہوئے ایک ایسی انوکھی فرحت کا احساس ہوتا ہے جس کی مثال کسی دوسری چیز میں نہیں مل سکتی۔

ایئرپورٹ سے اتر کر ٹیکسی کی' ظاہر ہے اس کے بعد مجھے گھر ہی پہنچنا تھا۔ بہت سے خیالات دل میں تھے۔ فریدہ کا تصور بھی تھا۔ آفتاب کمال بھی ذہن میں موجود تھا۔ یہ احساس بھی تھا کہ چہرے پر میک اپ ہے لیکن بہرحال یہ کوئی ایسا مشکل مرحلہ نہیں تھا میں ایک خطرناک مہم سرانجام دے کر واپس لوٹ آیا تھا۔ لیکن ابھی صحیح معنوں میں تو اس مہم کا آغاز بھی نہیں ہوا تھا۔ بس یہ دوسری بات ہے کہ تقدیر نے اب بھی میرا ساتھ دیا تھا اور میرے دشمنوں نے جہاں میرے خلاف ایک چال چلی تھی وہیں مجھے اس چال میں ان کے خلاف کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ زیڈ ڈیپارٹمنٹ کے چیف نے لازمی طور پر یہ سوچا ہوگا کہ مجھ سے وہ کام لیا جائے جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے یعنی میرے اپنے وطن کے باغی ایک شخص سے وہ غیر ملک میں اتنا خوفناک کام لینا چاہتا تھا۔ کہ میں منظر عام پر آجاتا اور لازمی امر ہے کہ مجھے اپنے وطن کا ایجنٹ کہا جاتا اور وہ لوگ اس سے کا خاص سیاسی فائدہ حاصل کرلیتے میری کیا کیا درگت بنتی اس بارے میں سوچ سکتا تھا لیکن اللہ نے مجھے ان تمام مصیبتوں سے بھی بچالیا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ میں ایک عظیم کارنامہ بھی سرانجام دے آیا تھا۔"

بالآخر ٹیکسی میری کوٹھی کے دروازے پر جا رکی اور میں بل ادا کر کے نیچے اتر گیا۔ دروازے پر چوکیدار ہی نے مجھے روکا تھا۔

"جی صاحب کس سے ملنا ہے؟۔"

"اختیار حسین صاحب سے ملاقات کرنی ہے۔" میں نے چوکیدار کو جواب دیا

"تو آپ اندر کدھر گھستا چلا جاتا ہے؟ صاحب شریف آدمیوں کی طرح دروازے پر رکو ہم اور اطلاع کراتا ہے وہ آپ کو بلائے گا تو آپ کو اندر جانے دے گا ہم۔"

میں نے ایک گہری سانس لی اس وقت اس سے الجھنا بیکار بات تھی بہتر یہ ہے کہ قانون قاعدے کا احترام کرلیا جائے اختیار حسین صاحب کو اطلاع پہنچائی گئی اور وہ خود میرے پاس آگئے

"جی' فرمایئے کیا کام ہے آپ کو مجھ سے اور کون صاحب ہیں آپ؟۔"

"جناب میں جہانگیر جمال شاہ صاحب کا دوست ہوں اور ایک پیغام لے کر آپ کے پاس آیا ہوں۔" میں نے جواب دیا

"اوہو "اچھا اچھا" آیئے آیئے۔" اختیار حسین صاحب نے کہا اور میں ان کے ساتھ آگے بڑھ گیا اندر کمرے میں پہنچ کر میں نے اصل آواز میں کہا۔

"ماموں صاحب یہ میں ہوں آپ کا جہانگیر جمال شاہ۔"

"ایں..... ۔" ماموں اختیار حسین اچھل پڑے مجھے حیرت سے دیکھا اور پھر بولے۔

"لیکن..... لیکن صورت تو۔ صورت تو۔"

"آیئے پہلے میں آپ کو اپنی صورت دکھا دوں فریدہ وغیرہ تو ٹھیک ہیں ناں؟۔"

"ہاں' بس..... بالکل ٹھیک ہیں۔" بہرطور میں نے اپنا میک اپ اتارا اور ماموں اختیار حسین شدت حیرت سے مجھے دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے

آفتاب کمال کو بھلا یہاں آنے میں کیا دیر لگتی؟' آندھی طوفان کی طرح پہنچا تھا اور اس کے بعد نہایت پرتپاک انداز میں مجھ سے ملا تھا وہ سر سے پاؤں تک مجھے دیکھتا ہوا بولا.....

"اب یہ بتایئے چیف کہ آپ نے اتنے دن کہاں گزارے۔؟"

"تمہارا کیا خیال ہے...؟۔"

"چیف میں تو واقعی سخت پریشان ہو گیا تھا۔"

"میں تمہیں ان دنوں کی تفصیل بتائے دیتا ہوں۔" میں نے آفتاب کمال کو وہ تمام کہانی سنائی جو مجھے پیش آچکی تھی اور آفتاب کمال شدت حیرت سے منہ پھاڑے بیٹھا رہا پھر اس نے آنکھیں بند کر کے گردن جھٹکتے ہوئے کہا۔

"میں تو اپنے آپ کو ہی بہت تیس مار خان سمجھ رہا تھا چیف لیکن آپ کی بات ہی الگ ہے۔"

"تم نے تیس مار خان کے کیا کارنامے سرانجام دیئے؟۔"

"چیف جو کام آپ یہاں چھوڑ گئے تھے' میں اس کی تکمیل کرتا رہا ہوں' سترہ افراد کو ہلاک کیا ہے میں نے' اور پورے پورے اعتماد کے ساتھ کہ وہ 'را اور 'موساد' کے ایجنٹ تھے ان سب کی فہرست تیار ہے۔"

"کیا.....؟۔" میں شدت حیرت سے اچھل پڑا

"ہاں چیف جو کام آپ ادھورا چھوڑ گئے تھے وہ میں نے آپ کے نام پر کر ڈالا ہے اور کرنل اعجاز اس دوران مسلسل اس کوشش میں مصروف رہے ہیں کہ آپ سے ملاقات کریں اور آپ کو ان شاندار کارناموں کی مبارک

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باد پیش کریں۔"

"تو کیا اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ جن لوگوں کو تم نے ہلاک کیا وہ موساد یا را کے ایجنٹ تھے؟۔"

"سو فیصدی چیف' سو فیصدی۔" ملٹری کے پاس ان لوگوں کی تمام تفصیلات موجود تھیں۔ کرنل اعجاز بار بار یہی کہتے رہے ہیں کہ میں یعنی آپ ان سے ملاقات کریں۔ لیکن میں نے آپ کے لہجے میں ان سے بات کرکے یہ کہہ دیا ہے کہ ابھی میرا ان سے ملاقات کرنا یعنی آپ کا ان سے ملاقات کرنا بالکل مناسب نہیں ہے چونکہ خاصا کام باقی ہے۔ بہرحال آخر میں انہوں نے یہ کہا تھا کہ میں جب بھی مناسب سمجھوں ان سے رابطہ قائم کرکے ملاقات کروں"

"آفتاب کمال کون کون سی باتوں کی تعریف کروں میں تمہاری تم واقعی باکمال ہو۔"

"چیف بس آپ کی محبت اور آپ کی عنایت ہے۔"

"مگر دوست تمہیں تو اس بارے میں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہوگا۔"

"چیف ہماری زندگی ہی مشکلات سے تعبیر ہے' میرے ساتھ کام کرنے والے بھی بہترین تربیت یافتہ ہو چکے ہیں اور اب ان کے لئے کوئی خطرناک سے خطرناک کام کر ڈالنا مشکل نہیں ہوتا۔"

"یہ سترہ افراد ہلاک ہو چکے ہیں؟۔"

"ہاں چیف چونکہ ہدایت یہی تھی کہ ان کی زندگی کا خطرہ مول نہ لیا جائے البتہ میں نے ان میں سے ایک کو گرفتار کرکے آپ کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔"

"کون تھا وہ....؟۔"

"لیکسی جیسن نامی وہ عورت جس کا تھوڑا سا تذکرہ آپ نے بھی مجھ سے کیا تھا۔"

"لیکسی جیسن ہلاک ہو چکی ہے؟۔"

"ہاں چیف اس نے فرار ہونے کی کوشش کی تھی اور اس کوشش میں میرے آدمیوں نے اسے گولی ماردی گولی اتفاق سے دل پر لگ گئی تھی جس سے وہ فوراً" ہی ہلاک ہوگی ورنہ میرا ارادہ تھا کہ اسے زندہ رکھوں گا۔"

"تو پھر میرے کرنے کے لئے تم نے چھوڑا ہی کیا ہے۔" آفتاب کمال' اصل کام جو مجھے کرنا تھا وہ تم نے کر ڈالا۔"

"نہیں چیف' آپ دیار غیر جاکر جو کچھ کر چکے ہیں اس سے بڑا کارنامہ تو میں نے سرانجام نہیں دیا۔"

"تو پھر اب کیا ارادہ ہے آفتاب کمال' میرا خیال ہے اب کرنل اعجاز سے مل لینا کوئی غلط بات نہیں ہوگی؟۔"

"ظاہر ہے چیف ملنا تو ہے ان سے' میں نے تو صرف اس لئے اس بات کو ٹالے رکھا کہ آپ یہاں موجود نہیں تھے۔"

"اور تم ان سے میری آواز میں بات کرتے رہے ہو؟۔"

"جی چیف اس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔"

"اور انہیں کوئی شک نہیں ہوا' اس بات پر کہ یہ میں نہیں ہوں؟۔"

"نہیں چیف اگر شک ہو جاتا تو پھر آفتاب کمال کا کمال ہی کیا ہوتا؟۔"

"بھئی واقعی باکمال آدمی ہو اچھا یہ بتاؤ میرے گھر کے حالات کیسے ہیں؟۔"

"تمام لوگ بالکل ٹھیک ہیں' ڈی آئی جی تیمور جمال صاحب آپ کے سلسلے میں سخت پریشان ہیں حالانکہ ان پر کوئی ذمے داری آپ کی گرفتاری کی عائد نہیں ہوتی لیکن انہوں نے لاتعداد ذمے داریاں اپنے آپ پر ڈال رکھی ہیں اور جگہ جگہ چھاپے مارتے رہے ہیں۔"

"ڈی آئی جی صاحب بھی بس کمال کی شخصیت ہیں نجانے کیوں میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں' ویسے یہ اچھی بات نہیں ہے آفتاب کمال میں ان کے سامنے نہیں آنا چاہتا لیکن ان کی فطرت میں نجانے کون سی ایسی بات رچی ہوئی ہے کہ جب بھی سوچتے ہیں میرے خلاف ہی سوچتے ہیں۔"

بس کام کے بارے میں میں یہ سوچ کر آیا تھا کہ وطن واپس آنے کے بعد مجھے نہایت تندہی سے اسے سرانجام دینا ہوگا۔ آفتاب کمال نے میری غیر موجودگی ہی میں نمٹا کر رکھ دیا تھا یہ ایک بہت بڑی حقیقت تھی کہ وہ میرے وجود کا ایک حصہ ہی بن کر رہ گیا تھا اور اب اگر میں اس سے خود بھی علیحدگی چاہتا تو شاید کبھی علیحدگی اختیار نہیں کر سکتا تھا اس نے جو کچھ کیا تھا وہ سنہرے حرفوں سے لکھے جانے کے قابل تھا۔ اس کا تمام تر سہرا' اس نے میرے سر باندھ دیا تھا۔ بہرحال یہ میرا اور اس کا معاملہ تھا کرنل اعجاز سے وہی کہنا تھا جو ان سے کہا گیا تھا چنانچہ میں نے بہت غور کرنے کے بعد کرنل اعجاز کو فون کیا انہیں لائن پر آنے میں دیر لگی تھی۔ پھر ان کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو....۔"

"خادم بول رہا ہے۔"

"جہانگیر جمال شاہ؟۔"

"جی سر۔"

"بھئی تمہاری مصلحت کب ختم ہوگی؟۔"

"مصلحت...؟۔"

"ہاں....۔"

"سمجھا نہیں سر۔"

"تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ میں تم سے ملاقات کے لئے کس قدر بے چین ہوں۔ مجھے پوری رپورٹ تیار کرنی ہے۔ بات صرف میری نہیں ہے اوپر سے بھی ہدایات ہیں میرے لئے۔"

"میں حاضر ہوں سر۔"

"کام ختم ہوگیا تمہارا؟۔"

"تقریباً"....۔"

"تو پھر گھر آجاؤ... میں بھی پہنچ رہا ہوں۔"

"بہت بہتر...۔" ان کو جواب دیا اور فون بند کردیا۔ اور پھر چل پڑا۔

کرنل اعجاز نے میرا والہانہ استقبال کیا تھا۔ میں نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے آگے بڑھ کر مجھے گلے سے لگالیا

"میں تم پر فخر کرتا ہوں جہانگیر جمال شاہ۔"

"اور میں اپنی تقدیر پر کہ مجھے آپ کی محبت حاصل ہے۔"

"ہر محب وطن تم سے پیار کرے گا جہانگیر جمال شاہ'

اصل میں فوج کا ایک خاص ذہن ہوتا ہے' ہم لوگ پیشہ وارانہ طور پر وطن کی خدمت نہیں کرتے اگر صرف پیشہ وارانہ طور پر یہ سب کچھ کریں تو ہمیں ہر لمحے زندگی کا دھڑکا لگا رہے' ہمارے سینوں میں تو وہ جذبے بیدار کئے جاتے ہیں جو وطن پر مرمٹنے کے جذبے ہوتے ہیں اور یہی جذبے ہمیں دنیا کے ہر خوف سے آزاد کر دیتے ہیں۔ ہم وطن کے ہر دشمن کو خونی نگاہوں سے دیکھتے ہیں وطن کی بقاء اور سلامتی پر نظر اٹھانے والے کی آنکھیں ہمیں اس کے چہرے پر انتہائی ناگوار گزرتی ہیں۔ یہی جذبے فوج کو باعمل بناتے ہیں اور جہاں یہ جذبے نہیں ہوتے وہاں پسماندگی اور برائیاں جنم لیتی ہیں۔"

"یقیناً"... کرنل اعجاز صاحب میں اس بات سے پورا اتفاق کرتا ہوں۔"

"اور تم غیر فوجی ہونے کے باوجود اسی جذبے سے اپنے کارنامے سرانجام دے رہے ہو۔ اس دوران تم نے جو کچھ کر ڈالا ہے وہ اتنا معمولی نہیں ہے۔ تمہیں یہ خوشخبری سناؤں کہ ہمارے جنرل احسان مرزا تم سے بے حد متاثر ہیں اور انہوں نے خصوصی طور پر ان کارناموں کے لئے تمہیں مبارکباد دی ہے۔ جنرل احسان مرزا ملٹری انٹیلیجینس کے سب سے بڑے رکن ہیں اور ان کے اپنے کارنامے بھی ناقابل یقین ہیں۔ لیکن اپنی عمر کی وجہ سے اب وہ اس انداز میں سب کچھ سرانجام نہیں دے سکتے۔ انہوں نے تمہیں یقین کے ان الفاظ سے نوازا ہے کہ تم خوشی سے سرشار ہو جاؤ گے انہوں نے کہا ہے کہ 'جہانگیر جمال شاہ کو میرا یہ پیغام دے دینا کہ اسی نے ایک بار پھر احسان مرزا کو زندہ کردیا ہے اس کے وجود میں میری جوانی چھپی ہوئی ہے' چونکہ میں بھی اسی طرح آتش ریز تھا اور اس کی تاریخ ہمارے پاس ریکارڈ کی صورت میں محفوظ ہے۔"

"یہ تمغہ ہے جناب میرے لئے اور میں اس گولڈ میڈل کو اپنے سینے پر سجا ہوا محسوس کرتا ہوں' جنرل صاحب سے میری طرف سے بھی محبت کے الفاظ ادا کر دیجئے۔ باقی آپ کو کچھ اور بھی رپورٹ پیش کرنا چاہتا ہوں۔"

آفتاب کمال سے میری یہ گفتگو ہو چکی تھی اور آفتاب کمال کی درخواست پر میں ان تمام کارناموں کو اپنے نام سے منسوب کرنے پر آمادہ ہوگیا تھا جو خصوصاً آفتاب کمال نے سرانجام دیئے تھے۔ یہ اس کی خواہش تھی اور اس کے ساتھ ساتھ ہی ایک ضرورت بھی کیونکہ اسے منظرعام پر لانا ہر طرح سے غیر مناسب تھا بعد میں کسی بھی لمحے پر اس لئے مشکلات پیدا ہو سکتی تھیں۔

کرنل اعجاز سے باتیں ہوتی رہیں۔ پھر میں نے انہیں اپنے ملک سے باہر کی کارروائی کے بارے میں بتایا۔ لیکن ذرا گھما پھرا کر۔ میں نے انہیں بتایا کہ ان سے ملاقات نہ کرنے کی وجہ دراصل یہ پروگرام تھا جس پر عمل کرکے میں یہاں تک پہنچا ہوں اور پروگرام یہ تھا کہ زیڈ آرگنائزیشن کے ایک خاص ڈیپارٹمنٹ کو جو پڑوسی ملک میں کام کر رہا تھا اور جو مسٹرائے کے نام سے مشہور تھا۔ مجھے ہلاک کرنا تھا اور اس کے لئے مجھے پڑوسی ملک جانا پڑا۔

کرنل اعجاز کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں' انہوں نے کہا۔

"اوہ مائی گاڈ.... اوہ مائی گاڈ۔ وہ کارنامہ تم نے انجام دیا ہے' ہمیں اس کی خفیہ رپورٹ موصول ہوئی ہے۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہمارے خاص ایجنٹوں نے ہمیں اس کے بارے میں اطلاع دی ہے کہ یہاں ایک خوفناک کارروائی کی گئی ہے "موساد" کے خلاف' اور زیڈ ڈیپارٹمنٹ کے کچھ ایسے خاص کارکنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے جو یہاں ایک خاص منصوبے پر کام کررہے تھے اور ان کا سربراہ مسٹر ایے تھا۔ ہمیں سرکاری طور پر یہ رپورٹ موصول ہوئی تھی لیکن کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ یہ کارنامہ سرانجام دینے والے تم ہوگے' مائی گاڈ' مائی گاڈ' ہمارے ہاں بڑے پریشان کن انداز میں یہ سوچا جارہا تھا کہ آخر وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے گویا' گویا..... اُفوہ میں کس قدر حیران ہوا ہوں' تم اندازہ نہیں لگا سکتے۔ میرا خیال ہے بجھے جنرل احسان مرزا کو یہ اطلاع فوراً" فراہم کرنی چاہیئے۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے' ایک طرح سے تم یہ سمجھ لو کہ تم باقاعدہ ملٹری انٹیلیجنس کے لئے کارنامے سرانجام دے رہے ہو۔ میں واقعی تم پر ناز کرتا ہوں۔"

کرنل اعجاز سے بہت سی باتیں ہوتی رہیں اور کرنل اعجاز میری تعریفوں کے پل باندھتے رہے' انہوں نے مجھے بے شمار مراعات کی پیش کش کی' خصوصاً" اب اس کے امکانات یوں زیادہ بڑھ گئے تھے کہ ملٹری انٹیلجنس کے چیف یعنی جنرل احسان مرزا بھی میری شخصیت سے واقف ہوچکے تھے اور انہوں نے ایک سویلین کا یہ کارنامہ سرانجام دینا غلط نہیں قرار دیا تھا بلکہ اس کے لئے تحسین کے الفاظ ادا کئے تھے۔

کوٹھی میں داخل ہوا ہی تھا کہ چاروں طرف سے پولیس کی گاڑیوں نے میرا گھر گھیر لیا اور پولیس کا یہ زبردست ریڈ' ڈی آئی جی تیمور جمال کی سرکردگی میں ہوا تھا۔ ماموں اختیار حسین' مختار حسین اور باقی تمام افراد جن میں فریدہ وغیرہ شامل تھے حیران رہ گئے تھے لیکن ڈی آئی جی تیمور جمال کو دیکھ کر میں نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ دیں۔ میں ان کے سامنے آگیا تھا اور وہ پستول کا رخ میرے سینے کی جانب کئے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔

"ہاتھ بلند کردو۔" انہوں نے کرخت لہجے میں کہا اور میں نے دونوں ہاتھ آگے کردیئے۔ میں خاموش نگاہوں سے ان کا جائزہ لے رہا تھا۔

"میں نے چیلنج کیا تھا اس بات کا کہ دوبارہ بھی تمہیں میں ہی گرفتار کروں گا سمجھے؟۔"

مجھے ہنسی آگئی میں نے آہستہ سے کہا "ڈیڈی آپ یہ اطلاع مجھے بھجوادیتے کہ آپ اس تم کا کوئی چیلنج کرچکے ہیں تو میں خود حاضر ہوجاتا۔"

"زیادہ سعادت مند بننے کی کوشش مت کرو اپنے آپ کو میرے حوالے کردو۔"

"میں تو آپ کے قدموں میں ہوں ڈیڈی۔"

"کوئی ڈیڈی ویڈی نہیں۔ تم وطن دشمن ہو غدار ہو' ملک کے دشمنوں میں شامل ہو۔ تم نے جو کچھ کیا ہے اس کی سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوجاؤ' بار بار تم چالاکی سے پولیس کے چنگل سے نکلتے رہے ہو۔ اس بار میں دیکھتا ہوں کہ تم ایسا کیسے کرلیتے ہو؟۔"

"آپ کی زندگی کا مقصد اس کے علاوہ بھی کچھ اور ہے ڈیڈی" میں نے سوال کیا۔

"شٹ اپ" ڈی آئی جی صاحب کے اشارے پر ایک اعلیٰ پولیس افسر نے میرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دیں۔ فریدہ خاموش کھڑی یہ منظر دیکھ رہی تھی' میں نے کہا۔

"سوری فریدہ ..... ڈیڈی کو اس بات سے بہت خوشی ہوئی ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے میرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگائیں۔ لیکن تم فکر مت کرنا' واپس آجاؤں گا' ذرا میکے جارہا ہوں۔"

ڈیڈی میری باتوں پر پیچ و تاب کھاتے رہے' بالاخر مجھے پولیس کی گاڑی میں بٹھایا گیا لیکن پولیس کی گاڑی جب ہیڈ کوارٹر جانے کے بجائے ہماری کوٹھی کی جانب مڑی تو میں نے حیرانی سے پوچھا

"کیا ڈی آئی جی تیمور جمال صاحب مجھے اپنی خفیہ تحویل میں رکھیں گے؟۔"

"شٹ اپ۔"

"نہیں سر' مجھے اس بارے میں معلومات حاصل ہونا ضروری ہیں۔ میں بھی اس ملک کا معزز شہری ہوں' کسی بھی اعلیٰ ترین پولیس افسر کو یہ حق حاصل نہیں ہوتا کہ وہ کسی قیدی کو اپنی ذاتی قید میں رکھ سکے۔"

"تمہارے بارے میں تحقیقات مکمل کرکے میں رپورٹ پیش کروں گا۔ میں نے اس سلسلے میں اجازت لے لی ہے۔"

"اوہو' مگر گھر تو قید خانہ نہیں ہوتا۔ اتفاق سے میں نے آتے ہوئے فریدہ سے کہا تھا کہ میں میکے جارہا ہوں۔ میں سمجھا شاید آپ میری اس بات سے متاثر ہوگئے ہیں۔"

ڈیڈی نے گھور کر مجھے دیکھا اور اس کے بعد میں نے خاموشی ہی اختیار کرلی۔ مگر میں ہتھکڑیوں سمیت داخل ہوا تو سب کے منہ حیرت سے کھلے کے کھلے رہ گئے۔ والدہ صاحبہ چند قدم آگے بڑھ آئیں۔

"ارے کیا ہوا کیا ہے یہ سب کچھ..... یہ کیا ہے؟ یہ ہتھکڑیاں کیوں ڈال رکھی ہیں آپ نے اس کے ہاتھوں میں؟۔"

"کیا آپ لوگوں کو سرکاری معاملات میں مداخلت کی اجازت مل گئی ہے۔؟"

"مگر یہ سرکاری معاملہ گھر میں کیسے آگیا؟۔" والدہ نے پوچھا

"میں آپ کو جواب دینے کا ذمہ دار نہیں ہوں۔"

"اب میں کیا کہوں آپ سے' منہ سے کچھ الٹا سیدھا نکل گیا۔ تو واپس نہیں آسکے گا۔ لیکن جو کچھ آپ کررہے ہیں وہ اچھا نہیں ہے۔"

"میں نے کوئی رائے مانگی ہے کسی سے کسی سلسلے میں؟ چلو تم اندر چلو کھڑے کیا منہ دیکھ رہے ہو؟۔ تیمور جمال نے مجھ سے کہا اور اس کے بعد وہ مجھے اپنے کمرے میں لے آئے۔"

"ڈیڈی ہاتھوں میں کھجلی ہورہی ہے اب یہ ہتھکڑیاں کھول دیجئے۔"

"اگر تم نے کوئی بھی حرکت کی تو میں تمہیں گولی مارنے سے گریز نہیں کروں گا بیٹھ جاؤ۔"

"ہم۔ میں باتھ روم جانا چاہتا ہوں....." میں نے کہا

"نہیں جاؤ گے۔"

"کمال ہے اتنی سختی تو محکمۂ پولیس بھی نہیں کرتا۔"

"میں کوئی فضول بات نہیں سننا پسند کرتا۔ میں نے خصوصی طور پر تمہارے بارے میں تحقیقات کرنے کے لئے اجازت لی ہے۔ اب تم یہ بتاؤ شرافت سے مجھے سب کچھ بتانے پر آمادہ ہوگے یا نہیں.....؟۔"

"کیا پوچھنا چاہتے ہیں آپ ڈیڈی۔"

"اس دوران تم جو کچھ کرتے رہے ہو ملکی مفادات کے خلاف تم نے جو کچھ کیا اور گرفتار ہوگئے اور اس کے بعد پولیس کو دھوکا دے کر فرار ہوگئے اس کے پس پشت کیا ہے؟۔"

"ڈیڈی اس کے پس پشت پیٹ ہے۔"

"کیا بکواس ہے؟۔"

"کمال ہے سچ بتارہا ہوں تو آپ یقین نہیں کرتے ظاہر ہے مجھے بھی اپنا پیٹ بھرنا ہی ہے اب آپ نے میرے لئے نیکیوں کے تمام دروازے تو بند کرہی دیئے ہیں کوئی کام ہی نہیں کرنے دیتے آپ مجھے' تو ظاہر ہے جرم کے راستے ہی اپناؤں گا۔ بس' میں غیر ملکی سیکریٹ ایجنٹوں کے لئے کام کررہا تھا اگر اس میں کامیاب ہوجاتا اور آپ بیچ میں مداخلت نہ کرتے تو اچھی خاصی حیثیت کا مالک ہوتا۔ لاکھوں روپے ملنے والے تھے مجھے۔"

"غدار' ذلیل' کمینے' میرے نام کو اس طرح بدنام کرتے ہوئے تجھے ایک بار بھی غیرت آئی؟ تو نے کیا بنا دیا ہم لوگوں کو کبھی اسکے بارے میں سوچا؟۔"

"ڈیڈی ایسی تو کوئی بات نہیں ہے آپ میری غلطیوں کی نشاندہی کردیں میں ان سے گریز کروں گا۔"

"بکواس کرتا ہے تو۔ جو کچھ احسانات تو مجھ پر کرتا رہا ہے میں انہیں احسان نہیں مانتا۔ میں ایک کھرا آدمی ہوں۔ میں نے ہمیشہ وطن کے بارے میں سوچا ہے۔ ملک دوستی کے علاوہ مجھے کسی چیز سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں میں ..... وطن کے ہر دشمن کو روئے زمین سے مٹا دینا چاہتا ہوں۔"

"کمال ہے ڈیڈی یہ تو آپ میرے الفاظ دہرا رہے ہیں۔"

"جوتا اتار کر اتنے منہ پر لگاؤں گا کہ منہ لہولہان ہوجائے گا۔ تیرا وطن دوستی سے کیا تعلق...؟۔"

"ڈیڈی دل پر ہاتھ رکھ کر کہیئے میں نے کتنے سیکرٹ ایجنٹوں کو اور وطن دشمنوں کو گرفتار کرایا ہے۔"

"اس کے معاوضے وصول کئے ہیں تو نے۔ ؟۔" مختلف لوگوں کو احمق بنادیا ہے لیکن اس بار تو نے جو کچھ کیا ہے کیا وہ ملک کے مفاد میں تھا؟۔

مگر ڈیڈی اس سے مجھے بہت بڑی آمدنی حاصل ہورہی تھی۔"

تھوڑی سی رقم کے لئے تو اپنا ایمان بیچنے پر تل گیا تھا۔ وطن دشمنوں سے ساز باز کررہا تھا۔ پولیس کو دھوکا دے کر نکل گیا تو کیا.... میں تیرا باپ ہوں۔"

"اس سے کس کم بخت کو انکار ہے ڈیڈی' لیکن آپ یقین کیجئے یہ سب کچھ مناسب نہیں ہے اب آپ کریں گے کیا یہ بتایئے۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اس بار میں تجھے اپنی گرفت میں رکھوں گا۔ پھر دیکھوں گا تو کتنا ذہین ہے؟۔"

"ذہین تو میں ہوں ڈیڈی آپ کی گرفت سے تو میں باآسانی نکل سکتا ہوں آپ یوں کیجئے مجھے کسی دوسرے کے حوالے کر دیجئے تاکہ بعد میں آپ کو بدنامی کا سامنا نہیں کرنا پڑے۔"

"تو مجھے چیلنج کر رہا ہے۔؟"

"نہیں ڈیڈی ایسی تو کوئی بات نہیں ہے لیکن میرا نکلنا ضروری ہوگا"

"اگر تو نکلنے کی کوشش کرے گا جہانگیر جمال شاہ تو اس بار میں قسم کھاتا ہوں کہ تجھے اپاہج کر دوں گا۔ تیرے دونوں پاؤں گولیوں سے چھلنی کر دوں گا تاکہ تو معذور ہو جائے۔ یہ کام میں کر سکتا ہوں۔"

"واقعی یہ کام آپ کر سکتے ہیں ڈیڈی مجھے اس کا یقین ہے اب میں جاؤں؟۔"

"بکواس کرنے سے باز نہیں آئے گا۔"

"کمال ہے اچھا چلیئے ٹھیک ہے آپ مجھے کچھ عرصے مہمان رکھنا چاہتے ہیں تو رکھ لیجئے مجھے اعتراض نہیں ہے لیکن اب یہ ہتھکڑیاں تو کھول دیجئے۔"

"جہانگیر میں بالکل سنجیدہ ہوں اور معذرت چاہتا ہوں تم سے کہ اس سلسلے میں.... میں تمہارے ساتھ کوئی رعایت نہیں کر سکتا۔"

"امی سے تو ملنے دیں...." میں نے کہا۔ لیکن اسی دوران دروازے پر دستک ہوئی۔ تیمور جمال شاہ صاحب نے دروازہ کھول کر دیکھا تو طاہر جمال' اکبر جمال' میری بھابھی بیگم اور والدہ صاحبہ تھیں۔

"کیا بات ہے؟۔" "کیوں آئے ہو تم لوگ؟

"اندر آنے دیں ہمیں.... میری والدہ نے کرخت لہجے میں کہا۔

"آپ لوگوں کو علم ہے کہ میں سرکاری کام کر رہا ہوں۔"

"اندر آنے دو مجھے۔ راستے سے ہٹو۔" والدہ صاحبہ بپھرے ہوئے لہجے میں بولیں اور نجانے ڈیڈی کیا سوچ کر ان کے راستے سے ہٹ گئے تمام لوگ اندر آ گئے تھے۔

"میں کہتی ہوں یہ کیا تماشہ لگا رکھا ہے آپ نے' کیوں اپنے آپ کو اور ہمارے خاندان کو تماشہ بنانے پر تلے ہوئے ہیں؟۔"

"تمہارا دماغ خراب معلوم ہوتا ہے تمہیں اس بات کا علم ہے کہ یہ ایک مجرم ہے بدترین مجرم ملک کے مفاد کے خلاف کام کرنے والا۔ اور میں نے اسے گرفتار کیا تھا اس کے بعد یہ پولیس کو دھوکا دے کر فرار ہو گیا۔ جانتی ہو یہ کتنا بڑا مجرم ہے یہ.....؟۔"

"سارے مجرموں کو آپ ہی گرفتار کریں گے نا' جب دل چاہا گئے اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کر لے آئے۔ میں کہتی ہوں آپ نے اس کے ساتھ دشمنی پر کمر کیوں باندھ رکھی ہے آپ کو احساس ہے اس نے آپ کے ساتھ کتنی رعایتیں برتی ہیں۔ ورنہ آپ کتنی مشکلات کا شکار ہو جاتے۔"

"میں اسے حق دیتا ہوں کہ اپنی تمام رعایتوں کو ختم کر کے مجھے بھی مجرم ثابت کرے اور مجھے عدالت کے سامنے پیش کر دے۔ میں ثبوت رکھتا ہوں کہ میں نے وہ جرم نہیں کیا تھا بلکہ وہ جرم کی شکل میں مجھ پر مسلط ہو گیا تھا اگر اس کے ذریعے اس کے انکشافات ہو گئے تو اس سے پوچھیئے جو کچھ مجھ سے مانگے گا میں اس کا معاوضہ ادا کر دوں گا۔ لیکن سرکاری طور پر یہ مجھے مجرم نہیں ثابت کر سکے گا۔ میں اس کے لئے بھی اسے چیلنج کرتا ہوں۔"

"نہیں ڈیڈی' اللہ نہ کرے اگر کبھی ایسا ہو بھی جاتا تو ظاہر ہے آپ کی عزت کو میں ہی چھپا سکتا تھا۔"

"ضرورت نہیں ہے جناب' نہ آپ میری عزت چھپایئے نہ اس بات کی توقع رکھیئے کہ میں آپ کی عزت چھپاؤں گا اور آپ کے ساتھ کوئی رعایت کروں گا۔"

"چھوڑیئے' ممی کیا پکایا ہے آج....؟" میں نے کہا اور ممی عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگیں۔ پھر انہوں نے آنسو بھری آواز میں کہا۔

"نہیں بیٹا اس گھر سے اس قسم کی توقع مت رکھ یہ تیرے باپ کا گھر ہے ایک ایسے باپ کا جو تجھ پر محبتوں کے تمام دروازے بند کر چکا ہے۔"

"یہ جذباتی گفتگو آپ یہاں نہ کیجئے گا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ آپ سرکاری معاملات میں مداخلت کر رہی ہیں۔" "ڈی آئی جی تیمور جمال نے کہا۔"

"ممی بہت دن سے کوفتے نہیں کھائے' انڈا بھرے کوفتے۔ براہ کرم آپ کھانے میں مجھے انڈا بھرے کوفتے بھیجئے گا۔ ڈیڈی کم از کم گھر سے کھانا تو ملے گا نا مجھے' یعنی

میرا مطلب ہے۔ جیل یا لاک اپ میں بھی کھانا ملتا ہے' مجھے میری پسند کا کھانا مل جائے تو آپ کو اعتراض تو نہیں ہوگا؟۔"

"شٹ اپ" ڈیڈی نے ایک بار پھر مجھے ڈانٹ دیا۔

"ڈیڈی لاکھ مجھے ڈانٹتے رہیں ممی لیکن کھانا مجھے وہی ملنا چاہیئے ورنہ آپ سے کہے دیتا ہوں کہ بھوک ہڑتال کر دوں گا۔" میں نے کہا اور والدہ صاحبہ آنسو بہاتی ہوئی باہر چلی گئیں۔

اکبر' طاہر جمال اور بھابھی صاحبہ یہیں موجود تھے' ڈیڈی نے ان سے سرد لہجے میں کہا۔

"آپ لوگ بھی باہر جایئے اور براہ کرم اس کے ساتھ کسی قسم کی رعایت برتنے کا تصور بھی نہیں کیجئے گا آپ لوگ ورنہ آپ کو بھی مجرم ہی گردانا جائے گا۔ جایئے آپ لوگ بھی' میں آپ کو حکم دیتا ہوں۔ ایک ایک کر کے تمام لوگ باہر نکل گئے تھے۔ میں مسکرا تا رہا تھا۔ اس کے بعد تیمور جمال شاہ نے کہا "میں نے اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے تمہیں یہاں لانے کا فیصلہ کیا ہے

"اس کی کوئی خاص وجہ ہے ڈیڈی؟۔"

"ہاں.....۔"

"وہ کیا....؟۔"

"اس کے ہزار ہا ثبوت ہیں کہ تم جرم کی دنیا سے منسلک رہے ہو۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے تم نے پولیس اور شاید آرمی کے لئے بھی کچھ کام سرانجام دیئے ہیں۔"

"مجرمانہ ؟۔" میں نے بے اختیار پوچھا۔

"بکومت..... سنتے رہو۔"

"جی ڈیڈی' سوری۔"

"تمہیں کچھ مراعات حاصل ہو گئی ہیں۔ لیکن تم اپنی فطرت سے کیسے باز آسکتے تھے۔"

"باز آگیا ہوں ڈیڈی۔"

"نہیں ایسا نہیں ہے۔"

"ڈیڈی آپ سے بڑا گواہ اور کون ہو سکتا ہے میرا؟۔"

"کیا مطلب....؟۔"

"خود آپ ایسے چند معاملات کے گواہ رہ چکے ہیں۔"

"تم شاید میرے اوپر کئے ہوئے احسان کا تذکرہ کرنا چاہتے ہو لیکن تمہارا کیا خیال ہے میں نے یہ عہدہ بھیک میں حاصل کیا ہے؟۔"

"میں سمجھا نہیں ڈیڈی۔"

"میں سمجھاتا ہوں' مجھ پر احسان کے علاوہ تم نے ان لوگوں سے لاکھوں روپے وصول کئے ہیں۔"

"کن لوگوں سے۔؟"

"جنہیں تم نے قانون کے حوالے کیا ہے۔"

"مجھے اعتراف ہے ڈیڈی۔"

"پھر تمہارا مجھ پر کیا احسان رہا؟۔"

"میرا آپ پر کوئی احسان نہیں ہے ڈیڈی' لیکن وہ لوگ مجرم تھے' بلیک میلر تھے۔ ملک دشمن تھے۔"

"اور تم....؟"

"میں ایک محبت وطن آدمی ہوں۔"

"ایسے محبت وطن کہ ملک کے اہم راز دشمنوں کے حوالے کر دیئے تھے...." ڈی آئی جی صاحب نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اوہ..... اوہ ڈیڈی میں....۔" میں نے گردن کھجا کر کہا

"اس کے بعد تم پولیس کی گرفت سے نکل بھاگے۔ تمہیں بتانا ہوگا کہ تم اس سے پہلے کیا کیا جرم کر چکے ہو۔؟ ملک کے وہ اہم راز تم کسے دے رہے تھے تمہارا رابطہ کون کون سے ممالک سے ہے۔"

"میرا رابطہ صرف اپنے وطن سے ہے ڈیڈی۔"

"اور اسی وطن کے خلاف تم کام کر رہے تھے۔ اس دوران تم کہاں روپوش رہے۔؟"

"چھوڑیئے ڈیڈی لمبی کہانی ہے۔"

"آسانی سے نہیں چھوڑوں گا مسٹر جہانگیر جمال شاہ۔ تمہاری زبان کھلوانے کے لئے میں نے تین مرحلے رکھے ہیں۔ پہلے زبانی پوچھ گچھ کروں گا اس کے بعد تشدد شروع ہو جائے گا۔"

"اوکے ڈیڈی۔ آپ مجھ سے برسوں کے ناراض ہیں' اس بار آپ بھڑاس نکال لیجئے' میں تیار ہوں" میں نے جواب دیا۔

رات کے کھانے میں میری تمام فرمائش کا خیال رکھا گیا تھا۔ لیکن تیمور جمال شاہ صاحب نے مجھے ڈائننگ ٹیبل پر نہیں آنے دیا تھا۔ کھانے کے لئے میرے ہاتھ کھول دیئے گئے تھے اور اسی وقت تیمور جمال شاہ نے مجھ پر پستول تان لیا تھا۔

"یہ انوکھی دعوت ہے پستول واپس رکھ لیجئے ڈیڈی ورنہ میں خوف سے کھانا نہ کھا سکوں گا۔ .... آہا... کیا مزیدار

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[illegible]

"پستول کے زور پر کھلائیں گے آپ اسے" ممی نے کہا۔

"آپ ابھی تک یہاں کیوں موجود ہیں۔۔۔!" ڈی آئی جی صاحب نے والدہ صاحبہ کو گھورتے ہوئے کہا۔ اور وہ برا سامنہ بنا کر باہر نکل گئیں۔۔ میں کھانا کھا کر فارغ ہی ہوا تھا کہ طاہر جمال شاہ اور اکبر جمال شاہ دوڑے ہوئے اندر آگئے۔"

"ڈیڈی۔۔۔ ڈیڈی' وہ ہسپتال سے بھائی جان کے لئے فون آیا ہے۔"

"کہاں سے۔۔۔؟۔" والدہ صاحب نے پوچھا

"سول ہسپتال سے۔"

"کس کا فون ہے؟۔"

"وہاں سے کسی ڈاکٹر کا ہے۔"

"کیا کہتا ہے۔؟"

"کچھ عجیب کہانی سنا رہا ہے۔"

"کیا کہتا ہے۔۔۔ بتاتے کیوں نہیں؟۔" تیمور شاہ نے سخت لہجے میں کہا۔ میں نہ سمجھنے والے انداز میں ان سب کو دیکھ رہا تھا

"وہ ڈیڈی فون بند ہو گیا ہے۔ میں نے اس سے نمبر لے لیا ہے۔"

"اور یہ نہیں بتاؤ گے کہ کیا ہوا ہے؟۔"

"ڈاکٹر کہہ رہا تھا ڈیڈی' بھائی جان کی کوٹھی پر کوئی حادثہ ہو گیا ہے۔"

"کیا۔۔۔؟۔" میں اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا حادثہ ہوا ہے۔؟"

"آپ فون کر کے معلوم کر لیں۔" اکبر جمال شاہ بولا۔

"تم سب گدھے ہو۔۔۔ نمبر ڈائل کر کے ریسیور مجھے دو۔" ڈی آئی جی صاحب نے کہا۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا تھا۔ ڈی آئی جی صاحب سوالیہ نظروں سے اکبر جمال شاہ کو دیکھ رہے تھے۔

"ہیلو سول ہسپتال ؟۔" ڈاکٹر نجم کو دیجئے۔ جی ڈاکٹر نجم۔ بات کیجئے۔" اکبر جمال شاہ نے ریسیور ڈی آئی جی صاحب کو دے دیا۔

"مجھے غافل نہ سمجھنا۔۔۔ سمجھے۔۔۔!" تیمور جمال شاہ مجھ سے بولے اور ریسیور کان سے لگا لیا۔ "ہاں' ڈاکٹر نجم۔۔۔ آپ سول ہسپتال سے بول رہے ہیں۔ ہاں میں ڈی آئی جی تیمور جمال شاہ ہوں۔۔۔ ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ کیا۔۔۔ ہاں" اس کے بعد ڈی آئی جی صاحب خاموشی سے سنتے رہے تھے۔ پھر انہوں نے کہا۔ "تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ درست ہے۔۔۔؟ اوکے۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ میں دیکھتا ہوں۔" انہوں نے ریسیور رکھ دیا۔

"کیا بات ہے ڈیڈی۔۔۔؟" میں نے پوچھا۔

"میں نے بھی کچی گولیاں نہیں کھیلیں صاحبزادے۔" انہوں نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

اچانک طاہر جمال شاہ غصے سے پاؤں پٹختا ہوا باہر نکل گیا۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"بات کیا ہے ڈیڈی؟۔"

"جو کچھ ہے ابھی سامنے آجائے گا میں ڈیپارٹمنٹ کے ذمے دار لوگوں کو تمہاری کوٹھی پر بھیجتا ہوں۔"

"میری کوٹھی پر؟۔"

"ہاں۔۔۔ اکبر اس نمبر پر فون کرو۔"

"آپ میرے صبر کا امتحان لے رہے ہیں ڈیڈی۔ اکبر تم بتاؤ ڈاکٹر کیا کہہ رہا تھا؟۔"

"وہ ہسپتال سے ڈاکٹر نجم نے فون کر کے بتایا ہے کہ آپ کی کوٹھی پر فائرنگ ہوئی ہے۔ چوکیدار کو کئی گولیاں لگی ہیں۔ لوگوں نے آپ کے چوکیدار چوکیدار اور ایک دو ملازم کو زخمی حالت میں ہسپتال پہنچایا ہے وہاں سے چوکیدار نے یہاں فون کر دیا ہے۔"

"فائرنگ ہوئی ہے" میں نے سرسری آواز میں کہا۔

"جی" اکبر آہستہ سے بولا۔

"ڈیڈی میں جانا چاہتا ہوں۔"

"ہرگز نہیں' یہ تمہاری کوئی چال ہو سکتی ہے۔ میں ابھی وہاں سے معلومات حاصل کرائے لیتا ہوں۔۔۔"

"نہیں کوئی چال نہیں ہے۔ مجھے جانے دیں ڈیڈی۔"

"اگر تم نے جنبش بھی کی تو میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ اور تم جانتے ہو میں فرض کی ادائیگی سے گریز نہیں کرتا۔"

"ڈیڈی میرا جانا ضروری ہے۔ آپ جانتے ہیں میرے میرے دل پر کیا گزر رہی ہوگی۔ نہ جانے فریدہ کس حال میں ہے؟۔"

"بکواس مت کرو۔ تم ایک خطرناک مجرم ہو۔"

"میں مجرم نہیں ہوں۔ براہ کرم مجھے جانے دیجئے۔"

"دیکھو' میں گولی چلانے سے دریغ نہیں کروں گا۔"

ڈیڈی نے پستول سیدھا کر لیا۔

"اوکے ڈیڈی لیکن آپ کے فرض نے اگر کوئی غلط راہ کھول دی تو مجھے ذمے دار نہ قرار دیں۔"

"مجھے دھمکی دے رہے ہو۔ کھانا کھا چکے ہو' ہتھکڑیاں تمہارے ہاتھوں میں ہونا ضروری ہیں۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس وقت ڈیڈی بے رحمی پر اتر آئے تھے۔ میں پریشان تھا اپنے گھر کے لئے اپنی بیوی کے لئے' اور وہ اسے میری سازش قرار دے رہے تھے۔ اچھا نہیں کر رہے وہ اچھا نہیں کر رہے

"نمبر مل چکا ہے" اکبر جمال شاہ نے کہا۔

"جو بھی بول رہا ہے اسے روکو' کہدو ڈی آئی جی صاحب بات کریں گے۔" ڈیڈی نے کہا۔ پھر انہوں نے ہتھکڑیوں کا جوڑا اٹھا لیا اور میرے پاس پہنچ گئے۔ پستول اب بھی ہاتھ میں دبا ہوا تھا۔ میں نے سادگی سے دونوں ہاتھ آگے کر دیئے۔ بس دھوکہ کھا گئے۔ توجہ پستول سے ہٹ کر ہتھکڑیوں کی طرف ہوئی تو میں نے بڑے اطمینان سے ہاتھ تھوڑا سا آگے بڑھایا اور پستول اچک لیا۔ ڈیڈی ہکا بکا رہ گئے تھے میں نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی اور دروازے پر رک کر بولا۔

"دعا کریں ڈیڈی کہ کوئی خطرناک حادثہ نہ ہوا ہو۔ ورنہ میں نہیں کہہ سکتا کہ ہمارے تعلقات کیسے رہیں۔"

"رک جا مردود میں کہتا ہوں رک جا۔۔ ورنہ میں۔۔۔۔ رک جا۔۔۔" لیکن میں کیسے رک سکتا تھا۔ میں چھلانگیں لگاتا ہوا باہر نکل آیا۔ باہر سرکاری جیپ کھڑی ہوئی تھی۔ ایک ڈرائیور جو پولیس کا جوان تھا۔ ہمیشہ الرٹ رہتا تھا۔"

"اترو۔۔۔" میں نے اس سے کہا۔

"جی صاحب۔۔۔۔"

"چابی دو۔ سنتے نہیں۔ میں نے گرج کر کہا اور وہ بوکھلا گیا۔ مجھے جانا ہی ہوگا۔ ورنہ چابی میرے حوالے نہ کرتا۔ میں نے جیپ اسٹارٹ کی اور ہوا ہو گیا۔ راستے میں میرے ذہن میں بے شمار خیالات آرہے تھے۔ نہ جانے کیا ہوا ہے۔؟ میرے گھر پر فائرنگ ہوئی ہے چوکیدار اور ایک ملازم زخمی ہوئے ہیں۔ دوسرے لوگوں کا کیا ہوا۔ انہیں تو کوئی نقصان نہیں پہنچا؟ وغیرہ وغیرہ۔۔۔"

طوفانی رفتار سے جیپ دوڑاتا ہوا کوٹھی پہنچا۔ باہر دو موبائل کھڑی ہوئی تھیں۔ پولیس والے اندر موجود تھے۔ پوری کوٹھی روشن ہو رہی تھی۔ گیٹ پر سپاہی پہرہ دے رہے تھے انہوں نے جیپ کو رکنے کا اشارہ کیا۔ گیٹ کھلا ہوا تھا میں نے رفتار سست نہیں کی کانسٹبلوں نے چھلانگیں لگا کر جان بچائی تھی۔ اور پھر سیٹیاں بجانے لگے تھے مگر میں ان کی پروا کئے بغیر جیپ اندر لے گیا اور پھر اس سے نیچے کود گیا۔ میں سوئچ آف کر چکا تھا جیپ خود ہی جھٹکے سے رک گئی تھی۔ میں دیوانوں کی طرح اندر داخل ہو گیا۔ اندر موجود پولیس والے انسپکٹر کے رینک کے تھے اندر باقاعدہ کارروائی ہو رہی تھی۔

"کیا ہوا انسپکٹر کیا ہوا ہے؟۔"

"آپ کون ہیں۔۔۔؟۔" ایک انسپکٹر نے پوچھا۔

"اس کوٹھی کا مالک' جہانگیر جمال شاہ" میں نے کہا اور اندرونی حصے کی طرف بھاگا' انسپکٹر میرے پیچھے لپکا تھا۔ سب سے پہلے فریدہ کے کمرے میں داخل ہوا یہاں اور بھی چند لوگ موجود تھے اور ان کے ساتھ طاہر جمال شاہ بھی موجود تھا۔ میں نے ایک نگاہ کمرے کے ماحول پر ڈالی اور دوسرے لمحے میرے دل کی حرکت جیسے بند ہونے لگی۔ فریدہ کی لاش مسہری سے آدھی نیچے لٹکی ہوئی تھی۔ اس کے جسم سے بہا ہوا خون ہلکے رنگ کے قالین پر پھیلا ہوا تھا' اس کی آنکھیں پتھرائی ہوئی تھیں اور وہ وحشت زدہ انداز میں چھت کو دیکھ رہی تھی۔ مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا۔ انسپکٹر میرے پیچھے پہنچ گیا تھا اس نے مجھے شانوں سے پکڑتے ہوئے کہا۔

"یہ شخص۔۔۔ یہ شخص جنگلی جانوروں کی طرح اندر گھس آیا ہے۔" کمرے میں موجود لوگ بھی میری جانب متوجہ ہو گئے تھے لیکن میں انسپکٹر کی طرف متوجہ ہوئے بغیر فریدہ کی لاش کو دیکھتا رہا۔ طاہر شاہ میرے قریب آیا اور اس نے انسپکٹر سے آہستہ سے کہا۔

"جاؤ باہر واپس چلے جاؤ' جاؤ فورا" واپس چلے جاؤ تم نے بدتمیزی کی ہے اس وقت میں تمہیں سزا نہیں دینا چاہتا فورا" باہر نکل جاؤ۔"

انسپکٹر خجل سا ہو گیا تھا۔ میری سرد نگاہیں فریدہ کے جسم پر جمی ہوئی تھیں اور میں اپنی دنیا میں اچانک رونما ہو جانے والی اس عظیم تبدیلی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ طاہر جمال شاہ نے آہستہ سے کہا۔

"سوری بھائی جان ویری سوری۔۔۔"

میں نے گردن گھما کر طاہر جمال شاہ کو دیکھا اور پھر آنکھیں بند کر کے گردن جھٹک دی۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم یہاں کیسے پہنچ گئے.....؟۔"

"وہاں آپ کے پاس موجود تھا۔ ڈیڈی تو انتہا پسندی پر آمادہ تھے مجھ سے نہ رکا گیا اور میں سیدھا یہاں آگیا۔" بھائی جان گھر کے تمام افراد کو ہلاک کردیا گیا ہے' ماموں اختیار حسین' مختار حسین اور اس کی بیوی تمام لوگوں کی لاشیں ان کی رہائش گاہوں میں پڑی ہوئی ہیں۔"

"ہیں.....؟۔" میرا منہ حیرت سے کھل گیا

" چار ملازم بھی مارے گئے ہیں' ابھی تفصیلات موصول نہیں ہوئیں۔ پتا نہیں کس نے یہ قتل عام کیا ہے' کیا ڈیڈی نے آپ کو یہاں آنے کی اجازت دے دی تھی؟۔"

"ڈیڈی.....۔" میں ایک دم خیالات سے چونکا' جو ہونا تھا ہوچکا تھا کس نے کیا ہے کیوں کیا ہے؟ یہ کہانی تو اب منظر عام پر آئے گی۔ لیکن ڈی آئی جی صاحب کے جنون سے میں واقف تھا۔ ڈی آئی جی صاحب یقیناً" میرے پیچھے پیچھے پہنچ رہے ہوں گے۔ آفتاب کمال کو ویسے بھی اس خوفناک حادثے کی اطلاع دینا ضروری تھا۔ چنانچہ میں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ وہاں سے نکل کر دوسرے کمرے میں پہنچا ٹیلی فون اٹھا کر آفتاب کمال کے نمبر ڈائل کیئے۔ اس وقت اسے گھر ہی ہونا چاہیئے تھا۔ رضوانہ نے ٹیلی فون اٹھایا تو میں نے آفتاب کمال کے بارے میں پوچھا۔ میری آواز پہچان کر رضوانہ نے مجھ سے سلام دعا کی' میں نے کہا کہ جلدی آفتاب کمال سے میری بات کرادی جائے اور چند لمحات کے بعد آفتاب کمال ٹیلی فون پر آگیا۔

"ہیلو چیف.....۔"

" آفتاب ذرا کچھ کام کرنا ہے تمہیں' یہاں میری کوٹھی میں ایک سنگین حادثہ ہوگیا ہے' سنو اصل میں ڈی آئی جی صاحب اپنی حرکتوں سے کہاں باز آسکتے تھے باپ ہونے کا فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں کوئی اور ہوتا تو تم جانتے ہو کہ کس کیفیت میں ہوتا۔ تمہیں درمیان میں مت بولو پوری بات سن لو' مجھے گرفتار کرکے گھر لے گئے تھے۔ وہاں تحقیقات کرنا چاہتے تھے۔ میں ابھی تک انکی نگاہوں میں ایک مفرور مجرم ہوں' مجھے بند رکھا لیکن یہاں ہمارے دشمن کام کرگئے۔ فریدہ کو قتل کردیا گیا ہے' ماموں اختیار حسین' مختار حسین اور گھر کے چار ملازم بھی قتل ہوگئے ہیں دو شدید زخمی حالت میں ہسپتال میں موجود ہیں

' آفتاب پوری بات سنو میں نے کہا ہے کہ بیچ میں مت بولو۔" آفتاب بار بار کچھ بولنے کی کوشش کررہا تھا' میں نے کہا۔

"ڈی آئی جی صاحب شدت پسندی پر آمادہ ہیں' کرنل اعجاز کو ٹیلی فون کرو اور ان سے کہو کہ اس وقت مجھے فوری طور پر امداد درکار ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ڈی آئی جی صاحب کی شان میں مجھ سے کوئی گستاخی ہوجائے۔ ان کی انتہا پسندی نے بہرطور یہ نقصان ضرور کیا ہے میرا کہ اس حادثے کے وقت میں اپنے گھر پر موجود نہیں تھا ورنہ شاید صورت حال میں کچھ تبدیلی رونما ہوجاتی۔ کرنل اعجاز سے کہو کہ ڈی آئی جی صاحب مجھے اسی جرم میں گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔ جب کہ میرے گھر میں یہ حادثہ ہوگیا ہے ایسی حالت میں مجھ پر دیوانگی بھی طاری ہوسکتی ہے۔ فوری طور پر میری کوٹھی پہنچا جائے اور میرے سلسلے میں سخت کارروائی کی جائے۔"

"او کے چیف او کے..... مم..... مگر' مگر او کے چیف او کے ۔"

آفتاب کمال بھی بری طرح بوکھلایا ہوا نظر آرہا تھا میں نے ٹیلی فون بند کردیا۔ ابھی تک تو اس غم کو ایک تماشائی کی حیثیت سے دیکھ رہا تھا۔ فریدہ کی جدائی' اپنے گھر کی بربادی' آسانی سے نہ ہضم ہوگی' لیکن فی الحال جلد بازی نہیں کی جاسکتی۔ مجھے یہ بھی اندازہ تھا کہ آفتاب کمال پر یہ داستان سن کر کیا بیت رہی ہوگی۔ بہرحال اب ایک اطمینان ضرور ہوا تھا کہ ڈی آئی جی صاحب کی کوئی جدوجہد کارگر نہیں ہوگی۔ فریدہ کے کمرے میں واپس آگیا۔ اور اس کے بعد میں نے نہایت سنجیدگی سے یہاں موجود پولیس افسران سے پوچھا۔

" آپ لوگوں نے اس حادثے کی اطلاع کہاں سے پائی؟۔"

"پڑوس سے مقامی تھانے کو فون کیا گیا تھا اور کہا گیا تھا کہ اس بنگلے میں خوفناک فائرنگ ہوئی ہے اور چیخیں سنائی دی ہیں۔ ہم یہاں پہنچ گئے دو ملازم ہمیں زخمی حالت میں ملے انہیں فوراً" ہسپتال پہنچادیا گیا' باقی ابھی اس سلسلے میں تحقیقات ہورہی ہے ہم نے اعلیٰ افسران کو اطلاع دے دی ہے وہ بھی پہنچنے والے ہوں گے۔"

"لاشیں اسی طرح پڑی ہوئی ہیں انہیں چھیڑا تو نہیں گیا؟۔"

"ابھی نہیں.....۔"

میں نے طاہر کو اپنے ساتھ لیا اور اس کے بعد ماموں اختیار حسین' ان کے بیٹے اور اس کی بیوی کی لاشیں وغیرہ دیکھیں۔ ملازمین بے چارے بھی میری وجہ سے موت کے گھاٹ اتر گئے تھے۔ جگہ جگہ دیواروں کا پلاسٹر ادھڑ گیا تھا غالباً" ہلکی مشین گن سے فائرنگ کی گئی تھی۔ گولیوں کا انداز یہی بتا رہا تھا' کون لوگ ہوسکتے ہیں وہ' دشمنوں کی تعداد تو اتنی تھی کہ گنے نہیں جاسکتے تھے لازمی امر ہے کہ یہ واردات بھی میرے کسی خاص ہی دشمن نے کی ہوگی۔ لیکن یہ سب بہت برا ہوا تھا اتنا برا کہ ابھی خود میں نقصان کا تخمینہ نہیں لگا پارہا تھا۔ جب یہ سوچوں گا کہ وہ جنت لٹ چکی ہے میری جس نے مجھے ایک معتبر انسان بنادیا تھا۔ اس سے پہلے کیا تھا میرے لئے' لاابالی سی زندگی بے پروا ہر مقصد سے بے نیاز' دنیا کے کسی بھی خطے میں میرا اپنا گھر موجود تھا۔ نہ وطن واپس آنے کی خوشی' نہ یہاں سے جانے کا افسوس' پچھلے کچھ عرصے ایک خواب کی سی کیفیت گزری تھی کہیں کبھی ہوتا ذہنی طور پر ایک پابندی کا سا احساس رہتا تھا کہ گھر واپس لوٹنا ہے کوئی انتظار کرتا ہوگا۔ ہنستا بولتا' میرے ہر معاملے میں ملوث' میری ہر خوشی کے لئے کشادہ' نمکین..... لیکن اب' آب کیا تھا' تمام ہی لوگ موت کا شکار ہوگئے تھے' فریدہ کا وجود اب ایک بے جان لاش کی شکل میں میرے سامنے موجود تھا۔

میں عجیب وغریب احساسات کا شکار رہا' چند لمحات کے لئے سب کچھ ہی بھول گیا تھا' غم کا احساس دل پر حملہ آور ہوتا لیکن حیرت مجھے سنبھال لیتی۔ پھر بڑے بڑے اعلیٰ پولیس افسران آگئے۔ ایس پی' ڈی ایس پی حضرات ان کے ساتھ دوسرے پولیس کے ماہرین' انہوں نے آتے ہی اپنی کارروائیوں کا آغاز کردیا لیکن چند ہی لمحات کے بعد انہیں اپنی یہ سرگرمیاں روک دینی پڑیں کیونکہ ڈی آئی جی صاحب بہ نفس نفیس آگئے تھے۔ انہوں نے چاروں طرف پولیس کے جوان پھیلا دیئے۔ غالباً" تمام انتظامات کرکے ساتھ آئے تھے کچھ بپھرا ہوا سا انداز تھا کمرے میں داخل ہوئے سب لوگوں کو دیکھا پھر فریدہ کی لاش کو اور بولے۔ لمحے کے لئے جیسے ان پر کچھ کیفیت طاری ہوئی لیکن دوسرے لمحے وہ سنبھل گئے اور' پررعب لہجے میں بولے.....

"یہ سب کیسے ہوا مجھے تفصیل بتاؤ۔"

پولیس کے افسران مودبانہ انداز میں ڈی آئی جی صاحب کو تفصیلات بتانے لگے جو اس سے مختلف نہیں تھیں جو میرے علم میں آچکی تھیں۔ ڈی آئی جی صاحب دوسرے کمروں کا معائنہ بھی کرنے گئے پھر چند لمحات کے بعد ان تمام کاموں سے فارغ ہوگئے فوٹو گرافر تصاویر بنا چکے تھے ہر جگہ کی تصویریں لی جاچکی تھیں۔ ڈی آئی جی صاحب نے حکم دیا کہ لاش اٹھادی جائے۔ میں نے اس معاملے میں فوراً" مداخلت کی تھی' میں نے سرد لہجے میں کہا۔

"لاش کو اس بستر پر سیدھا لٹا دیا جائے جو' جو یہاں ہلاک ہوا ہے اسے اس کی جگہ سیدھا کردیا جائے سب کی تدفین یہیں سے ہوگی۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا' کیا پولیس کی کارروائیوں میں دخل اندازی کروگے؟۔" ڈی آئی جی صاحب بولے۔

" پولیس کی کیا کارروائی ہوگی محترم ڈی' آئی جی صاحب؟۔"

"یہ لاشیں پولیس ہسپتال جائیں گی ان پر ضروری کام ہوگا اور اس کے بعد یہ تدفین کے لئے آپ کے حوالے کی جائیں گی مسٹر جہانگیر جمال شاہ۔"

"ایک بھی لاش یہاں سے کہیں نہیں جائے گی۔ میں کسی کارروائی کی ضرورت نہیں محسوس کرتا۔ تمام پولیس افسران کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ کوٹھی کے بیرونی احاطے میں جمع ہوجائیں اور صرف وہیں سے اپنی کارروائیاں کریں انہوں نے یہاں کی تمام تفصیلات تیار کرلی ہیں۔ ایک لمحے کے اندر اندر ہر شخص باہر نکل جائے مسٹر ڈی آئی جی آپ بھی' میں آپ میں سے کسی شخص کو اندر نہیں دیکھنا چاہتا۔"

ڈی آئی جی صاحب نے تلملاتی ہوئی نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا اور پھر غصیلے انداز میں بولے۔

" آپ تمام لوگ تھوڑی دیر کے لئے باہر چلے جائیں میں اس شخص سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔"

پولیس افسران بھلا ڈی آئی جی صاحب کے حکم کے بعد وہاں کہاں رکتے؟ البتہ طاہر جمال شاہ نے باہر جانا پسند نہیں کیا تھا۔ ڈی آئی جی صاحب نے اسے گھورا' اور بولے۔

"تم نے سنا نہیں؟۔"

"سوری مسٹر ڈی آئی جی صاحب' میں پولیس کا آدمی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں ہوں۔"

"میں کہتا ہوں تم نے سنا نہیں؟۔"

"نہیں، میرے کان میرا ساتھ نہیں دے رہے۔"

"ہوں گویا مینڈکی کو بھی زکام ہوا۔"

"جی ہاں ہو گیا ہے۔"

"دیکھ لوں گا تمہیں بھی۔"

"دیکھ لیجئے گا ڈی آئی جی صاحب آپ ہمیشہ دیکھتے ہی رہے ہیں ہمیں۔ بھابھی مرگئی ہے میری، ماموں مر گئے ہیں، میرے اہل خاندان کے لوگ موت سے ہمکنار ہو گئے ہیں اور آپ صرف ڈی آئی جی ہیں۔"

ڈی آئی جی صاحب نے دانت پیستے ہوئے طاہر جمال کو دیکھا اور بولے "کیوں، وجہ جانتے ہو...؟"

"کیا وجہ ہو سکتی ہے...؟۔"

"یہ خود، جو کچھ یہ کرتا رہا ہے اس کے نتائج ان بیچاروں کو بھگتنے پڑے ہیں، یہ سب اس کی کاروائیوں کا نتیجہ ہے۔"

"ڈی، آئی جی صاحب آپ صرف ایک پولیس آفیسر ہیں اگر آپ نے اس سے زیادہ بولنے کی کوشش کی تو مجھے اپنی ولدیت سے آپ کا نام خارج کرنا ہو گا پھر جہانگیر جمال شاہ نہیں لکھا جائے گا صرف جہانگیر لکھا جائے گا سمجھ رہے ہیں آپ؟۔"

"اور اس کے بعد مجھے خود کشی کرنا ہوگی، کیوں...؟۔"

ڈی آئی جی صاحب طنزیہ انداز میں بولے۔

"ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو آپ پولیس آفیسر ہیں میں نے حکم دیا ہے کہ ہر شخص باہر نکل جائے آپ اس وقت یہاں اس کمرے میں کیوں موجود ہیں....؟۔"

"تمہیں گرفتار کرنا ہے مجھے، تم کئی بار کے مفرور مجرم ہو۔"

"مجھے اس حد تک نہ لے جایئے مسٹر ڈی، آئی جی کہ آپ کے شانوں سے آپ کے عہدے کے پھول میں اپنے ہاتھوں سے اتاروں، سمجھ رہے ہیں آپ؟۔"

"ذلیل کمینے اگر ایک لاش یہاں اس کمرے میں وجود نہ ہوتی تو میں تجھے ان الفاظ کا جواب دیتا۔"

"ایک بار پھر عرض کر رہا ہوں کہ مجھے اس حد تک نہ لے جائیں اس لاش کی موجودگی آپ کے ان الفاظ کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔"

"ڈیڈی، کیا کر رہے ہیں آپ خدا کے لئے انسان بنیئے، آخر کیا کرنا چاہتے ہیں آپ؟۔"

ابھی اتنی ہی گفتگو ہوئی تھی کہ اچانک ہی باہر کچھ عجیب سی کیفیت پیدا ہو گئی، ایک افراتفری سی مچ گئی تھی اور ایڑھیاں بج رہی تھیں۔ چند ہی لمحوں کے بعد جنرل احسان مرزا، کرنل اعجاز ملٹری کے اور بھی چند اعلیٰ افسران کمرے میں داخل ہو گئے۔

آفتاب کمال اور رضوانہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ ڈی آئی جی صاحب غالباً" ان سب کو پہچانتے تھے وہ بھی مستعد ہو گئے کرنل اعجاز نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ جہانگیر جمال شاہ ہیں۔"

احسان مرزا نے فریدہ کی لاش کو دیکھا اور اس کے بعد میرے قریب پہنچ گئے۔

"مجھے انتہائی افسوس ہے مائی ڈیئر جہانگیر جمال شاہ میں تمہارے غم میں برابر کا شریک ہوں۔ کرنل اعجاز نے مجھے فون پر اس بارے میں اطلاع دی اور مجھے انتہائی افسوس ہوا کہ کسی بہتر حالت میں تم سے ملاقات کرنے کے بجائے مجھے تمہارے پاس تعزیت کے لئے آنا پڑا ہے۔ یہ سب کچھ ہوا کیسے؟۔"

ڈی۔ آئی۔ جی صاحب اب ذرا سنبھل گئے تھے میں نے مختصر الفاظ میں انہیں تفصیل بتائی اور دوسرے عزیزوں کی موت کے بارے میں بتایا، جنرل احسان مرزا گردن ہلانے لگے تھے پھر انہوں نے تیمور جمال شاہ صاحب کی طرف دیکھا اور بولے۔

"جناب تیمور جمال صاحب میں آپ کے ان افراد کی ہلاکت پر میں آپ سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہوں بہت سنگین حادثہ ہوا ہے کیا پولیس اپنی کاروائی کر چکی ہے۔؟"

"جی ہاں...۔"

"بہر طور ملک و قوم کے ایک جانباز کے ساتھ یہ سنگین حادثہ پیش آیا ہے ہم اس پر دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ ان سب کی تدفین کا انتظام کیا جائے گا۔ میں باقاعدہ اس کے لئے فوج کی خدمات پیش کرتا ہوں۔ فوج کے جوان سارے انتظامات کرلیں گے۔"

"وہ سر تمام انتظامات ہو جائیں گے اصل میں جہانگیر جمال شاہ کچھ ایسے جرائم کر چکا ہے جن کی بناء پر پولیس کو یہ مطلوب تھا اور مجھے افسوس ہے کہ ایک پولیس آفیسر ہونے کی حیثیت سے میں باپ، بیٹے کے رشتے کو نظر انداز

کرنے پر مجبور ہوں۔ اصل میں میری درخواست ہے جناب کہ ان لاشوں کو پولیس ہسپتال لے جایا جائے جہانگیر جمال شاہ کو میں تدفین میں شرکت کی اجازت دے سکتا ہوں اس سے آگے اسے آزاد رہنے دینا میرے لئے ممکن نہیں ہے۔"

جنرل احسان مرزا نے حیرت سے ڈی آئی جی صاحب کو دیکھا پھر کرنل اعجاز کو، کرنل اعجاز سرد لہجے میں بولے۔

"اصل میں سر ان باپ بیٹے کے درمیان کشیدگی رہتی ہے اور ڈی آئی جی صاحب ان تمام معاملات سے واقف نہیں ہیں جو پیش آتے رہے ہیں۔ میرے خیال میں انہیں بتا دینا مناسب ہے۔"

"جیسا آپ مناسب سمجھیں مجھے حیرت ہوئی اس بات پر یعنی اتنی انڈر اسٹینڈنگ نہیں ہے باپ بیٹوں میں کہ باپ کو حقیقت تک معلوم نہ ہو۔"

"سر یہ ویسے بھی ایک قومی راز تھا۔ اور جہانگیر جمال شاہ نے دیانت داری سے اسے اپنے سینے میں رکھا ہے۔"

"ہاں، مسٹر ڈی، آئی جی۔ یوں سمجھ لیجئے کہ پولیس کا اس معاملے میں مداخلت کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے، شاید آپ کو اس حقیقت کا علم نہیں ہے کہ جہانگیر جمال شاہ ملٹری انٹیلیجنس کے لئے یہ سب کچھ کرتے رہے ہیں وہ سب کچھ ایک ڈرامے کے تحت انہیں اس عمارت میں داخل ہو کر فائل کی چوری کرنی تھی۔ اور اس کے بعد گرفتار بھی ہونا تھا، پھر فرار کے لئے بھی باقاعدہ منصوبہ بندی کی گئی تھی ان تمام کاروائیوں سے اصل میں ہم کچھ ایسے لوگوں کو ٹریپ کرنا چاہتے تھے جو موساد اور را کے ایجنٹ تھے۔ جہانگیر جمال شاہ نے انتہائی ذہانت کے ساتھ انہیں ٹریپ کیا اور ان کی ہلاکت عمل میں آگئی یہ تو ایک قومی فریضہ تھا اور آپ اس عظیم قومی فریضے پر انہیں گرفتار کرنا چاہتے ہیں آپ کو شاید اس بات کا اندازہ نہیں کہ فوجی حکام جہانگیر جمال شاہ کے بارے میں کیا سوچ رہے ہیں یہ تو ایک سویلین ہونے کے باوجود فوجی حکام کے دست راست ہیں، انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا بلکہ ملک کی ایک ایسی عظیم خدمت سرانجام دی ہے کہ اگر آپ کی جگہ کوئی اور باپ ہوتا تو شاید شادیانے بجواتا۔ آپ براہ کرم ان تمام خیالات کو دل سے نکال دیجئے۔ جہانگیر جمال شاہ صاحب جس طرح بھی پسند کریں گے ان لاشوں کے سلسلے میں بقیہ کاروائی ہوگی۔ اور جہانگیر جمال شاہ صاحب ان لوگوں کے قاتلوں کی چھان بین کے لئے میں آپ کو ملٹری انٹیلجینس کی خدمات پیش کرتا ہوں"۔

"مسٹر ڈی، آئی جی آپ ایک لمحے میں یہاں سے باہر نکل جایئے ہم اپنے درمیان پولیس کی موجودگی نہیں چاہتے۔" میں نے خونخوار لہجے میں ڈی آئی جی صاحب سے کہا۔ ڈی۔ آئی۔ جی صاحب کا چہرہ اتر گیا تھا وہ آہستہ قدموں سے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔

طاہر جمال شاہ ڈبڈبائی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ جنرل احسان مرزا نے کہا۔

"میں تمہارے غم میں برابر کا شریک ہوں جہانگیر جمال شاہ، باقی اور کچھ کہنا اس وقت میرے لئے ممکن نہیں ہے۔"

پھر بعد کی تمام کارروائیاں معمول کے مطابق تھیں۔ آفتاب کمال نے ایک خاموش کارکن کی حیثیت سے تمام انتظامات سنبھال لئے تھے۔ والدہ صاحبہ بھابھی صاحبہ، اکبر جمال وغیرہ سب آگئے تھے البتہ ڈی آئی جی صاحب کا کہیں پتا نہیں تھا۔

پولیس کے تمام افسران کو کوٹھی سے باہر نکال دیا گیا تھا اور فوجی حکام نے باقی تمام انتظامات سنبھال لئے تھے، کرنل اعجاز اس سلسلے میں پیش پیش تھے۔ ان تمام لاشوں کی تدفین پورے فوجی اعزاز کے ساتھ اسی دن دوپہر کو عمل میں آگئی، میرے اہل خاندان بھی اس میں شریک تھے اور میں اب بالکل سادہ سے انداز میں ان تمام کاموں میں حصہ لے رہا تھا۔ میری آنکھوں میں ہلکی ہلکی نیلاہٹیں تھیں اور یہ نیلاہٹیں جب بھی ابھرتیں میں ایک انوکھی دنیا کا انسان بن جاتا میرے سینے میں دل کی جگہ پتھر کی چٹان آکر رکھ جاتی اور چٹان پر کوئی چیز اثر انداز نہیں ہوتی۔

فریدہ، ماموں اختیار اور ان تمام لوگوں کو زیر زمین اتار دیا گیا تھا میں نے بھی عام لوگوں کی طرح اس میں حصہ لیا تھا اور اس کے بعد پر سکون قبرستان سے واپس لوٹا تھا۔

آفتاب کمال اور رضوانہ میرے ساتھ ساتھ ہر کام میں شریک تھے فوجی حکام نے بھی صحیح معنوں میں میرے ساتھ ایسا تعاون کیا تھا جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس کے بعد کے ہنگامے کئی دن تک جاری رہے تھے والدہ صاحبہ کو کھل کھیلنے کا موقع ملا تھا چنانچہ وہ بیٹیں میری کوٹھی میں آگئی تھیں وہ بھی غموں کے پہاڑ تلے دبی ہوئی تھیں، فریدہ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے توان کا کوئی خاص رابطہ نہیں رہا تھا' لیکن ماموں اختیار ان کے بھائی تھے بہرحال ایک ہفتہ ان تمام معاملات میں گزر گیا۔ آفتاب کمال میرے غم میں برابر کا شریک تھا وہ ہمیشہ ہی ٹکر ٹکر میری صورت دیکھتا رہتا تھا غالباً" وہ میرے اندر پوشیدہ جذبات کا جائزہ لینا چاہتا تھا۔ لیکن میں تقریباً" نارمل ہو گیا تھا۔ ہنستا بھی تھا' بولتا بھی تھا ایک بار بھی میں نے فریدہ کو یاد نہیں کیا تھا نہ ہی غم زدہ ہوا تھا آفتاب کمال اور رضوانہ میری اس کیفیت کو خاص طور سے حیرت سے دیکھتے تھے اس پورے معاملے کے درمیان ڈی آئی جی صاحب نے ایک بار بھی مجھ سے ملاقات نہیں کی تھی۔ واقعی عجیب انسان تھے فوجی حکام البتہ برابر مجھ سے رابطہ رکھے ہوئے تھے۔ اور انہوں نے مجھ سے اپنائیت کا پورا پورا ثبوت دیا تھا۔ میں انکا احسان مند تھا بہرطور کسی کے کام کو سراہنا بھی ایک بہت بڑی بات ہوتی ہے میرے دیرینہ رفیق یعنی توفیق جان کشوری وغیرہ میرے ساتھ برابر کے شریک تھے اور ان کے چہروں پر مسکراہٹیں نہیں دیکھی جاتی تھیں۔ آفتاب کمال اور رضوانہ اپنے بھرپور فرائض سرانجام دے رہے تھے۔

پھر اس دن وہ میری کوٹھی ہی میں میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے جب مجھے ایک ٹیلی فون کال موصول ہوئی "آپریٹر نے مجھ سے کہا کہ میری کال ہے اور یہ کال ایک دوسرے ملک سے کی گئی تھی میں نے حیران ہو کر ریسیور اٹھالیا۔ دوسری جانب سے آواز ابھری۔

"مسٹر جہانگیر جمال شاہ؟"

"بول رہا ہوں آپ کون صاحب ہیں؟" میں نے سوال کیا

"تم مجھے مسٹر زیڈ کے نام سے جانتے ہو۔"

میرے جبڑے بھینچ گئے میں نے کہا۔

"اوہ مسٹر زیڈ' میرے دوست 'میرے رفیق میرے شناسا۔"

"یقیناً" یقیناً" مجھ سے تمہارے بہت سے رشتے قائم ہوگئے ہیں۔"

"تو کیا آپ اس ملک سے واپس جاچکے ہیں؟۔"

"ہاں میں ذرا مختلف مزاج کا انسان ہوں اگر کوئی مجھ پر اپنی اہمیت ثابت کردیتا ہے تو میں اسے تسلیم کرنے سے انکار نہیں کرتا۔"

"مطلب......؟۔"

"مطلب یہ مائی ڈیئر مسٹر جہانگیر شاہ کہ آپ کا پورا منصوبہ میرے علم میں آگیا تھا۔ آپ نے غالباً" وہ ڈرامہ اسی لئے کیا تھا کہ ہم لوگوں کی قربت حاصل کرلیں اور آپ نے اس قربت سے جتنا فائدہ اٹھایا بلاشبہ وہ ایک عام آدمی کے بس کی بات نہیں تھی۔ حالانکہ اس وقت جب میں نے آپ کو آپ کے پڑوسی ملک میں بھیجا تھا تو میرے ذہن میں یہ تصور نہیں تھا کہ آپ اتنی اونچی چال چل رہے ہیں لیکن آپ نے وہاں جاکر بھی اپنا فرض سرانجام دیا۔ مسٹرابے اور ہمارے بہت سے قیمتی ساتھیوں کو آپ نے وہاں ختم کردیا۔ کیا یہ غلط ہے مسٹر جہانگیر جمال شاہ؟۔"

"نہیں مسٹر زیڈ بالکل درست ہے۔"

"اور اپنے وطن میں آپ نے اس قسم کے انتظامات کردیئے کہ آپ کی غیر موجودگی میں بھی کام جاری رہے افسوس مجھے ان لوگوں کے بارے میں نہیں معلوم ہوسکا جنہوں نے آپ کی غیر موجودگی میں بھی اپنا کام جاری رکھا اور جب میرے انتہائی قیمتی ساتھی مارے گئے خصوصاً" لیکسی جیسن کی بات کرتا ہوں وہ لڑکی میری اولاد نہیں تھی لیکن میں اسے اپنی بیٹی کی طرح چاہتا تھا آپ نے اسے بھی نہیں چھوڑا مسٹر جہانگیر جمال شاہ لیکسی جیسن کا غم میں برداشت نہیں کرسکا اور اس کے نتیجے میں میک نے آپ کے تمام اہل خاندان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔"

"مجھے اس کا اندازہ تھا مسٹر زیڈ کہ میری بیوی اور میرے عزیزوں کو آپ ہی نے قتل کیا ہے۔"

"میرا حق بنتا تھا مائی ڈیئر' مجھے خوشی ہے کہ میں نے تمہیں بھی بھرپور غم دیا ہے جو میرے سینے میں جاگزیں ہوگیا تھا۔"

"ہاں 'اور اب مسٹر زیڈ میرے اور آپ کے درمیان یہ سلسلہ چل پڑا ہے آپ اسرائیل میں آباد اور دنیا کے مختلف گوشوں میں موجود ان یہودی خاندانوں سے اظہار تعزیت ضرور کرتے رہیئے جو آپ کی وجہ سے فنا کے گھاٹ اتریں گے میں ان دنوں یہ ہی منصوبے بناتا رہا ہوں مسٹر زیڈ کہ مجھے آپ کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے کیا کیا طریقہ کار اختیار کرنے ہوں گے۔"

"آپ مجھے چیلنج کررہے ہیں؟۔"

"ہاں مسٹر زیڈ یہ چیلنج ہے آپ کے لئے کہ ہر اس جگہ

جہاں اسرائیلی مفادات کے لئے کام ہورہا ہوگا اور جہاں یہودی خنزیر میرے وطن کے خلاف نبرد آزما ہوں گے وہاں میں قتل عام کروں گا' اتنے لوگوں کو ہلاک کروں گا مسٹر زیڈ کہ آپ حیران رہ جائیں گے پھر آپ کو اس خسارے کا احساس ہوگا جو آپ کے اس اقدام سے آپ کو پہنچے گا۔ ان خاندانوں سے تعزیت ضرور کیجئے گا' آپ بہت صاحب ظرف انسان ہیں ناں کم از کم یہ فرض آپ پر عائد ہوتا ہے کہ آپ ان خاندانوں کی دادرسی ضرور کیجئے۔"

"تو پھر سن لیجئے مسٹر جہانگیر جمال شاہ کہ میں ہر جگہ آپ سے مزاحمت کروں گا۔ یہاں باقاعدہ ایک الگ کھیل شروع ہوگیا ہے' میں اب اپنے آپ کو اس مقصد کے لئے وقف کرتا ہوں کہ آپ پر نظر رکھوں' آپ کی تمام کارروائیوں پر غور کروں' آپ کی شخصیت کا اندازہ لگا کر آپ کے خلاف کام کروں۔"

"یہ خوشی کی بات ہے مسٹر زیڈ کہ میرا تعلق براہ راست آپ سے رہے گا اور کیا خدمت کرسکتا ہوں آپ کی؟۔"

"نہیں بس آپ کو یہ بتانا مقصود تھا کہ اگر اپنے اہل خاندان کا غم آپ کے دل میں جاگے تو زیڈ کو یاد رکھیئے گا۔"

"میں آپ کو یاد رکھوں گا مسٹر زیڈ بہت اچھی طرح یاد رکھوں گا۔"

"اوکے مائی ڈیئر ہماری گفتگو کا سلسلہ طویل ہوگیا ہے اس لئے اب میں یہ سلسلہ منقطع کرتا ہوں۔"

"ٹیلی فون کے ذریعے آپ کی ہلاکت عمل میں نہیں آئے گی مسٹر زیڈ آپ مطمئن رہیں۔"

جواب میں مسٹر زیڈ کا ایک قہقہہ سنائی دیا۔ اور اس نے فون بند کردیا۔

یہاں موجود تمام افراد حیرت سے منہ پھاڑے مجھے دیکھ رہے تھے جو گفتگو میں فون پر کررہا تھا وہ ان سب کے لئے باعث حیرانی تھی جیسے ہی میں نے فون کا ریسیور رکھا' آفتاب کمال نے حیران لہجے میں کہا۔

"زیڈ' زیڈ آرگنائزیشن؟۔"

"ہاں آفتاب کمال میں جانتا ہوں کہ تم بھی اس خیال سے دور نہ ہوگے یقیناً" تمہارا ذہن بھی مسٹر زیڈ ہی کی طرف جارہا ہوگا۔"

"کک..... کس سلسلے میں.....؟۔"

"فریدہ اور میرے اہل خاندان کے قتل کے سلسلے میں ظاہر ہے یہ معمولی کام تو نہیں تھا' آج مسٹر زیڈ نے اس عظیم الشان کارنامے کی ذمہ داری قبول کرلی ہے انہوں نے کہا ہے کہ اپنے ساتھیوں کے انتقام کے طور پر انہوں نے میرے اہل خاندان کو ختم کردیا ہے مجھے پہلے ہی اس کی امید تھی لیکن حتمی طور پر کوئی بات کہتے ہوئے ہچکچا رہا تھا۔"

آفتاب کمال کا سر جھک گیا اس نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں میں بھی اپنی اس کوتاہی پر نادم رہا ہوں مسٹر زیڈ پر ہاتھ نہیں ڈال سکا میں۔"

"یہ حماقت کی بات ہے آفتاب کمال اب یہ ضروری تو نہیں ہے کہ ہم بھی ہر محاذ پر فاتح ہوں' ہمیں شکست سے بھی دوچار ہونا پڑے گا جگہ جگہ۔"

آفتاب کمال خاموشی سے میرا چہرہ دیکھتا رہا' رضوانہ بول پڑی۔

"مگر آپ نے جو کچھ کہا ہے جہانگیر بھائی۔"

"میں یہ منصوبہ بنا ہی رہا تھا رضوانہ کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہے اب ظاہر ہے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنا یا سوگ مناتے رہنا تو کسی حد تک ناجائز عمل ہے' چلو اچھا ہے یہ گفتگو تمہارے سامنے ہی ہوگئی اس دوران میں کچھ اور بھی سوچتا رہا ہوں۔"

"کیا.....؟۔"

"دیکھو آفتاب کمال یہ کوٹھی خالی ہوچکی ہے اب یہاں کوئی آبادی نہیں ہے بیچارے ملازمین تک مارے گئے ان کے اہل خاندان کو جو کچھ مجھے دینا تھا وہ دے چکا ہوں' باقی میرے پاس خاصی رقم ہے' خاصا سرمایہ ہے' یہ کوٹھی ہے' وہ فلیٹ ہے میں اب اس کوٹھی میں رہنا نہیں چاہتا آفتاب کمال میری خواہش ہے کہ تم یہاں کا نظام سنبھال لو یہ کوٹھی میں باقاعدہ قانونی طور پر تمہارے نام کئے دیتا ہوں۔"

آفتاب کمال کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے اور اس نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ مجھے میری نااہلی کی سزا دینا چاہتے ہیں' جہانگیر جمال شاہ صاحب؟۔"

"کیا مطلب......؟۔"

"اس کوٹھی سے جتنی یادیں وابستہ ہیں' کیا اسے اپنی تحویل میں لے کر میں ان یادوں سے چھٹکارا حاصل

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر سکوں گا۔"

"تم مجھ سے زیادہ جذباتی انسان ہو آفتاب کمال۔"

"نہیں جذباتی ہوں یا نہیں لیکن انسان ضرور ہوں' میں خلوص دل سے آپ سے اور آپ کے اہل خاندان سے محبت کرتا ہوں جہانگیر جمال شاہ صاحب آپ یقین کیجئے آج تک میرا آپ کا جتنا ساتھ رہا اس میں کہیں کوئی کاروباری حیثیت نہیں رہی کچھ مل گیا تو ٹھیک' نہ ملا تو کوئی حرج بھی نہیں میرا بھی کام چلتا رہا اور آپ کا بھی' لیکن جن جذبات سے میرا اور آپ کا واسطہ ہے اس میں کم از کم یہ عمل میرے لئے باعث تکلیف ہے۔"

"تو پھر اس کا کیا کروں بیچ دیتے ہیں اسے؟۔"

"نہیں اس کے حقدار آپ کے بہن بھائی ہیں یہ انہی کو ملنا چاہئے لیکن میری ایک اور آرزو ہے۔"

"کیا......؟۔"

"آپ اب ان جذبات کے بھنور سے نکل آیئے' کاش آپ اس سلسلے میں کچھ کر لیتے تو آپ کے دل کی بھڑاس نکل جاتی لیکن یہ آٹھ دن کی مسلسل خاموشی مجھے ہمیشہ اس بات کا احساس دلاتی رہی ہے کہ لاوا اندر ہی اندر پک رہا ہے اور یہ آتش فشاں جب پھوٹے گا تو بڑی تباہی لے کر پھوٹے گا۔"

میں ہنسنے لگا میں نے کہا۔

"یہ سب افسانوی باتیں ہیں' ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میری زندگی کے یہ چند سال بڑے عجیب گزرے یوں سمجھو آفتاب کمال کہ میں اپنے محور سے ہٹ گیا تھا' میں ایک دائرے میں قید ہو گیا تھا۔ اور اسی دائرے میں گھوم رہا تھا اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ فریدہ بہت اچھی بیوی تھی اور اس کی موجودگی میں میں نے اپنے اوپر بہت سی پابندیاں لگائی تھیں۔ میں نے یہ سوچا تھا کہ عام انسان جس ڈگر میں زندگی گزارتے ہیں مجھے بھی اسی ڈگر سے واسطہ رکھنا چاہئے لیکن میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میرے ہاتھ کی لکیریں بہت مختلف ہیں ان لکیروں میں یہ نشان آ گیا تھا اور اب یہ نشان نکل گیا ہے مجھے وہی کرنا ہے جو میرے ہاتھ کی ان لکیروں میں لکھا ہوا ہے۔"

"لکیریں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں ہم ان لکیروں کو نہیں مانتے۔" آفتاب کمال بولا۔

"میں بھی نہیں مانتا لیکن انسان اپنا ایک مقصد حیات بنا لیتا ہے یقین کرو آفتاب کمال میں اس مقصد حیات سے ہٹ گیا تھا اب یہ سوچتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے اصل میں فریدہ کی شخصیت ہی ایسی تھی کہ اس نے مجھے اپنے آپ میں الجھا لیا حالانکہ صرف ایک جذباتی قدم تھا اسے اپنے آپ میں شامل کرنے کا لیکن بعد میں یہ احساس ہوا کہ وہ میری زندگی کی ایک بہت بڑی ضرورت تھی۔ باقی لوگوں سے بھی مجھے اتنا ہی پیار تھا اب کے سب جدا ہو گئے' مسٹر زیڈ نے انہیں ہلاک کر دیا اب مسٹر زیڈ کو اپنی اس کارروائی کے نتائج بھگتنا ہوں گے۔ ویسے بھی آفتاب کمال تم یہ دیکھو کہ یہودی ٹولے نے خصوصاً" ہمارے مسلمان بھائیوں کے خلاف کیا کیا کچھ نہیں کر ڈالا ہے' پوری تاریخ بھری پڑی ہے یہ ہر جگہ دنیا کے مختلف حصوں میں دنیا کے ہر گوشے میں اسلامی مفادات کے خلاف کام کر رہے ہیں ان کی لڑائی کسی اور سے ہے ہی نہیں' یہ سرمایہ دار ہیں اور اپنے سرمائے کے بل پر انہوں نے عیسائی ممالک پر بھی اپنے اثرات قائم کر رکھے ہیں جہاں بھی ممکن ہوتا ہے میرے وطن کے خلاف یہ اپنی دولت اپنے سرمائے سے کام لے کر دوسروں کو مجبور کر دیتے ہیں اور جہاں خود عمل کر سکتے ہیں وہاں یہ خود عمل کر رہے ہیں انہوں نے مسجد اقصیٰ پر غاصبانہ قبضہ جما رکھا ہے' انہوں نے فلسطینیوں کو ان کی زمین سے بے دخل کر دیا ہے اور مظالم کے ایسے ایسے پہاڑ توڑے ہیں ان پر کہ ہر صاحب دل کی آنکھ سے خون کے آنسو بہتے ہیں' تازہ ترین واقعہ مسجد ابراہیم کا ہے تم نے دیکھا کہ کس طرح بے گناہ اور معصوم نمازیوں پر عبادت کے دوران گولیاں برسائی گئیں ستر افراد شہید کر دیئے گئے ان سب کو ان کے کرتوتوں کی سزا ملنی ہی چاہئے' ہر شخص کو جہاں بھی اور جس طرح بھی ممکن ہو ان کے سلسلے میں اپنا فرض سرانجام دینا چاہئے' میں ایک گنہگار انسان کی حیثیت سے اپنا یہ مذہبی فرض پورا کرنا چاہتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں اس کام سے مجھے روکنے والے گناہ کریں گے۔"

آفتاب کمال ششدر رہ گیا تھا۔ وہ میرے لہجے کے ٹھہراؤ اور میری بات کی سنگینی کو محسوس کر رہا تھا پھر اس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"اور آفتاب کمال کو اس سعادت سے محروم رکھیں گے جہانگیر جمال شاہ صاحب؟۔"

"نہیں آفتاب کمال یہاں تم مجھ سے بالکل ضد نہیں کرو گے اصل میں آزاد رہ کر میں جو کچھ کر سکتا ہوں وہ

کروں گا اور مجھے تنہا یہ سب کچھ کرتے ہوئے خوشی ہو گی' ہر جگہ فریدہ کا تصور میرے ذہن میں موجود رہے گا جس طرح میں نے اس کے جسم کو خون سے داغدار دیکھا ہے اسی طرح میں اس کے قاتلوں کے جسموں کو خون سے داغدار دیکھ کر خوشی محسوس کروں گا اور آفتاب کمال اس خوشی میں' میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاہتا تمہیں بھی نہیں۔"

"میں جانتا ہوں جہانگیر جمال شاہ صاحب میں جانتا ہوں کہ آپ نے نہایت خوبصورتی سے مجھے اپنے راستے سے ہٹا دیا ہے۔ بہرحال جیسا آپ پسند کریں۔"

بہت سے معاملات تھے جن پر غور کرنا تھا' بہت سے منصوبے بنانے تھے۔ کوٹھی میں نے طاہر جمال کے نام کر دی جس پر اس نے کافی واویلا کیا تھا۔ بمشکل تمام میں نے اسے سمجھایا تھا ویسے مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ لوگ آسانی سے مجھے اس مہم پر نہیں جانے دیں گے۔ اس لئے یہاں سے خاموشی سے نکل جانا چاہئے تھا۔ چنانچہ میں نے فیصلہ کیا کہ میں یہاں سے انگلینڈ نکل جاؤں میں نے ان تیاریوں کو نہایت خفیہ رکھا تھا اور پھر ایک دن میں نے خاموشی سے اپنا وطن چھوڑ دیا۔ اپنے مشن کے لئے میں نے سفر کا آغاز کر لیا۔ حالانکہ میں نے اپنے اطراف پر پوری پوری نظر رکھی تھی میں جانتا تھا کہ اسرائیلی محکمہ خفیہ کا مسٹر زیڈ معمولی وسائل نہیں رکھتا ہو گا۔ ان لوگوں کی آمدنی کے بے شمار اخراجات دنیا بھر میں مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے میں صرف ہوتے ہیں اسی لئے ان کے ڈیپارٹمنٹ اعلیٰ ترین تربیت حاصل کر کے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان کے وسائل بلاشبہ لامحدود ہیں کیونکہ مسٹر زیڈ باقاعدہ میری کارروائیوں سے واقف ہو گا اس لئے مجھے اسی معیار کا منصوبہ ترتیب دینا تھا' یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مسٹر زیڈ کو میرے اپنے وطن چھوڑنے کی اطلاع مل گئی ہو۔ چنانچہ میں نے اسی خیال کے تحت برطانیہ کا رخ کیا تھا جہاں کی وسعتیں مجھے اپنے آپ میں سمیٹ سکتی تھیں لیکن برطانیہ کا رخ کرنے کا مطلب یہی نہیں ہے کہ صرف لندن میں قیام کیا جائے تاہم پہنچنا تو لندن ہی تھا۔

کہر آلود لندن نے میرا استقبال کیا' یہاں رہنے والے کسی شخص کو یہ بات معلوم نہیں تھی کہ ایک آتش فشاں سفر کرتا ہوا وہاں تک پہنچ چکا ہے میں نے اپنا انداز فکر بالکل تبدیل کر دیا تھا صحیح معنوں میں اب میں کوئی جیتا جاگتا انسان نہیں تھا بلکہ ایک آگ میرے اندر سلگتی رہتی تھی۔ میں دوران سفر اس خوبصورت ایئر ہوسٹس سے بالکل متاثر نہیں ہوا تھا جس نے کئی بار مجھ سے خصوصی یگانگت کا برتاؤ کیا تھا بلکہ میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ لندن تک کے سفر میں میرے ہم سفر کون کون لوگ تھے۔ بہرحال لندن کے ایک خوبصورت ہوٹل میں قیام کرنے کے بعد میں نے کوئی چھ سات دن تک پورے لندن کی سیر کی۔ یہ اندازہ لگانا چاہتا تھا میں کہ مسٹر زیڈ کی نمائندے میرا پیچھا تو نہیں کر رہے۔ لیکن اب یہ ساری باتیں سوچنا حماقت ہی تھی۔ اگر مسٹر زیڈ کی نمائندے میرا تعاقب کر سکتے ہیں تو اس خطرے کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دینے کے لئے یہ بھی بہت آسان بات تھی کہ لندن کی کسی سڑک پر مجھے گولیوں سے چھلنی کر دیا جاتا۔ میرے ذہن میں باقاعدہ منصوبہ تھا۔ میں یہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اسرائیلی سرگرمیوں کا سب سے بڑا مرکز لبنان ہے اور صحیح معنوں میں لبنان ہی پہنچنے کے بعد مجھے اپنے اس مشن پر کام کرنے کا صحیح موقع ملے گا۔ لیکن میں براہ راست لبنان کا سفر نہیں اختیار کرنا چاہتا تھا۔ بلکہ اس سلسلے میں میرا اپنا ایک اور منصوبہ تھا اور اسی منصوبے پر عمل کرنے کے لئے لندن کے اس قیام میں' میں نے یہ معلوم کر لیا کہ ویسے تو لندن کے جتنے بڑے بڑے شہر ہیں مثلاً" ان میں برمنگم' شیفیلڈ' لیور پول' بریڈ فورڈ' مانچسٹر' ایڈنبرگ اور برسٹل وغیرہ آتے ہیں مجھے معلوم ہوا کہ یہودیوں کی زیادہ تر رہائش برسٹل ہی میں ہے اور وہاں بہت سی کمپنیوں میں یہودی آباد ہیں۔ چنانچہ میں نے برسٹل میں ہی رہائش اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ویسے یہاں آنے کے بعد میں نے یہ بات سوچ لی تھی کہ اب میں اپنے جہاز جلا چکا ہوں اور مجھے کم از کم جہانگیر جمال شاہ کی حیثیت سے اب کوئی شناخت درکار نہیں تھی اور اس کا سب سے سخت رد عمل یہ ہوا مجھ پر کہ میں ذہنی طور پر اپنے آپ کو جہانگیر شاہ کہنے سے کترانے لگا۔ وہ مزید حماقت تھی جب میں نے اپنا پاسپورٹ اور اپنے تمام کاغذات جلا کر راکھ کر دیئے' اور پھر اس راکھ کو میں نے مٹھیوں میں بھر کر فضا میں اڑا دیا۔ گویا اپنے لئے میں نے سب سے پہلے حکومت لندن کا چیلنج قبول کیا تھا۔ یہاں لاقانونیت کا وہ انداز نہیں تھا کہ کسی آدمی کو آسانی سے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

معاف کردیا جائے اگر پولیس کے ہاتھ لگ گیا اور اپنے کاغذات اور اپنی شناخت نہ پیش کرسکا تو نجانے حالات کیا سے کیا ہوسکتے تھے۔ لیکن شاید میرے دماغ میں کوئی خلیہ ایسا پیدا ہوچکا تھا جس میں دیوانگی کے آثار تھے۔ اور یہ دیوانگی مجھے ایسے اقدامات کے لئے مجبور کررہی تھی جو دنیا کے لئے انتہائی ناعاقبت اندیشانہ ہوں لیکن میرے ذہنی سکون کے لئے بہت کافی تھے۔ ایک بے شناخت انسان کا لندن میں موجود ہونا انتہائی خطرناک تھا۔ لیکن میں نے اپنے طور پر جو فیصلے کئے تھے ان پر عمل کرنا چاہتا تھا۔ ابھی میرے پاس بہت بڑی رقومات موجود تھیں جو لندن کے قیام میں کئی ماہ تک میرا ساتھ دے سکتی تھیں۔ لیکن میرے لئے اب یہ مشکل نہیں تھا کہ لندن کے کسی دولت مند کو قتل کرکے اس کی رقم حاصل کرلوں۔ وہ نیلا ہٹیں جن کا آغاز میری نوجوانی کے آغاز کے ساتھ ہی ہوچکا تھا اب مجھ پر پوری طرح مسلط رہتی تھیں پہلے بھی میں کوئی نیک نام انسان نہیں تھا لیکن اب میں نے اپنے آپ کو بالکل اسی رنگ میں ڈھال لیا تھا جس میں میری ابتدا ہوئی تھی۔ غرض یہ کہ لندن کے ایک ہفتے کے قیام کے دوران میں نے بہت سے کام کئے، بہت سی معلومات حاصل کیں اور پھر بھاری رقم کے عوض میں نے ایک ایسا شناخت نامہ حاصل کرلیا جو مجھے برطانیہ کا شہری تو قرار نہیں دے سکتا تھا۔ لیکن ایک فرم سے میرا باقاعدہ تعلق ظاہر ہوجاتا تھا۔ تب اس کام سے فارغ ہو کر میں نے برسٹل کا رخ کیا برسٹل لندن کا ایک روایتی شہر ہے یہاں کی آبادی میں قدیم وجدید برطانیہ کا ملا جلا امتزاج ہے میں نے ایک ایسے علاقے کا رخ کیا جو کسی قدر پسماندہ تھا۔ لیکن پھر بھی بہت کچھ تھا یہاں کے ایک ہوٹل میں میں نے مسٹر نیم کے نام سے رہائش اختیار کرلی۔ مسٹر نیم کی شناخت کے وہ تمام کاغذات میرے پاس موجود تھے۔ ہوٹل کی دوسری منزل کے ایک کمرے میں زندگی کی آسائشیں کم از کم اس معیار کی نہیں تھیں جس معیار کا تصور لندن جیسی جگہ میں کیا جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی اس ہوٹل کی سہولتیں میرے لئے کافی تھیں اور مجھے یہاں کوئی خاص پریشانی نہیں ہورہی تھی۔

مسٹر نیم کو یہاں کے حلقوں میں روشناس کرانے کے لئے میں نے معلومات شروع کردیں، کئی کلب تھے یہاں اس کے علاوہ ہوٹل بھی تھے۔ میں نے باقاعدہ ایک کلب جوائن کیا جو مارشل آرٹس کلب تھا یہاں چند جاپانی انسٹرکٹرز مارشل آرٹس کی تربیت دیتے تھے۔ گو میں نے مارشل آرٹس میں بھی بہت کچھ حاصل کیا ہوا تھا لیکن چونکہ میں ایک روایتی انسان نہیں تھا اس لئے نہ میرے پاس کوئی بلیٹ تھی اور نہ ہی کوئی سرٹیفکٹ میں نے وہاں ابتدا اسی انداز میں کی تھی جیسے مبتدی ہوں۔ لیکن اپنی لاکھ ناواقفیت کا اظہار کرنے کے باوجود میں جاپانی انسٹرکٹرز کی توجہ کا مرکز بن گیا تھا۔ تب ہی میری ملاقات لائش میک سے ہوئی، مجھے ایسے ہی کسی شخص کی تلاش تھی۔ لائش میک یہودی نژاد تھا۔ تعلق لبنان سے تھا۔ بیروت کا باشندہ تھا اور برسٹل میں ایک فرم میں ملازمت کرتا تھا یہاں وہ ایک چھوٹے سے فلیٹ میں تنہا رہتا تھا اور اس کے اہل خاندان بیروت میں مقیم تھے۔ اصل میں میرا اپنا جو مقصد تھا وہ بالکل مختلف تھا اور میں جس انداز میں اپنا کام کرنا چاہتا تھا وہ بالکل ہی الگ تھا۔

مسٹر لائش میک سے دوستی کرنے کے لئے میں نے خاصی محنت کی اور بالآخر میری محنت بار آور رہی لائش میک اب میرے اچھے دوستوں میں شامل ہوگیا تھا۔ لیکن اس دوستی کے عقب میں سلگتی ہوئی آگ کو اس نے کبھی محسوس نہیں کیا تھا میں نے اسے اپنے بارے میں مختلف کہانیاں سنائیں اس کی عمر اٹھائیس انتیس سال تھی۔ شادی شدہ تھا۔ بیروت میں اس کی بیوی، ماں، اور دو بہنیں رہتی تھیں وہ اپنے اس خاندان کا واحد کفیل تھا اور یہاں برسٹل میں ملازمت کرکے ان لوگوں کو اچھی خاصی رقم بھیجتا تھا میں نے اتنی معلومات حاصل کرلیں اس سے اس کے بارے میں جو میرے کام آسکتیں۔ اصل میں مجھے بیروت میں ایک بہتر رہائشگاہ درکار تھی۔ ایک مستحکم حیثیت سے جس کا کوئی ماضی بھی ہو۔ ورنہ زیڈ آرگنائزیشن سے مقابلہ آسان کام نہیں تھا، برسٹل میں میرے اور لائش میک کے معاملات مشترکہ طور پر چلتے رہے اپنی کمپنی سے اسے اچھی خاصی رقم مل جاتی تھی۔ جس میں سے ایک حصہ وہ اپنے آپ پر خرچ کرتا تھا اور دوسرا اپنے گھر بھجوا دیا کرتا تھا۔ تمام تر معلومات حاصل کرنے کے بعد بالآخر میں نے اپنے عمل کا فیصلہ کرلیا اور اس کے بعد لائش میک کی زندگی کے خاتمے کا دن آگیا۔ لائش میک کو گولف کھیلنے کا بے حد شوق تھا اور ایک گولف کلب کا وہ باقاعدہ ممبر تھا۔ یہ گولف کلب بڑی

وسعتوں میں پھیلا ہوا تھا۔ ہم لوگ اکثر وہاں جاکر گولف کھیلا کرتے تھے۔ میں نے اس کا بھرپور جائزہ لینے کے بعد ایک جگہ منتخب کرلی اور اس دن میں اپنے کام کے لئے تیار ہو کر لائش میک کے ساتھ گولف کھیلنے نکل گیا میں نے تجویز پیش کی کہ گولف کلب سے متصل جو سرسبز و شاداب میدان ہیں ہم لوگ وہاں گولف کھیلیں، ذرا تھوڑی سی تبدیلی ہوجائے گی۔

لائش میک تیار ہوگیا اور میں اسے لے کر چل پڑا۔ میں نے تمام انتظامات مکمل کرلئے تھے، میک اپ کا سامان میرے پاس موجود تھا اور اسی دوران میں نے میک اپ میں بھی کمال حاصل کرلیا تھا۔ ویسے بھی میرے شناسا اس بات کی تصدیق کرچکے تھے کہ مجھے میک اپ کرنے میں کمال حاصل ہے۔ لیکن یہاں رہ کر میں نے میک اپ کا وہ جدید ترین سامان بھی خرید لیا تھا جس کے ذریعے اس دور میں ناقابل یقین تبدیلیاں کی جاسکتی ہیں۔ غرض یہ کہ میرا پورا کام مکمل تھا اس کے بعد لائش میک کو ساتھ لئے ہوئے میں اس وسیع وعریض میدان کے انتہائی سروں پر جا نکلا۔ یہاں ایسے ناہموار علاقے موجود تھے جہاں ایک انسانی جسم کو کسی بھی شکل میں محفوظ رکھنا بہت آسان کام تھا۔ لیکن میں نے تو کچھ اور ہی سوچا ہوا تھا ہم لوگ گولف کھیلتے ہوئے بالآخر اس مطلوبہ جگہ تک پہنچ گئے جہاں میں نے لائش میک کے لئے مناسب انتظام کرلیا تھا۔ ہمارے پاس چائے کے برتن وغیرہ موجود تھے۔ چھٹی کا دن تھا اور ہم اس تفریحی پروگرام سے پوری طرح لطف اندوز ہونا چاہتے تھے۔ تھوڑی دیر تک کھیلتے رہنے کے بعد میں نے لائش میک سے کہا کہ اب چائے پی جائے۔ لائش میک نے اور میں نے دو دو سینڈوچ کھائے، چائے پی اور اس کے بعد میں نے لائش میک سے کہا۔

"اس دوران ہمارے تمہارے درمیان بہت سی باتیں ہوچکی ہیں لائش میک لیکن میں تمہارے سیاسی اور مذہبی نظریات کے بارے میں آج تک لاعلم رہا ہوں۔"

"اتفاق کی بات ہے کہ تم سے اس موضوع پر کبھی گفتگو نہیں ہوئی مسٹر نیم۔"

"اسرائیل کے قیام کے بارے میں تمہارا کیا نظریہ ہے؟۔"

"ہمیں ایک سرسبز زمین درکار تھی۔ اور فلسطین پر ہمارا قبضہ اور ہمارا قیام ہماری ضرورت کا ایک حصہ ہے۔ اس ضرورت کو بہت عرصے تک تسلیم نہیں کیا گیا۔ لیکن بالآخر ہم نے اپنا مقصد خود حاصل کیا۔"

"بیروت میں مسلمانوں پر جو اسرائیلی دباؤ ہے اس کے بارے میں تمہارا کیا نظریہ ہے؟۔"

"دوست بدقسمتی نے مجھے وہ آسائشیں نہیں فراہم کیں جن سے میں اپنے مذہبی مقاصد کی تکمیل بھی کرسکتا لیکن ایک جذبہ میرے سینے میں موجود ہے۔"

"کیا......؟۔"

"اگر مجھے موقع مل جاتا تو میں اسرائیلی فوج میں شامل ہو کر مسلمانوں کو اتنا نقصان پہنچاتا کہ وہ میرے نام سے کانپ اٹھتے۔"

"گویا تم خالص مذہبی جنونی ہو۔"

"تم اسے جنون نہیں کہہ سکتے مسٹر نیم، یہ تو نیشنل اسپرٹ ہے، میرا خیال ہے یہودی بچہ بچہ نیشنل اسپرٹ رکھتا ہے، ہماری بقا اور ہمارے تحفظ کے لئے یہی ضروری ہے۔"

"گویا اگر تمہیں اختیار دے کر کسی ایسی جگہ پہنچا دیا جائے جہاں سے تم مسلم دنیا کو بدترین نقصان پہنچا سکو تو تم اپنا یہ فرض سرانجام دو گے؟"

"اس سے بڑی سعادت میرے لئے اور کوئی نہ ہوگی۔"

"اصل میں دوست میں جذباتی طور پر بھی اپنے آپ کو مطمئن کرنا چاہتا تھا تمہارے سلسلے میں، کیونکہ بہرطور میں بھی انسان ہوں اور دوستی کے جذبوں کو ایک اہمیت دیتا ہوں۔"

وہ سوالیہ نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔ تو میں نے آہستہ سے کہا۔

"خوش بختی سے میں بھی مسلمان ہوں اور ایک ایسے اسلامی ملک کا باشندہ، جو یہودی مقاصد سے سخت نفرت کرتا ہے اور یہودیوں کے ان مظالم کے خلاف ہے جنہیں وہ مسلمانوں کے خلاف آزماتے رہتے ہیں، میں نے بھی اپنی زندگی کا ایک مقصد بنایا ہے مائی ڈیئر لائش میک وہ یہ کہ اسلام دشمن یہودیوں کو جہاں اور جس جگہ موقع ملے موت کے گھاٹ اتار رہا ہوں۔"

وہ اس انداز میں مجھے دیکھنے لگا جیسے میری باتیں سمجھنے کی کوشش کررہا ہو۔ میرے چہرے پر رفتہ رفتہ خون کی سرخی پھیلتی جارہی تھی۔ اس نے کہا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں نہیں سمجھا مائی ڈیئر ٹیم کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟۔"

"میں نے واضح طور پر تم سے یہ بات کہی ہے کہ میں بھی ایک وطن پرست مسلمان ہوں اور میرا مقصد یہودی مقاصد کو نقصان پہنچانا ہے' جس طرح تم اپنے دل میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کا جذبہ رکھتے ہو' میں اس سے کہیں زیادہ یہودیوں سے نفرت کرتا ہوں۔"

"لیکن..... لیکن... تم تو کہتے ہو کہ تم عیسائی ہو۔؟"

"یہودیوں سے میں نے مکاری سیکھی ہے۔ جس طرح مائی ڈیئر تمہارے مذہب میں مکاری کو اولین حیثیت حاصل ہے اور جس طرح تم لوگ ساری دنیا میں مکار اعظم کے نام سے مشہور ہو اسی طرح میں نے بھی تم سے مقابلہ کرنے کے لئے اپنے آپ کو یہی رنگ دیا ہے۔ میں تم جیسوں سے اپنا تعارف یہ ہی کہہ کر کراتا ہوں' ورنہ درحقیقت میں مسلمان ہوں۔"

"یعنی' یعنی کہ تم..... تم..... تم.... مگر تمہارا مقصد کیا ہے..... ؟۔" لائش میک نے سوالیہ انداز میں مجھے دیکھتے ہوئے کہا

"میں اپنے نیک کام کا آغاز تم سے کرنا چاہتا ہوں مائی ڈیئر لائش میک۔"

"مطلب کیا ہے تمہارا..... کیا مطلب ہے.....؟" وہ خوفزدہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور میرے حلق سے ایک قہقہہ نکل گیا۔

"تم بہت بزدل انسان ہو لائش میک۔ اتنے بزدل ہو کہ تم مسلمانوں کے خلاف کارروائی کرو گے۔؟" میں نے لہجہ بدل لیا اور وہ خاصا پریشان نظر آنے لگا۔ پھر اس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مذاق کی یہ قسم بہت خراب ہے ڈیر ٹیم' تم نے واقعی مجھے خوفزدہ کر دیا تھا۔ لیکن تمہارے چہرے پر پھیلی ہوئی یہ عجیب سی کیفیت مجھے اب بھی دہشت زدہ کئے ہوئے ہے' تم شرارت کر رہے ہو یا اس سلسلے میں واقعی سنجیدہ ہو؟۔"

"تم نے جو باتیں کہی ہیں وہ سنجیدگی سے کہی ہیں یا شرارت سے۔"

"نہیں میں نے تمہیں اپنے جذبات سے آگاہ کیا ہے۔"

"اور میں نے تمہیں" میں نے جواب دیا اور وہ پریشان نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔ پھر بولا "میرا خیال ہے ہمیں واپس چلنا چاہیئے' تم نے میرا سارا موڈ چوپٹ کر دیا ہے۔"

"واپس" میں نے طنزیہ لہجے میں کہا اور وہ میری صورت دیکھنے لگا۔"

میں اس سے چوہے بلی کا کھیل کھیل رہا تھا۔ میں نے پھر دوستانہ لہجے میں کہا۔

"دیکھو میک' تم واقعی بہت بزدل انسان ہو۔ میں آج تمہارے لئے بہترین تحفے لایا ہوں۔"

"آج تمہاری باتوں میں کچھ دیوانگی کی جھلکیاں ہیں۔"

"آہ تمہیں اس کا اندازہ ہو گیا تمہارا خیال درست ہے۔ میں واقعی دیوانہ ہو چکا ہوں۔ کچھ دیوانگی پہلے بھی مجھ میں تھی لیکن اب میں مکمل دیوانہ ہو چکا ہوں۔"

"چلو واپس چلتے ہیں۔ میں واقعی اب نہیں کھیل سکوں گا۔"

"تمہارا کھیل ختم ہو چکا ہے لائش' اب میرے کھیل کا آغاز ہوتا ہے۔ اور یہ تمہاری خوش بختی ہے کہ میرے کھیل کا آغاز تم سے ہو رہا ہے۔ دیکھو یہ کیا ہے" میں گولف کٹ سے ایک شیشی نکال لی۔

"کیا ہے یہ.....؟۔"

"اسپرٹ۔ اس میں اسپرٹ بھری ہوئی ہے۔ یہ میں تم پر اسپرے کر دوں گا اور یہ لائٹر ہے۔"

"کیا بکواس ہے؟"

"یہ بکواس نہیں ہے' کمینے یہودی۔ یہ بکواس نہیں ہے۔" اچانک میں نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور اسے دبوچ لیا۔ اس نے مداخلت کی مگر میں نے اسے مار مار کر لہولہان کر دیا۔ میں نے اسے چٹانوں سے ٹکرایا۔ اس کے سارے وجود کو پاش پاش کر دیا۔ وہ دہشت سے چیخا بھی مگر میں اسے ایسی ہی جگہ لایا تھا جہاں کوئی نہ ہو۔ اسے نیم مردہ کر کے میں نے اس پر اسپرٹ اسپرے کر دی اور پھر لائٹر سے اسے آگ لگا دی۔ وہ دھڑا دھڑ جلنے لگا۔ وہ مشعل بن گیا تھا اور میری آنکھوں میں سکون اتر رہا تھا۔ نیا سکون' وہ خاکستر ہو گیا۔ پر..... مجھ پر ایک لذت کن کیفیت طاری تھی' میں لذت سے سسکاریاں لے رہا تھا۔ اور پھر میرے حواس واپس آ گئے۔ ابھی تو بہت کچھ کرنا تھا۔ میں نے ایک گہرا گڑھا تلاش کیا۔ اسے گڑھے میں ڈال کر آس پاس کے پتھر چننے لگا۔ پھر میں نے اسے پتھروں میں اس طرح چھپا دیا کہ اس کے وجود کا نشان بھی

نہ ملے۔ اب مجھے دوسرے کام کرنے تھے۔

تمام انتظامات کر کے آیا تھا۔ لائش میک کے فرشتوں کو بھی معلوم نہیں تھا کہ اس تھیلے میں کیا کیا ہے جو بظاہر گولف کٹ کے طور پر میرے پاس تھا۔

میں نے تھیلے سے میک اپ کا سامان نکالا۔ اور ایک مناسب جگہ دیکھ کر بیٹھ گیا۔ پھر میں نے اپنے چہرے پر کئی گھنٹے صرف کئے تھے اور ایک ایک پہلو سے مطمئن ہو گیا تھا۔ اس کے بعد میں نے اس سامان کو بھی نذر آتش کر دیا۔ پیلی آگ کے شعلے مجھے بہت بھلے لگ رہے تھے اور جب ایک ایک نشان مٹ گیا تو میں مطمئن ہو گیا۔ آخری چیز جو میں نے جلائی وہ میرا لباس تھی۔ پھر لائش میک کا لباس زیب تن کر کے میں وہاں سے واپس چل پڑا۔ اب میں میک لائش تھا۔

تین دن تک میں اس حیثیت سے اپنے آپ کو نمائی کرتا رہا میں نے اس کا ہر کام کیا۔ اس کے کئی قریبی دوستوں سے ملاقات کی ان کے ساتھ تفریحات میں وقت گزارا لیکن کسی کو شبہ نہیں ہو سکا تھا جس جگہ وہ ملازمت کرتا تھا وہیں سے مجھے اپنے اصل کام کا آغاز کرنا تھا چنانچہ اس دوپہر میرے ساتھ ایک حادثہ ہوا۔ یہ حادثہ نہایت کاریگری سے ہوا تھا۔ بظاہر یوں لگا تھا جیسے میرے سر کے ٹکڑے اڑ گئے ہوں لیکن چوٹ معمولی تھی۔ البتہ میں نے خون بہا دیا تھا۔ یہ پہلی قربانی دی تھی میں نے اپنے مقصد کے لئے' خون کا نذرانہ دے کر میں نے اپنے اس عظیم مقصد کا آغاز کیا تھا۔ مجھے ہسپتال پہنچا دیا گیا میرے سر کے ایکسرے ہوئے۔ دوسری رپورٹیں لی گئیں۔ مجھے ہر تشویش سے آزاد قرار دیا گیا۔ لیکن ہوش میں آ کر میں نے نرس کو کیری سوبر کے نام سے پکارا۔ اور اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا"

"آپ مسٹر کیری سوبر ہیں؟۔"

"جی.....؟" نرس نے حیرت سے پوچھا۔

"میں آپ کا دیوانہ ہوں۔"

"میں سمجھی نہیں۔"

"کرکٹ کی دنیا آپ کے دم سے آباد ہے مسٹر سوبر۔ میں بھی کرکٹ کا شیدائی ہوں۔"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن آپ.....؟۔"

"اوہ' میں برٹ لنکاسٹر ہوں۔" میں نے شرما کر کہا۔

"~~مذاق کر رہے ہیں~~"

"اوہ..... نرس نے تاسف سے کہا۔ دونوں واپس جانے لگے تو میں نے انہیں آواز دے کر روک لیا

"ایکسکیوزمی..... آپ امپائر لوئس ڈی فیوزز ہیں؟۔"

"نہیں میں ڈاکٹر ہوں۔" اس نے کہا اور نرس کے ساتھ باہر نکل گیا۔ میں نے مطمئن انداز میں گردن ہلا دی۔ وقت گزرتا گیا۔ میرے کئی ایکسرے ہوئے مختلف ٹیسٹ دوبارہ ہوئے اور ان کی رپورٹس کا انتظار کیا جانے لگا۔ دوسرے دن پھر مجھ سے پوچھا گیا

"یہ کون ہیں؟۔" اشارہ ایک اور نرس کی طرف تھا

"چپل دیو ہے۔" میں نے جواب دیا۔

معاملہ بہت سست رفتاری سے آگے بڑھ رہا تھا۔ کچھ تیزی آنی چاہیئے اس میں' چنانچہ میں نے دوپہر کے بعد کرکٹ شروع کر دی۔ اس وقت میں فاسٹ بولر بن گیا تھا اور جو چیز میرے ہاتھ آئی اس سے بالنگ شروع کر دی۔ نتیجے میں کمرے کے شیشے اور دوسری قیمتی اشیاء ٹوٹ گئیں۔ اور پھر میں گراؤنڈ میں نکل آیا میں نے نرس کیری سوبر اور چپل دیو کو چیلنج کر دیا اور پورے ہسپتال میں تباہی مچا دی۔ نتیجے میں مجھے گرفتار کر لیا گیا کام بہت لمبا تھا اور مجھے ایک طویل پروسس سے گزرنا پڑا تھا۔ لیکن بنیادیں مضبوط رکھنا چاہتا تھا۔ اور پھر ایسی کوئی جلدی بھی نہیں تھی بہت سے مرحلوں سے گزرنے کے بعد میرے لواحقین کو اطلاع دی گئی' کمپنی مجھے علاج کے لئے امریکہ تک بھیجنے پر رضامند ہو گئی تھی مگر میری بیوی لین گرانچ اور میری ماں مجھے لینے برسٹل پہنچ گئی۔ غمزدہ عورتوں نے کمپنی بورڈ سے درخواست کی کہ مجھے بیروت بھیجنے کے انتظامات کئے جائیں۔

مسز میک نے اپنی متورم آنکھوں سے مجھے دیکھا تھا۔ پھر سرسری آواز میں کہا تھا "میک.....؟"

"تم..... تم....." میں نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے نہیں پہچانتے.....؟"

"تمہیں ہاں پہچانتا ہوں۔"

"کون ہوں میں.....؟۔"

"تم لین ہو..... میری بیوی۔"

"اوہ..... ممی..... ممی....." لین رو پڑی..... "وہ خوشی سے روئی تھی۔" میں نے اس سے کہا۔

"مگر میں تمہاری ممی نہیں ہوں۔" لین نے اصل میں میری ممی کو پکارا تھا۔ جو فوراً" آ گئیں۔

"کیا بات ہے لین.....؟۔"

"یہ ہوش میں آ گئے۔"

"میک..... میرے بیٹے....." ممی بے اختیار ہو گئیں۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اوہ، ذہن پر زور نہ ڈالو۔ مجھے دیکھو، میں اب بھی کتنی خوبصورت ہوں، تمہیں بہت پسند ہوں نا میں؟"

"ہاں۔۔۔" میں نے آہستہ سے کہا۔ اور مسز میک مجھے اپنے بھولے ہوئے وجود سے آشنا کرانے لگیں۔ مگر میرے ذہن میں آتش فشاں گڑگڑانے لگا تھا، مجھے وہ خلوتیں یاد آگئی تھیں جو فریدہ کے ساتھ گزرتی تھیں۔ میں نے مسز میک کو دھن کر رکھ دیا۔ میرے دل میں کوئی احساس نہیں تھا سوائے اس کے کہ وہ ایک یہودی عورت ہے۔ زیڈ کی نسل کی عورت، اور میں اس نسل کو پامال کررہا ہوں۔ مسز میک البتہ سرشار ہوئی تھیں۔ اور انہوں نے میری شان میں قصیدہ خوانی کی تھی۔

بیروت، فلسطینی مظلوموں کی بستی یہاں یہودی درندے اکثر و بیشتر شکار کھیلتے رہتے تھے۔ میں یہاں پہنچ گیا تھا میری لڑائی اب صرف مسٹر زیڈ سے نہیں تھی بلکہ میرا مشن تو بہت وسعت رکھتا تھا۔ لیکن افسوس مجھے ست رفتاری سے کام کرنا تھا۔ یہ ست رفتاری ہی میرے لئے ضروری تھی۔ جلد بازی میں کام خراب ہو سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنا دماغ تو "فورا" درست کرلیا۔ پہلے ہی کرنا تھا، اس کے بعد میں نے رفتہ رفتہ یہاں دوست بنانے شروع کردیئے انہیں دوستوں کی مدد سے مجھے آگے بڑھنا تھا البتہ میرے مشاغل سے میرے اہل خاندان کو کوفت ہونے لگی۔ ممی ڈرالنگ نے کہا۔

"بیشک تمہاری کمپنی نے تمہیں روپیہ دیا ہے لیکن تمہیں کچھ نہ کچھ تو کرنا ہوگا۔"

"ہاں ممی یہی سوچ رہا ہوں۔"

"یہ ضروری ہے۔"

"مجھے احساس ہے۔" میں نے کہا۔

"آہستہ آہستہ کسی کام کے بارے میں سوچو اب تمہاری صحت بھی درست ہے۔" صحت تو واقعی بہت درست تھی لیکن اب کام کے لئے مجھے اپنے اہل خاندان سے نجات حاصل کرنی تھی۔ یہ معزز خواتین میرے راستے میں مزاحم تھیں جب کہ میرا پہلے کافی وقت ضائع ہوچکا تھا۔ ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے مجھے کوئی موثر منصوبہ بنانا تھا۔ ایسا منصوبہ جس سے میری شخصیت بھی مشکوک نہ ہو اور کام بھی بن جائے کئی دن کے غور و خوص کے بعد میں نے ایک بہترین منصوبہ تشکیل دیا۔ اس منصوبے کی تکمیل میری دوست ہی کرسکتے تھے۔ چنانچہ اپنے چار بہترین دوستوں کا انتخاب کیا میں نے اور بالاخر ایک رات اپنے منصوبے کی تکمیل کے لئے منتخب کرلی۔ میرے چاروں دوست عموماً "مسلح" رہتے تھے۔ میں نے انہیں اس رات شراب نوشی کے لئے اپنے گھر پر مدعو کرلیا۔ اور وہ خوش خوش میرے گھر آگئے۔ میں نے ان کے لئے بہترین انتظامات کئے تھے۔

نشے میں ڈوبے ہوئے بدمست شرابیوں نے رنگ رلیاں منانا شروع کردیں وہ اپنے پرائے کی تمیز کھو بیٹھے اور پھر انہوں نے میری بیوی کو پکڑلیا۔ وہ اسے صرف ایک عورت سمجھ رہے تھے۔ میں نے مزاحمت کی تو انہوں نے فائرنگ شروع کردی۔ میں نے اس کا مکمل بندوبست کردیا تھا کہ فائرنگ کی زد میں کون کون آتا ہے۔ چنانچہ میرے تمام محبت کرنے والے ان کی گولیوں کا شکار ہوگئے۔ میں نے پولیس کو ٹیلی فون کردیا تھا۔ نتیجے میں پولیس بروقت پہنچ گئی اور اس نے ان چاروں دوستوں کو رنگے ہاتھوں گرفتار کرلیا۔ میں نے اپنے وجود پر ایسا غم طاری کرلیا کہ دیکھنے والوں سے میرا غم دیکھا نہیں جاتا تھا۔ بے شمار ہمدرد، بے شمار غمگسار پیدا ہوگئے جنہیں میرے ساتھ ہونے والے اس سنگین حادثے کا دکھ تھا۔ بھرا پھرا ہوا گھر اجڑ گیا تھا۔ میرا ایسا ہوا تو تھا لیکن یہاں بیروت میں نہیں بلکہ میرے اپنے وطن میں اور میں نے اس جرم کی یاداش میں پہلے اس یہودی گھرانے کو اجاڑا تھا جس کا اب ایک فرد بھی زندہ نہیں بچا تھا جب کہ لوگ مجھے لائش میک کی حیثیت سے اس غمزدہ گھرانے کا آخری فرد سمجھتے تھے۔ بہرحال اب یہ تھوڑی سی اشیاء میری ملکیت تھیں۔ مجھے بھلا اس گھر کی کیا ضرورت تھی؟۔ میں تو ہر یہودی گھرانے کو پھونک دینا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں نے یہ سب کچھ فروخت کردیا اور اس سے حاصل شدہ رقم بینک میں جمع کردی۔

رقومات کی تو مجھے ضرورت تھی۔ بہت سے کام سرانجام دینے تھے اس رقم کے ایک تھوڑے سے حصے میں سے میں نے کرائے پر ایک فلیٹ حاصل کرلیا۔ چھوٹا سا ایک کمرے کا فلیٹ جس کا کرایہ بہت معمولی سا تھا۔ میرے ہمدرد اور میرے دوست مسلسل مجھ پر احسانات کررہے تھے اور میری دلجوئی کی جارہی تھی ان میں سے کچھ دوست میں نے خود بنائے تھے۔ وہ چار افراد جو میری بیوی اور ماں قتل کے الزام میں گرفتار ہوئے تھے۔ بدستور پولیس

کی تحویل میں تھے اور پولیس ان کے بارے میں سخت کارروائیاں کررہی تھی۔ انہوں نے خود بھی خجالت سے اعتراف کیا تھا کہ یہ جرم ان سے سرزد ہوا ہے لیکن شراب کے نشے میں۔۔۔ انہوں نے مجھ سے بھی معافیاں مانگی تھیں، مگر میں نے نفرت سے ان کے منہ پر تھوک دیا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ انہیں سزائے موت ہو بہرحال ساری کارروائیاں معمول کے مطابق جاری تھیں۔ بیروت میں مسلمانوں اور یہودیوں کی چپقلش کی خاصی تفصیلات میرے علم میں آچکی تھیں اور میں نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ یہودی نسل کے نوجوان اور کسی معاملے میں مخلص ہوں یا نہ ہوں لیکن فلسطین کی سرزمین پر اسرائیل کے قیام کے سلسلے میں سب کا ایک ہی نظریہ تھا اور ان کے اندر بڑا قومی جذبہ پایا جاتا تھا ایک انسان کی حیثیت سے میں نے اس جذبے کی قدر کی تھی اصل میں جو بھی اپنی قوم سے وفادار ہوتا ہے اور دنیا کی ہر برائی بھول کر اس کے لئے قربانیاں دینے پر آمادہ ہوتا ہے وہ ایک قوم پرست کی حیثیت سے تو قابل احترام ہے یہ دوسری بات ہے کہ مذموم مقاصد کے حصول کے لئے وہ انسانیت کے دوسرے پہلوؤں کو بالکل نظر انداز کردے۔ میں ایک قوم پرست کی حیثیت سے ان لوگوں کو تسلیم کرتا تھا لیکن ایک مسلمان کی حیثیت سے مجھ پر بھی قوم پرستی فرض تھی۔ اور میں آزاد فلسطین کو اسرائیل کے قبضے سے آزاد کرانے کا حامی تھا لیکن ابھی تک مجھے کوئی ایسا موقع حاصل نہیں ہوسکا تھا جس میں مجھے اپنی خدمات سرانجام دینا پڑتیں اور یہ آسان بھی نہیں تھا۔ وہ لوگ بہت منظم تھے اور ان کے جتنے کام ہوا کرتے تھے اس میں بڑی تنظیم تھی۔ میں مسلسل ان کوششوں میں لگا ہوا تھا کہ کچھ ایسے لوگ میرے ہاتھ لگیں جو یہودی لابی میں اہمیت کے حامل ہوں۔ اس دوران میں نے اپنی رہائش کو گمنام رکھا تھا دوستیاں بے شک کی تھیں لیکن اس کے لئے میں نے ایک ہوٹل میں کمرہ کرائے پر لے رکھا تھا۔ اپنے فلیٹ کو میں اپنے خاص مقاصد کے لئے استعمال کرنا چاہتا تھا اور اس کے لئے میں نے مجنونانہ انداز میں کارروائیاں شروع کردی تھیں۔

اگر اتفاق سے میرے فلیٹ پر کبھی چھاپہ پڑجاتا تو اس میں سے برآمد ہونے والی اشیاء مجھے بہت مشکوک شخصیت قرار دے دیتیں۔ میرے پاس بارود سے بنے ہوئے بہت سے ایسے بم موجود تھے جنہیں خاص ٹیکنیک سے استعمال کیا جاسکتا تھا۔ میک اپ کا جدید ترین سامان بہت سی فیس ماسک اور ایسی بہت سی اشیاء موجود تھیں جن سے شخصیت کو باآسانی تبدیل کیا جاسکتا تھا جگہ جگہ کے پاسپورٹ بنوائے تھے میں نے، بس یہ میرا شوق بن گیا تھا وہ تمام تر تخریبی کارروائیاں ان اشیاء کے ذریعے کی جاسکتی تھیں جو میں نے حاصل کرلی تھیں اور میں اس سلسلے میں مسلسل مصروف عمل تھا۔ یہاں کے ہوٹلوں اور نائٹ کلبوں میں میری پہنچ ہوچکی تھی۔ فلیش بھی کھیلتا تھا۔ دوسرے جوئے بھی کھیلتا تھا۔ غرض یہ کہ ساری تفریحات کو میں نے اپنا لیا تھا بیروت کی یہ زندگی میرے مزاج کے مطابق تھی۔ میرا فلیٹ بھی یہودی آبادیوں میں تھا۔ اور لائش میک کی حیثیت سے میری شخصیت بھی مستحکم، عمومی طور پر مجھ پر کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ پھر ایک تھوڑا سا موقع ملا مجھے۔ روبن آرک نامی ایک شخص میرا دوست بن گیا۔ روبن آرک یہودی تھا اور ایک اہم سرکاری عہدے پر کام کرتا تھا لیکن اس نے اپنی شخصیت کو خفیہ رکھا ہوا تھا۔ وہ خود بھی ایک چست و چالاک اور طاقتور نوجوان تھا۔ عیاشی میں بے مثال اور اسی ناطے میری اور اس کی دوستی ہوئی تھی ایک کلب میں جب وہ نشے میں ڈوبا ہوا تھا اور اس پر ایک بڑی مشکل پڑنے والی تھی میں نے اسے وہاں سے ہٹا کر اس کی گاڑی میں محفوظ کیا اور پھر اس کے پتے کو تلاش کرکے اسے اس کے فلیٹ پر پہنچادیا۔ فلیٹ پر تین افراد تھے اس شخص کے ماں باپ اور ایک نوجوان بہن جس کا نام وینش تھا، وینش ایک خوبصورت لڑکی تھی اور زندگی سے بھرپور اپنے بھائی کی حرکتوں سے نالاں، اس کے باپ نے دوسری صبح ناشتے کی میز پر میرا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"دوستی بہت سے خطرات میں کود پڑتی ہے نوجوان لیکن رات کو تم نے جس طرح اس بدکار کو بچایا ہے وہ بہت بڑی بات ہے اور وہ احسان میں زندگی بھر نہیں بھول سکتا اگر یہ وہاں رہ جاتا تو شدید ترین نقصان سے دوچار ہوسکتا تھا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس کے خلاف کوئی سازش تھی جو لازمی طور پر فلسطین مقاصد کے لئے کی گئی"۔

"میں سمجھا نہیں جناب۔۔۔؟"

روبن آرک کہنے لگا۔۔۔ "میں تمہیں سمجھاؤں گا دوست، اصل میں مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ میں حد سے آگے بڑھ گیا تھا۔ لیکن تم یقین کرو جو کچھ کیا گیا تھا میرے خلاف، کوئی ایسی کارروائی جسے میں ابھی تک نہیں سمجھ سکا"۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"بہرحال مجھے تو صرف دوستی کی بنیاد پر یہ فرض سرانجام دینا تھا"۔

"میں تمہیں اپنے بہترین دوستوں میں شمار کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ تم میری یہ دوستی قبول کرو گے"۔

"میں تو اسے بہت پہلے قبول کر چکا ہوں ڈیئر آرک ٗاگر تم اس کی تصدیق کرنا چاہتے ہو تو جیسی تمہاری مرضی"

نتیجے میں آرک نے ہوٹل سے میرا کمرہ ختم کرا دیا۔ اور مجھے اپنے ساتھ ہی اپنے فلیٹ میں رکھ لیا۔ اس کے فرشتوں کو بھی یہ بات معلوم نہیں تھی کہ میرے پاس خود بھی ایک فلیٹ ہے۔ بعد میں میری کہانی ان لوگوں کے علم میں آئی تو انہوں نے اس کہانی سے شناسائی کا اظہار کیا۔ لائش میک کی داستان اخبارات کی زینت بن چکی تھی اور اسے ایک غمزدہ نوجوان تسلیم کر لیا گیا تھا۔ میرے غم کو مٹانے کے لئے وینش آرک نے میری دلجوئی شروع کر دی۔ زندگی سے بھرپور یہ لڑکی چند ہی روز میں میری خوابگاہ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئی اور میں نے اسے خلوص دل سے قبول کر لیا۔ روبن آرک کو شاید اس بات کا شبہ ہو گیا تھا کہ وینش آرک مجھے چاہتی ہے لیکن فراخدل لوگ تھے انہیں خصوصی آزادیاں حاصل تھیں۔ یہ صرف میرا انداز فکر تھا۔ کہ میں وینش آرک کو اس سلسلے میں مجرم سمجھتا تھا۔ میرے اور اس کے مسلسل جسمانی تعلقات قائم تھے۔ تب ایک دن روبن آرک ہی نے ایک تجویز پیش کی۔ تنہائی میں اس نے مجھ سے کہا۔

"مائی ڈیئر لائش میک ایسی گفتگو کرنا چاہتا ہوں تم سے جو مجھے نہیں کرنی چاہیے لیکن مجھ پر تمہارے بہت سے احسانات ہیں اور ان احسانات سے میں کبھی گردن نہیں اٹھا سکتا۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ تم وینش آرک کو پسند کرتے ہو اور وہ بھی تمہیں ٗ میرا اور میرے باپ دونوں کا یہ فیصلہ ہے کہ تم لوگوں کو یکجا کر دیا جائے تم بے حد نفیس انسان ہو اور میں تمہیں پسند کرتا ہوں۔ اگر تم مناسب سمجھو تو وینش آرک کو اپنی بیوی کی حیثیت سے قبول کر لو"۔

میں نے گردن جھکا کر آمادگی کا اظہار کر دیا اور روبن آرک نے مجھے گلے لگا لیا۔ اس نے کہا کہ بہت جلد انتظامات کرنے کے بعد وہ ہم دونوں کو یکجا کر دے گا۔ وینش کو مکمل آزادی مل چکی تھی اور میں تو مادر پدر آزاد ہی تھا ایک یہودی لڑکی کو تباہ و برباد کرنا میرے لئے ایک دل خوش کن امر تھا۔ چنانچہ روبن آرک اپنی تیاریوں میں مصروف رہا اور میں اپنے معمولات میں ٗ البتہ اب میں یہ سوچ رہا تھا کہ وینش آرک اور اس کا خاندان کافی عرصے جی لئے اب انہیں اس دنیا سے رخصت ہو جانا چاہیے انہوں نے مجھے اپنے ساتھ رکھا ہوا تھا ٗ بہت خوش و خرم تھے وہ لیکن انہیں نہیں معلوم تھا کہ میرے وجود میں ایک ویرانہ سلگ رہا ہے ٗ آگ ہی آگ ہے چاروں سمت اور اس آگ میں نجانے کیا کیا جل کر بھسم ہونے والا ہے۔ چنانچہ میرا ذہن کوئی شیطانی منصوبہ سوچنے لگا۔ منصوبہ بہت سادہ اور آسان تھا۔ یہ معمولی لوگ تھے انہیں ہلاک کرنے کے لئے بہت محنت کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ میں نے ایک میڈیکل اسٹور سے خواب آور دوا حاصل کر لی۔ اور اس رات جب میں نے کھانے سے فراغت کے بعد ان کے ساتھ کافی پی تو میرے کپ کے سوا باقی پوری کافی میں خواب آور دوا شامل ہو چکی تھی انہوں نے یہ دوا اپنے معدوں میں اتار لی۔ اور اطمینان سے بے ہوش ہو گئے۔

اس کے بعد میرا کام بہت مختصر تھا سب سے پہلے میں نے کافی کے وہ برتن دھوئے جن کی اگر چھان بین کی جاتی تو ان میں خواب آور دوا کے اثرات مل سکتے تھے۔ برتنوں کو ان کی جگہ محفوظ کرنے کے بعد میں نے اپنے کام کا آغاز کر دیا۔ میں نے اس رہائش گاہ کی تمام کھڑکیاں اور دروازے بند کر دیئے اور وہ ایئر ٹائٹ ہو گئے۔ اس کام سے فراغت حاصل کرنے کے بعد میں نے ان لوگوں کو پورے احترام اور اطمینان کے ساتھ ان کے بستروں پر لٹا دیا پھر کچن میں پہنچ گیا جہاں گیس کے چولہے لگے ہوئے تھے میں نے ان چولہوں کے برنر کھول دیئے اور گیس تیزی سے خارج ہونے لگی۔ آن کی آن میں وہ بند مکان میں بھرنے لگی۔ میں ناک کو چٹکی سے دبائے باہر نکل آیا۔ لیکن اس کے لئے بھی میں نے ایک طریقہ کار دریافت کر لیا تھا۔ ایک ایسی کھڑکی کے پٹ میں نے کھلے چھوڑ دیئے تھے جس میں سلاخیں نہیں لگی ہوئی تھیں۔ میں نے باہر نکلتے ہوئے مکان کا دروازہ اندر سے بند کر دیا تھا اور خود کھڑکی سے باہر نکلنے کے بعد وہ کھڑکی بھی مضبوطی سے بند کر دی تاکہ وہ ہوا وغیرہ سے کھل نہ سکے۔ چند ہی لمحات میں گیس کے اخراج کی تفصیل پتا چل گئی تھی ٗ باہر آ کر کھلی ہوا میں گہری گہری سانسیں لے کر میری اپنی کیفیت بحال ہوئی تھی ورنہ گیس کی بو بری طرح مجھ پر اثر انداز ہونے لگی تھی ٗ فضا میں کھلی کھلی سانسیں لے کر خوشی اور مسرت سے مسکراتا ہوا میں چل پڑا کچھ دور آ کر ایک ٹیکسی پکڑی اور اس کے بعد ایک اپنے نائٹ کلب

میں پہنچ گیا جہاں اس دوران میرے نئے بننے والے دوست موجود تھے۔ میں نے ان پر اس طرح اظہار کیا جیسے بہت دیر سے میں نائٹ کلب میں موجود ہوں اس طرح وہ میرے گواہ بن گئے۔ بہت سے افراد جانتے تھے کہ ان دنوں میں روبن آرک کے ساتھ رہ رہا ہوں چنانچہ اس سلسلے میں تھوڑی سی چھان بین ہو سکتی تھی۔ میں رات بھر کلب کی تفریحات میں مصروف رہا اور دوسرے دن صبح ان اوباشوں کی مانند جو زندگی آوارگی میں گزارتے ہیں ٗ میں بھی ٹیکسی میں بیٹھ کر روبن آرک کے مکان پر پہنچ گیا۔ لیکن وہاں فائر بریگیڈ کا عملہ موجود تھا اور قرب و جوار کے بے شمار لوگ بھی۔ میں نے نشے میں لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں صورت حال معلوم کی تو میرے چند مقامی شناساؤں نے مجھے بتایا کہ روبن آرک کے گھر میں کوئی حادثہ ہو چکا ہے ابھی صحیح صورت حال معلوم نہیں ہو سکی۔ بہت قریبی حلقوں نے بتایا کہ گھر سے گیس کے اخراج کی بو آ رہی تھی چنانچہ فائر بریگیڈ کو اطلاع دے دی گئی اور فائر بریگیڈ کا عملہ پہنچ گیا۔ وہی اب کارروائیوں میں مصروف ہے مگر یہ اطلاع صبح کو مل سکی تھی پتا نہیں اندر موجود لوگوں کا کیا حال ہوا۔

میں نے بہت زیادہ اضطراب کا اظہار کیا ٗ پولیس بھی آ گئی تھی تھوڑی ہی دیر کے بعد پتا چل گیا کہ روبن آرک ٗ اس کے ماں باپ اور اس کی بہن گیس کی موت کا شکار ہو چکے ہیں ٗ ان کی لاشیں ان کی خوابگاہوں میں موجود ہیں۔ مجھ پر سکتہ سا طاری ہو گیا تھا۔ لوگ اب مجھ ہی سے اظہار ہمدردی کر رہے تھے اور میں دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ ابھی کیا ہے دوستو ٗ ابھی تو بہت سوں کے لئے تمہیں اظہار تعزیت کرنا ہو گا۔ پولیس نے لائش میک کی حیثیت سے مجھے بھی اپنی تحویل میں لے لیا تھا۔ مجھ پر انتہائی سوگ طاری تھا۔ سب کی لاشیں اٹھوا لی گئی تھیں۔ پولیس کے اعلیٰ افسران نے مجھ سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے کہا۔

"ہمیں افسوس ہے مسٹر لائش میک آپ کے دوست کا پورا گھرانہ موت کا شکار ہو گیا"۔

"یہ صرف میری نحوست اور میری بدنصیبی ہے کہ یہ لوگ اس حادثے کا شکار ہوئے"۔

پولیس افسر نے مجھے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں مسٹر ٗ نحوست کوئی چیز نہیں ہوتی۔ یہ انسان کا صرف اپنا خیال ہوتا ہے کسی نے غلطی سے چولہے کا برنر کھلا رہنے دیا تھا۔ وہ لوگ آرام سے سو گئے اور پورے گھر میں گیس بھر گئی۔ حماقت انہی لوگوں کی ہے۔ گھر میں ہوا کے اخراج کے لئے کھڑکیاں ٗ دروازے تھوڑے بہت کھلے رکھنے چاہئیں۔"

مجھ سے میری مشغولیات کے بارے میں پوچھا گیا تو میں نے ان لوگوں کو بتا دیا کہ میرا اپنی بیوی بچوں کے انتقال کے بعد آوارہ گردی ہی میں وقت گزرتا ہے اور زیادہ تر میں کلبوں وغیرہ میں رہتا ہوں۔ میرا دوست روبن آرک بہت نفیس انسان تھا۔ اس نے صرف میری تنہائی دور کرنے کے لئے مجھے اپنے ساتھ رکھ لیا تھا ورنہ میں تو اس کا بھی قائل نہیں تھا۔"

انسپکٹر نے کہا۔

"آپ کا کیا خیال ہے مسٹر لائش میک کہیں ان لوگوں کی موت میں کوئی سازش تو نہیں ہو سکتی"؟

"کیسی باتیں کرتے ہیں آپ انسپکٹر اس کا مطلب ہے کہ روبن آرک کے بارے میں آپ کو کچھ معلوم ہی نہیں تھا وہ پورا خاندان اتنے نفیس لوگوں کا تھا کہ کوئی ان سے دشمنی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا"۔

"بدقسمتی تو یہ ہے کہ دشمنی کے لئے اب کسی بڑے آدمی کا انتخاب کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ یہاں اکثر اس قسم کے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ فلسطینی مقاصد کے لئے کام کرنے والے بے گناہ لوگوں کو بھی موت کے گھاٹ اتارتے رہتے ہیں"۔

"اس کی وجوہات یہ بھی ہو سکتی ہیں انسپکٹر کہ حکومت اسرائیل کی طرف سے بھی فلسطینیوں کے خلاف اسی قسم کی کارروائیاں ہوتی رہتی ہیں"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن بے گناہ لوگوں کی موت کا افسوس ہوتا ہی ہے"

"آہ اور وہ بھی روبن آرک جیسے لوگوں کا گھرانہ ٗ میں اپنے دوست کی موت کو کبھی نہیں بھول سکوں گا"

غرضیکہ اب وہاں سے بھی میرا دانہ پانی ختم ہو گیا۔ بھلا مجھے اب کیا ضرورت تھی کہ روبن آرک کے مکان پر نگاہ جماتا ٗ وہ جگہ بھی ختم کر دی۔ ہوٹل تو موجود تھے ہی۔ بیروت میں بھلا اس کی کیا کمی۔ پھر میں نے ذریعہ معاش بھی دریافت کر لیا تھا۔ جوئے خانے تھوڑی سی محنت کے بعد اتنی رقومات مہیا کر دیتے تھے کہ مہینہ پندرہ دن آرام سے گزر جائیں اس کے بعد نئے سرے سے کام کرو۔ بھلا یہ بھی کوئی مشکل کام ہے کہ دوسروں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر بے ایمانی کرو اور جیبوں میں رقومات بھر لو۔ میرا کام بخیر و خوبی چل رہا تھا ابھی بہت مختصر وقت

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوا تھا لیکن اس مختصر وقت میں میں نے اپنا کلیجہ کافی ٹھنڈا کرلیا تھا۔ البتہ جوں جوں میں یہ عمل کررہا تھا میری پیاس بڑھتی جارہی تھی اور میں زیادہ سے زیادہ خونریزی کے منصوبے بناتا رہتا تھا۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی بس ان چند لوگوں پر تو اکتفا نہیں کیا جاسکتا۔ مجھے تو اصل میں اپنے صحیح مرکز کی تلاش تھی۔ اسرائیلی بستی میں رہ رہا تھا اور یہاں خاص شناسائیاں پیدا کرتا جارہا تھا بہت سے افراد مجھے ایک نیکوکار اور شریف النفس انسان کی حیثیت سے جانتے تھے جو ہمیشہ دوسروں کے کام آتا ہے اور کسی سے کوئی لالچ یا غرض نہیں رکھتا۔ میرے بہت سے شناسا میرے بارے میں یہ گواہی دینے کے لئے تیار تھے کہ میں ایک انتہائی نیک نوجوان ہوں۔ میری اپنی ٹیکنیک جاری تھی قتل کرنے کے نت نئے طریقے سوچتا رہتا تھا اور یہ منصوبے بناتا رہتا تھا کہ مسٹر زیڈ اور اس کے خاندان کے بارے میں کیسے معلومات حاصل ہوں۔ ویسے یہاں آنے کے کچھ عرصے کے بعد یہ اندازہ بے شک ہوگیا تھا کہ میں نے بڑی صحیح جگہ اپنائی ہے۔ اسرائیل کے خلاف کام کرنے کے لئے بیروت سے بہتر اور کوئی علاقہ نہیں ہوسکتا۔ یہاں میرا من پسند ماحول تھا اور اسی جگہ سے مجھے مسٹر زیڈ اور اس کے خاندان کے بارے میں تفصیلات معلوم ہوسکتی تھیں لیکن جلد بازی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ سب کو چھوڑ آیا تھا۔ اپنا ماضی بہت پیچھے رہنے دیا تھا میں نے، بعض اوقات جب یہ ساری باتیں یاد آجاتیں تو دل میں آگ سلگنے لگتی، دل چاہتا کہ بہت سے لوگوں کو نقصان پہنچاؤں۔ ڈی آئی جی تیمور جمال شاہ صاحب بھی میرے خیال سے دور نہیں رہ پائے تھے، عجیب و غریب انسان تھے وہ، ان کی وجہ سے مجھے خاصے نقصانات اٹھانے پڑے تھے۔ آفتاب کمال بیچارہ بھی اب مجھ پر صبر کرچکا تھا۔ ماضی کی بہت سی یادیں زندہ رہنے میں معاون ثابت ہوتی تھیں اور جب ہوش و حواس مکمل ہوتے تو آنکھوں کے سامنے نیلا رنگ بکھرا ہوا ہوتا۔ فضا میں نیلاہٹوں کے علاوہ اور کچھ باقی نہ رہتا۔ میرا دل چاہتا کہ میں مشین گن لے کر نکل جاؤں اور آبادی کے جتنے افراد نظر آتے ہیں میں انہیں بھون ڈالوں۔ چوراہے پر کھڑے ہو کر ان سے پوچھوں کہ 'مسٹر زیڈ کہاں ہے۔ اگر اپنی زندگیاں بچانا چاہتے ہو تو میرے انتقام کی آگ ٹھنڈی کردو۔ ورنہ قتل ہوتے رہو گے' ہلاکتوں میں پڑتے رہو گے تم نے اپنے لئے ایک عفریت تلاش کرلیا ہے اور اب تمہیں ایسے نقصانات سے دوچار ہونا پڑے گا جن پر تم صدیوں آنسو بہاتے رہو گے"۔ غرض یہ کہ اب مجھے نئے شکار کی تلاش تھی اور میں اپنی سطح کو تھوڑا سا بلند کرنا چاہتا تھا تاکہ ایسے کام کے لوگوں تک پہنچ سکوں جو مجھے مسٹر زیڈ کی نشاندہی کرسکیں۔

میرے معمولات جاری رہے۔ اس دوران فلسطینی کیمپوں کا بھی دورہ کیا تھا۔ ان لوگوں کی حالت زار بھی دیکھی تھی۔ زندگی سے اور زندگی کی دلچسپیوں سے محروم یہ بے خانماں برباد خاندان کیمپوں میں جانوروں کی سی زندگی گزار رہے تھے۔ اس کے باوجود ان پر مظالم ہوتے رہتے تھے۔ ان کے رہنما اور کرتا دھرتا، جو کچھ بھی ان سے بن پڑ رہا تھا کر رہے تھے ان کے لئے۔ لیکن ان کے دلوں پر اسرائیل کا جو گھاؤ لگایا گیا تھا وہ آسانی سے بھرنے والا نہیں تھا۔ بچے بچے نے اپنے آپ کو وطن کی آزادی کے لئے وقف کردیا تھا۔ ایسی ایسی المناک داستانیں نگاہوں کے سامنے آتی تھیں کہ دل خون کے آنسو رونے لگتا تھا۔ لیکن ستم ظریفی یہ تھی کہ میں خود ان کے دشمنوں میں شامل، ان کے دشمنوں کے نام سے جی رہا تھا۔ بہرحال ان کیمپوں کو دیکھنے کے بعد میرے عزائم اور تازہ ہوگئے تھے اور میں نے اپنے شانوں پر بڑی ذمہ داریوں کا بوجھ محسوس کیا تھا۔ حالانکہ ایک معمولی سا انسان ایک اتنے بڑے مسئلے میں زیادہ سے زیادہ کیا کرسکتا تھا۔ میرے پاس نہ تو کوئی لائحہ عمل تھا اور نہ ہی ذرائع، بس اپنی آگ اور اپنا دامن والی بات تھی۔ اس آتش خفتہ کا شکار تھا جو میرے وجود میں جاگزیں تھی۔ لیکن پھر بھی بساط بھر کام کرنا چاہتا تھا۔ اور اس کے لئے میری شکاری نگاہیں اس شکار گاہ میں موجود ہر جانور کا جائزہ لے رہی تھیں۔ اور میں ان کی گھات میں لگا ہوا تھا۔

فلسطینی کیمپوں کا جائزہ لینے کے بعد میرے دل میں اور بھی بہت سے تصورات پیدا ہوئے تھے۔ یہ برباد گھرانے اپنی ضروریات تک پوری نہیں کرسکتے تھے۔ میں جانتا تھا کہ ان لاکھوں افراد کو کچھ دینا میرے بس کی بات نہیں ہے۔ لیکن لاکھوں میں سے ایک کو تو میں کچھ دے سکتا تھا۔ اس سے گریز نہیں کرنا چاہیے بات بساط کی ہوتی ہے اور بساط بھر جو کچھ بھی کرلیا جائے کم از کم اس سے دل کا سکون حاصل ہوجاتا ہے۔ یوں لبنان میں میری زندگی گزر رہی تھی۔

وطن میں جو کچھ چھوڑ آیا تھا، اس کی یاد کبھی کبھی آتی تو دل کی کیفیت عجیب ہوجاتی تھی۔ لیکن اپنے آپ کو

نڈھال کرلینا کسی گوشے کو اپنا لینا، میری سرشت میں نہیں تھا۔ میں تو نیلاہٹوں کا تاجدار تھا اور یہ نیلاہٹیں معمولی چیز نہیں تھیں۔

ایک کلب ہی میں میری ملاقات ایرک مارٹل سے ہوئی تھی۔ بہت عمدہ شخصیت کا مالک تھا۔ نوجوان، زندگی سے بھرپور اور سب سے بڑی بات یہ کہ محکمہ خفیہ میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز تھا۔ تاش کے کھیل میں میرے سامنے آبیٹھا اور کھیل جاری ہوگیا۔ وہ خوب ہارا اور جب اس کی جیبیں خالی ہوگئیں تو اس نے مسکراتے ہوئے مجھ سے کہا۔

"تم سے دوستی نہ کرنا گناہ کی بات ہے، کیا تم میرا دوست بننا پسند کرو گے؟"

"ایک میز پر آمنے سامنے بیٹھ کر دوستانہ انداز میں کھیلنا میرا خیال ہے دشمنی تو نہیں ہے؟"

"لیکن جس کی ساری جیبیں خالی ہوجائیں وہ جیبیں خالی کرنے والے کو دشمن ہی سمجھ سکتا ہے۔

میں نے وہ سارے اسٹیکرز بے پرواہی سے اس کے سامنے کھسکا دیئے اور منہ ٹیڑھا کرکے بولا۔

"پلاسٹک کے یہ ٹکڑے اگر تم جیسے خوب صورت انسان کو میرا دشمن بنادیں تو یہ مجھے قبول نہیں ہیں"۔

اس نے گہری نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ پھر اپنا ہاتھ میری جانب بڑھاتا ہوا بولا۔

"اور اس بات نے میرے دل کی گہرائیوں میں جو گھر کیا ہے تمہارے لئے، وہ شاید زندگی بھر کے لئے ہو۔ واقعی پلاسٹک کے یہ ٹکڑے یا اس کے بدلے حاصل ہونے والے نوٹ ہمارے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتے، ہاں کیا نام ہے تمہارا؟"

"لائنش میک....!"

"یہودی......؟"

"ہاں...."

اس نے ایک بار پھر مجھ سے ہاتھ ملایا اور بولا "میرا نام ایرک مارٹل ہے، محکمہ خفیہ میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز ہوں۔ تمہارے کھیل نے مجھے بہت متاثر کیا ہے اور سچی بات یہ ہے کہ ابتدا میں تھوڑی سی رقم تو بس یوں سمجھ لو کہ کھیل کی شکل میں ہارا ہوں، بعد میں تمہارے ساتھ جتنا کھیلا ہوں، اس میں یہ جائزہ لینے کی کوشش کرتا رہا ہوں کہ تم تاش کو اپنی مرضی سے کیسے چلاتے ہو"۔ میں ہنسنے لگا۔ میں نے کہا۔

"یہ بات نہیں ہے، میں کسی قسم کی کوئی بے ایمانی نہیں کرتا۔ لیکن میری قوت ارادی بہت مضبوط ہے میں کہتا ہوں کہ میرے پاس بڑے کارڈز ہیں اور میرے مد مقابل کے پاس چھوٹے۔ تو ایسا ہی ہوتا ہے"۔

"ہاں میں نے سنا ہے کہ بعض لوگ کچھ خصوصی حسیات کے مالک ہوتے ہیں۔ اٹھو میرے دوست ہم ساتھ ہی کھانا کھائیں گے"۔ اس نے کہا۔

ایرک مارٹل نے مجھے بہترین ڈنر کرایا۔ اور مجھ سے میرے بارے میں تفصیلات پوچھتا رہا۔ وہ بہت خوش مزاج انسان تھا کہنے لگا۔

"تاش کا کھیل ضروری نہیں ہے۔ کل ہماری ملاقات کس وقت ہوگی؟"

"جب تم چاہو..... اصل میں تاش میری تمام ضروریات پوری کردیتا ہے۔ میرے ساتھ ایک حادثہ ہوگیا ہے اور اس حادثے کے بعد دنیا میرے لئے ایک بے کار سی جگہ ہے چنانچہ میں آوارہ گردوں کی سی زندگی گزار رہا ہوں۔

اس نے حادثے کی تفصیلات پوچھیں اور ایک دم چونک پڑا۔

"اوہو ہاں، وہ واقعہ میں نے سنا تھا بلکہ اس سلسلے میں کچھ تحقیقات میرے پاس بھی آئی تھیں۔ اوہو یقیناً" اب تو تمہارا نام بھی مجھے یاد آگیا مائی ڈیئر لائنش میک، واقعی وہ ایک انوکھا حادثہ تھا۔ کیا تم جانتے ہو تمہارے وہ دوست جنہوں نے شراب کے نشے میں تمہارے گھر پر فائرنگ کی تھی ان میں سے ایک شخص میرا بھی شناسا تھا....."

"وہ جو کچھ بھی تھے انہوں نے مجھ سے میرا گھر چھین لیا۔

"مجھے اس کا افسوس ہے"۔

"یہی وجہ ہے کہ اس دن سے میں نے شراب کو ہاتھ نہیں لگایا اور مجھے اس شے سے نفرت ہوگئی ہے"۔

ایرک مارٹل پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔ ایک پولیس آفیسر میرے ہاتھ آیا تھا۔ اور اس سے دوستی کی جاسکتی تھی سو میں نے ایسا ہی کیا۔ مجھے تو بس ایک سہارا چاہیے تھا اور سہارا بھی ایک یہودی پولیس آفیسر کا۔ چنانچہ ایرک مارٹل سے روزانہ ملاقاتیں ہونے لگیں۔ تحفے تحائف کھیل بدل دیتے ہیں۔ میرے دیئے ہوئے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمتی تحائف نے اسے میرا گرویدہ بنادیا تھا اور اس کے ذریعے اس کی سطح کے لوگوں سے بہت سی ملاقاتیں ہوئیں۔ ان ملاقاتوں میں کچھ رنگین راتیں بھی شامل تھیں، جن میں وہ لوگ شراب و کباب سے شغل کرتے رہے تھے۔ شراب و کباب کے ساتھ اگر شباب نہ ہو تو یہ چیزیں بے اثر ہوتی ہیں۔ میں بھی پارسا نہیں تھا۔ ہاں بس ایک انداز تھا میرا لیکن ایرک مارٹل کو اس سلسلے میں مجھ سے کبھی مایوسی نہیں ہوئی۔ ہم لوگ فرصت کے اوقات میں مختلف شغل کیا کرتے تھے بہت سی لڑکیاں ہماری دوست اور شناسا بن گئی تھیں۔ میری شخصیت ان لوگوں کے لئے ایک افسانوی حیثیت اختیار کرتی جارہی تھی۔ ایرک مارٹل کے ساتھ آٹھ افراد اور ایسے تھے جو اس کے گہرے دوستوں میں سے تھے ان سب سے میری شناسائی ہوگئی۔ ایرک مارٹل کے تمام معمولات میرے عمل میں رہا کرتے تھے۔ اور اس سے بھی مجھے چند فائدے حاصل ہوئے بہرحال کافی وقت اسی طرح گزر گیا۔ پھر ایک رات ایرک مارٹل نے مجھے میرے ہوٹل میں فون کیا۔ ساڑھے آٹھ بجے کا وقت تھا۔ اس نے کہا۔

"میرے دوست میک کیا کررہے ہو تم۔۔۔؟"

"کچھ نہیں، اپنے کمرے میں بیٹھا ٹی وی پر ایک فلم دیکھ رہا ہوں"۔ میں نے کہا۔

"سنو ہمارے پاس ایک بہترین پروگرام ہے، بڑا مختلف، تمہیں پسند آئے گا کیا تم گرین لاج پہنچ سکتے ہو؟"۔

"گرین لاج کی تفصیل مجھے نہیں معلوم۔۔۔"

"میں بتادیتا ہوں"۔ اس نے کہا اور گرین لاج کا جائے وقوع مجھے بتادیا۔

"کس وقت پہنچنا ہے مجھے؟"

"بس کھانا ہمارے ساتھ ہی کھاؤ اور کھانا زیادہ سے زیادہ ساڑھے نو بجے کھالیا جاتا ہے"۔! میں نے فون بند کردیا اور مقررہ وقت پر ٹیکسی لے کر گرین لاج پہنچ گیا۔ یہاں ایرک مارٹل کے تمام ہی دوست موجود تھے۔

ایرک مارٹل نے میرا استقبال کیا۔ ڈنر روم میں ہم نے خوب کھانے پینے کی چیزیں اڑائیں۔ میں نے ایرک مارٹل سے پوچھا۔

"گرین لاج پہلی بار میری نگاہوں میں آئی ہے۔ یہ کس کی عمارت ہے؟"

"سرکاری عمارت ہے"

"اور وہ پروگرام۔۔۔؟" میں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ اور ایرک مارٹل قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"پروگرام بھی سرکاری ہی ہے۔! میں سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔ ایرک مارٹل نے کچھ دیر کے بعد کہا۔

"تم اس پروگرام میں دلچسپی لئے بغیر نہ رہ سکو گے۔ اصل میں چلو اٹھو یہاں سے، میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں"۔

ہم تمام دوست ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں آگر بیٹھ گئے جو بہت خوب صورتی سے سجا ہوا تھا۔ بیرونی دروازے پر گارڈ موجود تھا۔ جو مسلح تھا، اندر ایک اور دروازہ تھا، ہال میں نشستیں لگی ہوئی تھیں، درمیانی حصے کو صاف ستھرا کردیا گیا تھا۔ ایرک مارٹل نے گارڈ سے کہا کہ دروازہ بند کردیا جائے اور گارڈ نے دروازہ بند کردیا۔ تب ایرک مارٹل کہنے لگا۔

"چلو بھئی سامان نکالو۔۔۔"۔

نیم دائرے کی شکل کی میزوں پر شراب کی بوتلیں اور گلاس وغیرہ سجا دیئے گئے۔ میں ان چیزوں سے دور رہتا تھا۔ ایرک مارٹل کے ساتھیوں نے اپنے گلاس بھرنے شروع کردیئے ایرک مارٹل کہنے لگا۔

"تمہیں علم ہے کہ محکمہ خفیہ کا اپنا ایک الگ مقام ہوتا ہے۔ ہم لوگ فلسطینیوں کے خلاف بہت سے کام کرتے رہتے ہیں کچھ عرصہ قبل ہمیں ایک شخصیت کا علم ہوا۔ وہ شخصیت ایک فلسطینی حسینہ ہے نام ہے، اس کا فضا جبیبی۔ فضا جبیبی ایک نائٹ کلب میں رقص کرتی تھی حالانکہ اس کا تعلق ایک مسلمان گھرانے سے ہے۔ لیکن اس نے کبھی اس گھرانے سے اپنا تعلق ظاہر ہونے نہیں دیا۔ قومی جذبہ دل میں لے کر اس نے میدان عمل میں قدم رکھا۔ اس کا تعلق ایک فلسطینی تنظیم سے ہے جو دہشت گرد ہے۔ فضا جبیبی نے اس نائٹ کلب میں ایک رقاصہ کی حیثیت سے پروگرام پیش کئے، جو بے حد خوب صورت عورت ہے اپنے حسن کے جال میں اس نے کئی آوارہ مزاج سرکاری عہدے داروں کو پھانسا اور ان سے بہت سے راز حاصل کئے۔ ہمیں خفیہ طور پر اشارے مل رہے تھے لیکن فضا جبیبی منظر عام پر نہیں آئی تھی۔ پھر میں نے خصوصی طور پر ایک بار اسے نگاہوں میں رکھا اور

اس کے بارے میں چھان بین کی، بہت ہی شاطر عورت ہے اپنے آپ کو اپنے پرستاروں سے بچائے بھی رکھتی ہے اور ان سے بہت سے کام بھی لیتی ہے، سنا ہے پانچ افراد کو قتل کرچکی ہے وہ اور اس نے ہمارے بہت سے راز معلوم کئے ہیں جن سے ہمیں باقاعدہ نقصان پہنچا ہے۔ میں نے تحقیقات مکمل کرنے کے بعد فضا جبیبی کو بہت چالاکی سے اغوا کیا۔ کل میں اسے باقاعدہ پولیس ڈیپارٹمنٹ کے سپرد کردوں گا۔ لیکن میں نے اپنے دوستوں کو دعوت ڈالی ہے، اسے پولیس کی تحویل میں جانے سے پہلی ہماری تحویل میں ہونا چاہیے۔ ویسے بھی رقص کی ماہر ہے۔ چنانچہ ہم نے یہاں اس کے رقص کا بندوبست کیا ہے" اور اس کے بعد ایرک مارٹل۔۔۔ ایک آنکھ دبا کر ہنس پڑا۔

میں اس کا مقصد سمجھ گیا تھا اور میری آنکھوں میں آہستہ آہستہ نیلاہٹیں ابھرتی آرہی تھیں۔ مسلمان لڑکی جس نے اپنا تن، من، دھن، اپنی قوم کی بقاء کے لئے وقف کردیا تھا۔ اپنے وجود کی دھجیاں اڑا دی تھیں اس نے، آج ایک یہودی کے ہاتھوں گرفتار ہوگئی تھی۔ اور یہ تمام لوگ اس کے لئے انتہائی مذموم مقاصد رکھتے تھے۔ جہاں تک بیروت میں رہ کر ان لوگوں کی کارروائیوں کا مجھے علم ہوا تھا ایسے واقعات تو یہ لوگ باآسانی دبا جایا کرتے تھے اور اپنی وحشت خیزیاں مکمل کرلیا کرتے تھے۔ لیکن اس وقت میں یہاں موجود تھا میری زندگی کا اور مقصد ہی کیا ہے۔ اگر فضا جبیبی کو نقصان پہنچ گیا تو میں اپنی زندگی پر لعنت بھیج دوں گا۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا۔ اور اس کے بعد یہ منصوبہ بنانے لگا کہ مجھے کرنا کیا چاہیے۔

بہرحال کوئی واضح منصوبہ میرے ذہن میں نہ آسکا یہ لوگ شراب سے شغل کرتے رہے۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا۔ "اب کس بات کا انتظار ہے مسٹر مارٹل رقص شروع کیا جائے"۔

مارٹل نے گردن ہلائی اس کے بعد اس نے وہیں سے ایک ٹیپ ریکارڈ نکال کر سینٹر ٹیبل پر رکھا اس پر ایک کیسٹ لگایا اسے چیک کیا اور پھر بند کرکے اس اندرونی دروازے کی جانب بڑھ گیا جو اس ہال کا دوسرا دروازہ تھا۔

ہم اس کا انتظار کرتے رہے، کچھ دیر کے بعد وہ ایک مکمل لباس میں ملبوس ایک انتہائی حسین فلسطینی لڑکی کو لے کر ہال میں داخل ہوگیا۔ لڑکی کے چہرے پر شرافت اور حیا تھی۔ کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ وہ کوئی بے کردار لڑکی ہوسکتی ہے۔ ہاں لیکن جو کچھ میں نے اس کے بارے میں سنا تھا اس کے عقب میں پوشیدہ جذبے کو مجھ سے زیادہ اور کون سمجھ سکتا تھا۔ وہ کسی قدر دہشت زدہ سی نظر آئی۔ ان تمام لوگوں کو دیکھ کر اور ان کی سرگرمیاں دیکھ کر اس کے چہرے پر مردنی پھیل گئی۔ اس نے لرزتی آواز میں کہا۔

"مسٹر پولیس آفیسر میں نے پہلے بھی آپ سے کہا تھا کہ آپ مجھے باقاعدہ پولیس لاک اپ میں کیوں نہیں رکھتے اگر مجھ پر جرم ثابت ہوجائے تو مجھے سزا دی جائے۔ لیکن آپ کی یہ پرائیویٹ قید کیا معنی رکھتی ہے؟"

"اصل میں مس فضا جبیبی آپ کے رقص نے ہمیں اتنا دیوانہ کردیا ہے کہ ہم اپنے آپ کو لاقانونیت سے باز نہ رکھ سکے اور پھر ہم تو قانون بنانے والے ہیں قانون کا آغاز بھی ہم ہی سے ہوتا ہے اور انجام بھی۔ آپ کو باقاعدہ پولیس کی تحویل میں رکھا جائے گا لیکن آج رات کے بعد کیا سمجھیں؟"۔

"میں اس پر احتجاج کرتی ہوں"۔

"کیجئے۔۔۔" ایرک مارٹل نے کہا اور ہنس پڑا۔ دوسرے لوگ بھی بھینچے بھینچے قہقہے لگا رہے تھے۔ میں خاموشی سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ فضا جبیبی نے سہمی ہوئی نگاہوں سے ایک ایک کا جائزہ لیا۔ مجھ سے بھی اس کی نگاہیں ملیں اور ایک لمحے کے لئے اس کی نگاہیں مجھ پر رکی رہیں، پتا نہیں اس کے ذہن میں کیا خیال آیا تھا۔ ایرک مارٹل نے کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے فضا جبیبی کہ آپ نے اپنے رقص سے لوگوں کو دیوانہ بنا رکھا ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ آپ کا رقص بے مثال ہوتا ہے لیکن آج اس رقص میں کچھ اور ہی انوکھی بات ہوگی"۔

"رقص۔۔۔ یہاں۔۔۔؟"

"ہاں۔۔۔ وہ دیکھئے، ایک پسندیدہ کیسٹ اس ٹیپ ریکارڈر پر لگا ہوا ہے اور اس پر آپ کا ہیجان خیز رقص، لیکن لباس کے بغیر۔۔۔"۔

"کک۔۔۔ کیا بکواس کرتے ہو۔۔۔؟"

"ہاں۔۔۔ وہاں بھی آپ جس قسم کا لباس استعمال کرتی رہی ہیں وہ لوگوں کو اور دیوانگی کی جانب مائل کرتا ہے، سچ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہوں آپ سے۔ میں نے خود بھی بار بار یہ بات سوچی ہے کہ اگر آپ کے جسم پر یہ لباس نہ ہو تو آپ کا رقص کیا قیامت ڈھائے۔ آج میں اپنی اور اپنے دوستوں کی اس خواہش کی تکمیل کرنا چاہتا ہوں"۔

"گویا آپ کا مطلب ہے کہ میں......"

"ہاں مس جیبی......"

"یہ ظلم ہے، میں آپ کی بات ماننے سے انکار کرتی ہوں"۔

"نہیں، اگر ایسا ہوا تو پھر آپ کے کیس کی نوعیت بدل جائے گی۔ کل آپ کی لاش محکمۂ پولیس کو پیش کردی جائے گی اور یہ کہا جائے گا کہ آپ کو گرفتار کرتے وقت بدترین مقابلہ کیا گیا اور بحالت مجبوری آپ کو ہلاک کرنا پڑا۔ مس فضا جیبی زندگی بہت قیمتی چیز ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے آپ کو اس زندگی کا تحفظ کرنا چاہیے"۔

لڑکی کے چہرے پر آہستہ آہستہ تبدیلیاں رونما ہونے لگیں۔ پھر وہ بے فکری سے اک دیوار سے پشت لگا کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے کہا۔

"بس اتنی سی بات...... صرف ایک زندگی کا خوف دلا رہے ہو مجھے چلو مائی ڈیئر پولیس آفیسر میں ایک ثواب اور کما رہی ہوں۔ وہ یہ کہ تم جیسے ناپاک کتوں کو میرے سلسلے میں اپنی دلی خواہشات میں ناکامی ہو رہی ہے۔ مجھے ہلاک کردو گے نا تم۔ ارے ہم تو بہت پہلے ہلاک ہو چکے ہیں یہ تو ہمارے بے جان جسم ہیں جو اب بھی متحرک ہیں ہم زندہ کہاں ہیں۔ ہمیں موت کی دھمکی دے کر تو تم کوئی کام کرا ہی نہیں سکتے"۔

"بہت زیادہ دلیری کبھی کبھی بہت زیادہ نقصان بھی دیتی ہے۔ تمہیں ہماری خواہشات کی تکمیل کرنا ہوگی۔ اور اگر تم موت کی بات کرتی ہو تو تمہارا کیا خیال ہے تمہاری موت اتنی آسانی سے آجائے گی؟۔ رقص بے شک تم نہیں کرو گی۔ لیکن جو کچھ ہمارے دل میں ہے اس سے بھلا تم کیسے ہمیں روک سکتی ہو؟ سنو لڑکی اگر تمہاری لاش بھی ہمارے ہاتھ لگ گئی تو ہم اپنی ان آرزوؤں سے دست کش نہیں ہوں گے کیا سمجھیں؟"

"موت کے بعد، جسم سے سانسوں کا رشتہ ختم ہونے کے بعد، اس بے جان جسم کی کوئی حقیقت نہیں رہتی، تمہاری ان حماقتوں کی تکمیل کبھی نہیں ہو پائے گی۔ کبھی نہیں ہو پائے گی۔ افسوس ہے مجھے تم پر کہ تمہارے مقدر میں ناکامیوں کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ افسوس...... افسوس۔۔۔ وہ ہنس پڑی۔

ایرک مارٹل نے معنی خیز نگاہوں سے اپنے ساتھیوں کی جانب دیکھا اور تمسخرانہ انداز میں بولا۔

"لڑکی کے ڈائیلاگ تم نے سن لئے، اب یہ فیصلہ تم لوگوں پر منحصر ہے کہ تم اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہو......؟"

"اس نے ہمارا موڈ خراب کر دیا ہے"۔

"نہیں دوستو، موڈ خراب کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اصل میں اسے یہ سب کچھ کہنا اور کرنا ہی تھا۔ آخر مسلمان ہے۔ لیکن کیا ہم نے اس کی نسل سے کبھی ہار مانی ہے۔ مائی ڈیئر لائش میک تم مسلسل خاموش ہو۔ تم اس سلسلے میں کیا کہتے ہو؟"

میں نے ایک شیطانی مسکراہٹ سے ایرک مارٹل کو دیکھا۔ پھر فضا جیبی کو، پھر میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور میں نے کہا۔

"اس قسم کی پارسا لڑکیوں کو شیشے میں اتارنا میرے لئے زیادہ مشکل نہیں ہوتا مائی ڈیئر ایرک، کیا تم مجھے اپنی ترکیب استعمال کرنے کی اجازت دو گے؟"

"اجازت ہے۔" ایرک مارٹل نے کہا اور اس کے تمام ساتھی ہنسنے لگے۔ میں آہستہ سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ ایرک مارٹل اور اس کے ساتھی دلچسپ نظروں سے میری کاروائی دیکھ رہے تھے فضا جیبی کی خوفزدہ نگاہیں بھی میرا تعاقب کر رہی تھیں۔ میں نے آہستہ سے دروازہ کو دستک دی اور باہر کھڑے ہوئے گارڈ نے دروازہ کھول دیا۔ مجھے دیکھ کر وہ اٹنشن ہو گیا اور تھوڑا سا پیچھے ہٹ گیا۔ میں نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ گارڈ سوالیہ نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا غالباً" یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ مجھے اس سے کوئی کام تو نہیں ہے۔ لیکن اچانک ہی میں نے اس کے نرخرے پر ہاتھ ڈال دیا۔ وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ ایسا کوئی عمل اس کے ساتھ ہو سکتا ہے لیکن میرا خونخوار پنجہ اس کے نرخرے کو اس قوت سے بھینچ رہا تھا کہ اس کے حلق سے آواز بھی نہ نکل سکی۔ میں اسے پوری قوت سے دباتا رہا اور اس کے ہاتھ پاؤں بے جان ہونے لگے۔ پھر جب مجھے یہ اندازہ ہو گیا کہ وہ زندگی سے محروم ہو گیا ہے تو میں نے اسے نہایت آہستگی سے زمین پر لٹا دیا اس کے شانے سے لٹکی ہوئی سب مشین گن اتاری، اس کا میگزین چیک کیا

اور اس کے بعد اسے اس طرح پشت پر ڈال لیا کہ وہ سامنے سے نظر نہ آئے۔ پھر میں بڑے پرسکون انداز سے واپس ہال میں داخل ہو گیا۔ وہ سب غالباً" میری واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔ میں ڈرامائی انداز میں دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ ایرک مارٹل نے کہا۔

"یہ لڑکی بہت وقت ضائع کر چکی ہے ہمارا، اب اس کا کام شروع ہو جانا چاہیے ڈیئر لائش میک"

"اس کا نام فضا جیبی ہے اور تعلق فلسطینی گروہوں میں سے ایک سے، یہی بات ہے ناں"؟

"سو فیصدی......"

"تو پھر ڈیئر ایرک مارٹل ابھی اس نے اپنی زندگی میں جدوجہد کا آغاز کیا ہے، اسے اس بات کا حق پہنچتا ہے کہ یہ اپنا کام جاری رکھے اور تم لوگ جنہیں اس کے بارے میں ساری تفصیلات معلوم ہو چکی ہیں ان تفصیلات کو اپنے سینے میں محفوظ رکھے اس دنیا سے رفوچکر ہو جاؤ" میں نے یہی فیصلہ کیا ہے، میری عدالت کا یہی فیصلہ ہے"

"کیا کہہ رہے ہو کچھ سمجھ میں نہیں آیا"؟ ایرک مارٹل بولا،

اور دوسرے لمحے میں نے انہیں سمجھا دیا، میں نے برق رفتاری سے اپنے جسم کو جنبش دی اور میرے گلے سے لٹکی ہوئی سب مشین گن پیچھے سے سامنے کی سمت آگئی۔ میں نے اسے اپنے ہاتھ میں سنبھالا اور نہایت برق رفتاری سے ان پر ایک برسٹ مارا، پھر دوسرا اور اس کے بعد تیسرا، ان کے جسموں کے چیتھڑے اڑ گئے تھے اور وہ ایک لمحے کے لئے حیران رہ گئے تھے لیکن پھر اپنے جسموں سے ابلتے ہوئے خون کو دیکھ کر اور اپنی زندگی کو اختتام کی جانب جاتے دیکھ کر ان کے انداز میں تبدیلی پیدا ہوئی انہوں نے اپنے زخم نوچ ڈالے اور زمین پر گر گر تڑپنے لگے۔ فضا جیبی سانس روکے پھٹی پھٹی نگاہوں سے ان کی موت دیکھ رہی تھی۔ میں نے فاصلے سے کھڑے ہو کر یہ جائزہ لیا کہ ان میں سے کوئی ایسا تو نہیں ہے جس کے بچ جانے کا خطرہ ہو اور اس کے بعد احتیاطاً" ایک ایک گولی اور ان کے جسموں میں اتار دی۔ چند تو ایک لمحے میں ٹھنڈے ہو گئے تھے اور چند ایسے تھے جو ابھی تک تڑپ رہے تھے جب وہ سب سرد ہو گئے تو میں نے سب مشین گن سنبھالے ہوئے فضا جیبی کو دیکھا اور اس کا چہرہ اتر گیا۔ وہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی۔ میں نے آہستہ سے اس سے کہا۔

"یہاں سے نکلنے کے بعد شاید مجھے تم سے بات کرنے کا موقع نہ ملے، ویسے امکان تو اس بات کا ہے کہ اس عمارت میں اس گارڈ کے علاوہ اور کوئی نہ ہو لیکن اگر کوئی مل ہی گیا تو بے فکر رہو میں اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔ لڑکی جو کچھ تم کر رہی ہو اسے جاری رکھو، میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں اگر کوئی ایسی خدمت میرے لئے سمجھتی ہو جسے میں انجام دے سکوں تو براہ کرم مجھے بتاؤ میں اس کے لئے حاضر ہوں"

"لڑکی چونکہ ایک عام لڑکی نہیں تھی بلکہ جیسا کہ ایرک مارٹل نے بتایا تھا کہ وہ باقاعدہ فلسطینی مشن کے لئے کام کر رہی ہے چنانچہ ایک لمحے میں وہ سنبھل گئی، اس نے اتنا خاک و خون دیکھا تھا کہ ان لوگوں کا قتل اس کے لئے بہت زیادہ اہمیت کا حامل نہیں تھا۔ اب اس کے بدن میں پھرتی پیدا ہو گئی تھی۔ وہ آگے بڑھی اور اس نے کہا۔

"لل...... لیکن تم تم، وہ لوگ تمہیں لائش میک کہہ کر پکار رہے تھے"۔

"ہاں آگے کہو......"

"تم نے انہیں......"

"اور آگے کہو......"

"میرا مطلب ہے کہ تم نے یہودی ہو کر......"

"ہاں تمہارا یہ کہنا بالکل درست ہے میں کیا ہوں میں نے یہ کیوں کیا؟ اسے میرے سینے میں بند رہنے دو، بہرحال تم جیسی فلسطین کی بیٹی کی عزت بچانا، اس کی زندگی بچانا یوں سمجھ لو میرے لئے دلی خوشی کا باعث ہے آؤ اب یہاں سے چلیں، میں تمہیں کسی بھی مناسب جگہ چھوڑ سکتا ہوں"

میرا یہ اندازہ درست تھا کہ یہاں صرف ایک گارڈ ہی نہیں بلکہ اور بھی لوگ موجود تھے۔ حالانکہ سب مشین گن بند کمرے میں چلائی گئی تھی لیکن ظاہر ہے اس کی آواز باہر بھی سنی گئی تھی۔ چنانچہ جیسے ہی میں نے دروازہ کھولا دو گارڈ سامنے نظر آئے اور انہوں نے وحشت زدہ انداز میں پوچھا۔

"کک...... کیا ہوا، کیا ہوا، اندر فائرنگ کی آواز......؟"

لیکن فائرنگ کی آواز انہوں نے باہر بھی سن لی اور ان کے جسم بھی داغدار ہو گئے جب اتنے افراد ہلاکت کا شکار

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو گئے تھے تو پھر اس بیچارے ہی کو میں کیوں گولیوں سے محروم رہنے دیتا۔ جس کی سب مشین گن لے کر میں نے یہ کام سرانجام دیا تھا ان سب کی ہلاکت ضروری تھی۔ فضا جلیبی اچھل کر آگے بڑھ گئی تاکہ ان لوگوں کے خون کی پھواریں اس کے لباس کو خراب نہ کردیں۔ میں نے بھی یہی عمل کیا تھا اس لئے اپنے جسم کو بھی خون کے دھبوں سے بچانا ضروری تھا۔ بس یہی تین افراد یہاں موجود تھے باہر گاڑی بھی تھی۔ میں نے پہلے سب مشین گن سے اپنے ہاتھوں کے نشانات صاف کئے پھر اسے ایک جانب پھینک دیا۔ اور اس کے بعد باہر نکل کر گاڑی میں آبیٹھا۔ فضا جیبی میرے ساتھ موجود تھی۔

"بتاؤ تمہیں کہاں پہنچادوں....؟"

"آرک اسکوائر کے چوراہے پر مجھے اتار دو تو میں تمہارا احسان مانوں گی"۔

"مجھے راستہ بتاتی جانا" میں نے کہا اور اس نے گردن ہلادی۔ میں بڑے پرسکون انداز میں ڈرائیونگ کررہا تھا اور میں نے محسوس کیا تھا کہ اس نے کئی بار میری صورت دیکھی ہے پھر وہ کہنے لگی۔

"مجھے اپنے بارے میں اور کچھ نہیں بتاؤ گے؟"

"کیا ضروری ہے فضا....؟"

"ایک شخص نے اگر کسی کی زندگی بچائی' اس کی عزت بچائی تو کیا یہ فطری امر نہیں ہے کہ وہ اس شخص سے اس کے بارے میں پوچھے....؟"

"میں ایک بند کتاب ہوں یوں سمجھ لو سیل پیک ابھی مجھے نہ کھولو ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ میں کچھ عرصے کے بعد تم پر کھل جاؤں"

"مجھ سے دوبارہ ملو گے؟"

"یہ بھی ضروری نہیں ہے"

"ہے......"

"کیوں....؟"

"تم نے ابھی مجھ سے کہا کہ اگر تمہارے لائق کوئی خدمت ہو تو تمہیں بتاؤں' کیا وہ صرف الفاظ تھے؟"

میں نے چونک کر سامنے سے نظر ہٹائی اسے دیکھا اور کہا۔

"نہیں......"

"تو ملاقات کئے بغیر تم میرے لئے کوئی اور خدمت کیسے سرانجام دے سکو گے؟"

"کہاں مل سکتا ہوں؟"

"میری پوشیدہ رہائش گاہ ہے بتادوں؟"

"دل چاہے تو......"

"اب بھلا اس میں کیا پیچ ہو سکتی ہے' آرک اسکوائر ہی کی عمارت نمبر تیس میں فلیٹ نمبر سترہ جو گراؤنڈ فلور پر ہے میرا ہے اور میں وہیں پائی جاتی ہوں"

"تمہیں وہ جگہ چھوڑنا ہوگی"

"کیوں....؟"

اس لئے کہ وہ کچھ نگاہوں میں آچکی ہے"

"نہیں وہ میری خفیہ پناہ گاہ ہے"

"فون ہے وہاں.....؟"

"ہاں فون بھی ہے....."

"تو پھر فون نمبر دے دو....." میں نے کہا اور اس نے مجھے اپنا فون نمبر بتادیا پھر مجھ سے بولی۔

"کیا میں تم سے رابطے کے لئے تمہارا فون نمبر بھی معلوم کر سکتی ہوں؟"

"نہیں...."

"ٹھیک ہے میں اس پر ضد نہ کروں گی' لیکن کیا تم میرے پاس آنا پسند کرو گے....؟"

"تم کس وقت وہاں مل سکتی ہو....؟"

"فون کرکے پہلے معلوم کرلینا"

"تمہارے علاوہ وہاں اور کوئی بھی رہتا ہے؟"

"نہیں کوئی نہیں"

"ٹھیک ہے میں تمہیں فون کرلوں گا" میں نے کہا۔

"بائیں سمت موڑ لو" وہ بولی۔

کچھ دیر کے بعد میں نے اسے اس کی مطلوبہ جگہ اتار دیا اس نے مجھے دیکھا پھر آہستہ سے بولی۔

"کاش میں تمہیں خدا حافظ کہہ سکتی۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے سلام کے لئے ہاتھ اٹھایا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ میں نے بھی گاڑی آگے بڑھادی تھی۔ اب اس گاڑی سے بھی چھٹکارا حاصل کرلینا ضروری تھا چنانچہ ایک نائٹ کلب کے سامنے میں نے اسے روکا اسٹیئرنگ وغیرہ سے انگلیوں کے نشانات صاف کئے کوئی ایسا پوائنٹ نہیں چھوڑا جو میری نشاندہی کردے اور اس کے بعد نیچے اتر کر ایک جانب چل پڑا' وہاں سے ایک ٹیکسی لی اور اپنے ہوٹل میں آگیا۔

جو کچھ میں نے کیا تھا وہ میرے ان تمام تصورات میں سے ایک تھا جو میرے سینے میں جاگزیں تھے۔ میں اپنے حساب کی کتاب میں ان سب کے نام لکھتا جارہا تھا اور یہ حساب میں نے بڑی تفصیل سے لگایا تھا۔ اپنے بستر پر لیٹ کر ان واقعات کے بارے میں سوچتا رہا۔ ایرک مارٹل بھی میری فہرست سے نکل گیا تھا اور دلچسپ بات یہ تھی کہ اس کے ساتھ ایک واقعہ بھی منسلک ہوگیا تھا جو بہرحال دل میں سکون کا باعث تھا چنانچہ یہ رات بڑی پرسکون گئی۔

دوسری صبح میں نے ناشتا طلب کیا۔ ناشتا کرتا رہا اور یہ سوچتا رہا کہ اب مجھے یقینی طور پر کچھ نئے دوستوں کی ضرورت ہے' نئے دوستوں کے بغیر اپنے معمولات کو آگے بڑھانا ناممکنات میں سے تھا یعنی میں جو کچھ کررہا ہوں وہ اطمینان بخش ہے اور ابھی تک کسی کا کوئی خیال مجھ تک نہیں پہنچا ہے۔ یہ تو رہا صرف انتظامی مسئلہ۔ یعنی یہ کہ میں صرف ایک تصور کے تحت لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار رہا ہوں اب اس سے آگے بھی کچھ ہونا چاہیے کوئی ایسی خوبصورت منصوبہ بندی جس سے زندگی میں کچھ تبدیلی بھی رونما ہو اور میرا کام بھی بخیر و خوبی جاری ہو سکے۔ چنانچہ اب اسی انداز میں سوچ رہا تھا واقعات تو زندگی سے عبارت ہوتے ہیں کسی بھی واقعے کو شروع کرنے کے لئے کوئی اہم کام نہیں درکار ہوتا بس جس نظریئے پر عمل کیا جائے اسی کے تحت کام کا آغاز خود بخود ہوجاتا ہے اور پھر مجھ جیسے آدمی کے لئے یہ سب کچھ بہت مشکل نہیں تھا۔

سب سے ناطے توڑ چکا تھا اور اب ایک مقصد پر کام کررہا تھا لیکن اس میں کبھی جلد بازی کا ثبوت نہیں دیا تھا۔ آہستہ آہستہ ہی سارا عمل کررہا تھا۔ چنانچہ اس رات ترپولی سے آنے والی سڑک سے گزر رہا تھا کہ ایک خوبصورت لیموزین نظر آئی جو سڑک پر لہرارہی تھی یہاں ڈرائیونگ کا ایک معیار تھا اور عام طور سے ڈرائیونگ کرنے والے اس معیار کا خیال رکھتے تھے۔ لیکن لیموزین جس انداز سے سڑک پر لہرارہی تھی وہ ذرا حیران کن تھا۔ میں رک گیا اور پھر میں نے لیموزین کو بھی رکتے ہوئے دیکھا۔ مجھ سے کوئی پچاس گز کے فاصلے پر وہ رک گئی تھی اس کا ایک دروازہ کھلا لیکن کوئی اس سے نیچے نہیں اترا تھا۔ تجسس کی ایک لہر میرے وجود میں دوڑ گئی اور یہی لہر مجھے برق رفتاری سے لیموزین تک لے گئی۔ لیموزین کی سیٹ پر ایک تندرست و توانا لیکن ادھیڑ عمر کا شخص موجود تھا اس نے دونوں ہاتھ سینے پر رکھے ہوئے تھے اور امداد طلب نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ میں قریب پہنچا تو وہ ڈرائیونگ سیٹ سے ہٹ گیا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر مجھ سے کچھ کہنے کی کوشش کی اور میں برق رفتاری سے اس کے قریب پہنچ گیا۔

"کیا بات ہے' کیا بات ہے تم خیریت سے تو ہو....؟" میں نے سوال کیا۔

"ہارٹ' ہارٹ اٹیک' مجھے ہارٹ اٹیک ہوا ہے' براہ کرم' براہ کرم' میری مدد کرو" بوڑھے نے بمشکل تمام ہانپتے ہوئے یہ جملے ادا کئے اور میں ایک دم مستعد ہوگیا۔ میں نے کھلا ہوا دروازہ بند کیا اندر داخل ہو کر بوڑھے کو مدد دی اور اسے ڈرائیونگ سیٹ سے ہٹا دیا پھر خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور لیموزین کو دوبارہ اسٹارٹ کرکے برق رفتاری سے آگے بڑھ گیا۔ ذہن میں کوئی خاص بات نہیں تھی۔ یہاں صرف انسانی تصور جاگا تھا۔ بوڑھا شاندار سوٹ میں ملبوس تھا۔ ہاتھوں میں انگشتریاں پہنی ہوئی تھیں۔ ایک خاص اسٹائل کا ڈریس تھا اس کا جس سے مجھے یہ اندازہ ہوگیا کہ وہ نسلاً یہودی ہی ہے بلکہ ہو سکتا ہے یہودی عبادت گاہ سے اس کا تعلق ہو۔ لباس یہی بتاتا تھا میرے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ پھیل گئی۔ مجھے تو کچھ نہ کچھ درکار تھا اور ہو سکتا ہے یہ کچھ بہت کچھ ہو' بہرحال تھوڑا سا سفر طے کرتے ہوئے ہی میں نے ذہن میں منصوبہ بنالیا تھا کسی ہسپتال کی تلاش کوئی مشکل کام نہ ثابت ہوئی۔ میں لیموزین کو ہسپتال کے گیٹ سے اندر داخل کرکے پھرتی سے نیچے اتر آیا اور پھر میں نے شور مچانا شروع کردیا۔ میں نے وہاں موجود لوگوں کو بتایا کہ ایک صاحب کو ہارٹ اٹیک ہوگیا ہے انہیں فوری طبی امداد درکار ہے۔ فوراً ہی ہسپتال کا عملہ دوڑ پڑا' معمر شخص کو اسٹریچر پر ڈال کر اندر لے جایا گیا میں اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ اسے فوری طبی امداد دی گئی' انجکشن وغیرہ لگائے گئے۔ سارے کام ہونے لگے' میں نے ان میں پوری پوری دلچسپی لی تھی اور اس وقت تک معمر شخص کے ساتھ رہا تھا جب تک کہ اس کی حالت بہتر نہ ہوگئی' وہ ہوش میں تھا اور کئی بار مجھے دیکھ چکا تھا۔ میں نے اس کی نگاہوں میں تشکر کے جذبات پائے تھے۔ محترم ذرا اس

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کہاں رہتے ہیں آپ۔۔۔؟"

"ایک ہوٹل میں۔۔۔"

"کہیں باہر سے آئے ہیں؟"

"نہیں بس یوں سمجھ لیجئے کہ زندگی کی وہ تمام دلچسپیاں کھو چکا ہوں جو انسان کی ذات سے وابستہ ہوتی ہیں' تقدیر نے مجھے تنہا کر دیا ہے"۔

"آپ براہ کرم' آپ یہاں سے جانے کی کوشش نہ کریں حالانکہ آپ اس طرح جا رہے تھے جیسے آپ کو بہت ضروری کام ہو"۔

"مس ورشا آپ کا کیا خیال ہے کسی کے ساتھ اگر تھوڑی سی ہمدردی کر دی جائے تو پھر اس پر مسلط ہی ہو جایا جائے' آپ لوگ آ گئے تھے' میں نے سوچا کہ اب یہاں میری ضرورت نہیں ہے' آپ ان کے اپنے ہیں' میں غیر ہوں' غیر تو غیر ہی ہوتا ہے' حالانکہ اتنی عظیم شخصیت کے پاس سے ہٹنے کو میرا دل بالکل نہیں چاہتا' لیکن جانا تو ہے ناں مس ورشا"

"جی نہیں بالکل ضروری نہیں ہے آپ کا جانا' آپ اس وقت تک ہمارے ساتھ رہیں گے جب تک ہم آپ کو جانے کی اجازت نہ دیں' ہاں دیکھیے اگر کوئی ضروری کام ہو تو آپ سب کو منع کر دیجئے بہت ہی ضروری ہو تو بس تھوڑی دیر کے لئے اجازت لے کر چلے جایئے لیکن ایک بات سمجھ لیجئے وعدہ خلافی بہت بری چیز ہوتی ہے" میں ہنسنے لگا میں نے کہا۔

"نہیں ایسا کوئی کام نہیں ہے مجھے"

"بس تو آپ ہمارے ساتھ رہیئے"

لاس فلیچر' ایمش فلیچر کارروائیاں کرتے رہے اور مسٹر فلیچر کی حالت بہتر ہوتی رہی' اب وہ پوری طرح فارم میں آ گئے تھے' انہوں نے کہا۔

"بھئی ہسپتال میں میرا دل کبھی نہیں لگا تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو' ڈاکٹر اگر اجازت دے تو اب مجھے گھر واپس لے چلو"۔

"جی ڈیڈی ڈاکٹر نے کہہ دیا ہے کہ آپ اگر گھر جانا چاہیں تو آپ کو لے جایا جا سکتا ہے' لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ تھوڑا وقت یہاں گزاریئے اور ڈاکٹروں کے زیر نگرانی رہیئے' یہ بہتر رہے گا۔

"مگر مجھے بوریت ہو گی"

"بالکل نہیں ہو گی ہم سب یہاں موجود ہیں"

"اوہو تمہاری مصروفیت کا مجھے اندازہ ہے' میں بھلا تمہیں کیسے روک سکتا ہوں؟"

"ورشا اور سوینا آپ کی دیکھ بھال کریں گی"

"میں بھی موجود ہوں' اگر ڈاکٹروں کا یہ کہنا ہے کہ مسٹر روبن فلیچر کو یہاں کچھ وقت گزارنا چاہیئے تو آپ اسے ضروری سمجھیئے مسٹر فلیچر کو بالکل تندرست ہو کر یہاں سے نکلنا چاہیئے" میں نے کہا

ایمش فلیچر نے میرے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"تم ہمارے لئے فرشتہ رحمت ثابت ہوئے ہو دوست دیکھو کسی بھی بات کا برا مت ماننا' تمہیں اگر کوئی ضروری کام نہیں ہے تو ہماری مدد کرو' ڈیڈی تم سے بہت زیادہ متاثر ہو گئے ہیں"

"میں حاضر ہوں' میں خود مسٹر روبن فلیچر سے بہت زیادہ متاثر ہوں"

بات طے ہو گئی' لیکن اس کے باوجود لاس فلیچر اور ایمش فلیچر مزید چار گھنٹے وہاں رکے۔ ان لوگوں نے اپنے سارے معمولات ترک کر دیئے تھے اس سے یہ احساس ہوتا تھا کہ شاید مسٹر روبن فلیچر نے اپنی جائیداد اپنے قبضے ہی میں رکھی ہے اور اپنی اولادوں میں تقسیم نہیں کی' محبتوں کے حصول کا اس کے علاوہ اور کیا جواز ہو سکتا تھا۔ انسان صرف اپنی غرض کا غلام ہے' نہ محبت کوئی چیز ہوتی ہے نہ رشتے کوئی اہمیت رکھتے ہیں۔ مجھے آپ سے کیا تعلق ہے آپ میرے کس کام آ سکتے ہیں۔ یہ بات ذہن میں رکھی جائے تو بہت سی مشکلات خود بخود دور ہٹ جاتی ہیں۔ ورنہ جو لوگ جذباتی طور پر رشتوں کے چکر میں پڑ جاتے ہیں انہیں بڑی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

میرے خیالات پہلے ایسے نہیں تھے' پہلے میں بھی محبت کی سچائی کا قائل تھا' رشتوں کی اہمیت کو تسلیم کرتا تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ دنیا کو دیکھ کر میرے خیالات بھی تبدیل ہو گئے تھے۔ میرا انداز فکر خاصا بدل گیا تھا۔

ڈاکٹر آئے' مسٹر روبن فلیچر کو کچھ انجکشن وغیرہ لگائے گئے۔ اور اس کے بعد انہوں نے لاس فلیچر اور ایمش فلیچر کو جانے کی اجازت دے دی۔ ورشا اور سوفیا دونوں ہی نے رکنا چاہا۔ لیکن پھر طے یہ ہوا کہ ورشا اور میں یہاں رکیں گے اور وہیں فلیچر کی تیمارداری

کریں گے۔

رات اچھی خاصی گزر چکی تھی۔ ورشا نے کہا۔

"مسٹر میک یہاں کافی وغیرہ کا بندوبست نہیں ہو سکتا افسوس میں نے گھر والوں سے کچھ نہیں کہا۔ ہم پر تو یہ اچانک ہی افتاد پڑی ہے۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ ابھی تک کوئی ذہنی طور پر درست نہیں ہو سکا۔ یہاں سے جانا مزید ضروری تھا کیونکہ ہسپتال میں رش نہیں لگایا جا سکتا۔ لیکن وہ سب ساری رات جاگتے رہیں گے' مجھے اس بات کا علم ہے"۔

"یقیناً" اس کا یہاں بندوبست ہو سکتا ہے مس ورشا' میں انتظام کرتا ہوں" اور یہ کوئی مشکل کام نہیں ہوا' کچھ دیر کے بعد کافی کے شاندار برتن معہ کچھ دوسرے لوازمات کے ساتھ آ گئے ورشا نے دو کپ کافی بنائی اور پھر بھنے ہوئے کاجوؤں کی پلیٹ میرے سامنے کرتے ہوئے بولی۔

"اب یہ ضروری ہے کہ میں آپ سے مکمل تعارف حاصل کر لوں مسٹر لائش میک"۔

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"آپ لوگ بھی کیا سوچیں گے کہ کسی کی ایک چھوٹی سی خدمت سرانجام دینے کے بعد کوئی کسی پر اتنا مسلط ہو جائے' یہ بات زیادہ اچھی تو نہیں تصور کی جا سکتی؟"

"آپ بہت زیادہ باتکلف آدمی ہیں حالانکہ یہ ضروری نہیں ہے لیکن بہرحال کچھ لوگ اس طبیعت کے مالک ہوتے ہیں۔ آپ یہ کیوں سوچ رہے ہیں۔ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ آپ ہمارے ہم مذہب ہیں' ہمارے نوجوان ساتھی ہیں ہمارے دوست ہیں' اور۔۔۔ اور ایک دلکش شخصیت کے مالک بھی' کوئی بھی آپ کو دیکھ کر پسندیدگی کا اظہار کر سکتا ہے مسٹر لائش میک' برائے کرم اپنا انداز فکر بدلیئے"۔

میں نے ورشا کو دیکھا۔ لائن پر آ رہی تھی۔ لیکن یہ ریلوے لائن ہے' جہاں سے ریل گزری تو سر الگ ہو گا اور دھڑ الگ۔ ٹھیک ہے' ٹھیک ہے آؤ' آؤ پیاری چڑیا' جال کی طرف آؤ' یہ جال میں نے تمہارے ہی لئے لگایا ہے۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا اور ورشا کی میٹھی نگاہوں کو محسوس کرتا رہا۔

بہرحال مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ لوگ میرے کام آ سکتے ہیں۔ مسٹر روبن فلیچر ایسی ہی شخصیت تھے کہ ان سے مستقبل میں بہت سے فائدے حاصل کئے جا سکتے تھے۔ جلد بازی کے لئے تو میں نے ابتدا ہی میں سوچ لیا تھا کہ نہیں کروں گا۔ جلد بازی نقصان دے ہی سکتی ہے اور خاص طور سے ایسی صورت میں جب کہ مجھے اپنے کام کی کوئی خاص جلدی بھی نہیں تھی۔ چنانچہ چھ دن تک میں نے مسٹر روبن فلیچر کی ہسپتال میں ایسی تیمارداری کی کہ مسٹر روبن فلیچر کا رواں رواں میرا شکر گزار ہو گیا اس دوران ورشا اور سوینا کی ڈیوٹیاں بدلتی رہیں' دونوں بہنیں بہت خوش مزاج تھیں' لیکن اپنی مذہبی تنگ دلی کی مظہر' مسلمانوں کے بارے میں ان کے جو نظریات تھے وہ جوں کے توں تھے یعنی جیسا یہودی سوچتے تھے' میں نے بھی ان کی خوب ہاں میں ہاں ملائی اور وہ میری اسرائیل سے محبت کی خلوص دل سے قائل ہو گئیں' غالباً وہ گھر میں بھی اس قسم کے تذکرے کیا کرتی تھیں کیونکہ ایک دن مسٹر لاس فلیچر نے بڑے محبت بھرے انداز میں ہسپتال ہی میں مجھ سے کہا

"مجھے تعجب ہے مائی ڈیئر لائش میک کہ تم اسرائیلی فوج میں کیوں نہ ہوئے' تم جیسے محبت وطن لوگوں کی تو اسرائیلی فوجوں کو ضرورت ہے"۔

"بس اس سلسلے میں' مجھ سے بات نہ کیجئے مسٹر لاس فلیچر" میں نے جواب دیا۔

"ارے کیوں' کیا تم فوج کو پسند نہیں کرتے؟"۔

"میں تو فوج کو پسند کرتا ہوں' لیکن فوج مجھے کہاں پسند کرتی ہے!"۔

"کیا مطلب۔۔۔؟"

"کمال کرتے ہیں آپ مسٹر لاس فلیچر' کیا ہمارے پاس ایسے وسائل ہیں کہ ہم اپنے جذبوں کو لے کر اس جگہ تک پہنچ سکیں جہاں ہمیں ان جذبوں کو بروئے کار لانے کا موقع مل سکے۔"

مسٹر لاس فلیچر نے مجھے بغور دیکھا اور بولے "کیا تمہارے دل میں یہ خواہش ہے کہ تم انتظامیہ میں شامل ہو کر اپنے وطن کی خدمت کرو"۔

"کس کے دل میں یہ خواہش نہیں ہوتی۔ اور پھر مجھ جیسا تنہا آدمی۔۔۔"

مسٹر لاس فلیچر خاموش ہو گئے تھے۔ غالباً ان کے دل میں کوئی احساس جاگزیں ہو گیا تھا بہرحال اس کے بعد

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مسٹر روبن فلیچر کو ہسپتال سے فارغ کردیا گیا' وہ بالکل تندرست ہو گئے تھے۔

میں نے ایک بار پھر اداکاری کی اور ان لوگوں سے واپسی کی اجازت مانگی۔ لیکن اس بار مسٹر روبن فلیچر نے غصیلی نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ بار بار اجنبیت کا اظہار کرکے تم ہمیں شرمندہ کیوں کرنا چاہتے ہو میک؟"

"میں سمجھا نہیں جناب۔"

"فی الحال سمجھنے کی کوشش مت کرو۔ آؤ میرے ساتھ' تمہیں میرے ساتھ میرے گھر چلنا ہے"" اور میں اس خاندان کے ساتھ مسٹر روبن فلیچر کی خوب صورت کوٹھی میں منتقل ہو گیا۔ میری بہت پذیرائی کی جارہی تھی۔ ورشا' سوینا' لاس فلیچر اور ایمش فلیچر' یہ لوگ مجھ سے پہلے ہی بہت بے تکلف ہو چکے تھے' گھر آنے کے بعد مجھے ذرا بھی اجنبیت کا احساس نہیں ہوا۔ ہر معاملے میں مجھے شریک رکھا جارہا تھا اور میں ان لوگوں کے ساتھ بڑی نیاز مندی سے وقت گزار رہا تھا۔ مسٹر روبن فلیچر نے تو جیسے مجھے اپنی زندگی میں ہی شامل کرلیا تھا۔ ایک دو گھنٹے کے لئے بھی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا تو فورا" ہی مجھے تلاش کرکے بلوالیا کرتے اور کہتے۔"

"بھئی کیا بات ہے' کیا اب مجھ سے اکتا گئے ہو؟۔"

میں تلخ مسکراہٹ کے ساتھ انہیں دیکھتا تو وہ کہتے۔

"میں جانتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے' لیکن ایسی باتیں کرنے میں لطف آتا ہے"۔

"ٹھیک ہے مسٹر فلیچر' کسی دکھے ہوئے انسان کا دکھانا اگر آپ کو لطف دیتا ہے تو میں ہمیشہ ان زخموں کو سہنے کے لئے تیار ہوں۔"

مسٹر روبن فلیچر جذباتی ہو گئے۔ انہوں نے مجھے اپنے قریب بٹھاتے ہوئے کہا۔

"دیکھو اپنے اوپر سے یہ خول اتار دو۔ اپنی ذات پر سے اداسی کا یہ لبادہ اتار پھینکو۔ آج ہی مجھے تمہارے بارے میں تمام تفصیلات معلوم ہوئی ہیں۔ میں تم سے اس کے لئے کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں۔"

"میرے بارے میں تمام تفصیلات.....؟۔"

"ہاں' تم جانتے ہو میرے بچے کون سے محکموں سے متعلق ہیں۔ ان کے لئے یہ کام مشکل نہیں تھا کہ تمہارے بارے میں تفصیلات معلوم کرلیتے۔"

ایک لمحے کے لئے میرے بدن میں چیونٹیاں سی رینگنے لگی تھیں۔ لیکن پھر میں نے فورا" خود اپنے آپ کو سنبھال لیا اور کہا۔

"میرے بارے میں کیا تفصیلات معلوم ہو ئیں آپ کو مسٹر روبن فلیچر؟۔"

"لائش میک' تمہارے ساتھ تمہاری بیوی' تمہاری ماں وغیرہ رہتے تھے' تم ان کے لئے محنت کرتے تھے اور لندن میں کام کرکے زندگی گزار رہے تھے۔ وہاں تم ایک فرم میں ملازم تھے۔ پھر وہاں تمہارے ساتھ ایک حادثہ پیش آیا۔ جس کے نتیجے میں تمہاری ذہنی کیفیت خراب ہو گئی' حکومت برطانیہ نے تمہیں واپس لبنان بھیج دیا۔ یہاں تمہارا علاج وغیرہ ہوا اور تم بہتر حالت میں آگئے۔ پھر ایک رات تمہارے دوستوں نے شراب کے نشے میں دھت ہو کر تمہارے گھر میں فائرنگ کی اور تمہاری ماں اور بیوی کو ہلاک کر ڈالا اس کے بعد سے تم تنہا زندگی گزار رہے ہو۔ کیا یہ ایک حقیقت نہیں ہے؟۔"

میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے مسٹر روبن فلیچر کو دیکھ رہا تھا اور میں نے بہت زیادہ شاندار اداکاری کا مظاہرہ کیا تھا۔ میں نے حیرت سے کہا۔

"یہ باتیں میں نے بہت عرصے پہلے فراموش کردی ہیں۔ مسٹر روبن فلیچر مجھے حیرت ہے کہ آپ کو یہ تمام تفصیلات کیسے معلوم ہو گئیں؟"

"بتا چکا ہوں کہ میرے بچے محکمہ خفیہ سے تعلق رکھتے ہیں"۔

"مگر انہوں نے میرے بارے میں معلومات کرنے کی زحمت کیوں گوارہ کی؟"

"اس لئے کہ لاس فلیچر تمہارے دل میں چھپے ہوئے جذبوں سے آشنا ہو گیا ہے' بات یہیں تک محدود نہیں ہے اس نے تو بہت آگے کام شروع کردیا ہے۔"

"کیا مطلب.....؟۔"

"تل ابیب سے تمہارے لئے منظوری لی جارہی ہے جیسے ہی منظوری حاصل ہوئی تمہیں فوج میں شامل کرلیا جائے گا۔"

"کیا.....؟"" میں نے حیرت اور مسرت کے ملے جلے انداز میں چیخ ماری' اور کافی دیر تک گنگ بیٹھا رہا۔ مسٹر روبن فلیچر میری اس مسرت کو محسوس کرتے رہے۔

پھر بولے۔

"انسان اگر کسی کے لئے کچھ کرتا ہے تو وہ یہ کیوں نہیں سوچتا کہ اسے اس کا بھرپور صلہ ملے گا' حالانکہ اس کا بار بار وعدہ کیا گیا ہے' مذہبی طور پر بھی اور انسانی رشتوں کے تحت بھی" میں نے گردن جھکائی' پھر میں نے کہا۔

"آپ یقین کیجئے مسٹر روبن فلیچر' اکثر میں نے اپنے آپ کو اپنے خوابوں میں اپنے وطن عزیز کے لئے کام کرتے ہوئے دیکھا ہے میرے دل میں شدید خواہش بیدار ہوئی ہے کہ میں بھی اسرائیلی فوجوں کی مدد کروں اور ان کے لئے بے شمار کارنامے سرانجام دوں۔"

مسٹر روبن فلیچر مسکرانے لگے۔ پھر انہوں نے کہا

"خوابوں کی تکمیل ضرور ہوتی ہے میرے بچے' خوابوں کی تکمیل ضرور ہوتی ہے۔ جو جذبے تمہارے دل میں پوشیدہ تھے اب ان کے منظر عام پر آنے کا وقت آگیا ہے۔

روبن فلیچر کی یہ رہائش گاہ میرے لئے ایک بہترین پناہ گاہ تھی۔ یہاں اکثر میٹنگیں ہوتی رہتی تھیں اور نظریاتی طور پر مجھے ان میٹنگوں میں شامل کیا جاتا تھا تاکہ میں تفصیلی معلومات حاصل کروں۔ اس کے بعد مجھے تل ابیب جانا تھا' جہاں مجھے نظریاتی تربیت دی جاتی' یہ بات مسٹر روبن فلیچر نے مجھے بتائی تھی۔ انہوں نے مجھے نصیحتیں کرتے ہوئے کہا تھا۔

"تمام تر معلومات حاصل کرنے کے بعد جو کام شروع کیا جاتا ہے' اس کی اہمیت الگ ہی ہوتی ہے' میں چاہتا ہوں کہ تمہارا مستقبل بن جائے۔ اور تم ایک محب وطن کی حیثیت سے اس طرح منظر عام پر آؤ کہ لوگ تمہیں ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھیں۔ ان میٹنگوں میں شرکتیں ہوتی رہیں وہ کم بخت مجھے نظریاتی طور پر کیا متاثر کرسکتے تھے میں تو ان کی نسلوں کو سنبھال کر رکھ دیتا۔ لیکن بہرحال جس کام کا آغاز میں نے کیا تھا اسے اتنی ہی خوش اسلوبی سے سرانجام دینا تھا۔ میں نے لبنان اور بیروت وغیرہ کے حالات سے پوری طرح واقفیت حاصل کرلی تھی۔ یہ اندازہ ہو چکا تھا مجھے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے مفادات مشترک بن چکے تھے اور وہ متحد ہو کر مسلمانوں کے خلاف محاذ قائم کئے ہوئے تھے۔ انہیں خوف تھا کہ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو فلسطینی تنظیمیں کسی بھی وقت ان کی تباہی کا باعث بن سکتی ہیں۔ وہ بہت محنت اور ہمت سے کام کررہے تھے اور صورت حال خاصی گھمبیر تھی' یہ معلومات مجھے انہی کے ہاں حاصل ہوئی کہ بیروت ہی نہیں بلکہ لبنان کے ہنگامے ان دونوں قوموں کی آپس کی چپقلش کا نتیجہ تھے اور ان کی تاریخ یہی تھی قدیم لبنان نفرت کا گوارہ نہیں تھا بلکہ یہاں قائم دونوں قومیں امن و امان کی زندگی بسر کرتی آرہی تھیں مسلمانوں نے اقلیتوں کو پوری مذہبی اور سماجی آزادی دے رکھی تھی' عیسائی اور مسلمان مشترکہ طور پر حکومت کے اہم عہدوں پر فائز تھے یہ دوسری بات ہے کہ بعض معاملات میں ان کے درمیان ہنگامہ آرائی بھی ہوئی۔ اور صلیبی جنگوں کے زمانے میں عیسائی آبادی کا طرز عمل نامناسب ہی رہا۔ پھر بھی عام حالات میں ان کے تعلقات خوشگوار ہی رہے' نفرت کا پہلا بیج سترھویں صدی کے زمانے میں اس وقت بویا گیا جب غیر ملکی مشنریاں شام پہنچیں اور وہاں انہوں نے اپنی کارروائیوں کا آغاز کیا۔ ان مشنریوں کی کوششوں سے غیر مسیحی مقامی آبادی میں پہلی بار نفرت کے جذبے نے جنم لیا اور پھر یہ جذبہ پروان ہی چڑھتا رہا۔ مصر نے شام کو فتح کیا تو ابراہیم پاشا کی پالیسی سے یہاں بھی غیر ملکی مشنری نے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ ان مشنریوں نے مقامی عیسائیوں کو جارحیت اختیار کرنے پر مجبور کردیا۔ ابراہیم پاشا جب تک شام میں رہا اس نے قوت کے سہارے ان فتنوں کو دبائے رکھا۔ لیکن ۱۸۴۰ء میں مصری فوجیں شام سے رخصت ہو گئیں اور اس کے بعد عثمانی سول حکام نے نظم و ضبط سنبھال لیا۔ ایک سال بھی نہیں گزار پائے تھے وہ کہ دروزیوں اور عیسائیوں کے درمیان پہلا تصادم ہوا اور اس کے بعد لبنان کو دو الگ ضلعوں میں تقسیم کردیا گیا۔ ایک ضلع میں عیسائیوں کی اکثریت تھی اور دوسرے ضلع میں مسلمانوں کی۔ لیکن جو آگ یہ عیسائی مشنریاں لگا چکی تھیں وہ بجھنے والی نہیں تھی۔ فرانس اور انگلینڈ اپنی اپنی مصلحتوں کے تحت یہاں مصروف عمل تھے اور یہ دونوں ان دونوں قوموں کی پشت پناہی کررہے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ وہ لبنان میں مداخلت کرسکیں۔ ۱۸۴۵ء میں پھر فسادات ہوئے جنہوں نے جلد ہی خوفناک لوٹ مار کی شکل اختیار کرلی۔ اور پھر استنبول کے سلطان نے اپنے وزیر خارجہ کو یہاں بھیجا' جس نے آکر انتظامیہ میں تبدیلیاں کیں اور چند سال پھر سکون سے گزر گئے۔ لیکن ۱۸۵۶ء میں ایک فرمان جاری ہوا جس کے تحت عیسائیوں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو مسلمانوں کے برابر حقوق دے دیئے گئے' جو قومیں پس پردہ کام کر رہی تھیں اور لبنان کو خانہ جنگی میں دھکیل کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہتی تھیں۔ انہوں نے کسانوں کو زمینداروں کے خلاف اکسایا کسان زیادہ تر عیسائی تھے اور زمیندار زیادہ تر مسلمان' ۱۸۵۷ء میں جنوبی لبنان کے عیسائی کسان ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ ترک حکومت نے سخت اقدامات کر کے حالات پر قابو پایا۔ لیکن چنگاریاں سلگتی رہیں اور آخر پیمانہ صبر لبریز ہو گیا۔ دروزیوں نے عیسائیوں پر حملے شروع کر دیئے۔ خون ریز لڑائیاں ہوتی رہیں اور دونوں قوموں کے درمیان نفرت اس انتہا کو پہنچ گئی کہ کوئی محفوظ نہ رہا۔ حتی کہ دمشق بھی اس کی لپیٹ میں آ گیا۔ دمشق میں گیارہ ہزار عیسائی' مسلمانوں کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ مسلمانوں کا نقصان منظر عام پر نہ آ سکا۔ اس طرح یورپی طاقتوں خاص طور سے برطانیہ اور فرانس کا مقصد پورا ہو گیا انہوں نے فوراً" اپنے بحری جہاز شام کے سمندر میں پہنچا دیئے اور فرانسیسی فوجیں بیروت میں داخل ہو گئیں۔ سلطان نے اپنے ایک وزیر فواد پاشا کو وصیت تیار کرا کے بھیجا۔ یورپی طاقتوں کے نمائندے بیروت میں جمع ہو چکے تھے اور فواد پاشا پر دباؤ ڈال رہے تھے کہ وہ لبنان کو باغیوں سے کاٹ کر ایک الگ صوبے کی حیثیت دے دے اور ایک ایسی حکومت قائم کرے جس میں عیسائیوں کو مسلمانوں کے برابر نمائندگی حاصل ہو' قبائلی سرداروں سے اختیارات لے لئے جائیں۔ بالآخر فواد پاشا اس دباؤ کے آگے جھک گیا اور اس نے لبنان کا نظام حکومت نئے سرے سے استوار کیا۔ اسی وجہ سے دروزیوں اور مسلمانوں میں عیسائیت کے خلاف جذبہ نفرت اور بڑھ گیا' عیسائیوں کو دعویٰ تھا کہ وہ اکثریت میں ہیں اور مسلمان یہ سارے دعوے غلط قرار دیتے تھے' یہ چپقلش چند روز کی نہیں تھی بلکہ اس کے اثرات دور دور تک پھیلتے گئے۔ اور اس کے پیچھے یورپی طاقتیں کار فرما تھیں۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کو آپس میں لڑانے میں ان کا بڑا ہاتھ تھا جس کے نتائج اہل بیروت اور اہل لبنان آج تک بھگت رہے ہیں۔ لبنان تباہی کے کنارے تک پہنچ چکا تھا نفرت کا جوالا مکھی ہر لمحے پھٹ رہا تھا اور اس کے آتشیں سیلاب میں تہذیب و تمدن' عیش و نشاط کے سامان' عظیم الشان تعمیرات اور دلفریب مناظر۔ ہر چیز بھسم ہو رہی تھی۔ دنیا اسے لبنان کے دائیں اور بائیں بازو کی چپقلش قرار دے رہی تھی۔ حالانکہ یہ ایک ملک کے دو بازو نہیں بلکہ دو مستقل قوموں کی کشمکش تھی جو نجانے کب تک جاری رہے گی۔ اس نے نفرت کی کوکھ سے جنم لیا ہے اور اس کی جڑیں دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں لیکن اسرائیل ہمیشہ کی مانند اس قسم کے معاملات سے فائدہ اٹھانے میں مہارت رکھتا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے پاؤں پوری طرح ان معاملات میں داخل کر دیئے ہیں اور اب اس کے بعد لبنان میں مسلمانوں کی حالت زار اور خاص طور سے فلسطینی پناہ گزینوں کے بارے میں جو تفصیلات مہیا ہوتی رہتی ہیں وہ اسی پس منظر کا نتیجہ ہیں۔

میں نے یہ تمام معلومات اچھی طرح حاصل کر لی تھیں۔ میرے اپنے نظریات اس سلسلے میں کام کر رہے تھے' بظاہر یہ لوگ ایک ایسے مجہول سے شخص کو دیکھتے تھے جس کی کسی معاملے میں اپنی رائے کم ہی ہوا کرتی تھی لیکن اصل میں یہ نہیں جانتے تھے کہ اس کے پس پردہ کیا چھپا ہوا ہے۔ میں تمام تفصیلات حاصل کرنے کے بعد یہاں اپنے طرز عمل کا تعین کر لینا چاہتا تھا اور مجھے اس میں پوری کامیابی حاصل ہو رہی تھی۔ بارہا ایسے مواقع آئے جب میری وحشت نے یہ طے کیا کہ میں مسٹر روبن فلیچر کے خاندان کو با آسانی ختم کر دوں۔ بہت سے افراد تھے۔ اصولی طور پر مجھے یہی کرنا چاہیئے تھا لیکن مجھے یہ احساس تھا کہ اگر میں ایک طویل تر مفاد کے لئے کام کروں تو اس گھرانے کو زندہ رکھنا ضروری ہے۔ بہرحال صرف جنونی نہیں تھا عقل و دانش سے کام لینا بھی جانتا تھا۔ چنانچہ میں نے ان مواقعوں کو نظر انداز کر دیا۔ جب میرے دل میں شدید خواہش بیدار ہوتی تھی کہ میں کچھ کر دکھاؤں۔ لیکن اس کے علاوہ میں نے اور بہت کچھ کیا تھا چنانچہ ورشا اور سونیا دونوں ہی میرے چنگل میں پھنس چکی تھیں اور اب دونوں میرے عشق میں بری طرح گرفتار تھیں۔ دونوں ہی کو یہ احساس ہو چکا تھا کہ میرے دونوں سے تعلقات ہیں لیکن ان کے نظریات بھی ذرا مختلف قسم کے تھے۔ بس وہ دونوں ہی مجھے اپنے اپنے طور پر حاصل کرنے کی خواہش مند رہتی تھیں۔ اس کا علم کسی اور کو نہیں تھا۔ لیکن وہ دونوں میرے سلسلے میں راز دار بن گئی تھیں اور مجھے بعض اوقات بہت ہنسی آتی تھی۔ جب وہ دونوں میرے معاملے میں بعض اوقات ایک

دوسرے سے تعاون بھی کر لیا کرتی تھیں۔ میں باقاعدہ قرعہ اندازی کے ذریعے دونوں کے حصے میں آیا کرتا تھا۔ مجھے یہ احساس تھا کہ یہ سب کچھ غلط ہے لیکن ایک یہودی خاندان کو اس تکلیف میں مبتلا کر کے مجھے وہی سکون حاصل ہوتا تھا جس کا میں طلب گار تھا۔ یہ سلسلہ اس وقت ختم ہوا جب مجھے تل ابیب بھیجنے کے تمام انتظامات مکمل کر لئے گئے اور بہرحال ایک دن ان دونوں نے آنسو بہاتے ہوئے مجھے تل ابیب روانہ کیا۔ میں تل ابیب پہنچ گیا میرے اپنے نظریات میں ایک اور سنگ میل کا اضافہ ہوا اور میں تل ابیب کے ایسے انسٹیٹیوٹ میں داخل کر دیا گیا جہاں مجھے ہر طرح کی تربیت دی جانے والی تھی۔ یہ فوجی انسٹیٹیوٹ تھا اور یہاں سے تل ابیب میں ایسے ایسے بت بنا کر نکالے جاتے تھے جو بعد میں فلسطینیوں اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے انتہائی خوفناک ثابت ہوتے تھے۔ میں نے اس تمام معاملے کو پوری طرح ذہن میں رکھا۔ ان لوگوں کو اپنی نگاہوں میں ختم کر لیا جو مستقبل میں مسلمانوں کے لئے خطرہ بننے والے تھے میں نے دل ہی دل میں انہیں دیکھتے ہوئے سوچا کہ دوستوں فکر نہ کرو۔ تمہاری ذمہ داری بھی مجھ پر ہی عائد ہوتی ہے۔ جب یہ بات میرے علم میں آ گئی ہے کہ مستقبل میں تم مسلمانوں کے لئے عظیم خطرہ بننے والے ہو' تو پھر یہ فرض بھی مجھ پر ہی عائد ہوتا ہے کہ تمہیں تمہارے تمام عمل کرنے سے روک سکوں چنانچہ ان چند افراد سے میرے خصوصی تعلقات تھے۔

تل ابیب کے اس انسٹیٹیوٹ میں جو تربیت میں حاصل کر رہا تھا اس میں البتہ اپنی اہمیت میں نے ان لوگوں پر ظاہر کر دی۔ میں ان لوگوں کے نظریات کے مطابق ایک سنگدل' وحشی اور خونی انسان تھا۔ لیکن حقیقت یہ تھی کہ یہ معلوم ہونے کے بعد یہ سب یہودی ہیں اور اسرائیلی مفادات کے لئے سارے کام کر رہے ہیں ان لوگوں کو نقصان پہنچانا میرا دلچسپ مشغلہ بن گیا تھا۔ بعد میں مجھے سرزنش کی جاتی تھی کہ تربیت صرف تربیت ہوتی ہے دوران تربیت انسان کو وحشی نہیں بن جانا چاہیئے میں اس کے لئے بہت سے معذرت نامے داخل کر چکا تھا۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ بعض فوجی حکام مجھے بہت زیادہ پسند کرنے لگے تھے اور وہ خصوصی طور پر میری تربیت کے لئے وقت دے رہے تھے۔ مجھے بہت سے تمغے مل چکے تھے۔ یہاں مارشل آرٹ سے مجھے ویسے ہی شغف تھا۔ میں نے اس میں مزید مہارت حاصل کی' نظریاتی امتحان بھی میں نے بہت اعلیٰ پیمانے پر پاس کئے' اس کے علاوہ جسمانی امتحان بھی مجھ سے کئی بار لئے گئے۔ ایک بار تو بہت دلچسپ صورت حال پیش آ گئی تھی۔ آٹھ افراد کو فلسطینی بنا کر مجھے ان کی راہ پر لگا دیا گیا تھا۔ وہ لوگ بھی بہترین تربیت یافتہ تھے اور مجھے انہیں نقصان پہنچانا تھا۔ حالانکہ میں یہ بات اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ سب اسرائیلی نمائندے ہیں اور فلسطینیوں کا روپ دھارے ہوئے ہیں لیکن میں نے انہیں فلسطینی ہی سمجھا اور پھر ان میں سے ایک کو وحشت خیزی کے ساتھ قتل کر ڈالا۔ عین اس وقت' جب میں ان آٹھ میں سے آخری آدمی کو ہلاک کرنے والا تھا' اسرائیلی فوجی حکام مجھ پر نازل ہو گئے مجھے روکنا چاہا۔ لیکن میں نے اس آخری آدمی کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔ وہ سب کے سب دنگ رہ گئے تھے انہوں نے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھیں سب کے چہرے غم و اندوہ میں ڈوبے نظر آ رہے تھے۔ بعد میں مجھے بتایا گیا کہ یہ اصل میں فلسطینی نوجوان نہیں تھے بلکہ اسرائیلی ہرکارے تھے جنہیں فلسطینی بن کر میری تربیت کی رپورٹ پیش کرنی تھی۔ آٹھ آدمیوں کی اس ہلاکت کا سوگ منایا گیا اور لوگ مجھ سے خوف کھانے لگے۔ حالانکہ قصور میرا نہیں تھا۔ فوجی حکام نے مجھ سے یہی کہا تھا کہ مجھے چند خطرناک فلسطینیوں سے نبرد آزما ہونا ہے میں تو ان کے جسم کے بالوں تک کو نقصان نہ پہنچاتا اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ وہ فلسطینی ہیں جب کہ مجھے خفیہ طور پر یہ معلوم ہو چکا تھا کہ یہ صرف میرا آخری امتحان ہے اور اس کے بعد میری تربیت مکمل قرار دے دی جائے گی۔ اس آخری امتحان کو میں نے اس خوش اسلوبی سے پاس کیا کہ ان لوگوں کی آنکھوں سے خون کے آنسو بہنے لگے۔ اپنے آٹھ نمائندوں کو میرے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتارنے کی ذمہ داری بھی انہی پر عائد ہوئی تھی جس کا باقاعدہ سوگ منایا گیا۔ لیکن مجھے بے قصور ہی قرار دیا گیا تھا۔ البتہ جب مجھے ماسٹر گریٹ کی ڈگری دی گئی اور اس میں مجھے اے کلاس دی گئی تو اس کے ساتھ ساتھ ہی اس میں یہ بھی تحریر کر دیا گیا' ایک وحشی خونی درندہ' دشمن کو کبھی معاف نہ کرنے والا۔ یہ میرے لئے ایک اعزاز تھا۔ اور اس کے بعد میری تربیت مکمل ہو گئی۔ اب میں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باقاعدہ اسرائیلی حکام کے رجسٹر پر آگیا تھا مجھے ایک ماہ کی چھٹی دی گئی۔ جس میں مجھے بیروت آکر اپنے اہل خاندان سے ملنا تھا۔ اور میرے اہل خاندان کون تھے۔ وہی لاس فلیچر' ایبش فلیچر اور روبن فلیچر وغیرہ وغیرہ' چنانچہ میں اہل ابیب سے بیروت روانہ ہوگیا۔ بیروت میں میری آمد شاید پہلے سے علم ہوگیا تھا۔ مجھے پتا نہیں تھا کہ ان لوگوں کو میرے بارے میں باخبر رکھا گیا ہے۔

ایئرپورٹ پر انہیں دیکھ کر میں حیران رہ گیا۔

"آپ لوگ یہاں کیا کررہے ہیں؟"

"تمہیں خوش آمدید کہنے آئے ہیں"

"آپ کو میری آمد کا علم تھا؟"

"قوم کے ایک مایہ ناز بیٹے کی شخصیت اتنی گمنام تو نہیں کہ اس کے اہل خاندان کو اس سے بے خبر رکھا جائے"۔

روستے میں ان لوگوں نے بتایا کہ میری شاندار شخصیت اور میری بہترین تربیت کی پوری رپورٹ ان لوگوں کو ارسال کی جاتی رہی ہے ساتھ ہی مبارکباد کے پیغامات بھی

"ورشا اور سوفیا کو میری آمد کے بارے میں معلوم ہے"۔ میں نے پوچھا۔

"انہیں علم ہوتا تو کیا وہ ایئرپورٹ نہ آتیں۔ وہ ان دنوں ملک سے باہر گئی ہوئی ہیں"۔

"اوہ..." میں نے آہستہ سے کہا۔ دوران سفر میں ان کا دلکش تصور کرتا آیا تھا لیکن اب مایوسی ہوئی تھی۔ بہرحال ہم گھر پہنچ گئے۔

مسٹر روبن فلیچر خاص طور سے میری آمد سے بے پناہ خوش تھے اور ان کا سینہ فخر سے تنا ہوا تھا۔ وہ ہمیشہ یہی کہتے تھے کہ اصل میں ان کی زیرک نگاہوں نے اس جوہر کو شناخت کرلیا تھا۔ اور وہ جانتے تھے کہ مستقبل میں یہ اسرائیلی مفادات کے لئے کس قدر کارآمد ثابت ہوسکتا ہے' حقیقت بھی یہی تھی میرے مسئلے میں انہوں نے ہی سب سے زیادہ سرگرمیوں کا مظاہرہ کیا تھا لیکن احمق یہودی یہ نہیں سمجھتا تھا کہ جس سانپ کو وہ دودھ پلارہا ہے وہ اسی کی نسل کو ڈسنے کے لئے میدان عمل میں آیا ہے' ان تمام کارروائیوں کے دوران میری نگاہیں مسٹر زیڈ کو تلاش کرتی رہی تھیں۔ ویسے انسٹیٹیوٹ میں چند ذہین لوگوں سے مجھے یہ بات معلوم ہوچکی تھی کہ زیڈ کی تلاش آسان کام نہیں ہے' کوئی نہیں جانتا کہ اے سے لے کر زیڈ تک کام کرنے والی تنظیموں میں ایک تنظیم کا سربراہ کہاں اور کس جگہ مصروف عمل ہے۔ البتہ یہ مجھے ضرور پتا چل گیا تھا کہ مسٹر زیڈ کا تعلق تل ابیب ہی سے ہے۔ لیکن بہت عرصے پہلے وہ تل ابیب سے جاچکے ہیں اور ان کا ہیڈ کوارٹر کہیں اور ہے جہاں سے وہ اپنے کام سرانجام دیتے ہیں یہ بات ہمیشہ خفیہ رکھی جاتی تھی اور انتہائی اہم لوگوں کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ آرگنائزیشن کا کونسا نمائندہ اس وقت کہاں مصروف عمل ہے لیکن یار زندہ صحبت باقی والی بات تھی میں جانتا تھا کہ اگر مجھے بھی اس تنظیم میں کوئی عہدہ مل گیا تو لازمی امر ہے کہ مسٹر زیڈ سے کہیں نہ کہیں ملاقات ضرور ہوگی۔ بات دیر میں سہی میرا اپنا کام تو جاری ہے جو فیصلہ میں کرکے آیا تھا اس پر مسلسل عمل ہورہا تھا اور مجھے اس سے زیادہ خوشی اور کسی بات کی نہیں تھی کہ میں اپنا کام خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہا ہوں۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ جس وقت بھی یہودی تنظیموں کو میری ضرورت پیش آئی مجھے کسی نہ کسی مشن پر طلب کرلیا جائے گا اس وقت تک مجھے عیش و آرام سے بسر کرنی چاہیئے پھر مجھے ایک رات فضا جبینی یاد آئی۔ اس سے دوبارہ ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ ویسے بھی میرے اپنے ذہن میں جو منصوبے پروان چڑھ رہے تھے ان کے تحت مجھے کسی فلسطینی تنظیم سے ملاقات کرنا ضروری تھا اور کچھ نہیں تو کم از کم ان کے کچھ معاملات ہی میری نگاہوں میں آجائیں اور میں اپنے طور پر کام کرتے ہوئے کوئی ایسا کام بھی سرانجام دے دوں جو ان لوگوں کے مفاد میں ہو۔

فضا جبینی کا ٹیلی فون نمبر بھی مجھے معلوم تھا اور اس نے جو ایڈریس دیا تھا وہ بھی میرے علم میں تھا پہلے میں نے وہاں جانے کی کوشش یوں نہیں کی تھی کہ میں چاروں طرف سے محتاط رہنا چاہتا تھا۔ اب تو ایک طویل عرصہ گزر چکا تھا' پتا نہیں فضا جبینی سے ملاقات ہو بھی سکے یا نہیں' بہرحال اب میں زیادہ پراعتماد تھا کیونکہ میں نے اپنے لئے شک کا کوئی راستہ نہیں چھوڑا تھا اب اگر کوئی ایسی ویسی بات ہو بھی جاتی تو لوگ یہی سمجھتے کہ میں مصلحت سے کام لے رہا ہوں اور کوئی ایسا ہی معاملہ ہے جن کے لئے میں کوئی جال بچھا رہا ہوں۔ ماسٹر گریڈ مل چکا تھا مجھے اور وہ بھی اے کلاس میں چنانچہ میری اپنی حیثیت بھی ایک باقاعدہ فوجی افسر سے کسی طور کم نہیں تھی۔ میں نے پھر

بھی احتیاط سے کام لیا۔

فضا جبینی کا نمبر میرے پاس محفوظ تھا میں نے ایک پبلک کال بوتھ سے یہ نمبر ڈائل کیا اور دوسری طرف سے فوراً ہی فون ریسو کرلیا گیا۔

"میں فضا جبینی سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"کون صاحب ہیں آپ اور ان سے کیوں ملاقات کرنا چاہتے ہیں؟۔" دوسری طرف سے بھی ایک نسوانی آواز ہی سنائی دی تھی

"افسوس اس کی تفصیل نہیں بتاسکوں گا' اگر فضا جبینی موجود ہیں تو ان سے یہ کہئیے کہ ایک ایسے شخص نے فون کیا ہے جو ان کا شناسا نہیں ہے لیکن وہ ایک رات جو ان کی زندگی کی سب سے یادگار رات ہو' اس میں اس کا دخل ضرور ہے۔"

"آپ برائے کرم ہولڈ کیجئے میں آپ کا یہ پیغام ان تک پہنچا دیتی ہوں۔"

میں ٹیلی فون کا ریسور تھامے کھڑا رہا اور چند لمحات کے بعد مجھے فضا جبینی کی شناسا آواز سنائی دی۔

"آپ' آپ' آپ وہی ہیں ناں' آہ آپ نے تو مجھے اپنا نام بھی نہیں بتایا تھا۔"

"بتایا تھا مس جبینی' شاید آپ کو لائش میک یاد نہیں ہے؟۔"

"اوہ میرے خدا' ہاں' وہ نام میرے ذہن سے کیوں اتر گیا۔ یہ میں نہیں جانتی' جب کہ آپ ہمیشہ میرے ذہن پر سوار رہے۔"

"آپ کیسی ہیں فضا جبینی؟۔"

"بالکل ٹھیک ہوں اور آپ سے ملاقات کرنا چاہتی ہوں۔"

"میں نے بھی اسی لئے آپ کو ٹیلی فون کیا ہے۔"

"تو پھر بتائیے کہاں مل سکتے ہیں آپ؟۔"

"جہاں آپ پسند کریں۔"

"ہوں....." ایک لمحے کے لئے خاموشی چھاگئی پھر فضا جبینی نے کہا

"لارڈ بلیش ماؤنٹین پر اگر آپ مجھے مل جائیں تو سیاہ رنگ کی ایک فورڈ گاڑی لے کر میں وہاں پہنچ جاؤں گی۔ وقت بتادیجئے اس کے بعد ہماری تفصیلی ملاقات ہوگی۔"

"میں آپ کی ہدایت کے مطابق جب بھی آپ چاہیں وہاں پہنچ سکتا ہوں۔"

"تو پھر ابھی کیوں نہ ایسا کرلیا جائے۔"

"ٹھیک ہے میں وہاں جارہا ہوں آپ وہاں پہنچ جائیے۔"

میں نے جواب دیا۔ میں خود بھی وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔

مقررہ جگہ پہنچ کر میں انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ سیاہ رنگ کی ایک فورڈ گاڑی کھٹر پٹر کھٹر پٹر کرتی ہوئی وہاں پہنچ گئی فضا جبینی خود ہی اسے ڈرائیو کررہی تھی۔ میں نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا اس نے بھی ایک لمحے میں مجھے پہچان لیا تھا۔ حالانکہ اس دوران میرے اندر کوئی خاص تبدیلی رونما نہیں ہوئی تھی۔ ہو بھی نہیں سکتی تھی۔ میں نے اب تک جس انداز میں اپنا رنگ و روپ قائم رکھا تھا اس سے مجھ میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں تھی۔ حالانکہ یہ میری اصل صورت نہیں تھی لیکن میرا فلیٹ اب بھی میرے قبضے میں تھا۔ میں نے اپنے میک اپ کو دوبارہ بہتر کرلیا تھا اور ایسا انوکھا میک اپ جو بہت عرصے تک چل سکے۔ آفتاب کمال میرے ذہن سے محو نہیں ہوا تھا۔ لیکن اب وہ داستانیں مجھے قصے کہانیوں کی داستانیں معلوم ہوتی تھیں جو کچھ میں اتنا پیچھے چھوڑ آیا تھا اسے واپس لانا اب میرے لئے ایک ناممکن عمل ہوگیا تھا لیکن یادوں سے کون پیچھا چھڑا سکتا ہے۔

فضا جبینی کے ساتھ بیٹھ گیا اس نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"انسان اگر انسان ہو تو ایک لمحے کا احسان بھی اس کے لئے بہت بڑی حیثیت رکھتا ہے جب کہ آپ کا احسان تو میری حیات پر محیط ہے۔"

میں نے خاموشی اختیار رکھی۔ فضا جبینی کچھ دیر کے بعد ایک عمارت میں داخل ہوگئی۔ یہ وہی عمارت تھی جس کا اس نے مجھ سے تذکرہ کیا تھا اور جواب بھی میرے ذہن میں محفوظ تھی بہرحال میں اس فلیٹ میں داخل ہوگیا جو اس کا اپنا تھا اور جس کی نشاندہی اس نے مجھے پہلے ہی کردی تھی' وہ کہنے لگی۔

"آپ نے مجھے ٹیلی فون کیا' کیا آپ کو میرا یہ پتا یاد نہیں تھا؟۔"

"مجھے بہت کچھ یاد تھا فضا جبینی لیکن میں یہ سوچ رہا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا کہ ممکن ہے آپ پر سے وہ جذباتی کیفیت ختم ہو گئی ہو اور آپ نے یہ سوچا ہو کہ کہاں حماقت کر لی آپ نے بھلا ایک اجنبی شخص کو اپنے گھر پر بلانا کونسی عقلمندی تھی۔"

فضا جیبی مسکراتی ہوئی اندر داخل ہو گئی۔ ڈرائنگ روم میں اس نے مجھے بڑی محبت سے بیٹھنے کا اشارہ کیا پھر میرے سامنے ہی بیٹھتی ہوئی بولی۔

"ہم بہت سے معاملات میں اپنی ذات کو بھول کر ان معاملات کو اپنے لئے ایک معیار بنا لیتے ہیں لیکن اس کے باوجود زندگی کی وہ چند سانسیں جو ہمیں زندہ رکھے ہوئی ہیں اس بات کا اظہار تو کرتی ہیں کہ اگر کوئی ایسا احسان کرے جس کا تعلق براہ راست دل سے ہو تو پھر اس کے سلسلے میں سب کچھ بھول جائے کہ وہ کون ہے کیا ہے کہاں ہے؟۔"

"ہوں میں آپ کی بات سمجھ رہا ہوں مس جیبی۔"

"تو مسٹر لائش میک آپ نے اس رات جو کچھ کیا اس نے آج تک مجھے سحر زدہ کر رکھا ہے۔ بے شک وہ میرے حق میں تھا میرے لئے نئی زندگی کا حامل، لیکن لیکن آپ آپ آج تک میری سمجھ میں نہیں آئے میں نے ہزاروں راتیں آپ کو سوچا ہے یقین کیجئے ہزاروں راتیں میں نے صرف آپ کی یاد میں گزاری ہیں یہ سوچ سوچ کر کہ آپ کون تھے اور آپ نے ایسا کیوں کیا وہ ایک عارضی اور جذباتی لمحہ تھا یا اس کے پس پردہ کچھ اور بھی تھا۔ آپ کیا پئیں گے بتایئے؟۔"

"کافی پلوایئے بہت عمدہ قسم کی کافی۔"

"میں خود بنا کر لاتی ہوں۔"

"گھر میں کوئی ملازمہ نہیں ہے؟۔"

"ہے لیکن بعض لوگوں کے لئے اپنا ایک جذبہ ہوتا ہے۔"

"آپ بیٹھئے جذباتی نہ ہوں ملازمہ ہی سے کافی بنوا لیجئے۔"

"میں آپ سے کم وقت میں بہت سی باتیں کر لینا چاہتا ہوں"

"کم وقت نہیں جناب اب تو میں آپ سے بہت زیادہ وقت لوں گی۔" فضا جیبی نے کہا اور میں ہنسنے لگا

بہرحال فضا جیبی خود چلی گئی تھوڑی دیر کے بعد جب وہ واپس آئی تو ایک ٹرالی ڈھکیلتی ہوئی لائی تھی اس پر طرح طرح کی چیزیں لدی ہوئی تھیں کافی کے برتن بھی تھے اس نے بڑی محبت سے اپنے ہاتھ سے کافی بنا کر مجھے دی اور کہنے لگی۔

"یہ نہ سوچیئے کہ اپنے ہاتھ سے کافی بنانے میں میری کوئی سازش کار فرما ہو سکتی ہے اور آپ یہودی النسل ہیں اس وقت ہم دو انسان آمنے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں جن کی فی الوقت کوئی نسل نہیں ہے کوئی اور جذبہ نہیں ہے صرف سادہ دل اور محبت کرنے والے لوگ۔"

میں نے مسکراتے ہوئے کہا "اگر آپ مجھے کافی میں زہر بھی دے دیں فضا جیبی تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔"

اس نے میٹھی نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔۔۔؟۔"

"بس آپ اس بات کو جانے ہی دیں تو اچھا ہے۔"

اس کے چہرے پر ایک عجیب سا رنگ آ کر گزر گیا اور اس کے بعد وہ سنجیدہ ہو گئی پھر اس نے کہا۔

"مسٹر لائش میک یہ بات تو میں جانتی ہوں کہ آپ یہودی نژاد ہیں بیروت ہی میں رہتے ہیں' ان برے لوگوں کے ساتھ آپ موجود تھے لیکن کیا یہ سوال کر سکتی ہوں کہ وہ کونسا جذبہ تھا جس کے تحت آپ نے وہ ناقابل یقین کارنامہ اس دن سرانجام دیا۔"

میں نے خاموشی سے اپنے سامنے رکھی ہوئی کافی کی پیالی اٹھائی اور اسے خالی کر دیا۔ پھر فضا جیبی کی جانب پیالی بڑھاتا ہوا بولا

"مجھے اور کافی دو۔"

فضا جیبی نے بڑے خلوص سے میری پیالی میں کافی انڈیل دی تھی۔ میں نے اس کے بھی دو تین چھوٹے چھوٹے گھونٹ لئے پھر آہستہ سے بولا

"مجھے ایک بات کا جواب دو گی فضا جیبی؟۔"

"ضرور۔"

"تمہارا تعلق کسی فلسطینی تنظیم سے ہے' میرا مطلب ہے ویسے تو یہاں بے شمار فلسطینی باشندے پناہ گزیں ہیں' ان میں سے یقینی طور پر ہر شخص اپنے اپنے طور پر فلسطینی مقاصد کے لئے کچھ نہ کچھ کرتا ہو گا لیکن بعض وہ بھی ہیں جو بھرپور طریقے سے اپنے فرائض سرانجام دیتے ہیں کیا تم ایک باعمل لڑکی ہو؟۔"

فضا جیبی میری بات کا مطلب تو نہیں سمجھ سکی تھی

لیکن چونکہ مخلصانہ طور پر مجھ سے گفتگو کر رہی تھی۔ اس نے کہا

"ہاں اور یہ بات ایک عام سی بات ہے اس دن بھی مجھے اسی لئے ان لوگوں نے اپنی تحویل میں لیا تھا کہ وہ جانتے تھے کہ میں فلسطینی تنظیم کے لئے کام کر رہی ہوں' وہ جو کچھ بھی کرنا چاہتے تھے انتقامی جذبے کے تحت ہی کرنا چاہتے تھے۔"

"گڈ تمہیں یقینی طور پر اس بات پر حیرت ہوئی ہو گی کہ میں نے ان کا ساتھی اور یہودی ہونے کے باوجود یہ سب کچھ کیوں سرانجام دیا؟"

"ہاں آج تک میں اس بات پر حیران ہوں کیونکہ بعد کے حالات بھی میرے علم میں ہیں۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں تھی جو باعث شک ہو۔ تم نے ان لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور وہ ایک یہودی ادارے سے پوری طرح منسلک تھے۔"

"تو پھر سنو فضا جیبی جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس پر ایک فیصد بھی یقین نہ کرنا ہاں اگر دل چاہے اور آئندہ حالات اس کا موقع دیں تو پھر میری بات پر یقین کر لینا مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ جو کچھ میں تمہیں بتا رہا ہوں اس پر تم یقین ہی کر لو نہ ہی مجھے اس بات سے کوئی دلچسپی ہے فضا جیبی کہ تم تنظیم میں کس حیثیت کی حامل ہو اور میری یہ کارروائی اگر سچ یا جھوٹ ہے تو آئندہ تمہارے ذریعے میں اس سے کیا فائدہ حاصل کر سکتا ہوں۔ میں یہ بھی کہتا ہوں تم سے کہ بھول جاؤ اس بات کو جو اس رات پیش آئی ضروری نہیں ہے کہ تم میری احسان مند رہو اور اگر ہو بھی تو آج تمہارے اس احسان کا بدلہ ادا ہو چکا ہے تمہیں یقیناً" اس نشست پر اطمینان ہو گا۔ ان تمام باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے جو کچھ میں تمہیں بتا رہا ہوں اس پر غور کر لینا' اول تو خدا کے فضل و کرم سے میں یہودی نژاد نہیں ہوں بلکہ اسرائیلی' اس کے مقاصد اور یہودیوں پر لعنت بھیجتا ہوں' نفرت کرتا ہوں میں ان سے اتنی نفرت کہ اس کے بعد نفرت کا تصور ختم ہو جائے بنیادی طور پر اللہ کے فضل سے میں مسلمان ہوں اور اسلامی رشتے سے ہر کلمہ گو کو اپنا بھائی سمجھتا ہوں' فضا جیبی میرا تعلق ایک ایشیائی ملک سے ہے اور میں وہاں اپنے مقاصد کے لئے زندگی گزار رہا تھا۔ ایک اسرائیلی تنظیم کے سربراہ نے میرے اہل خاندان کو قتل کر دیا اس کا نام مسٹر زیڈ تھا۔ غالباً" موساد کے کسی زیڈ ڈیپارٹمنٹ سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ فرار ہو گیا اور میں اپنے اہل خاندان کا انتقام لینے کے لئے نکل کھڑا ہوا میں نے ایک گہری چال چل کر اپنے آپ کو ان لوگوں میں ممتاز کر لیا اور بیروت میں ایک ایسے گھرانے کا تعاون حاصل کر لیا جو اسرائیل کے لئے محترم حیثیت رکھتا ہے' میری مراد روبن فلیچر سے ہے۔ روبن فلیچر نے مجھے ایک احسان کی ادائیگی کے طور پر تل ابیب بھجوایا۔ جہاں مجھے نظریاتی اور جسمانی تربیت دے کر اب واپس کیا گیا ہے اور اس کے بعد یقینی طور پر مجھے اسرائیلی مفادات کے لئے کام کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ مس فضا جیبی یہاں آنے کے بعد میں نے صرف ان آٹھ نو افراد کو ہی نہیں بلکہ اور بھی بہت سے اسرائیلیوں کو قتل کیا ہے۔ یہ میرا اپنا مشغلہ ہے میں ان میں شامل ہو کر ان کے خلاف کام کر رہا ہوں اور طویل عرصے تک کرتا رہوں گا۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ مجھے اس کے صلے میں تنظیم آزادی فلسطین کی محبت حاصل ہو جائے' جو کچھ میں کر رہا ہوں اپنی ذات کے لئے کر رہا ہوں اور اس دن جب آپ ان لوگوں کے درمیان نظر آئیں اور وہ آپ سے وحشت خیزی پر آمادہ ہوئے تو صرف ایک لڑکی کی عزت بچانے کا مسئلہ نہیں تھا بلکہ ایک مکمل منصوبے کے تحت میں نے ان لوگوں کو قتل کیا کیونکہ وہ بھی اسرائیلی مفادات کے لئے کام کر رہے تھے۔ آنے والے وقت میں آپ میرے نام کا تعین کر لیجئے۔ لائش میک جو کچھ بھی کرے گا وہ مسلمانوں کی بھلائی اور یہودیوں کی فنا کے لئے کرے گا کیونکہ یہ میرا نظریہ حیات ہے میں بہت جلد باعمل ہو جاؤں گا۔ اسرائیلی ادارے جو ذمے داری مجھے سونپیں گے میں انہیں سرانجام دینے کے لئے نکلوں گا لیکن میرا عمل وہ ہو گا جو ان لوگوں کو نقصان پہنچائے آپ ایسی کارروائیوں پر نظر رکھیئے بس یہ ہے میرا مکمل تعارف۔"

فضا جیبی کے چہرے پر لرزہ طاری تھا وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ میں اسے دیکھ کر مسکرایا اور میں نے کہا۔

"نہ میرے بارے میں تصدیق کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی کچھ ایسے الفاظ کی جو میری توصیف میں ہوں' اگر مجھے شک کی نگاہ سے بھی دیکھیں گی آپ تو مجھے اس پر

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اعتراض نہیں ہوگا۔ یہ آپ کا حق ہے' اصل میں بس دل چاہا کہ سچائی سے آپ کو اپنے بارے میں بتادوں اور یہ سب کچھ بتانے میں میرا کوئی مفاد وابستہ نہیں ہے۔"

فضا حبیبی دیر تک سکوت کے عالم میں رہی پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"آپ نے مجھے بہت بڑا مقام دیا ہے' افسوس لائش میک کے نام سے مخاطب کرتے ہوئے اب مجھے اچھا نہیں لگتا۔"

"کیا آپ مجھے اپنا اصل نام بھی نہیں بتائیں گے؟۔"

"ضرور لیکن ایک وعدہ آپ کو ایک مسلمان کی حیثیت سے کرنا ہوگا؟۔"

"فرمایئے۔۔۔؟۔"

"میرا یہ نام آپ منظر عام پر نہیں لائیں گی۔"

"اس سلسلے میں ایک سوال اور کرنا چاہتی ہوں؟۔"

"جی۔۔۔۔۔"

"آپ جو کچھ کررہے ہیں' ہوسکتا ہے وہ آپ کی نظر میں کوئی بہت بڑی بات نہ ہو آپ کے اندر جن جذبوں نے جنم لیا ہے ہوسکتا ہے اس کی تکمیل آپ اتنی ہی خاموشی سے کرنا چاہتے ہوں' لیکن ہمارے لئے آپ جس قدر قابل احترام ہیں وہ ہم جانتے ہیں اگر مجھے اپنی تنظیم کے لوگوں کو یہ بتانا پڑے تو کیا میں ان سے بھی گریز کروں؟۔"

"میرے لئے یہ بہتر ہوگا چونکہ میرا نام اگر اسرائیلی تنظیموں کے کانوں تک پہنچ گیا تو شاید آپ اسے خود ستائی سمجھیں لیکن حقیقت ہے کہ وہ محتاط ہوجائیں گی۔"

"اس کا وعدہ کرتی ہوں ایسا نہیں ہوگا۔"

"تب آپ مجھے جہانگیر جمال شاہ کے نام سے مخاطب کرسکتی ہیں۔"

فضا حبیبی عجیب سی نظروں سے مجھے دیکھ رہی تھی پھر اس نے کہا۔

"اب آپ میری نگاہوں میں ایک اور پراسرار کردار بن چکے ہیں اس سے پہلے تو میں آپ کے بارے میں یہ سوچتی ہی رہی تھی کہ یہودیوں کی نسل میں ایسا انسانی جذبہ کہاں سے بیدار ہوگیا۔ وہاں تو انداز فکر ہی مختلف ہے کسی لڑکی کی عزت کے تحفظ کا تصور ہی نہیں ہے ان کے دلوں میں' ان کی تاریخ یہی بتاتی ہے پھر یہ کیسا انسان تھا جس نے ایک لڑکی اور وہ بھی مسلمان لڑکی کی عزت اور زندگی بچانے کے لئے اپنے آٹھ ہم نسلوں کو قتل کردیا۔ یہ تردد تو دور ہوگیا میرا لیکن اب میں یہ سوچتی ہوں کہ جہانگیر جمال شاہ صاحب آپ کی یہ تمام کارروائیاں تنہا کس حد تک کارگر رہیں گی؟۔"

"میں اپنی ذات میں دیوانہ ہوں فضا حبیبی اور کوئی بوجھ قبول نہیں کرسکتا۔ اگر تنظیم میری خدمات حاصل بھی کرنا چاہے تو میرے لئے ممکن نہیں ہوگا کیونکہ میں پھر وہ نہ کرسکوں گا جو میرے دل کی طلب ہے اب میرا ذکر چھوڑ یئے آپ اپنے بارے میں بتایئے۔؟"

"اتنے عرصے بیروت میں رہ کر آپ نے جو کچھ معلوم کرلیا ہوگا میری کہانی وہی ہے اس سرزمین سے جس کی محبت ہمارے دلوں میں روشن ہے مجھے بھی عشق ہے ہمارے گھر ہم سے چھن گئے ہیں۔ زمین جو ماں کی آغوش کی مانند ہوتی ہے اور ہمارے تمام راستے اپنی ماں کی آزادی کے لئے جاتے ہیں ہم سب اپنی ماں کی اس آغوش میں جانے کے لئے ہمک رہے ہیں اور ایک نہ ایک دن ہم ان طوفانوں کو چیرتے ہوئے آغوش مادر تک جا پہنچیں گے ہم قربانیاں دے رہے ہیں ہم نے سب کچھ ماں کے لئے قربان کردیا ہے اس تک پہنچنا ہمارا فرض اولین ہے ہم نے اپنے چہروں سے نقابیں اتار دی ہیں اپنے زیور پھینک کر رائفلیں اور اسٹین گنیں سنبھال لی ہیں ایک دن فلسطین آزاد ہوگا اور ہم اپنے سر پھر دوپٹوں سے ڈھک لیں گے بس اتنی ہی کہانی ہے ہماری۔"

میں خاموشی سے فضا کا چہرہ دیکھ رہا تھا میں نے آہستہ سے کہا۔

"اب مجھے اجازت دیں فضا' اس خوشخبری کے ساتھ کہ جو تاثر آپ کے چہرے سے جھلک رہا ہے وہ آپ کو ایک دن آپ کے وطن میں پہنچادے گا۔"

"بیٹھیئے کچھ دیر۔"

"مناسب نہیں ہوگا فضا۔"

"دوبارہ رابطے کی امید رکھوں؟۔"

"ہاں میں خود بھی آپ سے ملاقات کروں گا لیکن بہت محتاط ہوکر آپ کو اندازہ ہے کہ میں نے جس کام کا آغاز کیا ہے اس میں مجھے بے شمار مشکلات کا سامنا ہے ابھی سے مشکوک ہوگیا تو اپنا فرض سرانجام نہیں دے سکوں گا۔"

فضا نے لرزتی آواز میں کہا۔

"آپ نے میرے دل میں ایک خاص مقام چھوڑا ہے۔ آپ کی زندگی کے لئے ہمیشہ دعائیں مانگتی رہوں گی اور اس آرزو کو سینے میں پروان چڑھاتی رہوں گی کہ دوبارہ آپ سے ملاقات ہو"

کچھ دیر کے بعد میں وہاں سے اٹھ گیا۔ فضا سے ملاقات نے دل میں عجیب سے تاثرات پیدا کردیئے تھے ایک گھمبیری کیفیت پیدا ہوگئی تھی۔ واپس پہنچا تو مسٹر روبن انتظار کررہے تھے بہت خوش نظر آئے تھے۔

"ہیلو سر۔" میں نے کہا اور وہ میرے قریب آگئے مجھے غور سے دیکھا اور بولے

"مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ تم نے میرے ہی گھر میں جنم کیوں نہ لیا تم میرے تیسرے بیٹے کیوں نہ ہوئے۔؟"

"میں سمجھا نہیں سر۔" میں نے دل ہی دل میں اس تصور پہ لعنت بھیجتے ہوئے کہا

"چند ہی روز میں تم نے میری عزت میرے احترام میں جس قدر اضافہ کیا ہے اتنا میرے دونوں بیٹوں نے اتنی مدت۔۔۔۔۔۔ میں نہیں کیا' وہ عام قسم کے نوجوان ہیں جب کہ تم تمہارے چرچے بے مثال ہیں۔"

"ضرور کوئی خاص بات ہوئی ہے جناب۔"

"ہاں بہت خاص اور میرے لئے نہایت باعث فخر۔"

"مجھے بتائیں گے؟۔"

"تمہیں اسپیشل سیکشن میں طلب کیا گیا ہے موساد کے سرپرستوں کو تمہارے بارے میں جو رپورٹیں موصول ہوئی ہیں ان کے تحت شاید تمہیں موساد میں کوئی اہم عہدہ دیا جارہا ہے"۔ اتنی بڑی کامیابی کا میں نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔ اب میں اس تخریب کار ادارے کے دل میں بیٹھنے جارہا تھا۔ اس سے مجھے جتنے فائدے پہنچیں گے میں جانتا تھا۔ بہرحال اس کی وجوہات یہ تھیں کہ میں نے بنیاد بہت مضبوط رکھی تھی ان بنیادوں کو پہلے لائش میک کا خون دیا تھا اور اس کے بعد خون ہی خون۔۔۔!۔ میرے ہونٹوں کی زہریلی مسکراہٹ کسی نے محسوس نہ کی تھی ورنہ کانپ جاتا۔

◇

مسٹر روبن فلیچر کو ویسے بھی اسرائیلی حلقوں میں بہت احترام کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ میرے سرپرستوں کی حیثیت سے وہ بھی میرے ساتھ وہاں پہنچے تھے۔ جہاں مجھے طلب کیا گیا تھا' اسرائیلی سیکرٹ سروس کے اس عظیم الشان ادارے کی بیروت برانچ ایک پوری بلڈنگ میں پھیلی ہوئی تھی اس کا درمیانی فلور خاص طور سے آراستہ کیا گیا تھا۔ ایک وسیع و عریض ہال میں بڑے بڑے افسر اعلیٰ موجود تھے۔ میں مسٹر روبن فلیچر کے ساتھ ایک شاندار سوٹ میں ملبوس وہاں پہنچا۔ بہت سی خواتین جو اسرائیلی نژاد تھیں' بہت سے مرد اور یہ سب کے سب اس دہشت گرد ادارے کے کارکن تھے۔ جو دنیا بھر میں اسرائیلی مفادات کے لئے نجانے کیا کیا کارروائیاں کرتا رہتا تھا۔ میں ان سب کو نگاہوں میں بھر لینا چاہتا تھا آرزو تو یہی تھی کہ ان میں سے ایک ایک میرے ہاتھوں موت کے گھاٹ اترے۔ ایسی آرزوئیں دل میں بیدار تو ہوتی ہیں لیکن ان کی تکمیل بہرطور ایک مشکل کام ہے۔

میں اس آرزو کو سینے میں دبائے اندر داخل ہوا' سب ہی نے میرا پرجوش استقبال کیا۔ کئی خواتین نے نہایت بے باکی سے میری پرسنیلٹی پر تبصرہ کیا اور یہ اظہار کیا کہ میں ان کے لئے نہایت دلکشی کا حامل ہوں۔ اور ان میں سے ہر ایک میری طلبگار۔۔۔۔۔

مسٹر روبن فلیچر کی وجہ سے تھوڑی سی احترام کی فضا باقی تھی' ورنہ شاید وہ بھی ختم ہوجاتی' اور میں ان بے باک خواتین میں تقسیم ہوجاتا۔ ویسے بھی یہ ایک پروقار ادارہ تھا اس کے باوجود یہ رنگین تتلیاں اپنی کیفیات کا اظہار کررہی تھیں۔ نجانے کتنے بڑے بڑے رینک کے لوگ یہاں موجود تھے۔ میرے لئے کرنل کے اعزاز کا اعلان کیا گیا اور میری شاندار شخصیت کو سراہتے ہوئے یہ اظہار کیا گیا کہ میں "موساد" کے ان کارکنوں میں نام پیدا کروں گا' جنہیں دنیا کے کسی گوشے میں کام سرانجام دینے کے بعد بھولا نہیں جاسکے گا۔

شرمین نامی ایک خاتون نے' جو بھرے بھرے جسم کی مالک اور اس قدر حسین شخصیت رکھتی تھیں کہ انسان ایک دفعہ انہیں دیکھنے کے بعد شاید زندگی بھر بھی فراموش نہ کرسکے۔ آگے بڑھ کر اپنے آپ کو مجھ سے بہت زیادہ قریب کرتے ہوئے کہا۔

"اور میں نے سنا ہے کہ تمہارے اندر ایک جنون چھپا ہوا ہے' جب تمہیں کسی دشمن کے سامنے کیا جاتا ہے تو تم اس پر کسی زخمی بھیڑیئے کی مانند ٹوٹ پڑنے کے لئے آمادہ ہوجاتے ہو۔ میرا سوال یہ ہے کہ اگر تمہیں کسی دوست کے سامنے پیش کیا جائے تو۔۔۔۔؟"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں نے ہنستے ہوئے کہا "بھیڑیئے کی سرشت میں ٹوٹ پڑنا ہی ہے میڈم اور جب وہ ٹوٹ پڑنے کے موڈ میں ہو تو پھر دشمن اور دوست کی تمیز کھو بیٹھتا ہے۔"

"آہ کاش، تمہیں مجھ پر ٹوٹ پڑنے کا موقع ملے۔"

شاید وہ خاتون کچھ اور بھی کہتیں۔ لیکن میرے اعزاز کی تقریب تیار تھی مجھے کرنل کے بیج لگائے گئے اور اس کے بعد مجھ سے نیچے رینک کے لوگوں نے مجھے سیلوٹ کیا اور میں نے اپنے سے بڑے عہدے کے لوگوں کو، جن کے بارے میں مجھے بتایا گیا تھا۔ مسٹر روبن فلیچر اس طرح پرجوش نظر آرہے تھے جیسے واقعی وہ میری ولدیت حاصل کر گئے ہوں۔ مجھے بہت سے عمدہ خطابات سے نوازا گیا اور اس بات کا اظہار کیا گیا کہ میں اسرائیلی مفادات کے لئے دنیا کے ہر گوشے میں اپنے فرائض سر انجام دوں گا۔ رسم حلف برادری ہوئی اور میں نے بڑے خلوص سے اس بات کا حلف ان کے انداز میں اٹھالیا کہ میں اسرائیلی مفادات کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ دوں گا۔ دل ہی دل میں میں نے یہ حلف اٹھاتے ہوئے کہا تھا کہ ہاں میں اسرائیلیوں کے خون کا ایک ایک قطرہ نچوڑ لوں گا، تقریب بہت شاندار تھی۔ اس کے بعد مجھے دوسری تفصیلات سے آگاہ کیا گیا۔ میرے سرپرست اعلیٰ نے مجھے بتایا کہ اب میرے لئے ایک شاندار رہائشگاہ کا بندوبست کیا جائے گا اور اس کے بعد مجھے وہاں منتقل ہو جانا پڑے گا۔

واپسی پر مسٹر روبن فلیچر شدت جوش سے دیوانے ہو رہے تھے۔ بار بار مجھے چوم رہے تھے۔ انہوں نے کہا۔

"حقیقت یہ ہے کہ میرے دونوں بیٹے بھی کسی سے کم نہیں ہیں، لاس اور ایمش میری توقعات پر تقریباً پورے ہی اترے ہیں۔ لیکن جو عزت مجھے تمہارے ذریعے حاصل ہوئی ہے وہ ان کے ذریعے حاصل نہیں ہو سکی۔ میں جتنا مسرور ہوں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔

گھر پہنچنے کے بعد مسٹر فلیچر نے اس تقریب کا آنکھوں دیکھا حال سب کو سنایا۔ سب ہی خوش ہوئے تھے۔ لیکن مسٹر فلیچر خود آزردہ تھے۔

"اسے اتنا بڑا اعزاز مل گیا ہے کہ میں خوشی سے پاگل ہو رہا ہوں لیکن دکھ کی بات یہ ہے کہ اب اسے ملٹری ایریا میں رہنا ہوگا اور ہم لوگوں کو اس سے دور کر دیا جائے گا۔"

"نہیں ڈیڈی ایسی کوئی بات نہیں ہے، ملٹری ایریا میں رہنے والے بھی اگر آن ڈیوٹی نہ ہوں تو ہر لمحہ اپنے عزیزو اقارب کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ ایمش فلیچر نے کہا۔

"آہ مجھے تو بس اسی بات نے افسردہ کر رکھا تھا، لیکن پھر بھی ڈیڈی مسٹر لائش میک کو اپنے معاملات سنبھالنے کے لئے وہاں وہاں رہنا ہوگا۔

دوسرے دن مجھے ملٹری ایریا میں طلب کر لیا گیا یہاں کچھ نئے ساتھیوں سے ملاقات ہوئی۔ میرے لئے نہایت برق رفتاری سے ایک رہائش گاہ کا بندوبست کر دیا گیا تھا۔ چھوٹا سا خوبصورت سا بنگلہ، کنٹونمنٹ ایریا میں تھا۔ سیکورٹی کے لئے دو گارڈ اندر بنگلے کی دیکھ بھال کے لئے تین افراد کرنل لائش میک کو پوری پوری حیثیت دی گئی تھی۔ اور میں اب اسرائیلی سیکورٹی فورسز کا ایک اہم ترین رکن بن گیا تھا۔ اور اتنے مختصر ترین وقت میں یہ کامیابی حاصل کرنے کا تصور خود مجھے بھی نہیں تھا۔ لیکن اپنی تقدیر پر مجھے ہمیشہ ناز رہا تھا جس جانب بھی قدم بڑھا دئے وہاں کامیابی حاصل ہو جاتی تھی لیکن زندگی کے وہ مسائل جن کا تعلق درحقیقت زندگی ہی سے ہے اگر کسی کے ساتھ قائم نہ ہوں تو پھر وہ انسانی فطرت سے دور ہٹ جاتا ہے۔ ماضی میں جو کچھ ہوا تھا اس کا ایک دور اصل میں میری توقع سے بالکل مختلف ہو گیا تھا۔ فریدہ سے شادی کا معاملہ ایک خالص جذباتی نوعیت رکھتا تھا۔ ورنہ رنگوں میں رنگا ہوا میرا وجود بھلا شادی جیسی کسی چیز کا متحمل ہو سکتا تھا۔ اور اس کے بعد فریدہ نے خود میرے دل میں اپنے لئے ایک مقام بنایا تھا۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ مجھے شدید پچھتاوے کا احساس ہوتا۔ اور میں اس افسوس میں ڈوب جاتا کہ یہ کیا جذباتی حماقت ہو گئی۔ فریدہ نے میرے مزاج کو بدل دیا تھا اور اس بدلے ہوئے مزاج سے مجھے کسی کمی کا احساس نہیں ہوا تھا۔

وقت گزرتا رہا۔ میری اس نئی رہائش گاہ میں مسٹر روبن فلیچر اور ان کے اہل خاندان کو ہر وقت آنے جانے کی اجازت تھی۔ سب ہی آتے تھے

روبن فلیچر نے دو دن میرے ساتھ قیام بھی کیا تھا۔ اور جب ان کا قیام تھا تو کسی اور کو میرے ساتھ قیام کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ لیکن جب مسٹر روبن فلیچر چلے گئے تو کچھ تبدیلیاں رونما ہوئیں اور محترمہ سوینا فلیچر میرے پاس آگئیں۔ تنہا آئی تھیں چہرے پر جذبات کے سائے لرز رہے تھے۔ ویسے ابھی تک میں نے ان دونوں کو بخش رکھا تھا لیکن یہ سب ہی میری ہٹ لسٹ پر تھے۔ بھلا کسی یہودی خاندان کو چھوڑ دینا میرے

لئے کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ جہاں تک ان احسانات کا تعلق تھا جو ان لوگوں نے مجھ پر کئے تھے، تو میں ان احسانات کو احسانات ہی نہیں مانتا تھا۔ ان لوگوں نے جو کچھ کیا تھا وہ ان کا کام تھا اور مجھے جو کچھ کرنا ہے وہ میری اپنی پسند کے مطابق ہوگا۔

مس سوفیا کو میں نے بڑی خوش اخلاقی سے خوش آمدید کہا، آج انداز کچھ بدلا ہوا سا تھا کہنے لگیں۔

"کتنا خوبصورت مکان ہے تمہارا...... لیکن اس مکان میں تمہیں تنہائی کا احساس نہیں ہوتا؟"

"مس سوینا ملازمین ہیں یہاں، میرے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی مجھے اپنی فوجی فنکشن کے لئے مصروف بھی رہنا پڑتا ہے۔ یہاں کلب بھی ہے اور میرے بہت سے شناسا وہاں موجود ہیں۔

"گویا تم نے اپنے لئے زندگی پالی"؟

"نہیں۔ میں اپنی زندگی کو بدستور تشنگی کا شکار پاتا ہوں"

"کیا یہ تشنگی میں دور کر سکتی ہوں۔ سوینا نے چھوٹا راستہ اختیار کیا، کسی طویل راستے سے سفر کرنا ایک طرح سے بے معنی ہی تھا۔ یا پھر ہو سکتا ہے اس سلسلے میں انہوں نے جلد بازی سے کام لیا ہو۔

"میں سمجھا نہیں"۔

"میں اس سے زیادہ واضح الفاظ میں سمجھا بھی نہیں سکتی۔ میں تمہاری زندگی کی ساتھی بننا چاہتی ہوں کیا تم یہ پسند کرو گے؟"۔

"آپ کو میرے بارے میں معلومات حاصل ہیں مس سوفیا آپ یہ بات جانتی ہیں کہ میں اپنا خاندان کھو چکا ہوں اس کے بعد ایک نیا خاندان آباد کرنے کے لئے ذہنی طور پر آمادہ ہونا ایک انتہائی مشکل کام ہے میرے لئے"۔

"میں تمہارے دل سے ماضی کے وہ تمام داغ دھو دوں گی لائش میک، جنہوں نے تمہیں زخمی کر رکھا ہے۔ میں اپنی محبت سے تمہارے ایک ایک درد کو تمہارے وجود سے نکال پھینکوں گی، مجھے اپنی خدمت کرنے کا موقع تو دو

"مسٹر روبن فیلچر نے مجھے جو اعتماد بخشا ہے مس سوفیا اس کے تحت میں آپ سے یہ کیسے کہہ سکتا ہوں"۔

"تم اس کی بالکل فکر مت کرو، ان میں سے کسی کو بھی دکھ نہیں ہوگا۔ تم تو مجھے قانون قدرت کے مطابق زندگی بھر کا ساتھی بنا رہے ہو بھلا اس میں کس کو کیا تردد ہو سکتا ہے۔؟"

"مجھے سوچنے کا موقع دو"۔

"ہاں مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔ لیکن میں اپنی اندرونی خواہش تم سے بیان کر چکی ہوں۔

مس سوفیا نے مجھے بتایا کہ وہ اس رات یہیں قیام کریں گی اپنی اندرونی خواہشوں کی تکمیل کے لئے انہوں نے اپنے وجود کو کسی پردے میں پوشیدہ نہ رکھا اور اپنے آپ کو مجھ سے پوری طرح روشناس کرا دیا۔ بہت عرصہ ہو چکا تھا کسی حسین وجود کی قربت حاصل کئے ہوئے۔ مس سوینا کو اپنے گھر سے اجازت مل گئی تھی اور پھر وہ میری پوری زندگی کی مالک بننا چاہتی تھیں۔ چنانچہ کم از کم ان کے الفاظ ان پر قرض ہو گئے تھے اور میں قرض خواہ تھا چنانچہ ان سے اپنے قرض کی پہلی قسط وصول کر لینا میرے لئے کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ یہ بھی نہ سہی پھر بھی وہ یہودی خاتون تھیں اور اس نسل کے لئے مجھے ہر چیز حلال تھی۔

چنانچہ دوسری صبح مس سوفیا کی والہیت کچھ اور بڑھ گئی کہنے لگیں۔

"دیکھو میں نے تمہیں سوچنے سے منع نہیں کیا۔ لیکن یہ سمجھ لینا کہ اگر تم مجھے حاصل نہ ہوئے تو زندگی ختم کر لوں گی اپنی......"

پھر وہ چلی گئیں، پتا نہیں مسٹر روبن فلیچر نے انہیں اس طرح کھلی آزادی کیوں دے دی تھی۔ ایمش اور لاس تو بے وقوف نہیں تھے۔ کم از کم انہیں ہی یہ سوچنا چاہئے تھا کہ ان کی بہن ایک اجنبی گھر میں وقت کیوں گزارے۔ لیکن جناب بات یہیں تک ختم نہیں ہوئی۔ پتا نہیں کیا معاملات تھے دو تین دن کے بعد مس ورشا نے میرے گھر کا رخ کیا اور بڑی ناراضگی کا اظہار کرتی ہوئی کہنے لگیں "مصروفیت تو سب ہی کو ہوتی ہے۔ فوجی زندگی میں اب ایسا بھی نہیں ہے کہ کسی کو اپنوں میں جانے کا موقع ہی نہ ملے تم شاید ہمارے پاس سے واپس آنے کے بعد یہاں ضرورت سے زیادہ مطمئن ہو......؟"

"نہیں مس ورشا آپ کو شاید علم نہیں ہے کہ مسٹر روبن فلیچر نے بڑے چیلنج کے ساتھ مجھے یہاں بھیجا ہے اور اپنی خواہشات کا اظہار کیا ہے میں ان کی ہر آرزو کو اسی معیار کے ساتھ پورا کرنا چاہتا ہوں جس کا وہ تصور

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کئے بیٹھے ہیں۔"

"کسی اور کی آرزو سے تمہیں کوئی دلچسپی نہیں ہے؟"

مس ورشا نے اپنی بین بجانا شروع کردی۔

"کیوں نہیں' میرا اپنا تو کوئی ہے نہیں مس ورشا آپ ہی لوگ ہیں جنہوں نے مجھے میرے اپنوں کی حیثیت سے سہارا دیا ہے چنانچہ اگر اس گھرانے میں کسی فرد کے دل میں میرے لئے کوئی آرزو جنم لیتی ہے تو وہ یقیناً" میرے لئے اہمیت کی حامل ہے۔"

"تو پھر میری آنکھوں میں دیکھو۔ دیکھو اور بتاؤ' ان میں تمہارے لئے کیا تحریر ہے"۔

"افسوس میں سادہ مزاج انسان ہوں صرف زبان سے کہی ہوئی بات سمجھتا ہوں۔ باقی کسی قسم کی تحریر پڑھنے میں مجھے مہارت حاصل نہیں ہے۔"

"سومنا تمہارے پاس آئی تھی؟۔"

"ہاں......۔"

"ایک رات رہی بھی تھی؟۔"

"ہاں......۔"

"کیا اس نے تم سے اظہار محبت کیا؟۔"

"ہاں......۔"

"تم نے کیا جواب دیا؟۔"

"میں فیصلہ نہیں کرپایا تھا۔"

"کیوں......؟۔"

"اس کا کوئی جواب نہیں ہے میرے پاس۔"

"میرے ذہن میں کچھ اور ہے۔"

"کیا......؟۔"

"ہم دونوں بہنوں کے درمیان ایک معاہدہ ہے ہم نے اصولی طور پر یہ طے کیا ہے کہ ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کا راستہ نہیں روکے گا اگر مسٹر لائش میک سومنا کو پسند کرتے ہیں تو ورشا راستے سے ہٹ جائے گی اور اگر ان کی نگاہ التفات ورشا کی جانب ہے تو سومنا اس بات پر بالکل دکھ کا اظہار نہیں کرے گی۔ مسٹر لائش میک ہم دونوں بہنیں آپ کو چاہتی ہیں۔ لیکن سمجھوتے کے تحت آپ اپنی پسند کا اظہار کرکے ہم میں سے کسی کو اپنا سکتے ہیں سومنا کے اور میرے درمیان یہ ٹاس ہوا تھا کہ پہلے کون اس کی کوشش کرے گا۔ سومنا یہ ٹاس جیت گئی اور میں نے خلوص دل سے اس سے وعدہ کیا کہ اگر مسٹر لائش میک نے اس کا ہاتھ تھامنے کا وعدہ کرلیا تو میں کبھی یہ ظاہر بھی نہیں ہونے دوں گی کہ میرے دل میں بھی ان کے لئے کوئی ایسا ہی مقام تھا' لیکن اگر انہوں نے اس چیز کو قبول نہ کیا تو پھر مجھے اس بات کا پورا پورا حق ہے کہ میں اس سلسلے میں کوشش کروں اور مسٹر لائش میک آپ نے اسے دو ٹوک جواب نہیں دیا۔ اس نے پورے خلوص کے ساتھ سچائیوں سے ہر بات مجھے بتادی۔ اور کہا کہ ہوسکتا ہے مسٹر لائش میک کے دل میں سومنا کی بجائے ورشا کا تصور ہو۔ اس بنیاد پر میں یہاں آگئی ہوں' آہ کاش آپ مجھے اپنے دل کی صحیح بات سے آشنا کردیں۔ آپ نے حتمی فیصلہ کرنے کی بجائے سوچنے کی بات کی ہے تاکہ آپ میرے لئے بھی کچھ سوچ سکتے ہیں۔"

دل ہی دل میں میں نے سوچا کہ میڈم فوجی زندگی میں' میں ابھی کھل نہیں کھیلا ہوں۔ اپنے دوستوں کے ساتھ ریزرو ہوں اور اس طرح زندگی گزار رہا ہوں جو مجھ جیسے لوگوں کے لئے ممکن نہیں ہے آپ تشریف لائی ہیں تو آپ کا شکریہ۔ آپ بھی ویٹنگ لسٹ میں آجائیے۔ ویسے کلب میں بھی چند خواتین نے مجھ سے بہت زیادہ التفات کا اظہار کیا تھا لیکن میں احمق بنا رہا تھا۔ مجھے ان سب سے دلچسپی تھی' لیکن رفتہ رفتہ جلد بازی میں کھائی گئی چیز ہمیشہ منہ جلادیتی ہے۔ میں اپنا منہ نہیں جلانا چاہتا تھا۔

مس ورشا نے میری اتنی خدمت کی گھر کی دیکھ بھال میں کمال کیا۔ بہت سی جگہ انہوں نے اپنی ترمیمات کیں اور میں نے انہیں قبول کیا۔ رات کے قیام کا فیصلہ کرکے آئی تھیں۔ مجھے تو یوں لگ رہا تھا۔ جیسے مسٹر روبن فلیچر بھی مجھے مستقل طور پر اپنی غلامی میں لے لینا چاہتے ہوں۔ اور دونوں لڑکیوں کو شکار کا لائسنس مل گیا ہو اور وہ اپنے اپنے طور پر نشانہ بازی کررہی ہوں۔ ویسے میرے نشانے تو پہلے بھی کبھی خطا نہیں جاتے تھے اور مجھے ان پر پورا پورا اعتماد تھا جب میں نے مس ورشا سے اظہار کیا کہ اپنی محبت کرنے والی بیوی سے الگ ہونے کے بعد میری راتیں کس قیامت کی طرح گزر رہی ہیں تو مس ورشا نے ان تمام راتوں کی تنہائی بیک وقت دور کرنے کا فیصلہ کرلیا اور مجھے ساری رات دلاسے دیتی رہیں۔ بہرحال میرے آنسو رک گئے تھے اور مس ورشا خوش تھیں انہوں نے بھی مجھ سے وہی تمام سوالات کئے کہ کیا میں انہیں اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کے لئے کوئی دو ٹوک فیصلہ کرسکتا ہوں۔ میں نے نہایت محبت سے کہا۔

"مس ورشا حقیقت یہ ہے کہ آپ نے میرے دل پر قبضہ جمالیا ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ میری زبان سے آپ کی پسندیدگی کے لئے وہ الفاظ کیسے نکلیں گے جو میں ادا کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن یہ ایک سچ ہے کہ آپ سے جدائی کا تصور بھی میرے لئے روح فرسا ہوگا۔ البتہ مجھے اس کا موقع دیں کہ میں وہ مقام حاصل کرلوں' جو مسٹر روبن فلیچر نے میرے لئے متعین کیا ہے۔

مس ورشا نے پورے خلوص کے ساتھ اس کا موقع دے دیا تھا۔ اب مجھے خطرہ تھا کہ کہیں مسٹر ایمش اور مسٹر لاس فلیچر بھی میرے پاس ایک ایک دن قیام کے لئے نہ پہنچ جائیں۔ چنانچہ مس ورشا کے جانے کے بعد اس رات میں آدھی رات تک کلب میں مصروف رہا تھا اور کلب کے کچھ دوستوں کے ساتھ جوا کھیلتا رہا تھا اب اس بات کو میں کیا کرتا کہ میں ان لوگوں کی کافی بڑی بڑی رقمیں جیت گیا تھا اور وہ لوگ اس بات سے کافی متاثر نظر آرہے تھے۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ مس شیئرمین نے خاص طور سے اس رات مجھ سے ملاقات کرکے میری توجہ اپنی جانب مبذول کی تھی۔

"میں دوسرے سیکشن میں کھیل رہی تھی سنا ہے کہ یہاں تم نے دھوم مچادی ہے۔"

"دوستوں کی رقم جیت کر کبھی کوئی خوشی نہیں ہوتی۔ یہ سارے اسٹیکرز اس جگہ ڈھیر ہیں جس نے جو کچھ ہارا ہے وہ واپس لے لے' مجھے صرف دشمنوں کو ہرا کر خوشی ہوتی ہے۔"

ان لوگوں نے وہ سب کچھ لینے سے انکار کردیا لیکن میں نے نہایت محبت کے ساتھ اپنی جیتی ہوئی رقمیں اپنے دوستوں کو واپس کردیں۔ اس بات سے میرا مقام کچھ اور بڑھ گیا۔

مس شیئرمین نے اپنی گہری حسین آنکھوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"حقیقت یہ ہے کہ تم چند ہی دنوں میں ہم لوگوں کے درمیان سپرمین بن گئے ہو جسے دیکھو تمہارے بارے میں گفتگو کرتا نظر آتا ہے۔ اور میں تمہیں ایک بات بتاؤں میں نے بچپن سے لے کر آج تک ہمیشہ ہر اس چیز کو پسند کیا ہے جو عام نہ ہو' جو دوسروں کے لئے موضوع بنی رہے۔ میرے بارے میں معلوم کرلینا کبھی اور کسی وقت کہ کیسے کیسے لوگوں نے میرے قربت کی خواہش کا اظہار کیا ہے لیکن ان میں سے کوئی بھی میرا التفات نہیں پاسکا اور تم تم مستقل مجھے اپنی جانب راغب کررہے ہو' ٹھیک ہے ٹھیک ہے میرا خیال رکھنا میں پھر تم سے ملوں گی۔"

میں نے دل ہی دل میں کہا کہ میڈم حقیقت یہ ہے کہ سپرمین تو میں ابھی آپ کو بن کر دکھاؤں گا ابھی تو آپ لوگوں کے درمیان میرے اور بھی بہت سے چرچے ہوں گے۔

بہرحال یہاں کے معمولات جاری رہے اور پھر میرے سلسلے میں جو پہلی کارروائی ہوئی اس کی نمائندگی بھی مس شیئرمین نے ہی کی تھی۔ مس شیئرمین بہ نفس نفیس میرے بنگلے پر تشریف لائیں' کلب میں اس رات کی ملاقات کے بعد آج ان سے دوسری بار ملاقات ہوئی تھی۔ میرے بنگلے کو بڑی دلچسپ نگاہوں سے دیکھا اور کہنے لگیں۔

"اس سے تمہاری نفاست کا اظہار ہوتا ہے' حقیقتاً" جو لوگ عام لوگوں سے مختلف ہوتے ہیں ان کا طرز زندگی بھی مختلف ہی نظر آتا ہے۔ تمہارا چھوٹا سا خوبصورت بنگلہ اپنی آرائشی چیزوں کے ساتھ مجھے بہت پسند آیا' میں اس کے لئے اپنی پسند کا اظہار کرتی ہوں۔"

میں نے مس شیئرمین کا شکریہ ادا کیا' انہوں نے کہا' "اور اب کرنل لائش میک' تمہارے سپرد کچھ اہم ذمے داریاں کی جاتی ہیں اور میں تمہیں اپنے ساتھ لے چلنے کے لئے آئی ہوں۔"

"میں خود بھی یہاں تعطل کی زندگی گزار کر خوش نہیں تھا میڈم شیئرمین میں حاضر ہوں۔"

"تو پھر کیا خیال ہے' وہ جو کہتے ہیں ناں کہ وقت کبھی واپس نہیں آتا' ہم لوگوں کو چلنا چاہئے۔"

میں فوراً" ہی تیار ہوگیا اور اس کے بعد میڈم شیئرمین مجھے اپنی گاڑی میں لے کر چل پڑیں۔ وہ خود بھی یقینی طور پر اسرائیلی سیکرٹ سروس کی ایک اہم رکن تھیں۔ ان کے عہدے کا ابھی تک کوئی اظہار نہیں ہوسکا تھا۔ لیکن اندازہ یہ ہوتا تھا کہ خاصا بہتر عہدہ ہے ان کا بھی۔

ہم لوگ جس عمارت میں پہنچے وہ خالص فوجی نوعیت کی تھی اور وہاں ہمارا استقبال بھی چند فوجی افسروں نے کیا اور اس کے بعد ہمیں ایک بڑے سے ہال میں پہنچادیا گیا۔ جہاں صرف تین افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ میڈم شیئرمین

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے ان کا تعارف کرایا ان میں سے دو کرنل کے رینک کے تھے اور ایک لیفٹیننٹ کرنل تھا اس کا نام جوئن بیکنر تھا۔ جوئن بیکنر اوپر سے چوڑا نیچے سے پتلا آدمی تھا۔ چہرے سے نہایت شاطر معلوم ہوتا تھا۔ اس کی بھوری آنکھوں کی پتلیاں، بلی کی آنکھوں کی طرح سیدھی کھڑی ہوئی تھیں اور سر کے بال عجیب انداز میں تراشے ہوئے تھے۔ چہرے کی نسبت گردن بہت چوڑی تھی۔ بہرحال ایک عجیب و غریب شخصیت تھی۔ وہ انتہائی سفید دانتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس نے مجھ سے ہاتھ ملایا اور بولا۔

"ایسے لوگ جن کی کہانیاں منظر عام پر ہوتی ہیں۔ میرے لئے بڑی دلچسپی کا باعث ہوتے ہیں۔ مسٹر لائش میک آپ نے سویلین زندگی سے فوجی زندگی کی جانب جو چھلانگ لگائی ہے اس کے بڑے چرچے ہیں میں آپ کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اب اس وقت ہم پانچ افراد ہیں جو ایک اہم مشن پر کام کرنے کے لئے اکٹھا ہوئے ہیں۔ میں گفتگو میں بہت زیادہ طوالت اختیار کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ چنانچہ آپ کو مختصر طور پر انتہائی اعتماد کے ساتھ تفصیلات بتا رہا ہوں۔ اسرائیل کے قیام میں حکومت امریکہ نے جس طرح ہماری مدد کی ہے ہم اسے فراموش نہیں کر سکتے۔ عربوں کا یہ عظیم الشان جم غفیر ہم لوگوں کو پیس کر رکھ دیتا، اگر ہماری پشت پر یورپ اور امریکہ کی طاقتیں نہ ہوتیں، ہماری بقاء کے لئے حکومت امریکہ نے ابتدائی طور پر جو کارروائیاں کی ہیں ہم اس کے شکر گزار ہیں لیکن ایک بات آپ بھی جانتے ہوں گے مسٹر لائش میک کہ حکومت امریکہ بلاوجہ ہماری پشت پر نہیں رہتی ہے۔ اس کی معیشت کو استحکام دینے کے لئے اسرائیلیوں نے جو خدمات سرانجام دی ہیں، ان سے حکومت امریکہ انکار نہیں کر سکتی۔ ہم نے امریکی معیشت کو اسی فیصد سنبھالا ہوا ہے اور اپنی تمام تر سرمایہ کاری وہیں کی ہوئی ہے یورپ کو بھی ہم نے اپنی صلاحیتوں سے نوازا ہے اور ہماری دولت اس کے خزانے کو استحکام بخشے ہوئے ہے چنانچہ وہ لوگ ہم سے منحرف نہیں ہو سکتے۔ لیکن صدارتیں بدلتی رہتی ہیں، نئے الیکشن ہوتے ہیں نئے لوگ حکومت میں شامل ہوتے ہیں، جو پرانے تھے وہ صورت حال سے واقف تھے۔ جو نئے ہیں وہ اپنی پالیسیاں بناتے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ بالآخر آہستہ آہستہ وہ عقل پکڑ لیتے ہیں اور ہم سے تعاون ہی میں بہتری سمجھتے ہیں۔ لیکن ابتدائی طور پر ہمیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بعض معاملات میں انہوں نے اپنی پالیسیاں بنا کر چھوڑ دی ہیں جو ہمارے لئے مشکلات کا سبب بنتی رہتی ہیں۔ مسٹر لائش میک اس لحاظ سے ہمیں بعض اوقات خاصی تشویش کا شکار ہو جانا پڑتا ہے۔ مثلاً" یہ کہ اب ہم نے اپنے پاؤں مضبوطی سے جما کر اپنے وطن کی تشکیل کے لئے بہت سے منصوبے بنائے ہیں اور ان پر عمل کرنا چاہتے ہیں، لیکن حکومت امریکہ نے ہمارے سلسلے میں بھی کچھ سخت پالیسیاں اختیار کی ہیں اور ہمیں ترقی کی ان راہوں پر گامزن نہیں دیکھنا چاہتی جن کے لئے ہم کوشاں ہیں، بہت سے ایسے معاملات ہیں جن میں ہمارے لئے رکاوٹیں پیدا کی جاتی رہی ہیں۔ ہم نے ان رکاوٹوں کو ایک حد تک قبول کیا ہے۔ لیکن اس سے زیادہ ہمارے لئے ممکن نہیں ہے۔ ہمیں اپنے طور پر بھی بہت سے کام آزادانہ انداز میں کرنے ہیں لیکن اس کے لئے ہمیں مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ خیر بات میں یہیں مختصر کرتا ہوں۔ ایک شخص ہے جن کا نام ایلس واکر ہے امریکی سائنسدانوں میں بہت نمایاں نام ہے یہ، یہ ایک ایسے پروجیکٹ پر کام کر رہا ہے جس کی تفصیلات ہمارے پاس موجود نہیں ہیں یا یوں سمجھو کہ ان تفصیلات سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے لیکن یہ امریکی سائنس دان ہمارے لئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے اگر ہم اسے حاصل کر لیں تو ہمارا ایک ایسا پروجیکٹ جو کسی ماہر کے نہ ہونے کی وجہ سے کھٹائی میں پڑا ہوا ہے کام شروع کر دے گا اور مستقبل میں اس پروجیکٹ پر ہونے والا کام ہمارے لئے بڑی اہمیت کا حامل ہے اس کام کی تکمیل کے لئے ہمیں ایلس واکر کی ضرورت ہے۔ اسرائیلی سیکرٹ سروس ایلس واکر کے سلسلے میں متعدد منصوبے بنا چکی ہے۔ لیکن چونکہ وہ خود بڑی حیثیت ہے اور حکومت امریکہ کے متعدد ادارے اس کے تحفظ کے لئے کام کرتے ہیں، عموماً" اسے بیرونی دنیا میں نہیں جانے دیا جاتا۔ لیکن اگر وہ کہیں جاتا ہے تو پھر یہ ادارے اس کے تحفظ کا معقول بندوبست کرتے ہیں۔ اس بار وہ سائنسدانوں کی ایک اہم کانفرنس میں شریک ہو رہا ہے ہمیں اس کانفرنس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے لیکن ہمارا منصوبہ ہے کہ ایلس واکر کو وہاں سے اغواء کر لیا جائے اور یہ ذمے داری گروپ تین' اے کے سپرد

کی گئی ہے میں گروپ، تین اے کا انچارج ہوں، یعنی جوئن بیکنر، میں نے جن چند افراد کا اس مہم کے لئے انتخاب کیا ہے ان میں آپ سرفہرست ہیں مسٹر لائش میک، چونکہ آپ کے بارے میں حاصل شدہ رپورٹیں یہ بتاتی ہیں کہ آپ میرے مزاج سے ہم آہنگ ہیں میں بھی صرف ایک چیز کا قائل ہوں، مقصد کی تکمیل کے لئے راستے میں اگر پہاڑ بھی آ جائیں تو انہیں اڑا دیا جائے اور اپنا راستہ صاف کر لیا جائے اس وقت یہ نہیں سوچنا چاہیئے کہ کون سامنے ہے کام ہر قیمت پر ہونا چاہیئے۔ مسٹر لائش میک اعلیٰ حکام کی اجازت سے میں نے اس مہم میں آپ کو اپنے اسسٹنٹ کے طور پر منتخب کیا ہے۔ زیادہ افراد اس مہم میں شریک نہیں ہوں گے۔ میڈم شیٹرمین آپ اور میں اس کے علاوہ چند افراد کا انتخاب کر لیا جائے گا۔ ہم لوگ اس مہم کو مکمل طور پر سرانجام دیں گے۔ بے شک ہمارے پاس ایک مکمل منصوبہ ہو گا اور ہم اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے لیکن درمیان میں جو بھی تبدیلی رونما ہو جائے اسے ذہن میں رکھنا ہو گا یہ ہماری آپس کی بات ہے۔"

"میں اسرائیل کے مفادات کے لئے ہر عمل سے گزرنے کو تیار ہوں مسٹر جوئن بیکنر اور خلوص دل سے آپ کو اپنی خدمات پیش کرتا ہوں۔"

"بہت شکریہ، میں اپنے ساتھیوں سے ہمیشہ بہتر سلوک کرنے کا عادی ہوں اور ان کی ہر رائے کو قبول کرتا ہوں کیونکہ میرے اپنے خیال میں ہر شخص جو ایسی کسی مہم میں شرکت کرتا ہے اپنا ایک معیار رکھتا ہے، اس کی رائے ایک ہوتی ہے اور وہ رائے نظر انداز نہیں کرنی چاہیئے، یہ میرا اصول ہے۔"

"میں آپ سے مکمل تعاون کروں گا جناب اور آپ مجھے اس سلسلے میں مستعد پائیں گے۔"

"ان الفاظ کا مزید شکریہ تو میں آپ سے منظوری لینے کے بعد آپ کو اپنے اسسٹنٹ کی حیثیت سے اپائنٹ کئے لیتا ہوں۔"

میں نے گردن خم کر دی تو اس نے کہا۔

"یہ میٹنگ اپرووولٹا میں ہو رہی ہے" آپ کو اپرووولٹا کی جغرافیائی کیفیت معلوم ہو گی، مغربی افریقہ میں اپرووولٹا ایک بغیر سمندر کا ملک ہے اس کے شمال میں مالی اور مغرب میں نائجیریا، مشرق میں اور چین، ٹوگو، گھانا اور آئیوری کوسٹ اس کے جنوب میں واقع ہے۔ دریائے وولٹا کے ذریعے اسے سمندر سے ملایا جاتا ہے۔ یہ اس کی تفصیلات ہیں۔ ہمیں اس کے دارالحکومت اوگاڈاؤ میں کام کرنا ہے اور اس کے لئے باقی منصوبہ بندی ہمیں بعد میں کرنا ہو گی۔"

"میں خوشدلی سے اس مہم کے لئے تیار ہوں۔"

"بہت بہت شکریہ۔ تو پھر آپ ذہنی طور پر اپنے آپ کو اس کے لئے مزید تیار کر لیجئے میڈم شیٹرمین آپ کی ماتحت ہوں گی۔ میڈم آپ کو اعتراض تو نہیں ہے؟"

"ہمارے ہاں اعتراض نام کا کوئی لفظ نہیں ہوتا۔"

"وری گڈ" یہی ہماری کامیابیوں کی روشن دلیل ہے۔" جوئن بیکنر نے کہا اور اس مختصر گفتگو کے بعد یہ میٹنگ برخاست ہو گئی۔ میڈم شیٹرمین بھی مجھے ساتھ لے کر واپس میری رہائش گاہ تک پہنچی تھیں کہنے لگیں۔

"اور اب اس کے بعد آپ میری خاطر مدارت کریں گے مسٹر لائش میک۔" میں ہنسنے لگا میں نے کہا۔

"لیکن میڈم شیٹرمین مزید بہتر تعلقات کے لئے یہ ضروری ہے کہ آپ اپنائیت کا ثبوت دیں اور اپنی خاطر مدارت کے لئے خود ہی انتخاب کریں۔"

"واہ کبھی کبھی گھریلو زندگی میں بھی لطف آتا ہے۔" میڈم شیٹرمین نے کہا اور اس کے بعد انہوں نے ملازموں کی مدد سے کچن سنبھال لیا۔ میں ایک آرام کرسی میں دراز ہو کر جوئن بیکنر کے منصوبے پر غور کرنے لگا۔ منصوبہ یہ تھا کہ ایلس واکر نامی ایک سائنس دان کو جو امریکی نژاد ہے اپرووولٹا کی اس میٹنگ سے اغواء کرنا تھا اور امریکہ سیکورٹی کو شکست دینا تھی۔ بہرحال یہ سارا کام اپنی جگہ اس کی تکمیل سے مجھے کوئی اختلاف نہیں تھا۔ لیکن اسرائیلی مفادات کو اس سائنس داں سے فائدہ نہیں حاصل ہونا چاہیئے۔ ایلس واکر کا اغواء میری شاندار کارکردگی کی دلیل ہو گا۔ لیکن اس کے بعد کیا ہو گا اس پر ذرا غور کرنا تھا میڈم شیٹرمین کو غالباً" گھریلو کام زیادہ ہی پسند آ گئے۔ انہوں نے مجھے سوچنے کے لئے بہت وقت دے دیا تھا اور کچن سے باہر نہیں آئی تھیں۔ میں نے اس وقت سے پورا پورا فائدہ اٹھایا میرے ذہن کی چرخیاں برق رفتاری سے کام کر رہی تھیں اور آنکھوں کے سامنے نیلی دھند پھیلی ہوئی تھی۔ یہ نیلی دھند میری ذہنی قوتوں کو بے پناہ کر دیتی تھیں اور اب تو صرف ایک ہی مقصد اپنایا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ چنانچہ میرا بہتر انداز میں سوچنا میرے اس مقصد کی تکمیل کے لئے سب سے زیادہ اہمیت کا حامل تھا میں نے منصوبہ بنایا کہ ایلس واکر کو اغواء ہونا چاہئے۔ ہمارے اس مشن کو کامیاب ہونا چاہیئے کیونکہ مدمقابل فلسطینی نہیں ہوں گے بلکہ امریکن سی' آئی' اے سے واسطہ پڑے گا چنانچہ کام کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی۔ البتہ اس کام کی تکمیل کے بعد جب ایلس واکر تل ابیب پہنچے گا تو تل ابیب سے اس کو نکال دینا ضروری ہوگا اور اس کے لئے ابتداء ہی سے کسی کو دانہ ڈالا جائے گا۔ اس سے دوہرا فائدہ حاصل ہوگا مجھے۔ مثلاً" یہ کہ میں اپنے کام کی تکمیل کر ہی لوں گا اور میرا اعزاز برقرار رہے گا۔ لیکن اس کے بعد جب امریکی سائنسدان ایلس واکر سے نکل کر واپس امریکہ جائے گا تو حکومت امریکہ کو اس بات کی پوری پوری اطلاع ہوجائے گی کہ ایلس واکر کو اغواء کر کے حکومت امریکہ کے اعتماد کو ٹھیس پہنچانے کی مذموم کوشش کی گئی ہے اور اس سے ہوسکتا ہے اسرائیل کے لئے امریکی خارجہ پالیسی میں کوئی نمایاں فرق پیدا ہوجائے یا کم از کم اسرائیل کا ایک جرم امریکی حکومت کے پاس درج ہوجائے۔ یہ منصوبہ نہایت مؤثر تھا۔ مجھے اسی طرح کے ڈبل کام کرنے پڑ رہے تھے۔ ہاں اگر کہیں فلسطینی اور اسلامی مفاد مجروح ہو تو پھر میں بے دھڑک سینہ تان کر منظر عام پر آسکتا تھا۔ ایسے کام میری زندگی میں نئے نہیں تھے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ذرا نئے انداز میں کئے گئے تھے۔ لیکن اب یہ کام میں ایک بالکل نئے انداز میں کر رہا تھا۔

میڈم شیئرمین جب واپس آئیں تو میرا منصوبہ میرے ذہن میں تکمیل پاچکا تھا۔ اور اس کے بعد اگر میرے اندر خوشگوار کیفیات نمودار نہ ہوجاتیں تو پھر لطف ہی کیا تھا۔ میڈم شیئرمین نے میرے شاندار کچن سے بہت فائدہ اٹھایا تھا غالباً" بھوکی تھیں چنانچہ مجھے ساتھ لے کر ڈائننگ ٹیبل پر پہنچ گئیں۔ میں نے مسرور لہجے میں کہا۔

"درحقیقت میڈم بہت عرصے قبل میں اسی زندگی کا عادی تھا لیکن تقدیر نے مجھ سے وہ زندگی چھین لی آج بہت عرصے کے بعد زندگی کا وہی رنگ دوبارہ دیکھ رہا ہوں۔" شیئرمین نے میرے لئے کرسی گھسیٹی اور پھر خود اپنی کرسی پر بیٹھتی ہوئی بولی۔

"میں تو صرف ایک بات جانتی ہوں' مسٹر لائش مَیک' زندگی ہماری تابع نہیں ہوتی بلکہ ہم زندگی کے تابع ہوتے ہیں اور زندگی واقعات وحادثات کا نام ہے لیکن انسان کے اندر یہ قوتیں ضرور پیدا ہوجانی چاہئیں۔ کہ وہ ہر قسم کے واقعے اور حادثے سے اتنا متاثر نہ ہو کہ اس کی صلاحیتیں کند ہوجائیں' وقت گزرنے کی چیز ہے گزر جاتا ہے اور آج تک ہم وقت پر قابو نہیں حاصل کرسکے۔ لیکن اتنا تو بے شک کرسکتے ہیں کہ وقت اپنی جو کہانی تحریر کرجائے اسے گزرے ہوئے وقت کا ایک حصہ سمجھا جائے' آپ کو گھریلو زندگی میں جو دکھ اٹھانا پڑا اسے نظر انداز کردینا بہتر ہے مجھے دیکھیے ہر شخص کی زندگی کی ایک کہانی ہوتی ہے۔ میری زندگی کی بھی ایک کہانی ہے مختلف واقعات سے پر' لیکن میں ماضی کے دکھوں کو یاد نہیں کرتی۔ میں ان دکھوں میں اپنے آپ کو شامل کرکے حال کی دلچسپیوں کو زخمی نہیں کرنا چاہتی۔ آپ سے میری رائے ہے کہ ماضی کو بھول کر خوش رہیں۔ زندگی میں تبدیلی بہت بڑی حیثیت رکھتی ہے۔ کبھی کبھی ایسے کام کرلیا کریں جن کا آپ کی فطرت آپ کی ذات سے کوئی تعلق نہ ہو۔ پھر دیکھیئے آپ کو کتنا لطف آتا ہے۔"

"میں آپ کے ان الفاظ کو بڑی اہمیت دیتا ہوں۔ بلاشبہ یہ عظیم تجربات کا نچوڑ ہیں۔"

میڈم شیئرمین میرے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہوگئیں انہوں نے کافی وقت میرے ساتھ گزارا تھا۔ دلچسپ خاتون تھیں گفتگو بھی اچھی کرنا جانتی تھیں۔ پھر وہ رخصت ہوگئیں اور میرا ذہن انہی خیالات میں گم ہوگیا۔ ماضی کے بہت سے ایسے واقعات یاد آرہے تھے جب میں نے مختلف مسئلوں پر کام کیا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ نئی زندگی میرے مزاج سے ہم آہنگ تھی اس میں ایک نظریہ تھا ایک مقصد تھا۔ خیر اپنے وطن کے لئے کام کرنا میری زندگی کا اہم ترین مقصد تھا اور اس وقت بھی اپنے کام سرانجام دیتے ہوئے میں ایک ملی جذبہ کو سینے میں موجود پاتا تھا۔

موجودہ دور میں بھی جس مشغلے کو اپنایا تھا اس کی بنیاد مختلف تھی اور مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ بیروت سے آنے کے بعد میرے نظریات میں اس قدر تبدیلی رونما ہوگئی لیکن میں نے اس تبدیلی کو صرف ایک جرم قرار نہیں دیا تھا اس کے پیچھے ایک مقصد تھا فلسطینی کیمپوں کا جائزہ لینے کے بعد میرے دل میں یہ جذبہ شدت سے سرابھار

چکا تھا کہ میں بھی ان کی جدوجہد میں شریک ہوجاؤں' جو کچھ بھی بن پڑے کروں اور اس سلسلے میں میرے وطن کے مفادات بھی سامنے آسکتے تھے کیونکہ یہ بات میرے علم میں تھی کہ اسرائیلی حکام کی اعلیٰ ترین کوششیں یہی ہیں کہ وہ میرے وطن کے مفادات کو نقصان پہنچائیں۔ یہ ایک عالمی مسئلہ تھا' جسے بہرطور ہر کوئی جانتا ہے چنانچہ اب یہ کام کرتے ہوئے بھی میرے ذہن میں ایک طمانیت تھی ایک اطمینان تھا کہ جو کچھ میں کررہا ہوں وہ بے مقصد یا صرف میری اپنی ذات کی تسکین کے لئے نہیں ہے۔ مسٹر زیڈ کا معاملہ تو خیر میرے لئے سب سے اہم حیثیت رکھتا تھا لیکن مسٹر زیڈ کی کارکردگی کے نتیجے میں جو کچھ ہورہا تھا اس کا خمیازہ مسٹر زیڈ کو تنہا ہی نہیں بلکہ ان کی پوری نسل کو بھگتنا تھا اور اب اس کے لئے کام شروع ہوگیا تھا۔ مجھے یہ بھی اندازہ تھا کہ میرے اہل وطن اور خاص طور سے وہ جنہوں نے میرے لئے بیشہ آسانیاں فراہم کی تھیں۔ ان میں کرنل اعجاز وغیرہ بھی تھے اس بات پر شدید دکھی ہوں گے کہ میں ان سے علیحدہ ہوگیا اور روپوش ہوگیا لیکن بہت جلد میں انہیں اپنے آپ سے آگاہ کروں گا اور انہیں بتاؤں گا کہ میرے مشن میں تھوڑی سی تبدیلی رونما ہوگئی ہے لیکن مشن بدلا ہوا نہیں ہے میرے وطن کے مفادات کہیں مجروح نہیں ہوں گے۔ پھر آفتاب کمال کا خیال آیا۔ وہ باکمال شخصیت مجھ سے دور ہوگئی ہے حالانکہ وہ میرے وجود کا ایک حصہ بن چکا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو مجھ سے منسلک کرلیا تھا میرا تو کوئی نہیں رہا تھا۔ لیکن وہ بہرطور میرے لئے زندگی کا بہت بڑا حصہ ضائع کرچکا تھا اسے اپنے آپ سے دور کردینا میرے خیال میں جائز بات نہیں ہے اس کے لئے کچھ کرنا چاہیئے۔ لیکن کیا......؟

سوچنے کے لئے وسیع راستے تھے اور کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔ میں نے اپنی منصوبہ بندی جاری رکھی اور میرے دل میں ایک اور خیال آیا۔

اسرائیلی حکام تو خیر اپنے مفادات کے لئے جو کچھ کررہے ہیں وہ کرہی رہے ہیں مجھے ہر قیمت پر ان کا ساتھ دینا ہے لیکن اگر ایک ایسا خفیہ گروہ بھی تیار کرلیا جائے جو اسرائیلی مفادات کو اعلیٰ پیمانے پر نقصان پہنچائے مثلاً" یہ کہ کسی بھی اسرائیلی مقصد کے لئے میں کام کررہا ہوں میں تو اپنے آپ کام کی تکمیل کرکے سرخروئی حاصل کرلیتا ہوں لیکن وہ اینٹی گروہ جس کا تعلق بہرحال فلسطین سے سمجھ لیا جائے گا۔ میرے کئے ہوئے اس کام کی نفی کردے اور اسے ملیامیٹ کردے۔ لیکن اس کی تکمیل کے بعد تو بہت دلچسپ صورت حال پیدا ہوسکتی ہے اور اس گروہ کا سربراہ بھلا آفتاب کمال کے علاوہ اور کون ہوسکتا ہے۔ آفتاب کمال کے لئے بھی ایک مشغلہ دریافت ہوجائے گا۔ واہ کیا ترکیب ذہن میں آئی ہے میں اس ترکیب کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے لگا اور اس کے بعد مجھے فوراً" ضرورت محسوس ہوئی کہ میں آفتاب کمال کو اپنے اس منصوبے سے آگاہ کردوں۔ لیکن چونکہ اب میری روانگی کا وقت قریب تھا اس لئے فوری طور پر آفتاب کمال کا ساتھ ممکن نہیں ہوسکتا تھا۔ ویسے بھی اتنی جلدبازی میرے لئے نقصان دہ ہوسکتی تھی۔ بس آفتاب کمال مطمئن ذرائع سے بیروت پہنچ جائے۔ ایرونا کا معاملہ نمٹا کر۔ یہاں واپس آؤں گا تو اس سے ملاقات ہوجائے گی۔ اس کے لئے میں نے اردو زبان میں ایک ایسا اشارتی خط لکھا جو اگر کسی اور کے ہاتھ لگ بھی جاتا تو میری اصل کیفیت ظاہر نہ ہوپاتی۔ میں نے اسے لکھا تھا کہ وہ ایسے باکمال لوگوں کے ساتھ بیروت پہنچ جائے جو اہم ترین معاملات میں اس کے معاون ثابت ہوں اور ایک طویل ترین وقت کے لئے ہمارا ساتھ دے سکیں میں نے آفتاب کمال کو یہ بھی لکھا تھا کہ یہ سب کچھ اس کی مرضی پر منحصر ہے۔ اگر وہ اس عمل کو اپنے لئے مناسب نہ سمجھے تو اس سے گریز کرسکتا ہے۔ میں نے اسے ایک ہوٹل کے بارے میں لکھا کہ وہ اس میں مقیم ہوجائے۔ ہوسکتا ہے کہ میں ایک طویل عرصے تک اس سے ملاقات نہ کرپاؤں۔ لیکن میری واپسی وہیں ہوگی۔

یہ تمام تفصیلات لکھ کر میں نے اپنا انتہائی غیراہم انداز کا خط پوسٹ کردیا اور اس کے بعد آنے والے وقت کا انتظار کرنے لگا۔

جو شخص میرے سربراہ کی حیثیت سے اس مشن کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔ اس کے بارے میں مجھے زیادہ معلومات نہیں تھیں۔ لیکن جوئین ہیکنر ان تمام روایات پر پورا اترتا تھا جو موساد سے متعلق تھیں۔ شیئرمین بھی ایک چالاک بلی معلوم ہوتی تھی۔ لیکن ان بلی کتوں سے لڑنا میرے لئے بھی ایک دلچسپ مشغلہ تھا۔ چنانچہ میں نے اپنے آپ کو پوری طرح تیار کرلیا۔ مسٹر

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

روبن فلیچر کے تعلقات بلاشبہ انتہائی اہم نوعیت کے لوگوں سے تھے جو ایسی اہم باتیں بھی انہیں معلوم ہو جاتی تھیں۔ خود ہی مجھ سے ملنے چلے آئے۔ بے پناہ محبت کرتے تھے مجھ سے۔ کہنے لگے۔

"اہل خاندان تو جیسے تمہارے دیوانے ہو گئے ہیں کون ہے جو ہر وقت تمہاری باتیں نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ لائس اور ایمش بھی تم سے اتنی ہی محبت کرنے لگے ہیں۔ جتنی ان دونوں سگے بھائیوں میں آپس میں ہے۔ مجھے داد دیتے ہیں تمہاری دریافت پر..... بہرحال مجھے علم ہوا ہے کہ اب تم کسی مشن کے لئے منتخب کر لئے گئے ہو اور بہت جلد اس پر روانہ ہو جاؤ گے؟۔"

"ہاں یہ سچ ہے، لیکن چونکہ معاملہ میرے محکمے کے مفادات کا ہے اس لئے مجھے معاف کیجئے گا مسٹر روبن فلیچر میں اس سے کسی کو بھی آگاہ نہیں کر سکتا آپ کو زیادہ سے زیادہ میں بس یہ اطلاع دے سکتا ہوں کہ میں ایک مہم پر جا رہا ہوں۔ ہاں..... اس کے بارے میں کسی بھی قسم کی معلومات فراہم کرنے سے معذرت چاہتا ہوں۔"

مسٹر روبن فلیچر محبت بھرے انداز میں مسکرائے پھر بولے۔

"میں جانتا ہوں، جو کچھ بھی تم کرنے جاؤ گے عظیم اسرائیل کے لئے کرنے جاؤ گے۔ میرے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ تمہیں میرے نام کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے۔"

مسٹر روبن فلیچر بڑی جذباتی گفتگو کرتے رہے میں نے دل میں سوچا کہ جاؤ بڑے میاں، لطف آجاتا تمہیں اس گفتگو کا اگر تم میرے لئے ضروری نہ ہوتے۔

پھر تین چار دن تک میری ملاقات صرف میڈم شیئرمین سے ہوتی رہی۔ اور وہ آہستہ آہستہ مجھ سے بے تکلف ہوتی رہیں ان کا ٹائپ پوری طرح سمجھ میں آگیا تھا۔ شوقین مزاج خاتون تھیں۔ وہ اپنے نظریات سے پوری طرح اتفاق کرتی تھیں لیکن ذاتی نظریات بھی رکھتی تھیں اور اس کا اظہار انہوں نے آہستہ آہستہ شروع کر دیا تھا۔

پھر ایک دن انہوں نے مجھے اطلاع دی کہ ہم اپرولٹا روانگی کے لئے تیار ہیں۔ میں فوراً ہی آمادہ ہو گیا تھا ہم اپرولٹا بالکل سیاحوں کی حیثیت سے پہنچے تھے۔ افریقہ کی مخصوص روایات کا حامل یہ شہر اپنے طور پر اپنی ایک الگ اہمیت رکھتا تھا۔ کوئی ایسا خاص معاملہ نہیں تھا یہاں کا جو قابل ذکر ہوتا۔ البتہ افریقہ کے بارے میں جو روایت سنائی جاتی ہیں کہ وہ پسماندہ براعظم ہے "تو اپرولٹا کو دیکھ کر وہ روایات مذاق معلوم ہوتی تھیں۔

جدید ترین خطوط پر آباد یہ ملک بہت خوبصورت تھا۔ دریائے وولٹا نے اسے سرسبز و شاداب بنا دیا تھا اور یہ وسیع و عریض دریا بہت وسعتیں رکھتا تھا ہوٹل وغیرہ بھی تھے۔ ہمارا قیام ایک ہوٹل ہی میں ہوا۔ حالانکہ میں جوئن بیکنر سے یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس اہم میٹنگ کے لئے اپرولٹا کا انتخاب کیوں کیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ جوئن بیکنر نے اس بارے میں خود مجھے کچھ نہیں بتایا تھا اس لئے میں نے بھی اس سے گریز کیا تھا۔ جوئن بیکنر نے مجھے یہ ڈیوٹی سونپی کہ میں اپرولٹا میں اس میٹنگ کی تفصیلات معلوم کروں۔ اور ایک اسسٹنٹ کی حیثیت سے میں نے اپنے کام کا آغاز کر دیا۔ میری اولین کوشش یہ تھی کہ مقامی حکومت کے کسی ایسے عہدے دار سے تعلقات قائم کروں جو اس سلسلے میں میرے لئے معاون ہو سکے۔ اپرولٹا کے گرین ہارٹ کلب میں میری ملاقات مس کینی ایلش سے ہوئی۔ مس کینی ایلش بظاہر ایک پروقار خاتون معلوم ہوتی تھیں۔ عمر بھی تیس سے لے کر پینتیس سال کے درمیان تھی۔ لیکن خاص طور سے میری جانب متوجہ ہوئی تھیں میں نے کلب میں تاش کے کھیل میں نمایاں کارکردگی کا اظہار کیا تھا اور مس کینی ایلش تاش کے کھیل سے بہت زیادہ رغبت رکھتی تھیں۔ مل میں ان کے بارے میں مجھے یہ علم ہوا تھا کہ یہ کام کی خاتون ثابت ہو سکتی ہیں۔ لیکن وہ کچھ زیادہ ہی کام کی ثابت ہوئیں۔ اس کے بجائے کہ میں خود ان کی جانب متوجہ ہوتا۔ انہوں نے خود میری جانب توجہ دی تھی۔ تاش کے کھیل میں وہ مجھ سے اچھی خاصی رقم ہار گئیں اور اس کے بعد میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بولیں۔

"بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں، جن کے ساتھ کھیل کر صرف ہارنے کو جی چاہے۔ خواہ وہ کھیل کسی بھی نوعیت کا ہو۔"

میرے برابر بیٹھا ہوا ایک بھوری داڑھی والا شخص عجیب سے انداز میں ہنس پڑا۔ مس کینی ایلش نے اسے بری سی نگاہوں سے دیکھا اور پھر بولیں۔

"آؤ میرے ساتھ ایک ایک پیگ ہو جائے، تمہاری

جیت کی خوشی میں۔"

میں نے ان کی دعوت تو قبول کر لی تھی۔ لیکن جب وہ میز پر میرے ساتھ بیٹھیں تو میں نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ میں شراب نہیں پیتا۔ البتہ اگر وہ چاہیں تو میرے لئے کافی منگوا سکتی ہیں۔

شیئرمین بھی میرے ساتھ ہی آئی تھی۔ اور اس وقت پہلی بار میں اس کی نگاہوں میں تھوڑی سی کینہ پروری کے آثار دیکھ رہا تھا۔ اتنے عرصے کی ملاقات میں ہرچند کہ ہمارے درمیان کوئی ایسی گفتگو نہیں ہوئی تھی۔ جس سے ان کا یہ حق مجھ پر ہو جاتا کہ وہ مجھے کسی غیر عورت کے ساتھ نہ دیکھ پاتیں۔ لیکن بس اتنا ہی کافی تھا کہ وہ مجھ سے بہت زیادہ قریب تھیں۔ کینی ایلش کے سلسلے میں میں نے انہیں کچھ نہیں بتایا تھا۔ یہ سب میری ذاتی معلومات کا نتیجہ تھا۔ ویسے بھی اس کلب میں وہ میرے ساتھ تو آئی تھیں، لیکن میں نے ان سے معذرت کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہمارے درمیان کوئی رابطہ نہیں ظاہر ہونا چاہیئے۔"

کینی ایلش نے میری خواہش کے مطابق میرے لئے کافی منگوا دی اور خود شراب کی چسکیاں لینے لگی۔ پھر بولی۔

"تاش کے جادوگر، میں نے ساری زندگی جوا کھیلا ہے اور شارپنگ کے ہر اصول سے واقف ہوں۔ لیکن تم نے پہلی بار مجھے متحیر کر دیا ہے میں نے اندازہ لگا لیا ہے کہ تم کوئی ایسی شارپنگ کرتے ہو جو انسانی سمجھ سے باہر ہو۔"

"ہم لوگ تاش کی میز سے اٹھ چکے ہیں اور اب دوستوں کی طرح آمنے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں میڈم ایلش کیا آپ میری اس بات پر یقین کریں گی کہ میں تاش میں بے ایمانی کا قائل نہیں ہوں۔"

"کیا کہہ رہے ہو؟۔"

"جو کہہ رہا ہوں اس کا بالکل وہی مقصد ہے یعنی یہ کہ میں تاش میں بے ایمانی نہیں کرتا۔"

"گویا تمہارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری جیت تقدیر سے تعلق رکھتی ہے؟۔"

"ہاں میڈم کینی ایلش یہ سچ ہے اور اتنا اعتماد ہے مجھے اپنی تقدیر پر کہ اسی اعتماد کے سہارے میں آدھی دنیا کا سفر کر چکا ہوں۔"

"مطلب......"

"میرا اور کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے تنہا ہوں اور دنیا میں تنہا ہونے کی وجہ سے بس یوں سمجھ لیجئے کہ اس پوری دنیا سے واقف ہونے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اب تک دنیا کے بے شمار ملک دیکھ چکا ہوں اور ذریعہ آمدنی یہی تاش کا کھیل ہوتا ہے۔ اور میں ہر وقت اس کے لئے تیار رہتا ہوں کہ اپنا امتحان دے سکوں، باون پتے یوں سمجھ لیجئے میرے باون سرپرست ہیں جو کہیں بھی مجھے بھوکا مرنے نہیں دیتے۔ خواہ وہ کسی ملک کی کیمپنگ ہو یا اعلیٰ درجے کا کوئی ہوٹل، یہی میری کفالت کرتے ہیں۔"

"بڑی عجیب بڑی دلچسپ بات ہے۔ لیکن اس سے زیادہ ایک اور خوبی ہے تمہارے اندر۔ مجھے یقین ہے کہ اس خوبی سے تمہیں بہت سی لڑکیوں نے آشنا کرایا ہوگا۔"

"شاید میں آپ کی بات سمجھا نہیں میڈم ایلش؟۔"

"تم مجھے مس ایلش کہہ سکتے ہو۔ میں نے شادی نہیں کی۔"

"اوہ..." میں نے ہونٹ سکوڑے تو وہ جلدی سے بولی۔

"یقینی طور پر تمہاری یہ بات بالکل درست ہے۔ اصولی طور پر مجھے شادی شدہ ہی نہیں بلکہ بہت سے بچوں کی ماں بھی ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن یہ بات بھی تمہارے لئے باعث دلچسپی ہی ہوگی۔ کہ مجھے اپنی ذات پر مرد کا تسلط قبول نہیں۔"

"اور آپ مجھے حیرت انگیز کہہ رہی ہیں۔"

"کیا مطلب؟۔"

"مطلب یہ کہ مجھ سے کہیں زیادہ حیرت انگیز تو آپ ہیں۔" وہ ہنسنے لگی۔ پھر بولی۔"

"کیوں....؟۔"

"اس لئے کہ آپ بہت انوکھی گفتگو کر رہی ہیں۔"

"نہیں مائی ڈیر اس گفتگو میں کوئی انوکھا پن نہیں ہے، میرے کچھ نظریات ہیں، میں مذہب کی بات نہیں کرتی کیونکہ بہرطور میرا تعلق ایک مسٹ خاندان سے ہے اور میرے ماں باپ اپنی مسٹ تھے۔ میں بھی اسی مذہب کو مانتی ہوں، لیکن اسکے باوجود کچھ نظریات کے مخالفت بھی رکھتی ہوں۔"

"مثلاً"۔"

"انسان کی زندگی زنجیروں سے نہیں بندھی ہونی چاہیے۔ اسے آزادی ہونی چاہیے، ہمارے ہاں ایک دوسرے سے منسلک ہو جانے کا تصور کچھ ایسا ہے جیسا کہ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بقیہ زندگی قید کر دی گئی ہو۔ میں اس قید سے آزادی کی حامی ہوں۔ زندگی کی ضرورتیں ایک دوسرے سے پوری کر لینی چاہئیں اور بس اس سے کیا فائدہ کہ ایک ہی شخص سارے وجود کا اور ساری زندگی کا مالک بن جائے۔"

میں ہنسنے لگا۔ تو وہ بولی ..... "ہاں دنیا کے لئے یہ بات حیرت انگیز ہے 'لیکن میں اسے ہی اپنا مسلک بنا چکی ہوں ارے ہاں تمہارا قیام کہاں ہے؟"۔

"ایک ہوٹل میں مقیم ہوں۔"

"جب کینی ایش یہاں موجود ہے تو اس کی کوئی پسندیدہ شخصیت کسی ہوٹل میں نہیں رہ سکتی 'میرے پاس تمہاری رہائش گاہ کا معقول بندوبست ہے۔ میں ہنسنے لگا 'میں نے کہا

"اور صرف اس وقت دوستی کی بنیاد پر میں آپ کے لئے اتنا بڑا بوجھ بن جاؤں؟۔"

"ہو سکتا ہے میں خود ہی تم پر بوجھ بن جاؤں۔" اس نے اوباش لہجے میں کہا اور میں نے گہری سانس لی

"کاش آپ مجھ پر بوجھ بن جائیں "میں نے مسخرے پن سے کہا اور وہ ہنس پڑی۔

" مجھے بوجھ بنانا چاہتے ہو۔ دیکھ لو کافی وزن ہے میرا.....؟۔"

" میرے مضبوط بازوؤں میں آپ کا یہ وزن بے معنی ہو جائے گا میڈم کینی ایش۔"

"میں پھر کہہ رہی ہوں 'مجھے مس کینی ایش کہو۔"

" سوری مس ....." میں نے ہنس کر کہا اور وہ بھی ہنسنے لگی۔ پھر بولی۔

"تم نے یہ نہیں پوچھا کہ تمہارے اندر اور کون سی ایسی خاص بات ہے؟۔"

"موضوع ہی بدل گیا تھا۔"

"تم انتہائی پرکشش شخصیت کے مالک ہو۔ خاص طور سے صنف نازک کے لئے تمہارا یہ نچلے ہونٹ کا ابھار اسے دیوانہ کر دینے کے لئے کافی ہے۔"

میں نے جھینپنے کی اداکاری کی تھی۔ وہ ہنس پڑی پھر بولی۔

"اور اس ادا کا تو کوئی جواب ہی نہیں۔"

"آپ میرا مذاق اڑا رہی ہیں مس ایش۔"

"گولی مار دینا اگر یہ یقین ہو جائے 'پستول میں تمہیں فراہم کروں گی۔ میں کبھی ایسا بھونڈا مذاق نہیں کرتی۔ تو پھر ڈیئر کیا خیال ہے اٹھیں یہاں سے ؟۔"

"ہمیں..... ہمیں کہاں جانا ہے؟۔"

" میرے فلیٹ پر..... اور اس کے بعد جب تک اپرو ولنا میں ہو 'میرے مہمان رہو گے کیا سمجھے؟۔"

"میں ایک بار پھر آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ.....۔"

"کچھ عرض نہیں کرو گے۔ میں کوئی معذرت سننے کے موڈ میں نہیں ہوں 'اس نے بے تکلفی سے کہا اور میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ وہ مارا..... میڈم کینی ایش بڑی مشکل سے ہاتھ لگی تھیں۔ لیکن صاحب دنیا کے یہ ممالک بڑے ہی ایڈوانس ہو چکے ہیں ہم جن باتوں کا تصور بھی نہیں کرتے 'وہ وہاں عام ہیں آپ ذرا دیکھئے ایک ایشیائی نوجوان خطرے میں تھا میڈم کینی ایش کی نگاہیں میرے پورے جسم کا ناپ تول کر چکی تھیں۔ اور اب وہ مجھے ترازو میں بٹھانے والی تھیں بہرحال اتنی قیمتی شخصیت تھی ان کی کہ مجھے سب کچھ برداشت کرنا تھا۔ بے چاری شیزمین کو میں نے وہیں چھوڑ دیا کینی ایش کو لے کر اپنے ہوٹل پہنچا 'مختصر سا سامان وہاں سے حاصل کیا۔ حالانکہ کینی ایش اس بات پر مصر تھی کہ میں ہوٹل کا یہ کمرہ ہی چھوڑ دوں میں نے اس سے کہا کہ ایک دو دن کے بعد میں ایسا ہی کروں گا۔ ویسے ابھی میرا کافی دن تک اپرو ولنا میں رہنے کا ارادہ ہے۔ کینی ایش ہنستی ہوئی بولی۔

"گویا میرے بارے میں مطمئن ہونا چاہتے ہو۔ چلو ٹھیک ہے 'مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

جس فلیٹ میں وہ مجھے لے گئی۔ اندر سے اسے دیکھ کر یہ اندازہ ہوا کہ وہ کبھی کبھی ہی کھلتا ہے۔ کینی ایش نے میری اس بات کی تصدیق بھی کر دی۔ کہنے لگی۔

"ہاں میں یہاں رہتی نہیں ہوں۔ بس یوں سمجھ لو کہ یہ میرا گیسٹ ہاؤس ہے۔ میرے پسندیدہ لوگ اکثر یہاں قیام کرتے ہیں اور کسی کو اس فلیٹ کے بارے میں نہیں معلوم کہ یہ میری ملکیت ہے۔ میں لباس تبدیل کر لوں اس کے بعد تم سے اپنا مکمل تعارف کراؤں گی۔"

میں ایک ایسی زر خرید لڑکی کی مانند یہاں بیٹھا رہا جیسے کوئی آوارہ مزاج شخص کرائے پر حاصل کر لائے کبھی کبھی ایسے بھی دلچسپ واقعات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

"کینی ایش جو لباس تبدیل کر کے آئی تھی اسے نہ ہی

تبدیل کرتی تو بہتر تھا۔ پتا نہیں کونسے کپڑے کا بنا ہوا تھا کپڑا تھا بھی یا نہیں 'البتہ اس کی چمک دمک کینی ایش کے وجود کو مزید چمک دار بنا کر پیش کر رہی تھی۔ وہ بڑے ہیجان خیز انداز میں میرے سامنے بیٹھ گئی۔ میں اس قسم کی جذباتیت کا مظاہرہ کرنے لگا جیسے اسے دیکھ کر میری اپنی حالت خراب ہو رہی ہو۔ اس نے کہا۔

"اصل میں میرا تعلق ایک ایسے محکمے سے ہے جس پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور آج سے ٹھیک تین دن کے بعد میں ایک اہم ذمہ داری میں مصروف ہو جاؤں گی۔ غالباً" سات دن تک تم سے رابطہ نہیں ہو سکے گا۔ تم یہ سمجھ لو کہ اگر میں نے ہوٹل میں وہ کمرہ تمہارے پاس رہنے دیا ہے تو صرف اس تصور کے ساتھ کہ بقیہ دنوں میں اگر تم چاہو تو اپنی پسند سے رہ سکتے ہو۔ سات دن کی اس مصروفیت کے بعد یوں سمجھو کہ تقریباً" ایک یا ڈیڑھ ماہ تمہیں مجھ سے فرصت نہیں ملے گی۔

میں نے ہنستے ہوئے گردن ہلا دی پھر میں نے کہا۔

"آپ کی کیا مصروفیات ہیں مس کینی ایش......؟۔"

"میں ایک اہم ادارے کی پروٹوکول آفیسر ہوں 'ابھی یہاں ایک میٹنگ ہونے والی ہے جس میں دنیا کے بہت قیمتی ترین لوگ شامل ہو رہے ہیں۔ مجھے انہیں سیکورٹی دینی ہے اور اس میٹنگ کو کامیاب بنانا ہے 'بس یوں سمجھ لو اس کے لئے مجھے مصروف ہونا پڑے گا۔"

میں نے پرخیال انداز میں گردن ہلائی 'کینی ایش اتنے کام کی چیز تھی کہ اسے ہر طرح سے میرا دوست میرا ساتھی ہونا چاہیئے تھا۔ اور ظاہر ہے میں بھی ایک ماہر آدمی تھا زندگی میں اور کیا ہی کیا تھا بس اتنا سا مختصر وقت گزارہ تھا بے چاری فریدہ کے ساتھ کہ اب تو وہ تصور میں بھی نہیں آتا تھا۔ بس یوں لگتا تھا جیسے ایک کھیل ہوا ہو اور اس کے بعد ختم ہو گیا ہو وہ دن بلاشبہ میں نے بہت شرافت سے گزارے تھے اور فریدہ کو ایک نازک پھول کی مانند محسوس کیا تھا۔ لیکن کینی ایش جیسی خطرناک عورتیں نازک پھول نہیں ہوتیں۔ ان کے ساتھ وحشت خیزی ہی کام آتی ہے اور میری وحشت خیزی ایسی کام آئی کہ مس کینی ایش پاگل ہو گئیں۔ اور انہوں نے یہ اعلان کر دیا کہ جب تک ان کی ہمت جواب نہیں دے جاتی۔ وہ مجھے اپرو ولنا سے باہر نہیں جانے دیں گی۔ بہرحال یہ تو بعد کی باتیں تھیں مس کینی ایش پر میں نے بہت اچھا اثر ڈالا تھا دوسرے دن وہ سارا دن میرے ساتھ رہیں۔ اور مجھے ذرا بھی موقع نہیں مل سکا کہ میں اپنے ساتھیوں سے رابطہ قائم کر سکوں۔ لیکن اس دن کی پوری قیمت وصول ہو گئی تھی۔ کینی ایش نے مجھے اتنی زبردست باتیں بتائیں تھی کہ میں بہت پرجوش ہو گیا تھا کہنے لگیں۔

"تم مجھے ایسے وقت ملے ہو جب میں ذہنی طور پر بہت الجھی ہوئی ہوں۔"

"کاش میں آپ کی اس ذہنی الجھن کو تقسیم کر سکتا میں آپ کو کسی مشکل میں نہیں دیکھ سکتا مس کینی ایش۔"

" اوہ نہیں مائی ڈیئر یہ صرف ڈیوٹی ہے۔ اصل میں یہاں اپرو ولنا میں ہمارے پاس بہت زیادہ وسائل نہیں ہیں۔ جب کہ یہ میٹنگ نہایت اہم نوعیت کی ہے بلکہ یوں سمجھو اسے راز میں رکھنے کے لئے اپرو ولنا میں منعقد کیا گیا ہے اور دنیا کے کچھ بڑے ملکوں نے اس سلسلے میں حکومت اپرو ولنا سے درخواست کی ہے اور اسے بہت سی مراعات دینے کی پیشکش بھی کی ہے اس میٹنگ کا انعقاد انتہائی اہم نوعیت کا ہے اور جو سائنس داں اس میٹنگ میں شریک ہو رہے ہیں وہ بہت اعلیٰ پیمانے کے سائنسداں ہیں یوں سمجھ لو دنیا کے اہم ترین معاملات میں ان کا کردار کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک عجیب و غریب طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے اور کئی ملکوں کی سیکورٹی یہاں پہنچ چکی ہے جو اپنے طور پر بھی کام کرے گی۔ ایک ایسی عمارت منتخب کی گئی ہے جو ہر طرح سے محفوظ ہے اور اسی عمارت میں یہ میٹنگ کی جانے والی ہے 'لیکن تمہیں یہ سن کر حیرت ہوگی کہ اس عمارت پر انتہائی اہم اور مکمل انتظامات کئے گئے ہیں اس کے باوجود اصل میٹنگ اس عمارت میں نہیں ہوگی۔"

"کیا مطلب؟۔" میں نے واقعی حیرانی سے پوچھا

" جتنے سائنسداں اس کانفرنس میں شرکت کر رہے ہیں ان کی ڈپلی کیٹ بھی ان کے ساتھ ہی آئی ہیں۔ یہ ڈپلی کیٹ اس عمارت میں کام کریں گی اور وہاں میٹنگ منعقد کی جائے گی جب کہ اصل سائنسداں ایک ایسی معمولی جگہ اکٹھا ہوں گے جہاں کے بارے میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔"

" آپ کی ڈیوٹی کہاں ہوگی؟۔" میں نے سوال کیا اور کینی ایش ہنس پڑی پھر بولی۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"نقلی سائنسدانوں پر، جب کہ اصل سائنسداں ایک طرح سے معمولی سیکورٹی کے حوالے ہوں گے۔ ہم نے دوسرے انتظامات بھی کئے ہیں یعنی نقلی سائنسدانوں کو بڑے اہتمام سے سرکاری تحویل میں ٹھہرایا جائے گا اور اصل سائنسداں چھوٹی چھوٹی جگہوں پر قیام کریں گے۔ حالانکہ وہ سرکاری تحویل میں ہی ہوں گے۔"

"کیا اس سلسلے میں کوئی ایسی بات سامنے آچکی ہے جس سے ان سائنسدانوں کی زندگی کا خطرہ ظاہر ہوا ہو۔"

"حکومت ایرودلنا کو اس بارے میں تفصیلات نہیں بتائی گئیں۔ لیکن ان حکومتوں نے اپنے طور پر تمام انتظامات کئے ہیں اور ہم لوگ ملے جلے انداز میں کام کررہے ہیں۔"

"بڑا سنسنی خیز معاملہ ہے واقعی بڑا سنسنی خیز معاملہ ہے۔"

"اسی لئے تو میں کہہ رہی تھی کہ اس وقت تم سے ملاقات ہوئی ہے جب میں ذہنی طور پر قطعی غیر حاضر ہوں ورنہ یہاں ایرودلنا کے نواحات میں کچھ ایسی حسین جگہیں ہیں جہاں اگر قیام کیا جائے تو زندگی کی تمام دلچسپیوں کا لطف دوبالا ہوجاتا ہے۔ بس یہ چند روز اور ہیں اس کے بعد صحیح معنوں میں ہماری تمہاری قربتوں کا دور شروع ہوگا۔"

"مجھے تو تم نے اپنا غلام بنالیا ہے کینی ایلش۔"

"غلط، بہت عرصے کے بعد مجھے تم جیسا نوجوان ملا ہے جس میں وہ غیر انسانی وحشت خیزی نظر آتی ہے جسے جانوروں سے منسوب کیا جاتا ہے معاف کرنا، بے دھڑک تمہارے بارے میں اظہار خیال کررہی ہوں لیکن اس میں میری پسندیدگی کے جذبات شامل ہیں۔"

میں ہنسنے لگا پھر میں نے بہت ہی ذہانت کے ساتھ احمق بن کر اپنی ان دلچسپیوں کا اظہار کیا جو مجھے کینی ایلش کے کام سے تھیں اور اس طرح میں نے اس سے بہت سی ایسی معلومات حاصل کرلیں جو عام حالات میں شاید ہی کسی کو معلوم ہوسکتیں، مثلاً "یہ کہ ایلس واکر کو کہاں قیام کرایا جائے گا۔ یہ سب سے اہم معاملہ تھا اور اس کے بارے میں معلومات حاصل کرکے میں دیوانگی کی حد تک پرجوش ہوگیا تھا۔

پورا دن گزر گیا رات کینی ایلش کی پسند کے مطابق گزری پھر دوسرے دن کا آغاز ہوگیا۔ یہ تین دن مجھے صبر کرنا تھا لیکن کوئی ایسا مسئلہ بھی نہیں تھا جو باعث تردد ہوتا میرے ساتھیوں نے بھی مجھ سے رجوع کرنے کی کوشش نہیں کی تھی بلکہ ایک طرح سے مجھے نظرانداز کررکھا تھا کینی ایلش کے ساتھ مختلف علاقوں کی سیر کرتے ہوئے بھی میں نے یہ جائزہ لینے کی کوشش کی تھی کہ کیا میرے ساتھی میرا تعاقب کررہے ہیں لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

تیسرے دن دوپہر کے بعد کینی ایلش کی رہائش گاہ پر میں نے ایک لڑکی کو دیکھا جو دو افراد کے ساتھ آئی تھی۔ کیا لڑکی تھی دبلے پتلے جسم کی مالک، لیکن یوں لگتا تھا جیسے اس کے وجود میں سیماب بھرا ہوا ہو۔ وہ جن دو آدمیوں کے ساتھ آئی تھی وہ مسلح تھے اور انہیں باہر ہی چھوڑ دیا گیا تھا، کینی ایلش نے اپنے ڈرائنگ روم میں اس کا استقبال کیا۔ دونوں کے درمیان گفتگو ہوتی رہی اور وہ دبلی پتلی آفت نجانے کیا کیا باتیں کرتی رہی، میں نے ان کی باتیں سننے کی بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہوسکا۔ بہت دیر تک وہ لڑکی کینی ایلش سے باتیں کرتی رہی اور اس کے بعد باہر نکلی تو مجھے دیکھ کر ٹھٹک گئی۔ بڑی گہری نگاہوں سے اس نے میرا جائزہ لیا اور پھر واپس چلی گئی کینی ایلش نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا کہنے لگی

"کیا پسند آگئی؟۔"

میں حقارت سے ہنس دیا تھا۔

"کیوں اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے؟۔"

"میرا امتحان لینا چاہتی ہو کینی ایلش؟۔"

"کیا مطلب؟۔"

"کسی کو آمادہ کرکے دیکھو کہ میں تمہارے بجائے اس سے رجوع کروں اندازہ ہوجائے گا، طریقہ کار یہ ہونا چاہئے کہ مجھے اس کا علم نہ ہو۔"

کینی ایلش سرشار ہوگئی، خیر میں کوئی نئی بات نہیں دہرا رہا۔ عورت کے بارے میں میری معلومات پہلے ہی کافی زیادہ تھیں اور اس کا اظہار بارہا کرچکا ہوں۔ پتا نہیں کسی عورت کو اہم ذمے داریاں سونپنے والے وہ کونسے بے وقوف لوگ ہوتے ہیں جو عورت کے بارے میں خدشات کو نظرانداز کردیتے ہیں۔ آسمان کی بلندیوں پر بٹھا دو لیکن تھوڑی سی کمزوریاں اس میں باقی رہیں گی۔ بس اسے

یہ احساس دلا دو کہ کائنات میں اس جیسا حسن کسی نے نہیں پایا اور جسے وہ پسند کرتی ہے وہ خود اس کا دیوانہ ہے پھر جو دل چاہے کام لے لو۔ کینی ایلش نے خود ہی مجھے لڑکی کے بارے میں بتایا کہنے لگی۔

"امریکن سیکریٹ سروس سے تعلق رکھتی ہے۔ نام سینی بال ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کی انچارج ہے۔ یوں سمجھ لو اس نے دنیا کے مختلف ممالک میں امریکی مفادات کے لئے ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیئے ہیں کہ حکومت امریکہ اسے بہت سے اعزازات سے نواز چکی ہے، امریکی سائنسداں ایلس واکر کے تحفظ کے لئے حکومت امریکہ کی نمائندگی کررہی ہے مجھ سے ضروری امور طے کرنے آئی تھی۔ بہرحال ذہین لڑکی ہے۔"

میں نے لاپرواہی سے شانے ہلائے لیکن سینی بال میرے لئے بہت اہمیت رکھتی تھی۔ بڑی ہی سادگی سے میں نے سینی بال کے بارے میں کچھ اور تفصیلات معلوم کرلیں، وہ بھی ایک ہوٹل میں قیام پذیر تھی۔ کینی ایلش کو میری گفتگو پر شبہ نہیں ہوسکا تھا۔

تیسرے دن اس کی ذمے داریوں کا آغاز ہوجاتا تھا۔ صبح ہی سے اس نے تیاریاں شروع کردیں۔ پھر کہنے لگی۔

"اور اس دوران تمہیں مکمل آزادی ہے۔ یہاں جتنے افراد ہیں وہ تمہاری اہمیت سے واقف ہیں۔ تمہیں وہی حیثیت دیں گے جو میری ہے میرا مطلب ہے تم یہاں باآسانی رہ سکتے ہو یا پھر اگر میری اس اصل رہائشگاہ کے بجائے اس فلیٹ پر رہنا چاہو جہاں میں پہلی بار تمہیں لے گئی تھی۔ تو وہاں رہ سکتے ہو۔"

"آپ کی غیر موجودگی میں وہ فلیٹ ہی میرے لئے زیادہ موزوں ہے مس کینی ایلش، ویسے بھی میں ذہنی طور پر اس سے اپنا تعلق نہیں توڑ سکا۔ کیونکہ وہاں میری اور آپ کی پہلی ملاقات ہوئی تھی۔" کینی ایلش ہنسنے لگی پھر بولی

"لیکن اس کے بعد تم میرے لئے اس قدر اہمیت اختیار کرگئے کہ میں تمہیں اس فلیٹ پر نہ رکھ سکی۔ بہرحال یہ تمہاری اپنی پسند کا معاملہ ہے میں تمہیں گاڑی بھی مہیا کردوں گی۔ ویسے اگر ممکن ہوسکا تو میں رات کو واپس پہنچنے کی کوشش کروں گی تاکہ تمہیں تنہائی کا احساس نہ ہوسکے لیکن اصل میں میری اپنی شخصیت تقسیم ہوجاتی ہے کام کے اوقات میں میں اپنے آپ کو ہر تصور سے آزاد رکھتی ہوں۔"

"آپ جیسا پسند کریں مس کینی ایلش، یہ آپ کا معاملہ ہے میں اس میں کوئی مداخلت نہیں کروں گا۔"

پھر کینی ایلش مجھے فلیٹ پر پہنچانے کے بعد مجھ سے رخصت ہوگئی۔ بڑی احتیاط سے مجھے سارے کام کرنے تھے اس کے جانے کے بعد میں اپنے آئندہ اقدامات کے لئے منصوبہ بندی کرنے لگا۔ اب فوری طور پر مجھے اپنے ساتھیوں سے رابطہ قائم کرنا تھا تھوڑا سا حیران بھی تھا کہ ان لوگوں نے مجھے بالکل ہی نظرانداز کردیا ہے۔ ٹیلی فون موجود تھا یہاں لیکن میں نے اسے مخدوش سمجھا اور اس کے بعد مکمل تیاریاں کرکے میں اس کار میں بیٹھ کر چل پڑا جو کینی ایلش نے مجھے دی تھی۔

کچھ دیر تک میں کار ایرودلنا کی مختلف سڑکوں پر گھماتا رہا۔ اس کے بعد ایک عمدہ سے ریستوران کے سامنے میں نے اسے روکا اور اتر کر ریستوران میں داخل ہوگیا۔ یہاں بیٹھ کر میں نے تھوڑا بہت کچھ کھایا پیا اور پھر ریستوران کے دوسرے دروازے سے نکل کر اس تنگ سی گلی میں آگیا۔ جس سے گزر کر دوسری جانب سڑک پر پہنچ سکتا تھا۔ وہاں سے میں نے ٹیکسی لی اور اپنی منزل کی جانب چل پڑا۔ کچھ دیر کے بعد میں اسی جگہ پہنچ گیا جہاں جوئن پیکنر اور اس کا گروہ فروکش تھا۔ میں جانتا تھا کہ یہ لوگ بھی اپنے طور پر کام کررہے ہوں گے۔ اور انہوں نے بہت سی کام کی باتیں معلوم کرلی ہوں گی۔ سب سے پہلے میری ملاقات میڈم شیئرمین سے ہوئی تھی وہ بھی خاتون ہی تھیں منہ بگڑا ہوا تھا بڑے بیزاری کے انداز میں بولیں۔

"آپ کو فرصت مل گئی مسٹر لائش میک۔"

"میں سمجھا نہیں میڈم۔"

"اس آوارہ عورت کی دلجوئی کرچکے آپ۔؟"

"نہیں ابھی تو مجھے طویل عرصے تک اس کا ساتھ دینا ہے۔"

"آپ کو اندازہ ہے کہ آپ ایک مشن پر یہاں آئے ہوئے ہیں کسی بھی غیر متعلق شخصیت سے پینگیں بڑھانا ہمارے لئے کتنا نقصان دہ ہوسکتا ہے بات صرف آپ کی زندگی کی نہیں ہے ہم سب کی زندگی کی ہے۔ اور اسکے علاوہ ہمارے اس مشن کی ہے میں آپ کو عیاشیاں کرنے سے نہیں روک رہی لیکن آپ کو ادارے کے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مفادات کا خیال رکھنا ہے۔"

"مسٹر جوئن ہیکنر کہاں ہیں؟۔" میں نے سوال کیا

" آپ کو فرصت ہو تو مسٹر جوئن ہیکنر کے بارے میں آپ کو اطلاع دی جائے۔"

" میڈم شیئرمین کیا اس دوران آپ لوگوں نے مجھے بالکل نظر انداز کیا ہوا تھا؟۔"

" جی نہیں آپ کی رنگ رلیاں ہماری نگاہوں میں ہیں، بڑی ناز برداریاں کر رہے ہیں آپ کینی الیش کی۔"

" کینی الیش کے بارے میں آپ تفصیلات جانتی ہیں؟۔"

" ہاں ابرودلنا جیسے چھوٹے سے ملک کی سیکوریٹی ڈیپارٹمنٹ کی ایک خاتون ہے لیکن ان سے آپ کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں؟۔"

"مسٹر جوئن ہیکنر کو یہ تفصیل معلوم ہے؟۔"

"مسٹر جوئن ہیکنر سخت بیمار ہیں، دو دن تو وہ زندگی اور موت کی کشمکش کا شکار رہے ہیں۔ اب ان کی حالت خطرے سے باہر ہے وہ ایک مقامی ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔"

"ارے کیا ہوا انہیں؟۔"

" زرد بخار، یہاں ایک زرد مکھی ہوتی ہے جو اگر کسی کو کاٹ لے تو وہ زرد بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مسٹر ہیکنر اسی مکھی کا شکار ہو گئے اور کافی خراب حالت میں وہ ہسپتال میں ہیں۔"

"میں فوراً" ان سے ملنا چاہتا ہوں۔"

" ہوش میں آنے کے بعد انہوں نے بھی آپ سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ جب انہیں کینی الیش سے آپ کے تعلقات کے بارے میں بتایا گیا تو وہ خاموش ہو گئے اور پھر انہوں نے کہا کہ آپ کو ڈسٹرب نہ کیا جائے۔ پتا نہیں اس بار طریقہ کار کیوں بدل دیا گیا ہے۔ پہلے جتنے افراد کسی مہم میں شریک ہوا کرتے تھے ان میں سے ہر ایک کو ہر قدم کے بارے میں معلوم ہوتا تھا۔ لیکن اس بار یوں لگتا ہے جیسے ہماری شامت نے ہمیں گھیر لیا ہے۔ بہرحال وطن کے کسی مفاد کے لئے زندگی کو قربان کر دینا کوئی اہم بات نہیں ہے لیکن اگر اتنے افراد کسی ایک شخص کی نادانیوں کا شکار ہو جائیں تو یہ افسوس ناک بات ہے۔"

" میڈم شیئرمین میں فوراً" مسٹر جوئن ہیکنر سے ملنا چاہتا ہوں۔"

" آیئے چلتے ہیں۔" میڈم شیئرمین نے کہا پھر وہ مجھے لے کر چل پڑیں۔ دوسرے افراد بہر طور مہروں کی حیثیت رکھتے تھے۔ میڈم شیئرمین مجھے اسسٹ کر رہی تھیں اور میں مسٹر جوئن ہیکنر کو۔

ہسپتال کے ایک کمرے میں، جوئن ہیکنر نے مسکراتے ہوئے میرا استقبال کیا۔ واقعی خاصا لاغر ہو گیا تھا وہ ان تین دنوں میں، اس نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

" مجھے افسوس ہے مائی ڈیئر لائش میک کہ یہاں آکر میں اس مصیبت کا شکار ہو گیا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا یہ مشن میری وجہ سے اس ناکامی کا شکار ہو جائے۔ اگر ایسا ہوا تھا میں اپنے آپ کو کبھی معاف نہیں کر سکوں گا۔ لیکن تم سے مجھے بہت سی امیدیں وابستہ ہو گئیں ہیں۔ سنا ہے تم نے کینی الیش پر ہاتھ ڈال دیا ہے۔"

" جی چیف وہ میری گہری دوست بن چکی ہے۔" جوئن ہیکنر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ان لوگوں نے شکایت بھرے انداز میں تمہارے بارے میں یہ انکشاف کیا تھا میں نے اس وقت انہیں اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا لیکن اب میں کہتا ہوں مائی ڈیئر شیئرمین کہ لائش میک ایک زیرک اور پھرتیلا نوجوان ہے وہ برق رفتاری سے فیصلے کر لیتا ہے۔ اور اس کے فیصلے بہت درست ہوتے ہیں۔"

" آئی ایم سوری مسٹر جوئن ہیکنر، وہ ایک آوارہ مزاج عورت ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ ابرودلنا کی سیکوریٹی سے تعلق رکھتی ہے۔ لیکن بھلا اس کے ساتھ کی جانے والی عیاشیاں ہمارے کس کام آسکتی ہیں؟۔"

" اس کا جواب میرا خیال ہے مسٹر لائش میک کو دینا چاہیئے۔"

میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" وہ تمام سائنسداں جو یہاں اس میٹنگ میں شرکت کر رہے ہیں اپنے ڈپلی کیٹ لے کر آئے ہیں یا آنے والے ہیں، اس ڈپلی کیٹ کو منظر عام پر پیش کیا جائے گا اور جس عمارت میں یہ میٹنگ ہونے والی ہے وہاں اصل سائنسدان شریک نہیں ہوں گے بلکہ ڈپلی کیٹ وہاں اصل کی حیثیت سے میٹنگ کریں گے، جب کہ اصل سائنسداں ایک معمولی سی عمارت میں میٹنگ کر رہے ہیں، ان کی قیام گاہیں بھی الگ الگ اور ایسی جگہوں پر

بنائی گئی ہیں جہاں سے انہیں آسانی سے حاصل کیا جا سکتا ہے بس تھوڑی سی جدوجہد کرنا ہوگی اور ہمارا مطلوبہ شخص میری مراد الیس واکر سے ہے۔ جس جگہ قیام کرے گا مجھے اس کے بارے میں تفصیلات معلوم ہو گئی ہیں۔ مسٹر جوئن ہیکنر میرا خیال ہے اس میٹنگ سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے، نہ ہی اب تک مجھے بتائے جانے والے پروگرام میں یہ بات شامل ہے کہ ہمیں میٹنگ کی کارروائیاں بھی معلوم کرنا ہوں گی۔ ہمارا کام صرف اس شخص کو اغواء کرنا ہے، میں سمجھتا ہوں میٹنگ ہو لینے دی جائے اور اس کے بعد جب وہ شخص میٹنگ سے شرکت کر کے واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچ جائے تو ہم اس پر قابو پالیں، یہ طریقہ کار میں نے سوچا ہے۔"

جوئن ہیکنر نے بیمارے کے باوجود میرا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

"مجھے تم سے بہت سی امیدیں وابستہ ہو گئی ہیں مسٹر لائش میک، نہ صرف یہ بلکہ مل ایب میں، میں اپنے حکام کو یہ خوشخبری بھی دینا چاہتا ہوں کہ لائش میک کی شکل میں ہمیں ایک ایسا آدمی مل گیا ہے جو اسرائیلی مفادات کے لئے اعلیٰ ترین کارنامے سرانجام دینے کی اہلیت رکھتا ہے۔ میڈم شیئرمین آپ کو مکمل طور سے لائش میک سے تعاون کرنا ہو گا اور ڈیئر لائش میک تم جس قدر کام کر چکے ہو میں سمجھتا ہوں اتنی برق رفتاری سے اس سے زیادہ کام نہیں کیا جا سکتا تھا اور اب میں یہ بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ تمہیں وہ تفصیلات فراہم کروں جو دراصل صرف میرے علم میں ہیں اور مجھے ان پر عمل درآمد کرانا تھا۔ لیکن میں عضو معطل ہو چکا ہوں۔ البتہ خوشی ہے کہ تم نے میری صحیح جانشینی سنبھال رکھی ہے۔ تو سنو، تفصیل بتانے میں، میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا اب تمہیں جو کچھ کرنا ہے، ڈیئر شیئرمین، تم بھی اس پر توجہ دینا، امریکہ سائنسداں الیس واکر کو اغواء کر کے تمہیں دریائے وولنا کے ذریعے سمندر میں پہنچنا ہے سمندر میں "کیمرونا" نامی جہاز ہمارا منتظر ہو گا وہ کھلے سمندر میں لنگر انداز ہوا ہے اور اس نے کچھ فنی خرابیوں کا اظہار کیا ہے کھلے سمندر میں وہاں اس کی ریپئرنگ ہو رہی ہے لیکن اصل میں کیمرونا ہمارا منتظر ہے۔ ابرودلنا کے ایک مخصوص ساحل پر، میرا مطلب ہے دریائے وولنا کے ساحل پر ہمارا ایک بڑا اسٹیمر جس کا نام "الاسکا" ہے ہمارا منتظر ہو گا، الیس واکر کو اغواء کر کے تم لوگوں کو "الاسکا" تک پہنچنا ہو گا اور "الاسکا" تمہیں لے کر بقیہ سفر طے کرے گا۔ یہ پوری ذمے داری ہے تمہاری اور اب میں اپنے ایک ساتھی کو لے کر یہاں سے نکل رہا ہوں کیونکہ میرا یہاں ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ تمہارے معاملات میں اب چونکہ میری مداخلت براہ راست نہیں ہے اس لئے میرا یہاں قیام بھی مناسب نہیں ہے میں کیمرونا ہی پر تمہارا انتظار کروں گا اور اس بات کی بالکل فکر مت کرنا لائش میک کہ تمہیں اس کام میں کتنا وقت لگ جاتا ہے۔ کیمرونا اس وقت تک تمہارا انتظار کرے گا جب تک کہ تم واپس نہیں آجاؤ گے۔ مائی ڈیئر شیئرمین میرا خیال ہے تم نے بھی تمام تفصیلات سن لی ہوں گی۔ مسٹر لائش میک کے ساتھ تمہیں مکمل تعاون کرنا ہے۔"

" یس چیف ٹھیک ہے" شیئرمین نے جواب دیا۔ جو کچھ ہوا تھا اس کے بعد شیئرمین کا انداز تبدیل ہو گیا تھا۔ جوئن ہیکنر نے مجھ سے پرجوش مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

" اور اس وقت صورت حال ایسی پیش آگئی ہے کہ میں صرف تمہیں دعائیں دے سکتا ہوں اور یہ امید کرتا ہوں کہ تم شاندار کامیابی حاصل کر کے واپس اپنی منزل پر پہنچو گے۔ میری تمہاری ملاقات اب کیمرونا پر ہی ہو گی گڈ لک۔" جوئن ہیکنر نے مجھے ہاتھ ملا کر رخصت کیا۔ میں شیئرمین کے ساتھ چل پڑا۔ وہ بدستور خاموش تھی، میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میڈم شیئرمین بعض اوقات، ضرورت پوری کرنے کے لئے بڑے عجیب عجیب لوگوں سے رابطے قائم کرنا پڑتے ہیں۔"

" وہ ایک آوارہ مزاج عورت مشہور ہے اور سنا ہے کہ نوجوان اور خوبصورت مرد اس کی سب سے بڑی کمزوری ہوتے ہیں۔ بہرحال میں معذرت خواہ ہوں کہ میں نے تمہارے ذاتی معاملات میں مداخلت کی، لیکن مجھے اپنے ادارے کے ایک مایہ ناز کارکن کا یہ ہلکا پن پسند نہیں آیا تھا۔"

" اب آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ میں نے یہ معلومات حاصل کرنے کے لئے اس عورت کو اپنا آلہ کار بنایا تھا۔"

" نہایت گھٹیا عورت ہے اتنی آسانی سے صرف اپنی ہوس کی آگ پوری کرنے کے لئے اپنے وطن کے راز

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوسروں کے حوالے کردیتی ہے۔"

"ایسے لوگ اگر نہ ہوں میڈم شیئرمین تو پھر ہمارے جیسے لوگوں کے لئے کتنی مشکلات پیدا ہوجاتی ہیں اس کا اندازہ آپ خود لگا لیجئے۔"

"تو پھر اب کیا ارادہ ہے آپ کا مائی ڈیئر مسٹر لائش میک؟۔"

"ابھی مجھے کافی وقت اس عورت کی دلجوئی کرنا ہوگی' لیکن میرے آپ کے درمیان اب رابطے رہیں گے کیونکہ میں آپ کو وہ تمام تازہ اطلاعات دوں گا جو ہمارے مشن کے لئے ضروری ہوں گی۔ ہاں میرا خیال ہے اپنی رہائش گاہ تک جانے کے بجائے ہمیں اس ساحل کا جائزہ لینا چاہیئے جہاں ہمیں الاسکا ملے گا جس کے ذریعے ہمیں سفر کرنا ہے۔"

"ٹھیک ہے میں بھی اس ساحل کے بارے میں تفصیلات جانتی ہوں۔"

دریائے وولٹا کا یہ ساحل ایک تفریحی ساحل کی حیثیت سے نظر آتا تھا۔ یہاں بے شمار جوڑے عیش و عشرت میں مصروف تھے ہم نے اس کا جائزہ لیا اور اس کے بعد الاسکا کو بھی دیکھا جو ساحل پر لنگر انداز تھا۔ پھر ہم وہاں سے واپس پلٹ پڑے۔

ابھی میں میڈم شیئرمین کی شکایات دور نہیں کرسکتا تھا۔ کیونکہ بہت سی مصروفیات تھیں۔ بہرطور واپسی میں میڈم شیئرمین نے مجھے اسی جگہ اتار دیا۔ جہاں ریسٹوران کی دوسری جانب میری اپنی کار کھڑی ہوئی تھی اور اس کے بعد وہ مجھے خدا حافظ کہہ کر چلی گئی۔ میں کافی دیر تک ریسٹوران میں بیٹھا حالات پر غور کرتا رہا۔ اس کے بعد وہاں سے اٹھ گیا۔

اس رات کینی فلیٹ پر آگئی۔ اس نے مجھ سے خیریت پوچھی اور بولی "تمہارے لئے دل پریشان رہا۔ بس کچھ دیر کے لئے موقع نکال کر آگئی ہوں۔ ابھی واپس جانا ہے"۔

آپ مجھے دکھ کا شکار کررہی ہیں کینی ایش مجھے صرف اس بات کا افسوس ہے کہ میں ایک بوجھ بنا ہوا ہوں آپ کے لئے' کاش ان تمام معاملات میں میرا اپنا بھی حصہ ہوتا۔ مجھے علم ہے کہ ایرو ولٹا کی انتظامیہ سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے' لیکن آپ سے تو تعلق ہے۔ اگر میں [illegible] معاملات میں تھوڑا بہت ہاتھ بٹا سکتا تو مجھے بے حد مسرت ہوتی۔ میں تو کہتا ہوں کہ پرائیویٹ ہی سہی لیکن آپ مجھ سے بھی کوئی کام لیجئے تاکہ جب فرصت نصیب ہو تو ہم دونوں کو ساتھ ہی نصیب ہو آپ کے بغیر دل نہیں لگتا"۔

وہی عورت پن' وہی عورت کا انداز میرے ان الفاظ نے اسے بے خود کردیا انتہائی محبت سے مجھے چومتی ہوئی بولی کہ میرا اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے وہ مجبور ہے اور ایسے کسی معاملے میں باہر کے کسی فرد کو شریک نہیں کیا جاسکتا۔ پھر یہ صورت حال کیونکہ خاص سنسنی خیز بھی ہے کوئی عام مسئلہ نہیں ہے ورنہ وہ تفریحی طور پر مجھے ان معاملات سے روشناس کراتی' اس نے مجھ سے کہا کہ اس کے لئے تھوڑا سا صبر کرلوں بعد میں وہ اپنے منصوبے پر عمل کرے گی۔ یعنی چھٹی لے کر میری دلجوئی کرے گی۔

میں تیار ہوگیا تھا۔ کینی ایش اپنے ساتھ ایک بریف کیس لائی تھی۔ اس نے وہ بریف کیس میرے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"اس میں میرے نہایت ضروری کاغذات ہیں' اب اپنی رہائش گاہ پر جانے کے بجائے یہ تھوڑا سا وقت تمہارے ساتھ ہی گزار لوں' انہیں محفوظ رکھنا اصل میں یہ میٹنگ میں شریک انہی سائنسدانوں کے بارے میں ہمارا تفصیلی پلان ہے اس کے تحت ہی ہم لوگ کام کررہے ہیں۔ یہ انہی کی نقول ہیں' بس انہیں احتیاط سے رکھ لینا۔"

میں نے نہایت احتیاط سے وہ بریف کیس اس کے ہاتھ سے لے لیا اور ایک سمت رکھ دیا۔ کینی ایش درحقیقت عجیب عورت تھی اس نے فرصت کے یہ لمحات بھی ضائع نہ کئے اور مجھے اس کی پذیرائی کرنا پڑی۔ پھر تھوڑا سا وقت اس نے دوبارہ تیار ہونے میں لگایا' وہ میری گرمجوشی سے سرشار تھی۔ اس کے بعد وہ رخصت ہوگئی' میرا دل تو نجانے کیسی کیسی کیفیات کا شکار تھا' کینی ایش جو بریف کیس چھوڑ گئی تھی۔ ہوسکتا ہے وہ میرے لئے کارآمد ہو' البتہ اسے کھولنے میں مجھے جن دقتوں کا سامنا کرنا پڑا تھا وہ خاص تھیں' کیونکہ نمبروں والے تالے لگے ہوئے تھے لیکن تمام ہی نمبروں کو مختلف طریقے سے ٹرائی کرنے کے بعد بالآخر میں ایک ماہر تجوری کھولنے والے کی حیثیت سے اس میں کامیاب ہوگیا۔ بریف کیس کے تالے سے اٹھنے والی حساس آوازوں نے میری رہنمائی کی

تھی۔ بریف کیس کے اندر چند فائل رکھے ہوئے تھے میں نے فلیٹ کو مضبوطی سے بند کرکے ایک بہتر جگہ روشنی میں ان فائلوں کا جائزہ لینا شروع کردیا۔ وہ سائنسداں اور ان کے ڈیلی گیٹ جو یہاں آئے ہوئے تھے ان کی تفصیل موجود تھی۔ الیس واکر کا نام بھی موجود تھا۔ اس وقت میری مسرت کی حد نہ رہی جب میں نے الیس واکر کی وہ خفیہ پناہ گاہ بھی ان کاغذات میں پالی جہاں اسے پوشیدہ طور پر رکھا گیا تھا۔ کینی ایش نے وہاں تین آدمیوں کی ڈیوٹیاں لگائی تھیں۔ ان کے نام وغیرہ بھی درج تھے۔ میں شدت جوش سے بے قابو ہوا جارہا تھا ایسی عمدہ جگہ ہاتھ رکھا تھا میں نے کہ جواب ہی نہیں تھا۔ اس کا خاصی رات گئے میں بریف کیس کو ایک محفوظ مقام پر رکھ کر اور اس کے نمبر اسی انداز میں گڈمڈ کرکے جیسے وہ پہلے تھے فلیٹ سے باہر نکل آیا۔ فلیٹ کے ٹیلی فون سے میڈم شیئرمین کو مخاطب کرنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔ صورت حال ایسی تھی کہ میڈم شیئرمین کو فوری طور پر اس سے آگاہ کرنا ضروری تھا۔ میں پبلک ٹیلی فون بوتھ کی تلاش میں بہت دور تک نکل آیا تب کہیں جاکر مجھے ایک جگہ سے فون کرنے کا موقع ملا۔ میڈم شیئرمین کو فون کرکے میں نے اس جگہ طلب کرلیا جہاں میں موجود تھا۔ اور پھر رات کے سناٹوں میں اسکا انتظار کرنے لگا۔ جس جگہ یہ ٹیلیفون بوتھ موجود تھا وہ ایک سنسان سی چوڑی شاہراہ تھی۔ ایرو ولٹا میں ضروریات زندگی بڑی خوش اسلوبی سے فراہم کئے گئے تھے۔ انہی میں ٹیلی فون بوتھ وغیرہ بھی تھے۔ اکا دکا گاڑیاں گزرتی رہیں۔ پھر میڈم شیئرمین سست رفتاری سے بتائے ہوئے پتے کو تلاش کرتی ہوئی وہاں تک پہنچ گئی اور میں تاریکی سے نکل کر اس کے سامنے آگیا۔ پرائیویٹ گاڑی لے کر آئی تھی اور خاص متجسس نظر آرہی تھی۔ میں نے اس کے برابر کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گیا۔

"یقیناً" کوئی اتنی ہی اہم بات ہوگی کہ اس وقت تم نے مجھے طلب کیا ہے' بتاؤ کہاں چلو؟۔"

"فی الحال کہیں بھی ایسی جگہ جہاں ہم ایک ایک پیالی کافی پئیں اور گفتگو کرسکیں' حالانکہ میں نے یہ خطرہ مول لیا ہے لیکن تھوڑا بہت بندوبست کرآیا ہوں اس کے لئے' اصل میں جس فلیٹ میں میرا قیام ہے وہاں ٹیلی فون بھی ہے اور مجھ سے کسی بھی وقت رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے' کوئی وہاں پہنچ بھی سکتا ہے لیکن تم سے رابطہ قائم کرنا ضروری تھا اور ہاں کیا تم مجھے مسٹر جوئن ہیکٹر کے بارے میں بتاسکتی ہو؟۔"

"مسٹر جوئن ہیکٹر تم سے ملاقات کے کوئی آدھے گھنٹے کے بعد چلے گئے ان کا کہنا تھا کہ کیمرونا پر موجود ڈاکٹر ان کی بہترین دیکھ بھال کرسکتے ہیں۔ بہرحال افریقہ میں اس قسم کی چیزوں کو مدنگاہ رکھنا ہی پڑتا ہے۔ جو پہلا ریسٹوران ہمیں نظر آیا ہم اسی میں جا بیٹھے' میں نے شیئرمین سے کہا۔"

"میں اپنا کام مسلسل جاری رکھے ہوئے ہوں' اور اب چونکہ یہ معاملہ صرف میرے اور تمہارے درمیان ہے اور ہمیں ہی یہ عظیم کام سرانجام دینا ہے' چنانچہ میں تمہیں اس میں پوری طرح ملوث رکھنا چاہتا ہوں اور تمام باتیں تمہارے علم میں لے جانا چاہتا ہوں۔"

میڈم شیئرمین نے متشکرانہ انداز میں مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"حقیقت یہ ہے کہ میں تمہاری طرف سے غلط فہمی کا شکار ہوگئی تھی' اس کے لئے معذرت خواہ ہوں محسوس نہ کرنا۔"

"نہیں ڈیئر شیئرمین' میں خود بھی چونکہ ان معاملات میں ابھی اجنبی ہوں' اور بالکل ہی ناتجربے کار' چنانچہ جو کچھ بھی کررہا ہوں اس کے لئے پھونک پھونک کر قدم رکھ رہا ہوں کہ کہیں کوئی غلطی نہ ہوجائے' بہرحال اگر کہیں میرا کوئی قدم تم لوگوں کو ناگوار گزرے تو ایک ناتجربے کار شخص سمجھ کر معاف کردینا۔"

میڈم شیئرمین نے برق پاش نگاہوں سے مجھے دیکھے ہوئے کہا۔

"حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ تم ایک منجھے ہوئے کارکن معلوم ہوتے ہو اور کہیں بھی تم نے اپنی ناتجربے کاری کا ثبوت نہیں دیا' اس کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے کہ مسٹر جوئن ہیکٹر تم پر مکمل اعتماد کرنے کے بعد واپس گئے ہیں جاتے ہوئے ان کے الفاظ تھے کہ ان کی زیرک نگاہوں نے جو کچھ دیکھا ہے وہ یہ بتاتا ہے کہ تل ابیب کو ایک شاندار شخصیت حاصل ہوئی ہے جو مستقبل میں اس کے لئے کامیابی کے بہت سے دروازے کھول دے گی۔ مسٹر جوئن ہیکٹر نے یہ بھی کہا تھا کہ انہیں نہایت افسوس ہے کہ وہ اس انتہائی اہم کام کے سلسلے میں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنی خدمات سرانجام نہیں دے سکے۔ لیکن جس شخص پر انہوں نے بھروسہ کیا ہے وہ مکمل طور سے قابل اعتماد ہے۔"

"اس کے لئے صرف مسٹر جوئن بیکٹر کا شکریہ ہی ادا کر سکتا ہوں' میری دعا ہے کہ وہ صحتیاب ہوں اور ہم لوگ مل کر دوسرے بہت سے کام سرانجام دے سکیں۔"

پھر میں نے شیئرمین کو ان تفصیلات سے آگاہ کیا جو میرے علم میں تھیں اور میں نے اسے خوشخبری سنائی کہ میں نے ایلس واکر کی اس خفیہ رہائش گاہ کا پتا چلا لیا ہے جہاں اسے پوشیدہ رکھا جائے گا۔" شیئرمین انگشت بدنداں رہ گئی تھی اس نے نہایت متحیرانہ انداز میں کہا۔

"کیا واقعی' حالانکہ یہ کام سب سے زیادہ مشکل تھا او ڈیئر تمہارے بارے میں جوئن بیکٹر کا تجربہ بالکل غلط نہیں ہے میں اس وقت یہ سوال نہیں کروں گی کہ اتنی اہم بات تم نے کیسے معلوم کر لی بلکہ بہتر یہ ہو گا کہ ہم اس علاقے کا ایک جائزہ لے لیں۔"

"نہیں رات کا یہ وقت اس کے لئے قطعی غیر مناسب رہے کل دن کی روشنی میں تم اس مکان کے بارے میں تفصیلات معلوم کر لینا ہم کل رات اپنا یہ کارنامہ سرانجام دے دیں گے۔ کل کا پورا دن تمہیں تمام تیاریوں کے لئے مل جائے گا اور تم موثر طریقے سے وہاں آپریشن کر سکتی ہو اس کے بعد ہمیں اپنے مطلوبہ مقام پر پہنچنا ہو گا مجھے یہ بتاؤ شیئرمین کہ اس سلسلے میں تمہیں کیا مشکلات پیش آ سکتی ہیں" میں نے کہا اور شیئرمین بولی۔

"نہیں یہ سب کچھ میرے لئے اجنبی نہیں ہے' ٹھیک ہے میں ان تمام تفصیلات کو حاصل کر لوں گی۔"

"تو پھر کل شام چھ بجے میں تم سے رابطہ قائم کروں گا اور معلومات حاصل کر لوں گا' اس کے بعد ہمیں فوراً اپنے مطلوبہ مقام پر پہنچنا ہو گا۔"

"بالکل ٹھیک ہے۔" ہم لوگ ریستوران سے اٹھے اس وقت چونکہ کوئی ایسا مشکل مسئلہ نہیں تھا جس پر توجہ دینا ضروری ہو چنانچہ شیئرمین ہی نے مجھے اس بلڈنگ کے پاس چھوڑا جہاں میری رہائش گاہ تھی اور اس کے بعد مجھے خدا حافظ کہہ کر چلی گئی۔ میں فلیٹ میں واپس آ گیا ایسا کوئی عمل نہیں ہوا تھا جس سے مجھے کسی قسم کی کوئی تشویش ہوتی۔ بقیہ رات پرسکون گزری تھی۔ سوائے چند منصوبوں کے جو میں نے بنائے تھے۔ اور ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی جو قابل توجہ ہوتی۔

دوسرا دن بھی پرسکون تھا دن کو پونے گیارہ بجے کے قریب کینی ایلش واپس آ گئی لیکن اس وقت اس کے ساتھ وہ دبلی پتلی آفت بھی تھی جسے دیکھ کر یہ احساس ہوتا تھا کہ وہ شاید اسی کام کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ چیتے کی طرح چوکنی اور پھرتیلی تھی۔ ایسی شاندار شخصیت میں نے بہت کم ہی دیکھی تھی اس کی آنکھوں میں نجانے کتنے راز پوشیدہ تھے اور یہ آنکھیں گمشدہ رازوں کو دریافت کر لیتی تھیں' کینی ایلش نے شاید اسے یہ بات بتا دی تھی کہ میں اس کا محبوب ہوں کیونکہ وہ مجھے دیکھ کر اسی انداز میں مسکرائی تھی اور نجانے کیوں مجھے تھوڑی سی شرمندگی کا احساس ہوا تھا۔ بہرطور میری اور کینی ایلش کی شخصیت میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ سینی بال ویسے بھی بے تکلف ہی ثابت ہوئی۔ کینی ایلش نے شاید اسے لنچ پر مدعو کیا تھا۔ جب اس نے مجھ سے کہا کہ وہ لنچ کے لئے انتظامات کرے گی تو میں نے اسے پیشکش کی تھی کہ وہ مجھے بتائے کہ کیا کرنا ہے لیکن کینی ایلش بہت فراخدل بھی تھی اس نے کہا کہ میں فکر نہ کروں بہرطور ابھی میں ایک مہمان ہوں وہ خود ہی بندوبست کر لے گی اور اس کے بعد وہ سینی بال کو چھوڑ کر چلی گئی۔ جیسے ہی فلیٹ سے باہر نکلی سینی بال نے مجھ سے کہا۔

"ڈیئر میں بہت بے تکلف عورت ہوں' ذہن میں جو کچھ سوال آتے ہیں بے تکان کہہ دیتی ہوں۔ کیا تم نے ہوش حواس کے عالم میں میڈم کینی ایلش سے رابطہ کیا ہے؟۔"

بڑا ٹیڑھا سوال تھا۔ اور بڑی محتاط گفتگو کرنی تھی میں نے ایک لمحے سوچا پھر آہستہ سے کہا۔

"خود آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے' مس سینی بال؟۔"

"نہیں' سوال چونکہ میں نے کیا ہے جواب آپ کو دینا ہے۔"

"ہاں میڈم کینی ایلش بہت پرکشش خاتون ہیں۔ اگر آپ کا اشارہ ان کی عمر کی جانب ہے تو شاید کبھی آپ کا کسی ایسے مرد سے واسطہ نہیں پڑا جو آپ کو عمر کی کہانی سنا سکتا۔"

"یہ بات میرے لئے باعث دلچسپی ہے۔ مثلاً" اگر

میرا کسی شخص سے ایسا کوئی واسطہ پڑتا تو وہ مجھے عمر کی کیا کہانی سناتا۔"

"عورت اسی عمر میں آ کر مکمل ہوتی ہے۔ ورنہ اس سے پہلے اس کی تکمیل نہیں ہو پاتی۔"

"اوہو' یہ انکشاف ہے میرے لئے' پھر نوجوان لڑکے نوجوان لڑکیوں کو کیوں پسند کرتے ہیں؟۔"

"اس لئے کہ وہ ناتجربے کار ہوتے ہیں"

"آپ کی عمر بھی تو بہت زیادہ نہیں ہے۔"

"ہاں لیکن مجھے صحیح گائیڈ مل گیا ہے۔"

"یعنی کینی ایلش؟۔"

"جی......"

"گویا آپ ان خاتون سے بہت زیادہ مطمئن ہیں؟۔"

"ہاں...۔"

"بہرحال یہ ایک دلچسپ بات ہے میرے تجربے میں اضافے کا باعث' اس کے علاوہ آپ اور کیا کرتے ہیں؟۔"

"کچھ نہیں......" میں نے جواب دیا

"ہوں' یہ بھی ایک دلچسپ مشغلہ ہے کہ انسان کچھ نہ کرے صرف عشق کرے' آئی ایم سوری میں پہلے ہی آپ سے معذرت کر چکی ہوں کہ دل میں جو کچھ آتا ہے وہ زبان تک پہنچا دیتی ہوں۔"

"آپ انتہائی دلچسپ خاتون ہیں مجھے تعجب ہے کہ اتنے اہم عہدے پر فائز ہونے کے باوجود آپ کے اندر حس لطیف موجود ہے۔"

"عورت تو ہوں اس سے آپ انکار کریں گے؟۔"

"نہیں بالکل نہیں۔" میں نے جواب دیا۔ پھر میں نے کہا

"آپ کی زندگی درحقیقت عام خواتین کی زندگی سے بالکل مختلف ہے کبھی آپ کو اس کا احساس ہوتا ہے؟۔"

"کس انداز میں؟۔"

"میرا مطلب ہے ایک عورت پن ہوتا ہے عورت کے وجود میں اور اس میں وہ اپنے لئے کسی خاص ماحول کی توقع کرتی ہے جب کہ آپ جیسی مصروف خواتین یقینی طور پر اس ماحول سے بہت دور ہٹ جاتی ہیں۔"

"ہاں تم اسے میری ذمے داری سمجھ لو ذمے داریاں تو بہرحال پوری کرنا ہی ہوتی ہیں۔ چاہے وہ گھر کے اندر گھریلو زندگی' بچوں کی پرورش کی شکل میں کرنا پڑیں یا پھر اس طرح جس طرح میں پوری کر رہی ہوں۔ میں اس سے بددل نہیں ہوں بلکہ خوش ہوں کہ مجھے عام خواتین سے الگ ہٹ کر کچھ کرنے کا موقع ملا ہے بہرحال آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔"

"آپ یقین کیجئے یہی کیفیت میری ہے' کیا آپ مجھے کوئی ایسا ٹیلی فون نمبر وغیرہ دے سکتی ہیں جس پر میں آپ سے رابطہ قائم کر سکوں۔"

جواب میں وہ عجیب سے انداز میں ہنس پڑی۔ پھر شریر لہجے میں بولی۔

"یہ ہوئی ناں مردوں والی بات' آپ نے درحقیقت اپنے اوپر خول چڑھا رکھا ہے۔ ورنہ خیر اس کے آگے کے الفاظ میں آپ کو نہیں بتا سکوں گی۔ ایرولنا میں بہت تھوڑے عرصے میرا قیام ہے۔ اس دوران اگر فرصت ملی تو آپ کے ساتھ کچھ وقت ضرور گزاروں گی۔ پھر بھی میرا ٹیلی فون نمبر رکھ لیجئے۔ لیکن اس ٹیلی فون پر میں آپ کو ہر وقت دستیاب نہیں ہو سکوں گی۔ چونکہ یہاں میری کچھ ذمے داریاں ہیں ہاں بعد میں اگر کبھی موقع ملا تو میں خود آپ کو تلاش کر لوں گی۔"

میں نے اس کا بتایا ہوا ٹیلی فون نمبر ذہن نشین کر لیا تھا اور دل میں سوچا تھا کہ میڈم تقدیر کا بادشاہ ہوں میں' میری مشکلات خود بخود دور ہوتی چلی جاتی ہیں اور میری سوچوں کو وہ سہارے ملتے چلے جاتے ہیں جن کی عام آدمی توقع بھی نہیں کر سکتا۔ کینی ایلش واپس آ گئی' اس نے ایک عمدہ سے ہوٹل سے کانٹریکٹ کیا تھا جس کی کیٹرنگ وین مقررہ وقت پر پہنچی اور اس نے ہمیں بہترین کھانا سپلائی کر دیا۔ ایک عمدہ ضیافت ہوئی تھی۔ کینی ایلش نے سینی بال سے میرے بارے میں معلومات حاصل کیں تو سینی بال نے میری کافی تعریفیں کی تھیں۔ میں نے یہ محسوس کیا تھا کہ کینی ایلش کے انداز میں رقابت کا کوئی جذبہ نہیں پیدا ہوا تھا۔ بہرحال یہ میرا وطن نہیں تھا جہاں کے اقدار کچھ اور ہوتے ہیں۔ یہ سب ناقابل فہم خواتین تھیں۔ سینی بال بے شک کم عمر تھی۔ اس کا اپنا ایک مقام تھا لیکن میں نے اس کی آنکھوں میں بھی عورت پن دیکھا تھا یہ سب کچھ فطرت کا ایک حصہ ہے' البتہ سینی بال سے مجھے ایک مختصر کام تھا نہایت ہی مختصر اس لئے میں نے اس سے بہت زیادہ پینگیں بڑھانے کی کوشش نہیں کی تھی اور اپنے آپ کو حد میں ہی رکھا تھا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شام کو ساڑھے چار بجے کینی ایلش، سینی بال کے ساتھ چلی گئی چند لمحات تنہائی کے ملے تو اس نے مجھے بتایا کہ چونکہ سینی بال کا تعلق بھی امریکن سیکورٹی سے ہے اس لئے اس کی سینی بال سے دوستی ہو گئی ہے میں نے اعتراف کے انداز میں کہا کہ سینی بال بہر طور ایک اچھی عورت ہے۔

"وہ اگر تمہیں پسند آ گئی ہے تو میں سمجھتی ہوں نا قابل حصول نہیں ہے۔" کینی ایلش نے کہا اور میں حیرت سے اسے دیکھنے لگا پھر میں نے کہا۔

"کینی ایلش کے ہوتے ہوئے میرے ذہن میں اور کوئی تصور آ سکتا ہے۔"

احمق عورت میری بات پر یقین کر کے مجھے خدا حافظ کہہ کر چلی گئی لیکن آج کی میری مصروفیات بہت مختلف تھیں۔ اب مجھے یہ اندازہ تو ہو گیا تھا کہ کینی ایلش کے فلیٹ میں موجود یہ ٹیلی فون کسی طور نقصان دہ نہیں ہے اور میں اس سے اپنا کام سرانجام دے سکتا ہوں چنانچہ میں نے یہیں سے ٹھیک چھ بجے شیئر مین کو ٹیلی فون کیا، وہ غالباً" ٹیلی فون کے پاس بیٹھی ہوئی میری ہی کال کی منتظر تھی کیونکہ فون اسی نے ریسور کیا تھا۔"

"ہاں میڈم کہیئے آپ کی معلومات کیسی رہیں؟۔"

"نہایت متوثر ہم نے پوری لوکیشن کا جائزہ لے لیا ہے اس بات کی تصدیق بھی ہو گئی ہے کہ وہاں سخت حفاظتی انتظامات ہوتے ہیں۔ میں "تقریباً" تمام تیاریاں مکمل کر چکی ہوں اور اب آپ کی طرف سے ہدایت کی منتظر ہوں مسٹر لائش میک۔"

"جہاں تک مجھے علم ہے ہمارے مطلوبہ شخص کی مصروفیات وہی ہیں جو عام طور سے ایسے لوگوں کی ہوا کرتی ہیں ان لوگوں کی میٹنگ کے بارے میں بالکل صحیح تفصیل تو حاصل نہیں ہو سکی ہے لیکن جہاں تک مجھے علم ہے یہ میٹنگ ہو چکی ہے اور اب اس کے ذیلی امور سرانجام دیئے جا رہے ہیں۔ پروگرام یہ ہے کہ ہم لوگ رات کو دس بجے مطلوبہ ٹھکانے پر پہنچ جائیں۔ ہمارے پاس ایسے انتظامات ہونے چاہئیں کہ ہم اس شخص کو حاصل کر کے دریائے وولٹا کے اس ساحل پر پہنچ جائیں جہاں سے ہمیں الاسکا کے ذریعے سفر کرنا ہے اور اس کے بعد ہمارا یہ سفر فوری طور پر جاری ہو جائے اس کے لئے آپ کو مزید انتظامات کرنے ہیں۔"

"میں یہ انتظامات کر چکی ہوں آپ یہ بتائیے کہ آپ سے کس وقت اور کہاں ملاقات ہو سکتی ہے؟۔"

"میں آپ کے پاس کسی مناسب جگہ کس وقت تک پہنچوں؟۔"

"میرا خیال ہے میں آپ کو ایک جگہ کا پتا بتائے دیتی ہوں، یہ جگہ لیول کراس کے نام سے جانی جاتی ہے اور اس کی تفصیل میں آپ کو بتائے دیتی ہوں۔ مسٹر لائش میک۔" شیئر مین نے مجھے لیول کراس کے بارے میں تفصیلات بتائیں پھر بولی

"یہاں ایک پیٹرول ڈپو ہے اور اس سے کوئی دس قدم کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا ٹی ہاؤس، میں آپ کو ٹی ہاؤس پر مل جاؤں گی، اصل میں ہماری مطلوبہ جگہ وہاں سے صرف ایک فرلانگ کے فاصلے پر ہے اس دوران میرے آدمی وہاں کی نگرانی کرتے رہیں گے ہمارے پاس ہلکا اسلحہ موجود ہے، ہمیں بے دریغ عمل کرنا ہوگا، سائیلنسر لگے ہوئے ریوالور اس وقت ہمارے لیے سب سے بہتر ہیں، ہمیں کسی سے کوئی باقاعدہ مقابلہ نہیں کرنا بلکہ سیکورٹی کے ہر فرد کو......"

"میرا خیال ہے اس سے زیادہ گفتگو ٹیلی فون پر مناسب نہیں ہو گی۔ میں آپ کے پروگرام سے پوری طرح اتفاق کرتا ہوں"

"بالکل ٹھیک، ویسے آپ اگر اس سلسلے میں کوئی ترمیم کرنا چاہیں تو میں بڑی خوشی سے اسے قبول کروں گی"

"نہیں بالکل نہیں، میں مقررہ وقت پر لیول کراس پہنچ جاؤں گا"

کینی ایلش پانچ بجے گئی تھی اور اس نے مجھ سے واپسی کا کوئی تذکرہ نہیں تھا، بہر حال مجھے غائب تو ہونا تھا، بعد میں اس سے کسی قسم کے رابطے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ چنانچہ میں نے اس کے لئے تردد نہیں کیا اور "تقریباً" پونے آٹھ بجے فلیٹ سے باہر نکل آیا اور اس کی دی ہوئی کار لے کر چل پڑا۔

اب اگر کینی ایلش میرے پیچھے واپس فلیٹ پر پہنچ بھی گئی تو بڑی محبوبیت سے میرا انتظار کرے گی، اس نے چونکہ خود ہی ہر طرح کی آزادی دے دی تھی اور کہا تھا کہ میں اس کی غیر موجودگی میں اپنے من پسند مشغلے اختیار کر سکتا ہوں تو اس میں ہر طرح کی آزادی حاصل تھی مجھے، اب میں اس سے دور رہنا چاہتا تھا مقررہ وقت پر بڑے

کروفر کے ساتھ میں لیول کراس پہنچا۔ پیٹرول پمپ پر گاڑی کھڑی کی اور اس کے بعد ٹہلتا ہوا اس ٹی ہاؤس کی جانب چل پڑا جو بہت خوبصورت بنایا گیا تھا۔

میڈم شیئر مین وہاں پر میری منتظر تھیں ہم دونوں نے پرسکون انداز میں ٹی ہاؤس میں بیٹھ کر نفیس چائے پی اور اس دوران میں میڈم شیئر مین سے ان کے کئے ہوئے انتظامات کی تفصیل پوچھتا رہا۔ انہوں نے مودب انداز میں مجھے بتایا۔

"پروگرام کے مطابق مسٹر لائش میک ہمارے آدمی اس مکان کی نگرانی کر رہے ہیں جہاں ایلس واکر کو خفیہ طور پر قیام کرایا گیا ہے انہوں نے ایسی بہتر جگہیں دریافت کر لی ہیں جہاں وہ اپنے آپ کو پوشیدہ رکھ سکتے ہیں میرا ان سے وائرلیس پر رابطہ قائم ہے اور وہ مجھے وہاں کے بارے میں تفصیلی خبریں دے رہے ہیں مکان خاموش ہے اطراف کے لوگ اس کی جانب سے بالکل لاپروا جیسے انہیں یہ معلوم نہ ہو کہ وہاں کیا ہو رہا ہے یا یہ مکان سرکاری نوعیت کا ہے یا نہیں۔ محافظوں کی تعداد عام حالات میں تین ہوتی ہے۔ اگر ایلس واکر کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی آ میں تو نہیں کہا جا سکتا وہ لوگ بالکل مطمئن نظر آتے ہیں اور کوئی خاص بات نہیں ہے۔ الاسکا کو الرٹ کر دیا گیا ہے۔ اور وہ سفر کے لئے اپنے آپ کو تیار کئے ہوئے ہیں دریائے وولٹا میں عام طور سے اسٹیمر سمندر تک کا سفر کرتے رہتے ہیں یہ کوئی خاص ایسی اہم بات نہیں ہے الاسکا کو اپنے سفر میں کوئی وقت نہیں ہو گی جس پوائنٹ پر ہم لوگ گاڑیوں سے اتریں گے وہاں ہمارے لئے دوسرا مناسب بندوبست کر دیا گیا ہے تاکہ ہم الاسکا تک پہنچ سکیں اور وہاں ہمیں لے جانے والے مستعد ملیں گے۔ آج کی ساری رات وہ ہمارا انتظامات کریں گے"

میں نے تعریفی نگاہوں سے میڈم شیئر مین کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کے اندر بہترین انتظامی صلاحیتیں ہیں میڈم شیئر مین"

"شکریہ چیف، اصل میں یہ سارا کام سربراہ پر منحصر ہوتا ہے اگر سربراہ مستعد ہو تو ماتحت فطری طور پر مستعد ہو جاتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ میں نے بھی بہت سے معاملات میں بہت سے مہمات سرانجام دی ہیں۔ لیکن جس برق رفتاری سے اس تمام سچویشن کو آپ نے آسان بنایا ہے اور اس طرح ایسے کنٹرول کیا ہے کہ بعض اوقات بالکل ناقابل یقین محسوس ہو، اس نے ہم سب کو سحر زدہ کر دیا ہے نہ صرف میں بلکہ ہمارے ساتھی بھی بہت دلچسپی لے رہے ہیں اور سب کا مشترکہ فیصلہ ہے کہ یہ کام بہت عمدگی سے سرانجام دیا گیا ہے..."

میں نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھ کر کہا۔

"تو پھر اب ہمارا آئندہ کا پروگرام کیا رہے گا؟"

"چیف جیسا آپ مناسب سمجھیں۔ ٹی ہاؤس میں بیٹھ کر ہم وہاں موجود لوگوں کے میسجز کا بھی انتظار کر سکتے ہیں اور اگر ایسا مناسب نہ سمجھا جائے تو پھر ہم خود بھی وہاں پہنچ سکتے ہیں۔ میرے پاس گاڑی موجود ہے اسی گاڑی سے ہمیں وہاں تک کا سفر کرنا ہے۔ اسے بھی پوری طرح ڈیزل وغیرہ بھروا کر تیار کر لیا گیا ہے"

"ہوں، میرا خیال ہے شیئر مین یہاں انتظار کرنے کے بجائے ہمیں خود وہاں کے ماحول کو پوری طرح نظر میں رکھنا چاہیئے..."

"تو پھر ٹھیک ہے چیف میرا خیال ہے ساری رات مستعد اپنے کے لئے ہم ایک ایک پیالی کافی پی لیں اس کے بعد یہاں سے روانہ ہو جائیں گے"

میں نے شیئر مین کی بات سے اتفاق کیا کافی واقعی بہت عمدہ تھی کچھ اشیاء کھانے پینے کے لئے بھی منگوائیں اور پھر ہم وہاں سے چل پڑے وہ گاڑی بہت نفیس قسم کی لینڈ روور تھی جس میں ہمیں سفر کرنا تھا، بے آواز انجن تھا ہم نے اسے ایک مخصوص جگہ روک دیا۔ شیئر مین کے ساتھیوں نے واقعی بہترین جگہ کا انتخاب کیا تھا یہ ایک زیر تعمیر بلڈنگ تھی جس کی اوپری منزلیں بالکل نامکمل تھیں ان لوگوں نے ایسی بلڈنگ کو اپنا ٹھکانہ بنایا تھا ہم لوگ چھپتے چھپاتے وہاں پہنچ گئے، گاڑی ایک ایسے محفوظ مقام پر کھڑی کر دی گئی جہاں اسے چند لمحوں میں حرکت میں لایا جا سکتا تھا، شیئر مین نے وائرلیس پر ساتھیوں سے رابطہ قائم کیا تو پتا چلا کہ ایلس واکر ابھی تک آرام کرنے کے لیے واپس نہیں آیا ہے۔ بہر حال سنسنی خیز لمحات گزرتے رہے ہم سب مستعد تھے "تقریباً" پونے بارہ بجے بلڈنگ کے اوپری حصوں پر متعین لوگوں نے وائرلیس پر بتایا کہ سیاہ رنگ کی وہ لمبی کار آ رہی ہے جس میں ایلس واکر موجود ہے اس کے ساتھ دو باڈی گارڈ ہیں ایک ڈرائیور ہے ہم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سب پوری طرح سے مستعد ہو گئے میں نے دوربین آنکھوں سے لگا دی تاریکی میں گاڑی صاف نظر آرہی تھی مکان کے سامنے وہ رک گئی۔ مکان چھوٹا تھا اور غیر اہم تھا۔ اتنی بڑی گاڑی کے لئے اس میں پارکنگ کا بندوبست بھی نہیں تھا۔ شیئرمین نے سرگوشی میں کہا۔

"وہ جو ہلکے گرے رنگ کے سوٹ میں ملبوس ہے ایلس واکر ہے میں اسے پہچانتی ہوں"

"تمہاری نگاہیں بہت تیز ہیں کہ تم نے اس کے سوٹ کا کلر بھی معلوم کر لیا"

شیئرمین کی مسکراتی آواز سنائی دی۔

"عورت کی نگاہ ہر معاملے میں بہت تیز ہوتی ہے"

"اس وقت تو اعتراف کرنا ہی پڑے گا" میں نے جواب دیا۔

باڈی گارڈ میں سے ایک نیچے اتر گیا تھا ڈرائیور نے کار واپس موڑ دی اس کا مقصد ہے کہ اس وقت عمارت میں صرف چار افراد ہیں پانچواں ایلس واکر ہو سکتا ہے اندر کچھ ملازم وغیرہ بھی ہوں' بہر حال صورت حال مشکل نہیں تھی ان لوگوں کے واپس جانے کے بعد ہم انتظار کرتے رہے۔ تقریباً" پون گھنٹہ اور گزر گیا۔

ساڑھے بارہ بجے ہم لوگ ایکشن میں آگئے۔ سب منتشر ہو گئے تھے۔ اور ایک ایک آدمی مستعدی سے مکان کی جانب بڑھ رہا تھا' مکان کی بغلی دیوار سے اندر داخل ہونے کے لئے میں دیوار پر چڑھ گیا اور سب سے پہلا شکار مجھے ہی کرنا پڑا شیئرمین کے دئے ہوئے اعشاریہ دو آٹھ کے ریوالور سے میں نے دو فائر کئے۔ سائیلنسر لگے ہوئے ریوالور سے بہت معمولی سی آوازیں بلند ہوئیں نشانہ ایسی ہی جگہ کا لیا تھا۔

اس شخص کے منہ سے چیخ نہ نکل سکی۔ غالباً" شیئرمین نے بھی اسے ہی نشانہ بنانے کی کوشش کی تھی کیونکہ ایک لمحے کے بعد میں نے شیئرمین کو دیکھا جو دوسری جانب سے آئی تھی اور جھک کر اس شخص کو دیکھ رہی تھی' پھر دوسرا آدمی بھی اتفاقیہ طور پر میری ہی رینج میں آیا۔ یہ مکان کے سامنے والے برآمدے میں نمودار ہوا تھا۔ اور اندرونی دروازے سے نکلا تھا اس کے حلق سے ہلکی سی چیخ بھی نکل گئی تھی' میں نیچے کود گیا۔ چیخ کی آواز پر دو آدمی دوڑتے ہوئے باہر آئے تھے انہیں ہمارے ان دونوں ساتھیوں نے سنبھال لیا جو اب خود بھی عمارت میں داخل ہو چکے تھے چاروں کو نہایت آسانی سے موت کی نیند سلا دیا گیا لیکن بہرحال ایلس واکر بھی تھا' پتا نہیں اپنی خواب گاہ میں پہنچ چکا ہے یا ابھی کسی سلسلے میں مصروف ہے اندر روشنی تو نظر آرہی تھی ہم سب اجتماعی طور پر اندر داخل ہوئے موٹے سے جسم کی ایک عورت باہر ہونے والے واقعات سے بے خبر ایک کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں جا رہی تھی اس نے مجھے دیکھا اور اس کے حلق سے ایک تیز جیسی چیخ نکلی۔ شاید میں یہاں مار کھا جاتا۔ ملازمہ قسم کی عورت کو زندگی سے محروم کرنے میں میرا ہاتھ یقیناً" لرزتا لیکن شیرمین کی بے رحمی نگاہوں کے سامنے آئی' اس نے موٹی عورت کے جسم میں تین گولیاں اتار دیں تھیں موٹی عورت کی تیز سیٹی جیسی چیخ سے ایک فائدہ بے شک ہوا وہ یہ کہ ایلس واکر پائپ ہاتھ میں پکڑے دروازے سے نمودار ہوا تھا۔ اس کے جسم پر سلیپنگ گاؤن تھا' ہم لوگ آڑ میں ہو گئے عورت سامنے ہی گری ہوئی تھی ایلس واکر نے بے اختیار کہا۔

"اوہ مسز پارک خیریت کیا ہوا آپ کو کیا آپ کا پاؤں پھسل گیا" وہ ہمدردانہ انداز میں موٹی عورت کی جانب بڑھا اور پھر دفعتہ ہی اس کے اندر وحشت پیدا ہو گئی' اس نے پلٹ کر واپس بھاگنے کی کوشش کی' غالباً" اس نے مسز پارک کے جسم میں خون ابلتے ہوئے سوراخ دیکھ لئے تھے لیکن جواب میں میری تین گولیاں اس دروازے سے لگیں جدھر ایلس واکر بھاگا تھا' میں نے دروازے کا لاک توڑ دیا۔ تاکہ ایلس واکر اندر داخل ہو کر دروازہ نہ بند کرلے اس کے ساتھ ساتھ ہی یہ ایلس واکر کے لئے وارننگ بھی تھی کہ رک جائے ورنہ یہ گولیاں اس کے جسم کو بھی چھو سکتی ہیں وہ رک گیا۔ جلتا ہوا پائپ اس کے ہاتھ سے نیچے گرا اور قالین پر چنگاریاں بکھر گئیں ایلس واکر ساکت ہو کر ہمیں دیکھنے لگا تھا ہم سب باہر نکل آئے ایلس واکر کے چہرے پر خوف کے آثار نمودار ہو گئے تھے وہ ساکت کھڑا ہوا تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر نرم لہجے میں کہا۔

"آپ کے چاروں محافظ' یہ موٹی عورت جسے آپ مسز پارک کے نام سے یاد کر رہے تھے یہ سب زندگی سے محروم ہو چکے ہیں اگر یہاں کوئی اور ابھی ہے تو آپ یقین کریں کہ آپ کے لئے کچھ نہ کر سکے گا چنانچہ فوراً" ہمارے ساتھ نکل چلیئے"

ایلس واکر نے سلگتے ہوئے قالین کو دیکھا اور پھر میری جانب اس کے بعد اس نے گردن جھکا دی۔ گویا وہ ہمارے ساتھ چلنے کے لئے تیار تھا غالباً" اس کے تجربے نے اسے بتایا تھا کہ جو لوگ اس کے سامنے موجود ہیں نہایت سفاک ہیں اور اس کی ذرا بھی جنبش اسے موت کے گھاٹ اتار سکتی ہے۔ وہ کچھ آگے بڑھا تو شیئرمین نے عقب سے وہ انجکشن اس کے شانے میں بھونک دیا جسے وہ پہلے سے تیار کر چکی تھی۔ ایلس واکر کو ہوش و حواس کے عالم میں یہیں سے لے جایا جا سکتا تھا۔ دوران سفر وہ کہیں بھی خطرناک ہو سکتا تھا۔ وہ اسی طرح چیخا جیسے چاقو بھونک دیا گیا ہو لیکن اسے سنبھال لیا گیا تھا۔ اس دوران میں نے سلگتے ہوئے قالین کو جوتے سے مسل کر بجھا دیا۔ پھر ہم ایلس واکر کو لئے ہوئے پھرتی سے باہر نکل آئے لینڈ روور اسٹارٹ ہو کر دروازہ پر آگئی' واکر کو اس میں ٹھونسا گیا اور پھر اس کے سفر کا آغاز ہو گیا۔ ہم سنسنی کا شکار تھے راستے میں کوئی بھی حادثہ پیش آسکتا تھا۔ اس لئے مستعد رہنا ضروری تھا۔ لیکن سب خیریت رہی۔ کوئی قابل ذکر واقعہ پیش نہیں آیا۔ ہم بالآخر یہ طویل مسافت طے کرکے دریائے وولتا کے اس ساحل پر پہنچ گئے جہاں سے ہمیں الاسکا لے جانے کے لئے دوسری گاڑی آنے والی تھی لینڈ روور کو وہاں تک لے جانے کا خطرہ اس تصور کے ساتھ مول نہیں لیا جا سکا تھا کہ کہیں کوئی گڑبڑ نہ ہو گئی ہو۔ ایرو ولتا کی انتظامیہ دریائے وولتا میں بھی موجود رہتی تھی' اگر اسے کہیں سے اطلاع مل گئی تو دریائی سفر میں ہمیں شدید خطرات کا سامنا کرنا پڑتا۔ جب کہ الاسکا ایک عام تفریحی اسٹیمر تھا۔ اور اس پر ایسے انتظامات نہیں تھے کہ ہم بحری پولیس سے مقابلہ کرکے نکل جاتے۔ بہت ہی محتاط انداز میں ایلس واکر کو یہاں تک لایا گیا تھا۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"شیئرمین ابھی کچھ وقت یہاں انتظار کرو' میں ذرا اطراف کی صورت حال کا جائزہ لے لوں۔ ہمیں ہر لحہ محتاط رہنا چاہیئے۔"

یہ کہہ کر میں نیچے اتر گیا۔ ان میں سے کوئی مجھ سے کسی سوال کا حقدار نہیں تھا۔ کیونکہ جوئن میکنر کے جانے کے بعد اس پورے مشن کا انچارج میں ہی تھا۔ میں نے وہ ٹیلی فون بوتھ پہلے سے منتخب کر لیا تھا بس ذرا بچتے بچاتے وہاں تک جانا تھا۔ چنانچہ میں جس طرح بھی بچ سے بن پڑا ٹیلی فون بوتھ تک پہنچا۔ بوتھ کے اطراف میں ماحول بھی تاریک تھا جو میرے لئے معاون ثابت ہوا۔ میں نے بوتھ میں داخل ہو کر وہ نمبر ڈائل کئے جو سینی بال نے مجھے دیئے تھے اور پھر میں نے ریسیور سے کان لگا لیا۔ دوسری طرف چند لمحات توقف کے بعد فون ریسیو کیا گیا تھا مردانہ آواز ابھری

"ہیلو کون صاحب....؟۔"

"مس سینی بال سے بات کرادیں' میں ان کا بہت قریبی دوست بول رہا ہوں۔"

"اوہ سوری سر' مس سینی بال تو اس وقت موجود نہیں ہیں نہ ہی انہیں فوری طور پر ٹریس کیا جا سکتا ہے آپ براہ کرم اگر ان کے لئے کوئی میسج ہو تو دے دیجئے جیسے ہی وہ آئیں آپ کو ٹیلی فون کرلیں گی۔"

"آپ کون صاحب ہیں؟۔"

"میں ان کا پرسنل اسسٹنٹ والٹر براؤن بول رہا ہوں۔"

"مسٹر والٹر براؤن پورے ہوش و حواس کے ساتھ میری اطلاع نوٹ کیجئے گا اگر اس میں آپ نے کوئی گڑبڑ کر دی تو اس کے مکمل ذمہ دار آپ ہوں گے۔ سائنسدانوں کے اس گروہ میں جو یہاں آیا ہوا ہے ایک انتہائی اہم سائنس دان کو اغوا کر لیا گیا ہے اور شاید اغوا کرنے والے اب تک ایرو ولتا سے باہر نکل چکے ہیں۔ میں یہ نشاندہی نہیں کر سکتا کہ وہ لوگ اسے کہاں لے گئے ہیں۔ لیکن ایک بات جو میں آپ سے کہہ رہا ہوں پورے غور و خوض کے ساتھ سنیئے۔ اگر مس سینی بال اس شخص کی بازیابی چاہیں تو انہیں تل ابیب پہنچنا ہوگا۔ یہ بات تو آپ لوگوں کو معلوم ہو ہی جائے گی کہ کون اغوا کیا گیا ہے لیکن اس بات کو گرہ میں باندھ کر رکھ لیجئے کہ اس شخص کو تل ابیب لے جایا جا رہا ہے۔ میں مس سینی بال کی بہترین معاونت کروں گا اور انہیں بتاؤں گا کہ اغواء شدہ شخص کو کس مقصد کے تحت تل ابیب لے جایا گیا ہے لیکن اس کے لئے انہیں تل ابیب کے ہوٹل "ہلٹن" میں قیام کرنا ہوگا اور وہاں اپنا نام سینی بال یا پھر کوئی ایسا نام درج کروانا ہوگا جس سے میں انہیں شناخت کرلوں۔ میرے خیال میں انہیں سینی بال کے نام ہی سے ہوٹل میں قیام کرنا چاہیئے تاکہ میں ان سے رابطہ قائم کرلوں۔ وہ ہوٹل کی انتظامیہ کو ہدایت کردیں کہ جیسے ہی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ان کے نام کوئی ٹیلی فون آئے' ان تک منتقل کر دیا جائے۔ یاد رکھیے گا ہوٹل "ہل مین تل ابیب"

"سنبھیے سنبھیے جناب' سنبھیے" دوسری طرف سے والٹر براؤن نے پرجوش لہجے میں کہا۔ لیکن میں نے ٹیلی فون بند کر دیا۔

جیب سے رومال نکال کر ریسیور پر سے اور ٹیلی فون بوتھ کے ہینڈل پر سے اپنے نشانات صاف کر دیئے اور اس کے بعد پر اطمینان انداز میں ٹہلتا ہوا وہاں تک آ گیا جہاں وہ لوگ سنسنی کا شکار میرا انتظار کر رہے تھے۔

"اطراف پرسکون ہیں' گاڑی آ گئی؟۔"

"یس سر' وہ موجود ہے۔" شیئرمین نے کہا' اور اس کے بعد ہم نے نہایت احتیاط سے ایلس واکر کو اس دوسری گاڑی میں منتقل کر دیا۔ گاڑی اسٹارٹ ہو کر چل پڑی فاصلہ بہت زیادہ نہیں تھا۔ ہمارا کسی نے تعاقب بھی نہیں کیا تھا میں چوکنے چیتے کی مانند چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔

دریا کی وسعتوں میں اور بھی بہت سے اسٹیمر رواں دواں تھے' ان کی روشنیاں دریا پر بہت خوشنما لگ رہی تھیں الاسکا پر موجود عملہ مستعد تھا' ہمیں فوراً ہی اسٹیمر میں منتقل کرا لیا گیا اسٹیمر کے عملے کی تعداد بھی پانچ تھی جن میں دو نوجوان لڑکیاں بھی تھیں اسٹیمر کے اس عملے میں لڑکیوں کی موجودگی سمجھ میں نہیں آئی' لیکن بہرطور اس سلسلے میں کوئی سوال بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ایلس واکر کو نہایت احتیاط کے ساتھ بے ہوشی کے عالم میں اسٹیمر کے کیبن میں منتقل کیا گیا اور وہاں سے کیبن کی نچلی سطح میں جہاں اس کے لئے خصوصی بندوبست کیا گیا تھا۔ اسٹیمر کے کپتان نے بتایا کہ حالات پرسکون ہیں اور کوئی اہم بات نہیں ہے چنانچہ میرے حکم پر اسٹیمر اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دیا گیا۔ حالانکہ رات بہت زیادہ گزر چکی تھی لیکن دریا کے چوڑے پاٹ پر رونقیں بکھری ہوئی تھیں زندہ دلوں نے رات دریا میں منانے کے انتظامات کئے تھے۔ میں کپتان کے پاس آ کھڑا ہوا اور یہ منظر دیکھنے لگا۔ اسٹیمر کی رفتار بالکل نارمل تھی تاکہ کسی کو شبہ نہ ہونے پائے' کپتان نے البتہ کچھ دیر کے بعد کہا۔

"چونکہ ہمیں اس حد سے آگے نکل جانا ہے جہاں تفریحی اسٹیمر رہتے ہیں چنانچہ تھوڑا سا محتاط رہنا ہوگا آگے کا سفر ہم بے شک تیز رفتاری سے کریں گے' لیکن ابھی یہ سفر اسی انداز میں کیا جا سکتا ہے۔"

"کیا بحری لانچیں نظر آتی ہیں؟۔"

"سو فیصدی جناب' وہ دیکھیئے وہ جن پر سرخ لائینس لگی ہوئی ہیں' وہ بحری انتظامیہ ہی کی لانچیں ہیں۔"

میں نے پرخیال انداز میں ہونٹ سکوڑے' پھر اچانک ہی شیئرمین کی آمد نے مجھے چونکا دیا۔

"ہیلو ڈیئر لائٹش میک کمو' دریا کے سفر میں لطف آ رہا ہے؟۔"

میں نے پلٹ کر اسے دیکھا اور عجیب سے انداز میں اسے دیکھتا رہ گیا۔ شیئرمین نے گلابی رنگ کی بکنی پہنی ہوئی تھی۔ اور پہلی بار اس کے بدن کے خطوط نمایاں ہوئے تھے۔ بلاشبہ انتہائی دلکش عورت تھی۔ لیکن یہ بکنی پہننا میری سمجھ میں نہیں آیا۔ تب ہی محبت سے باقی دونوں لڑکیاں بھی مختلف رنگوں کی بکنی پہنے ہوئے آ گئیں۔ شیئرمین نے آہستہ سے کہا۔

"سوری مسٹر میک' اصل میں ہمیں اسٹیمر کو ایسی ہی شکل دینی ہے کہ دیکھنے والے یہی سمجھیں کہ چند سرپھرے رات میں دریا کی سیر کو نکلے ہیں اور رنگ رلیاں منا رہے ہیں اسٹیمر پر ابھی تیز روشنیاں بھی کر دی جائیں گی تاکہ ہم نظر آتے رہیں میں نے آپ کی اجازت کے بغیر یہ عمل کر ڈالا ہے' کیا آپ کو اس پر کوئی اعتراض ہے؟۔"

"نہیں......" میں نے گہری سانس لے کر کہا

شیئرمین بھی بہرطور اسرائیلی سیکرٹ سروس کی ذہین نمائندہ تھی ایسی جس پر بھروسہ کیا جا سکے' غرض یہ کہ الاسکا کا یہ سفر جاری رہا اور ہم لوگ اطراف میں بکھرے ہوئے لوگوں سے محتاط آگے بڑھتے رہے۔ دریا کی روانی میں تیزی نہیں تھی' ہوائیں بھی ٹھہری ٹھہری سی تھیں ایک عجیب سی کیفیت کا احساس ہو رہا تھا۔ پھر وہ تفریحی اسٹیمر بہت پیچھے رہ گئے' یہاں تک کہ ان کی جگنوؤں کی مانند چمکتی ہوئی روشنیاں بھی نگاہوں سے اوجھل ہو گئیں۔ لیکن اس وقت ہم لوگ دم سادھ کر ساکت رہ گئے' جب اچانک ہی ہم پر تیز روشنیاں پڑیں۔ غالباً یہ ایک ایسی موٹر لانچ پر سے ہم پر ڈالی گئی تھیں جس کی تمام روشنیاں بھی بجھا دی گئی تھیں اور جونہی ہم ان کی رینج میں آئے انہوں نے ہمیں سرچ لائٹوں کی رینج میں لے لیا۔ پھر میگا فون سے کچھ کہا گیا اور الاسکا کے کپتان نے اسٹیمر کے انجن بند کر دیئے میں نے اس سے پوچھا کہ

دوسری طرف سے کیا کہا جا رہا ہے تو اس نے جواب دیا کہ ہمیں فوراً" رک جانے کی ہدایت کی گئی ہے اور عمل نہ کرنے کی صورت میں کہا گیا ہے کہ ہمیں گولہ باری کر کے اڑا دیا جائے گا۔

میں نے ایک دم سکوت اختیار کر لیا' دل میں ایک لمحے کے لئے خیال آیا تھا کہ کہیں ٹینی بال کو دی ہوئی اطلاع میری ناکامیوں کا سبب نہ بن جائے کیا ایروولٹا کی انتظامیہ والے اتنی برق رفتاری سے یہ اندازہ لگا سکے ہیں کہ جس ایک سائنسدان کو اغوا کیا گیا ہے اسے باہر لے جانے کے لئے کون سا راستہ اختیار کیا گیا ہے۔ بہرحال اگر ایسا ہوا تو اس بدترین ناکامی پر میں زندگی بھر اپنے آپ کو معاف نہیں کر سکوں گا۔

جب ہمارے اسٹیمر کا انجن بند ہو گیا تو دوسری لانچ کا انجن اسٹارٹ ہو گیا۔ وہ نہایت محتاط انداز میں ہمیں روشنیوں کے دائرے میں لئے ہوئے ہماری جانب بڑھ رہے تھے اور ہمارے چہرے پرسکوت تھے میرا دماغ خیالات کی بھٹی بنا ہوا تھا۔ رہ رہ کر دل میں یہی خیال آ رہا تھا کہ ٹینی بال کے لئے میں نے جو پیغام چھوڑا تھا وہ مصیبت بن گیا۔ لیکن بس یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ اس مختصر ترین وقت میں انہوں نے اتنی صحیح سمت کیسے اختیار کر لی؟

شیئرمین کا چہرہ شدت جوش سے سرخ ہو رہا تھا' جوں جوں بحری لانچ قریب آتی جا رہی تھی اس کا چہرہ اترتا جا رہا تھا اس نے سرگوشی کے انداز میں مجھ سے کہا۔

"یہ کیسے ہو گیا آخر' آخر یہ کیسے ہو گیا؟۔"

"میں کیا کروں' میرے تو اعصاب کشیدہ ہوتے جا رہے ہیں' آہ اگر یہ لوگ لانچ پر آ گئے اور انہوں نے تلاشی لے ڈالی تو یوں سمجھ لو ہم سب بڑی خاموشی سے موت کے گھاٹ اتر جائیں گے۔"

"یقیناً" اس بات کا خطرہ ہے اور اس کے بعد ہم اپنے آپ کو اسرائیلی باشندہ بھی ظاہر نہیں کر سکیں گے۔"

"ان کے آنے سے پہلے لائحہ عمل منتخب کر لو مائی ڈیئر لائٹش میک تاکہ ہم میں سے کوئی الٹی سیدھی بات نہ کہہ پائے۔"

"کچھ نہیں' میرا خیال ہے تمہیں نشے میں ڈوبی ہوئی ایک ایسی لڑکی کا کردار ادا کرنا ہے جو سمندر کی سیاحت پر نکلی ہے۔"

"آہ ونڈر فل' میں نے خود بھی یہی فیصلہ کیا تھا۔"

"اس کے علاوہ ہمیں کچھ ایسے مناظر پیش کرتے ہوں گے ان کے سامنے کہ وہ ہم سے دلچسپی لئے بغیر گزر جائیں۔"

"اور اگر انہیں اس بات کا شبہ ہو کہ اس اسٹیمر کے ذریعے کوئی اہم کام سرانجام دیا جا رہا ہے تو......۔"

"آخر کیسے شبہ ہو سکتا ہے' اس کی کوئی بنیاد بھی تو ہو" میں نے کہا اور شیئرمین خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گئی۔ بحری لانچ بالآخر ہمارے قریب پہنچ گئی' شیئرمین نے اپنا بدن کچھ اور عریاں کیا اور اس کے بعد اچانک ہی اس نے ایک ایسی حرکت کی' جس کی میں اس وقت توقع نہیں رکھتا تھا۔ اس نے میری گردن میں بانہیں ڈالیں اور اس بری طرح مجھ پر لد گئی کہ مجھے اپنا توازن سنبھالنا مشکل ہو گیا' تاہم اس کو سنبھالا تھا' شیئرمین نے اپنا اوپری جسم بالکل ہی عریاں کر دیا تھا اور میں ایک عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گیا تھا۔ ظاہر ہے میری فطرت اس منظر کو قبول نہیں کر سکتی تھی۔ لیکن ایروولٹا کے جانباز چند ہی لمحات کے بعد ہمارے اسٹیمر پر کود گئے' وہ بحری انٹیلی جینس کے آدمی تھے۔ انہوں نے پورے اسٹیمر کے منظر کو دیکھا اور پھر ان میں سے ایک ہم دونوں کے قریب پہنچ گیا۔

"اے سیدھے ہو جاؤ' سیدھے ہو جاؤ۔"

"یہ کیا کر رہی ہو تم؟۔" اس نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"سیدھی کھڑی ہو گئی ہوں۔" شیئرمین لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں بولی۔

"یہ تم سیدھی ہو؟۔"

"تو اور کیا' کیا میں تمہیں الٹی نظر آ رہی ہوں' ڈیئر تم بھی سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔" اس نے میری جانب رخ کر کے کہا اور اس وقت واقعی ایک بہترین طریقہ یہ تھا کہ میں بھی سیدھا کھڑا ہو جاؤں' چنانچہ میں بھی سر کے بل کھڑا ہو گیا۔ وہ دونوں قہقہے لگانے لگے تھے۔

"جہنم میں جاؤ۔" وہ دونوں واپس اپنی لانچ پر کود گئے' یہ سب کچھ ناقابل یقین تھا۔ میرے ہوش و حواس رخصت ہوئے جا رہے تھے' بدن میں اس قدر شدید سنسنی تھی کہ بیان سے باہر ہے' ذہن میں بس یہی ایک تصور تھا کہ کہیں ایلس واکر کے اغواء کی خبر عام نہ ہو گئی ہو اور اس کی تلاش نہ شروع کر دی گئی ہو۔ لیکن شکر تھا کہ ایسا نہیں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوا تھا' سب کچھ تباہ و برباد ہو جاتا' میرا سارا منصوبہ خاک میں مل جاتا' بحری لانچ آہستہ آہستہ واپس پلٹ پڑی اور ہم خاموشی سے اسے دیکھتے رہے' جب وہ کافی دور نکل گئی تو شیئرمین نے بے اختیار اپنا لباس درست کرلیا اور مجھ سے بولی

"سوری ڈیئر لائٹش میک' ویری سوری۔"

"تم سوری کہہ رہی ہو' میں کہتا ہوں اس وقت تم نے جو کارنامہ سرانجام دیا ہے وہ اب تک میرے سرانجام دیئے ہوئے تمام کارناموں پر بھاری ہے۔"

شیئرمین ہنس پڑی پھر بولی۔ "ویسے سیدھا ہونے کا یہ تجربہ کیسا رہا؟۔"

"کمال کا تجربہ رہا۔"

ہمارے ساتھی ملاح بھی ہنس رہے تھے' ان میں سے ایک نے کہا

"میڈم شیئرمین ایسی ہی ناقابل یقین حرکتوں میں اپنا جواب نہیں رکھتیں' اور اس سلسلے میں بہت مشہور تصور کی جاتی ہیں۔" شیئرمین مغرور انداز میں ہنسنے لگی پھر اس نے کہا۔

"درحقیقت اس وقت نجانے کتنا خون خشک ہو گیا ہے' اے اب سب لوگ اپنی اپنی ڈیوٹیاں سنبھال لو اور الاسکا کی رفتار تیز کردو' میرا خیال ہے ہم مشکل وقت سے گزر چکے ہیں۔"

میں کیبن سے پشت لگا کر پاؤں پھیلا کر تختے پر نیم دراز ہو گیا' شیئرمین میرے پاس ہی موجود تھی' بہت دیر تک وہ اسی طرح خاموش رہی۔ آسمان پر چاند آہستہ آہستہ ابھرتا جارہا تھا اور اب ہمارے اطراف سنسان ہو گئے تھے۔ تفریحی اسٹیمر اتنی دور تک نہیں آتے تھے۔ ایک طرح سے اگر یہ کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ اب ہمارا' اسٹیمر کھلے سمندر میں داخل ہو چکا تھا۔

سفر جاری رہا' تمام لوگ مطمئن انداز میں آگے کا سفر کر رہے تھے' راتوں رات ہمیں کیمرونا تک پہنچنا تھا' اب تک جو کامیابی حاصل ہوئی تھی اس نے ہمارے حوصلے بڑھا دیئے تھے۔ میں دوہری کیفیت کا شکار تھا۔ ابھی تو خیر اس سلسلے میں کوئی تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا اگر ابھی ایلس واکر کو ہمارے پاس سے برآمد کرلیا جاتا تو صرف ہمیں ہی نقصان پہنچ سکتا تھا۔ اور یہ بات ثابت کرنا مشکل ہو جاتی کہ امریکی سائنسداں کے اغواء میں اسرائیل کا ہاتھ ہے۔ کوئی اس بات کو تسلیم نہیں کرتا' غرض یہ کہ یہ سفر جاری رہا اور مس شیئرمین بہت زیادہ مسرور نظر آنے لگیں۔

پھر صبح کے تقریباً" پونے پانچ بج رہے تھے جب ہمیں دور سے کیمرونا نظر آیا' ملاحوں نے اس بات کا انکشاف کیا تھا کہ ہم کیمرونا کے قریب پہنچ گئے ہیں' وقت بھی نہایت مناسب تھا' کیمرونا پر شاید ہماری آمد کا انتظار کیا جارہا تھا کیونکہ وقت کا تعین کرلیا گیا تھا اور مس شیئرمین نے راستے میں مجھے یہ بتایا تھا کہ انہوں نے کیمرونا کو اس بات کی اطلاع دے دی ہے کہ ہم پہنچ رہے ہیں' حالانکہ انہوں نے میرے سامنے یہ عمل نہیں کیا تھا' لیکن بہرطور مجھے بہت زیادہ کھوج بھی نہیں کرنی تھی۔ میں جانتا تھا کہ ہم لوگ تمام ضروری ساز و سامان سے آراستہ ہیں اور لازمی امر تھا کہ کسی وسیع حیطہ عمل کے ٹرانسمیٹر کے ذریعے کیمرونا کو یہ اطلاع فراہم کی گئی ہوگی۔ بہرطور کیمرونا پوری طرح مستعد تھا اور غالباً" یہ بات منظر عام پر نہیں تھی کہ کیمرونا کا تعلق اسرائیل سے ہے' لیکن درپردہ اس پر تمام اسرائیلی عملہ ہی موجود تھا' کیمرونا سے ہمارے لئے سیڑھیاں لٹکا دی گئیں' انہوں نے نہایت تحفظ کے ساتھ ہمیں کیمرونا کے عرشے پر اٹھالیا اس کے بعد الاسکا کو کیمرونا پر اٹھانے کے انتظامات ہونے لگے۔ یہ کارروائی ان لوگوں پر چھوڑ دی گئی تھی ہم نے ایلس واکر کو نہایت احتیاط کے ساتھ کیمرونا پر منتقل کرلیا' کپتان جیمس سونا جو شکل و صورت ہی سے کسی سمندری جہاز کا کپتان لگتا تھا ہمارے آگے پیچھے پھر رہا تھا۔ شیئرمین سے غالباً" اس کے پہلے سے تعلقات تھے کیونکہ اس نے نہایت بے تکلفی سے شیئرمین کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے قریب کرتے ہوئے کہا تھا۔

"تم سے طویل عرصے کے بعد ملاقات ہو رہی ہے اور میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ تم پہلے سے کہیں زیادہ خوبصورت ہو گئی ہو۔"

شیئرمین نے بے تکلفی سے مسکراتے ہوئے کہا

"اور تم سمندری زندگی گزارتے گزارتے کوئی سمندری جانور ہی معلوم ہونے لگے ہو' پہلے سے کہیں زیادہ تندرست ہو گئے ہو۔" جیمس سونا نے گھن گرج قہقہہ لگایا اور شیئرمین کی کمر میں ہاتھ ڈالے وہاں سے آگے بڑھ گیا۔

میرے جوتے کو بھی اس کی پروا نہیں تھی' کیمرونا پر کام ہوتا رہا۔ ایلس واکر کو انڈر گراؤنڈ پہنچادیا گیا تھا۔ کیمرونا فوراً" ہی لنگر نہیں اٹھا سکا تھا۔ ضمنی کارروائیاں کرنی تھیں اسے' چنانچہ جیمس ان انتظامات میں مصروف ہو گیا اور میں یہ جائزہ لینے لگا کہ ایلس واکر محفوظ ہے یا نہیں۔ بہرطور یہ امریکی سائنسداں بڑی اہمیت کا حامل تھا اس کا مجھے پورا پورا اندازہ ہو رہا تھا۔

کیمرونا کو تقریباً" بیس گھنٹے مزید وہاں گزارنے پڑے اور اس کے بعد اس نے لنگر اٹھادیئے' ان لوگوں کا مکمل منصوبہ میرے علم میں نہیں تھا' فی الحال تو سمندری سفر ہی جاری تھا۔ سمندر پر پہلا دن گزر گیا۔ اور اسے ایک خوشگوار دن کہا جاسکتا تھا۔

ویسے شیئرمین زیادہ تر کیپٹن جیمس سونا کے ساتھ ہی رہی تھی دونوں کے خاصے گہرے تعلقات معلوم ہوتے تھے۔ اس کے بعد مجھے شیئرمین ہی کے ذریعے آئندہ کا پروگرام معلوم ہوا' پتا یہ چلا کہ ہمارا یہ سمندری سفر مختصر ہے اور ہمیں کیمرونا کے ذریعے صرف آئیوری کوسٹ تک جانا ہے اور آئیوری کوسٹ سے ہمیں بذریعہ ہوائی جہاز تل ابیب جانا ہوگا۔ میں مکمل طور پر خاموش تھا اور اب مجھے زیادہ پروا نہیں تھی' شیئرمین مجھے اسسٹ کر رہی تھی اور اس نے بعد کی تمام ذمے داریاں سنبھال لی تھیں اس کے نزدیک یہ کوئی خاص بات نہیں تھی کہ مجھ سے دوستی ہونے کے باوجود جیمس سونا کی آغوش میں جا بیٹھے۔

آئیوری کوسٹ تک کا سفر ختم ہو گیا۔ یہاں ہمارا استقبال کرنے والے موجود تھے اور ایک شاندار سے ہوٹل میں ہمارے قیام کا بندوبست تھا۔ افریقی روایات یہاں بڑے دلچسپ مناظر کے ساتھ نظر آتی تھیں اور ان میں خاصی دلچسپی محسوس ہوتی تھی' آئیوری کوسٹ بھی مغربی افریقہ ہی میں بحراوقیانوس کے جنوبی ساحل پر واقع تھا اور یہاں عیسائی' مسلمان وغیرہ ملی جلی زندگی گزارتے تھے۔ زیادہ تر غلبہ افریقی قبائلیوں کا تھا جو شہری آبادی میں بھی اپنی وہی جنگلی روایات کے ساتھ نظر آرہے تھے۔

دو دن یہاں قیام کیا گیا' خاص طور سے ایلس واکر کے لئے ایک پرائیویٹ جگہ منتخب کی گئی تھی اور اس کا یہی مطلب تھا کہ یہودی لابی' یہاں بھی اچھی خاصی حیثیت کی حامل تھی اور اس کے بہترین انتظامات تھے ایلس واکر سے میں نے کوئی باقاعدہ ملاقات نہیں کی تھی۔ اور اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ میں خود منظر عام پر نہیں آنا چاہتا تھا اس لئے کوئی ضرورت بھی نہیں محسوس کی تھی میں نے۔

شیئرمین البتہ یہاں ہوٹل ہی میں مقیم تھی اور اس نے ایک بار پھر مجھ سے رجوع کیا تھا۔

"مائی ڈیئر مسٹر لائٹش میک' کیا تم اب تک کی کارروائیوں سے مطمئن ہو؟۔"

میں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ ہنس کر بولی۔

"حالانکہ یہ سوال واقعی بے حد عجیب ہے ان کارروائیوں کے روح رواں تو تم ہی ہو' میرا مطلب یہ تھا کہ میری کارکردگی سے تم مطمئن ہو؟۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا" تمہاری کارکردگی سے تو میں کچھ زیادہ ہی مطمئن ہوں ڈیئر شیئرمین۔"

اس نے نہایت خوشدلی سے میرا شکریہ ادا کیا تھا۔ دو دن کے قیام کے بعد ایک خصوصی طیارہ ہمیں لے کر تل ابیب چل پڑا اور اب مجھے محتاط ہو جانا پڑا' بھیڑیوں کے بھٹ میں جا رہا تھا اور اس انداز میں کہ بہت بڑا کام کر کے آیا تھا۔ دیکھنا یہ تھا کہ سینی بال کس پائے کی عورت ثابت ہوتی ہے' ویسے میں نے اس بات کا مارجن رکھا تھا کہ ہو سکتا ہے میری یہ کارروائی میری پسند کے مطابق تکمیل تک نہ پہنچ جائے اور اس میں وہی گڑبڑ ہو جائے۔ بہرحال یہ تقدیر کا معاملہ بھی تھا' تقدیر جو فیصلہ کرتی ہے وہی سب سے اول ہوتا ہے اور اس میں کوئی ترمیم آسان نہیں ہوتی۔ چنانچہ دیکھنا پڑے گا کہ سینی بال کی کارروائی کس حد تک ہے' اگر وہی مستعد ہو تو پھر تو کام ہو سکتا ہے ورنہ مسٹر ایلس واکر تو اسرائیلیوں کے چکر میں پھنس ہی گئے تھے۔ اور مجھے یقین تھا کہ اگر ان کی نشاندہی نہ ہو سکے تو ان کی تمام تر زندگی وہیں گزر جائے گی اور وہ اسرائیل کے لئے کام کرنے پر مجبور ہوں گے۔

ہم تل ابیب پہنچ گئے اور یہاں خفیہ طور پر ہمارے استقبال کا جو شاندار بندوبست کیا گیا تھا وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ تل ابیب کی انتظامیہ کے بہت بڑے بڑے نام جن سے مجھے واقفیت تھی' بذات خود ہمارے استقبال کے لئے موجود تھے' مسٹر ایلس واکر کو نہایت اہتمام کے ساتھ ایک کانفرنس ہال میں طلب کیا گیا' مجھے بھی وہاں جانے کا موقع دیا گیا تھا۔ مسٹر جونن ہیکٹر بھی موجود تھے۔ یہاں ایک اعزازی تقریب ہوئی جو بہت سے لوگوں کے لئے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی اور اس تقریب میں مسٹر ایلس واکر کو مخاطب کر کے کہا گیا کہ ان کے مفادات نہیں بدلے جو کچھ وہ حکومت امریکہ کے لئے کر رہے تھے اب براہ راست اسرائیل کے لئے کریں گے اور انہیں وہ تمام مراعات دی جائیں گی جو اس پائے کے سائنسداں کو دی جا سکتی ہیں۔ مسٹر ایلس واکر کو بھی اس دوران صورت حال کا پورا پورا اندازہ ہو گیا تھا۔ غالباً" زمانہ ساز آدمی تھا۔ اپنی تقریر کو نارمل رکھتے ہوئے اس نے کہا کہ وہ ایک سائنسداں ہے اور اس کی زندگی کا اولین مقصد اپنی صلاحیتوں کو ان کاموں کے لئے استعمال کرنا ہے جن سے اسے دلچسپی ہے"۔ اس نے کہا۔

"بے شک میں ایک امریکی شہری ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ حکومت امریکہ 'اسرائیل' کو اپنی اولاد کی مانند سمجھتا ہے۔ اور اس کے ہر مفاد سے حکومت امریکہ کو اتنی ہی دلچسپی ہے جتنی خود اسرائیل کو چنانچہ ایلس واکر کو اسرائیل کے لئے کام کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے اسے وہ تمام آسانیاں مہیا کی جائیں جو اسے درکار ہوں۔"

ایلس واکر کی اس تقریر نے ماحول کو بے حد خوشگوار بنا دیا 'ان کا شکریہ ادا کیا گیا' پھر بات جوئن ہیکمر تک آئی اور جوئن ہیکمر نے نہایت فراخدلی سے اس کامیابی کا سہرا میرے سر باندھ دیا' تب میری پذیرائی کا آغاز ہوا اور میں نے بڑی جذباتی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میری زندگی کا صرف ایک مقصد ہے کہ مضبوط سے مضبوط تر اسرائیل دیکھوں حالانکہ دل میں یہی خیال تھا کہ میں تو اپنی زندگی کا ایک ہی مقصد رکھتا ہوں وہ یہ کہ آزاد فلسطین ایک بار پھر آزاد نظر آئے اور اسرائیل کا نام و نشان روئے زمین سے مٹ جائے۔ یہی میری زندگی کا مشن تھا اور یہی مقصد...... امیڈم شیئرمین بھی یہاں آکر بالکل ہی علیحدہ ہو گئی تھیں۔ میرے لئے ایک شاندار ہوٹل میں بندوبست کیا گیا تھا اور مجھ سے پوچھا گیا تھا کہ کیا میں بیروت جانا چاہتا ہوں' جواب میں' میں نے یہی کہا تھا کہ بیروت سے مجھے بہت زیادہ دلچسپی نہیں ہے' میں تو صرف اپنے وطن کی محبت میں ان کاموں میں مصروف ہوں اور چاہتا ہوں کہ میرے سپرد کوئی اور اہم ذمے داری کر دی جائے بہرحال میں نے اپنے پنجے مضبوطی سے گاڑھ لئے تھے اور اس کے بعد میری جستجو کا آغاز ہو گیا۔ لیکن اس احتیاط سے کہ ہوا کو بھی پتا نہ چلے کہ میرا اپنا مقصد کیا ہے۔

میں انتہائی خاموشی سے اپنے کام کو سرانجام دیتا رہا' سب سے پہلا کام تو یہ تھا کہ ایلس واکر کو کہاں منتقل کیا جا رہا ہے یا اس کے قیام کا کہاں بندوبست کیا گیا ہے۔ مجھے پتا چلا کہ ایلس واکر کو ڈیاس سٹی پہنچا دیا گیا ہے جہاں اسے لاج نمبر تیرہ میں رکھا گیا ہے۔ میں نے ڈیاس سٹی کے بارے میں معلومات حاصل کرنی شروع کر دیں۔ یہاں اہم ترین لوگ رہا کرتے تھے۔ بہت خوبصورت مکانات بنے ہوئے تھے اور ان میں ہر طرح کی آسائشیں فراہم کر دی گئیں تھیں۔ یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ مسٹر ایلس واکر کے لئے ایک باقاعدہ الگ لیبارٹری کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔ ڈیاس سٹی میں ایک بار میں نے ایلس واکر سے جا کر ملاقات بھی کی۔ ایلس واکر کے انداز سے صاف پتا چل گیا تھا کہ وہ مصلحتاً" خاموش ہے اور جو کچھ کر رہا ہے اداکاری کے طور پر کر رہا ہے۔ بس اتنا ہی کافی تھا۔ جب مجھے یہ اندازہ ہو گیا کہ تل ابیب میں میرا کوئی تعاقب وغیرہ نہیں کیا جاتا تو پھر میں کھل کھیلا۔ پہلے یہاں کے نائٹ کلبوں کی سیر کی اور اس کے بعد ٹہلتا ہوا ہوٹل بل مین پہنچ گیا۔

یہاں ظاہر ہے مجھے معلومات حاصل کرنے میں خاصی مشکلات درپیش تھیں۔ تاہم میں نے اپنے طور پر اندازے لگانا شروع کر دیئے' اور پھر ایک رات میں ہوٹل بل مین کے ڈائننگ ہال میں سینی بال کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ ایک میز پر ایک شخص کے ساتھ بیٹھی کھانا کھا رہی تھی' پتا نہیں کب یہاں پہنچی ہے۔ بہرطور اسے دیکھ کر خوشی سے میرا دل اچھل پڑا تھا۔ اس کا مقصد ہے کہ اس نے میرے پیغام کو صحیح طور پر سمجھ لیا ہے اور عمل کرنے چل پڑی ہے۔ لیکن مجھے اس کی نگاہوں سے محفوظ رہنا تھا کیونکہ وہ مجھے گینی ایلش کے ساتھ دیکھ چکی تھی اور باآسانی پہچان سکتی تھی۔ یہ مسئلہ بہت الجھا ہوا تھا اور مجھے ہر قدم ہوشیاری سے اٹھانا پڑ رہا تھا۔

چنانچہ میں نے اپنے آپ کو اس کی نگاہوں سے محفوظ رکھا اور اس کے بعد میں نے نہایت ہوشیاری سے اس کا تعاقب کیا۔

خاصی رات گئے وہ ڈائننگ ہال سے اٹھی تھی اور اس کے بعد ساتویں منزل کے ایک کمرے میں پہنچ گئی تھی میں

نے نہایت ذہانت سے ہوٹل کے کاؤنٹر رجسٹر سے اس کمرہ نمبر کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ تو مجھے پتا چل گیا کہ سینی بال یہاں مس میڈونا کے نام سے مقیم ہے اور چار دن قبل یہاں آئی ہے وہ اپنے کمرے میں تنہا ہی رہتی ہے اور اس کی ایکٹیویٹیز محدود ہیں۔ اس کا مقصد تھا کہ سینی بال نہایت صبر و سکون کے ساتھ میری طرف سے ملنے والے پیغام کا انتظار کر رہی تھی۔ دیگر معلومات حاصل کرنے کے بعد میں واپس آ گیا۔ کسی بھی اہم کام میں دیر یا تساہل سے کام لینا کسی بھی طرح سود مند نہیں ہوتا چنانچہ اب سب سے پہلے سینی بال سے رابطہ قائم کر لیا جائے اور اس کے لئے میں نے کچھ فاصلے پر لگے ہوئے ایک ایسے ٹیلی فون بوتھ کو منتخب کیا جو کمرشل علاقے میں تھا۔ دن میں تو یہ ٹیلی فون بوتھ یقینی طور پر مصروف رہتا ہو گا' لیکن رات کے اس وقت یہاں دور دور تک کسی کا پتا نہیں تھا۔ چنانچہ میں ٹیلی فون بوتھ میں داخل ہو گیا اور بل مین کا نمبر ڈائل کیا اور اس کے بعد اس کمرے کا فون نمبر طلب کیا جسے میں نوٹ کر کے آیا تھا۔ فون فوراً" ہی ریسو کر لیا گیا۔ یقینی طور پر سینی بال سخت ٹینشن کا شکار ہو گی۔ دوسری طرف سے اس کی آواز میں نے پہچان لی تھی۔

"ہیلو کون بول رہا ہے؟۔" دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"وہی جس کا آپ کو انتظار تھا مس سینی بال۔" میں نے جواب دیا اور دوسری طرف چند لمحات کے لئے خاموشی طاری ہو گئی پھر اس نے کہا۔

"معاف کیجئے گا آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے سینی بال نامی کوئی خاتون یہاں......"

"میں جانتا ہوں مس سینی بال' آپ ایک اجنبی نام سے یہاں مقیم ہوئی ہیں اور میرے خیال میں آپ نے بہت بہتر کیا ہے۔"

"آپ کون صاحب ہیں' یقیناً" آپ کسی غلط فہمی کا شکار ہوں گے؟۔"

"دیکھیے آپ سے دور رہ کر ٹیلی فون پر آپ کو مخاطب کرنا میری مجبوری ہے تعارف کے لئے ایروولنا کا نام لوں گا جہاں میرا پیغام آپ کو آپ کے ماتحت کے ذریعے ملا ہو گا جس کے تحت آپ یہاں پہنچی ہیں اور آپ کو بل مین میں قیام کی ضرورت پیش آئی ہے۔"

دوسری طرف چند لمحات کے لئے خاموشی چھا گئی تھی پھر سینی بال کی آواز سنائی دی۔

"میرے عزیز دوست' میں پہچان گئی تم کون ہو' لیکن یہ شرارت اچھی نہیں ہے' ہماری دوستی بچپن کی ہے اور ہمیشہ ہمیشہ قائم رہنے کے لئے ہے' ایسی حالت میں کیا یہ مناسب نہیں ہے کہ تم مجھ سے آ کر ملو' میں نے بہت عرصے سے تمہیں نہیں دیکھا۔ تمہارے لئے بے چین ہوں۔"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی' میں سمجھ گیا تھا کہ سینی بال کی کیفیت کیا ہو گئی ہے۔ اتنا تو وہ پہچان گئی کہ میں کون ہوں' اسے یہ علم ہو گیا تھا کہ میں ہی وہ شخص ہوں جس نے اسے ایلس واکر کے اغواء کے بارے میں اطلاع دی ہے' اس کی ذہنی کیفیت کو بھی سمجھتا تھا۔ ٹیلی فون پر وہ اس قسم کی باتیں نہیں کرنا چاہتی تھی چنانچہ اب اس نے یہ پینترا بدلا تھا۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میڈم سینی بال' یا چلئے میں آپ کو مس میڈونا کے نام سے مخاطب کئے لیتا ہوں' درحقیقت میری آپ سے ملاقات ممکن نہیں ہے۔ اگر یہ ممکن ہوتی تو میں ایروولنا ہی میں براہ راست آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو تفصیلات سے آگاہ کرتا۔ لیکن میری بھی کچھ مجبوریاں ہیں اور افسوس یہ ہے کہ ان مجبوریوں کی تفصیل بھی میں آپ کو نہیں بتا سکتا۔ ان مجبوریوں کے تحت میرا آپ سے ملنا ممکن نہیں ہے۔"

"تم نے میری ذات کے لئے اتنا بڑا کام کیا ہے کہ میں ساری زندگی اگر تمہارا احسان اتارنے میں کوشاں رہوں تو نہیں اتار سکوں گی۔ تم یہ کیوں سمجھتے ہو کہ مجھ سے ملاقات کرنے کے بعد تم کسی نقصان میں رہو گے۔"

"آپ کے خلوص کو میں سمجھ رہا ہوں' مس میڈونا' لیکن عرض کر چکا ہوں کہ میرے کچھ ایسے مسائل ہیں جن کی وجہ سے میں آپ سے ملاقات کرنے سے معذور ہوں۔"

"لیکن ٹیلی فون پر ہم یہ گفتگو کیسے کر سکتے ہیں؟۔"

"میرا یہ خیال ہے بلکہ میں نے اس کا مکمل تجزیہ کر لیا ہے کہ نہ آپ کی جانب کسی کی توجہ ہے اور نہ ہی میری سمت اور اس وقت میں ایک پبلک کال بوتھ سے آپ سے گفتگو کر رہا ہوں۔"

"آؤ میری بات مان لو' میرے عزیز دوست میری بات مان لو' میں تم سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"یوں سمجھ لیجئے یہ قطعی حالت میں ناممکن ہے۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اوہ' بہت بڑے خطرے میں ڈال دیا ہے تم نے مجھے' تم کیا سمجھتے ہو ہمارے رقیب ہماری جانب متوجہ نہیں ہوں گے' لیکن پھر بھی وہ لہجہ اختیار کرو اور وہ زبان استعمال کرو جس سے حقیقتوں کا اظہار نہ ہوسکے"۔

"ہاں میں اس حد تک تیار ہوں' اب آپ بتایئے مس میڈونا کہ کیا آپ بھی تمام حقیقتوں کو جاننے کے لئے تیاریاں کرکے آئی ہیں؟۔"

"ہاں......"

"تو پھر یوں سن لیجئے کہ ہماری محبوب ہستی وہاں سے اغواء ہونے کے بعد تل ابیب پہنچ چکی ہے اور یہاں اسے ایک انتہائی محفوظ جگہ رکھا گیا ہے۔"

"کہاں......؟۔"

"ڈیاس ٹی' لاج نمبر تیرہ۔"

"ایک منٹ' میں اسے کوڈ کرلوں۔"

میں چند لمحات کے لئے خاموش ہوگیا اور اس کے بعد اس نے کہا۔

"پورے اعتماد کے ساتھ یہ بات کہہ رہے ہو؟۔"

"اس جگہ جس کا نام میں ایک بار لے چکا ہوں اور بار بار اسے دہرانے کی ضرورت نہیں' اہم ترین لوگوں کو رکھا جاتا ہے یہاں لانے کے بعد ہماری محبوب ہستی ان نافرمانوں کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے مجبور ہے' جنہوں نے اسے یہاں تک لانے کا کام سرانجام دیا ہے۔"

"وہ خیریت سے تو ہے ناں' میرا مطلب ہے اسے کسی قسم کی جسمانی نقصان پہنچانے کی کوشش تو نہیں کی گئی؟۔"

"وہ انہیں جس قدر محبوب ہے اس کے تحت تو وہ اس کے پاؤں کے ناخن کو بھی نقصان نہیں پہنچائیں گے کیونکہ اس سے انہیں کام لینا ہے۔ چنانچہ وہ بالکل محفوظ ہے۔"

"یہ جگہ...... میرا مطلب ہے......"

"مس میڈونا میں نے آپ سے پہلے ہی مرحلے پر یہ سوال کیا تھا کہ کیا آپ مکمل انتظامات کے ساتھ آئی ہیں؟۔"

"ہاں سوری' لیکن ایک بار پھر دل کی بات کہنا چاہتی ہوں' یہ مرحلہ جس شکل میں بھی طے ہو تم نے میرے اوپر جو احسان کیا ہے اور اس بارے میں' میں کامیابی حاصل کرسکوں یا نہ کرسکوں' لیکن تمہارے اس احسان کو میں کبھی فراموش نہیں کروں گی' اس احسان کے لئے میں تہہ دل سے تمہاری شکر گزار ہوں۔"

"تو پھر یوں کیجئے کہ میرے اور اپنے درمیان ایک مسلسل رابطہ قائم کرلیجئے اگر مجھے کبھی آپ کے وطن' آپ کے شہر میں کوئی مشکل درپیش ہو یا آپ کی مدد کی ضرورت پیش آجائے تو آپ میری مدد کریں گی۔"

"صرف اتنے فاصلے سے ایک دوسرے کی صورت سے ناواقف ہو کر اگر یہ قول و قرار کئے جائیں تو یہ ایک دکھ بھری بات ہے۔ لیکن خیر' میں اسے بھی تسلیم کرتی ہوں' وقت اگر کبھی تمہیں مجھ پر اعتماد دلادے تو بے دھڑک آکر مجھ سے مل لینا۔ زندگی کی بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن میں انسان پیشہ وارانہ طور پر عمل کرتا ہے' لیکن پیشے سے ہٹ کر بھی ایک رشتہ ہوتا ہے' مضبوط' مستحکم' مصلحت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا' میں ایک بار پھر تمہیں اسی رشتے کی پیشکش کرتی ہوں۔"

"بے حد شکریہ' یہ پیشکش میرے پاس محفوظ رہے گی۔ اب آپ زیادہ بہتر سمجھتی ہیں کہ آپ کو کس پیمانے پر کام کرنا ہے' آپ کا ایک بھی قدم اگر اوچھا یا ہلکا پڑا تو یوں سمجھ لیجئے کہ آپ اپنے مقصد سے محروم ہوجائیں گی۔"

"میں جانتی ہوں' یہ بات میں اچھی طرح جانتی ہوں۔"

"میرے لائق اور کوئی خدمت؟۔"

"چھوڑو' رہنے دو نام تک تو بتایا نہیں اپنا۔" سینی بال نے محبوبانہ انداز میں کہا اور میں آہستہ سے ہنس پڑا' میں جانتا تھا کہ یہ آخری حربہ ہے عورت والا اور اسی حربے سے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے جاچکے ہیں لیکن اس وقت میں اس حربے کو کارگر نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں نے اسے خدا حافظ کہا تو وہ جلدی سے بولی۔

"دیکھو بات سنو' اگر میں ٹیلی فون پر تم سے رابطہ قائم کرنا چاہوں تو کیا یہ ممکن ہوسکے گا؟۔"

"نہیں' لیکن میں آپ کے حکم کے مطابق' جب بھی آپ کہیں آپ کو ٹیلی فون کروں۔"

"نہیں پھر بیکار ہے' تم نے بہت کچھ دیا ہے مجھے' ایک بار پھر کہہ رہی ہوں کامیابی حاصل ہو یا نہ ہو لیکن میں تمہیں ہمیشہ یاد رکھوں گی۔"

"خدا حافظ۔"۔

میں نے ٹیلی فون بند کردیا اور پھر کال بوتھ سے نکل آیا۔ سڑک پر ٹہلتے ہوئے میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ سینی بال کا چہرہ نگاہوں کے سامنے تھا' یاد کرنے کی چیز تو خیر وہ بھی تھی اور اسے باآسانی بھولا نہیں جاسکتا تھا لیکن اب ایسی بھی دیوانگی مجھ پر طاری نہیں ہوئی تھی کہ ساری مصلحتیں نظر انداز کرکے صرف اپنے شوق کی تکمیل کروں' شوق تو شاید کافی حد تک پورا ہوچکا تھا اور شوق پورا کرنے کے لئے آس پاس میں اتنے کردار بکھرے ہوئے تھے کہ بعض اوقات فیصلہ کرنا مشکل ہوجائے کہ کس کی پذیرائی کی جائے اور کس سے انحراف کیا جائے۔ بہرطور اپنی اس پہلی کارروائی کے بعد میں مطمئن ہوگیا۔ تل ابیب میں مجھے پورا پورا تحفظ حاصل تھا۔ میری خدمت گزاری اور میرا خیال رکھنے کے لئے بہت سے لوگوں کی ذمے داریاں لگائی گئی تھیں' میڈم شیئرمین مصروف ہوگئی تھیں اور پھر انہوں نے میری چند باتوں سے یہ محسوس کرلیا تھا کہ میں اپنے آپ پر ان کا ہروقت کا تسلط ناپسند کرتا ہوں چنانچہ سنبھل گئی تھیں۔ مسٹر جونی بیکنر جو اب تقریباً" تندرست ہوچکے تھے کبھی کبھی مجھ سے ملاقات کرتے رہتے تھے۔ کچھ تھوڑے سے اسرائیلی محکمہ خفیہ کے امور بھی نمٹانے پڑتے تھے۔ یہ گویا میرے عہدے کے مطابق تھا اور یہ ذمے داریاں مجھے سرانجام دینا تھیں۔ اس کے لئے بھی پانچ افراد کا عملہ میرے حوالے کرکے مجھے ایک قیمتی آفس دیا گیا تھا۔ گویا میری حیثیت بڑھتی جارہی تھی اور وہ لوگ یہ تسلیم کرچکے تھے کہ میں ایک انتہائی کارآمد شخصیت ہوں' اب میرے ذہن میں یہ تجسس تھا کہ کسی طرح مجھے اس بارے میں معلومات حاصل ہوجائیں' میں سوچ رہا تھا کہ کوئی ایسا مناسب ذریعہ ہو جس سے میں اپنے اس مقصد کی تکمیل کرسکوں' لیکن مناسب ترین ذریعہ میڈم شیئرمین ہی کا ثابت ہوا' ایک شام وہ آئیں تو ان کے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں اور وہ خاصی پریشان نظر آرہی تھیں۔ کہنے لگیں۔

"آپ کو کچھ معلوم ہے مسٹر لائش میک؟۔"

"کیا......؟۔" میں نے سوال کیا۔

"غضب ہوگیا ہے' ہمیں اتنی بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا ہے کہ میں سوچ رہی ہوں کہ کہیں کوئی مشکل پیش نہ آجائے۔"

"آپ سسپنس پیدا کررہی ہیں میڈم شیئرمین۔"

"نہیں' نہیں میں اتنی ہی متجسس ہوں کہ آپ کو بتا نہیں سکتی میرا خیال تھا کہ آپ ان معاملات سے غیر متعلق نہ ہوئے ہوں گے اور اپنے طور پر ان پر نگاہ رکھ رہے ہوں گے۔ آپ کو اس بات کا علم ہوگا لیکن اب یہ اندازہ ہورہا ہے کہ آپ بھی اس معاملے سے بالکل ناواقف ہیں۔"

میں سرد نگاہوں سے شیئرمین کا چہرہ دیکھتا رہا' اس کی یہ تجسس آمیز گفتگو مجھے پسند نہیں آئی تھی۔ البتہ اپنے طور پر میں نے اندازہ لگالیا تھا کہ محترمہ سینی بال کوئی کام دکھاچکی ہیں۔

شیئرمین کو شاید یہ احساس ہوگیا تھا کہ اس نے اپنی گفتگو طویل کردی ہے۔ چنانچہ اس نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"سوری مجھے معاف کرنا لیکن میری ذہنی کیفیت ایسی ہی ہے اصل میں بڑا عجیب و غریب واقعہ ہوگیا' تمہیں معلوم ہے مائی ڈیئر لائش میک کہ تل ابیب کے آس پاس امریکی بحری بیڑے موجود ہوتے ہیں اور بہت سے کام سرانجام دیئے جارہے ہیں۔ امریکی فوجیوں کی بھی اچھی خاصی تعداد یہاں موجود ہے' پرسوں کی بات ہے' پرسوں رات کو کوئی پونے دس بجے کے قریب اچانک ہی کوئی سو امریکی فوجی جوان' کچھ اعلیٰ افسران کی سرکردگی میں ڈیاس ٹی پہنچ گئے انہوں نے لاج نمبر تیرہ کا محاصرہ کرلیا اور اس کے بعد چند افراد اندر داخل ہوگئے۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے مسز ایلس واکر کو برآمد کرلیا اور انہیں اپنی تحویل میں لے کر وہاں سے چلے گئے۔ جب یہ کارروائی مکمل ہوئی تو امریکی سفارتخانے نے وزارت داخلہ سے رابطہ قائم کرکے یہ اطلاع انہیں دی کہ اپرولٹا کی کانفرنس سے ایک اہم امریکی سائنسداں کو اغواء کرکے تل ابیب لایا گیا ہے اور اسے سرکاری تحویل میں رکھا گیا ہے۔ بس یہ سمجھ لیجئے مسٹر لائش میک کہ قیامت آگئی' ایلس واکر کو کیونکہ قبضے میں لے لیا گیا ہے اس لئے ہمارے پاس جوابدہی کا کوئی راستہ نہیں رہا۔ تمام محکموں میں کھلبلی مچ گئی ہے۔ سارے اعلیٰ کمان کے لوگ سر جوڑے بیٹھے ہوئے ہیں کہ اب کیا کریں' ادھر ایلس واکر نے جو بیان دیا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے اس نے اور زیادہ آگ لگادی ہے۔"

میں سنجیدہ نگاہوں سے شیئرمین کو دیکھ رہا تھا' اس نے خود ہی کہا۔

"مسٹر ایلس واکر نے کہا ہے کہ ایرو ولٹا سے انہیں اغواء کر کے حکومت تل ابیب کے حوالے کیا گیا ہے اور یہاں حکومتی پیمانے پر انہیں ایک قیدی کی حیثیت دی گئی ہے' اعلیٰ حکام نے ان سے ملاقات کر کے کہا ہے کہ اب وہ خفیہ طور پر وہ تمام کام اسرائیل کے لئے کریں گے جو وہ حکومت امریکہ کے لئے کرتے رہے ہیں۔ انہیں ہر طرح کی مراعات دی جائیں گی' لیکن اگر کبھی انہوں نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی یا کسی سازش میں حصہ لیا۔ جس سے یہ بات پتا چل جائے کہ وہ حکومت اسرائیل کے قیدی ہیں تو انہیں اور ان کے خاندان کو خفیہ طور پر ختم کر دیا جائے گا اس بیان نے امریکی حکام کو کافی برگشتہ کر دیا ہے۔ براہ راست رابطے قائم ہیں اور گفت و شنید ہو رہی ہے اس کی تفصیلات تو ہمیں نہیں معلوم ہو سکیں لیکن بنیادی طور پر یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ گفت و شنید بہتر نہیں ہوگی۔ صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ یہ کارروائی خفیہ طور پر جنگی مقاصد کے لئے ہے اور اس سلسلے میں حکومت امریکہ یعنی اپنے سرپرست سے بھی غداری کی گئی ہے آپ یوں سمجھ لیجئے کہ اس وقت حکومت اسرائیل ایک شدید اندرونی بحران کا شکار ہو گئی ہے' جس کا بظاہر کوئی حل نظر نہیں آتا۔ خطرہ یہ ہے کہ اس عمل سے کہیں بہت سے مفادات مجروح نہ ہو جائیں' اصل میں ہم لوگوں پر تو اس کی قطعی ذمے داری عائد نہیں ہوتی' ہم نے اپنا کام سرانجام دینے کے بعد ایلس واکر کو حکومت اسرائیل کے حوالے کر دیا تھا اور اس کے بعد سرکاری طور پر کوئی ایسی ذمے داری ہمارے سپرد نہیں کی گئی تھی جس میں ہمیں ایلس واکر کا تحفظ بھی سونپا گیا ہو' ان لوگوں نے اسے مکمل طور پر اپنی تحویل میں لے لیا تھا لیکن بہرحال اخلاقی طور پر اور ایک محب وطن کی حیثیت سے مجھے ہی نہیں بلکہ ہر شخص کو پریشان ہونا چاہیے کہ اس کے نتائج کیا ہوں گے' یہ تو تھی وہ تمام صورت حال جو پیش آئی لیکن آپ کا کیا خیال ہے مسٹر لائنش میک' یہ سب کیسے ہوا' بہت بڑا کام ہے یہ تو' با آسانی نہیں ہو سکتا۔ ایلس واکر کو جس کامیابی کے ساتھ وہاں سے اغواء کر کے یہاں پہنچایا گیا ہے وہ سنہری الفاظ میں لکھنے کے قابل ہے' لیکن اس کے بعد حکومت اسرائیل اس کی حفاظت اور اسے محفوظ رکھنے میں جس طری طرح ناکام ہوئی ہے' میں سمجھتی ہوں کہ اس کے اثرات بہت دور دور تک پہنچیں گے"

میں اب بھی خاموش تھا' شیئرمین نے کسی قدر الجھ کر کہا

"کیا بات ہے آپ نے بالکل خاموشی اختیار کر لی ہے۔"

میں نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"میری محنت پر جس طرح پانی پھرا ہے' میڈم شرمین اس کے بعد کیا آپ سمجھتی ہیں کہ مجھے خوشی ہوگی؟۔ ہم نے جس طرح محنت کر کے اتنے مشکل حالات میں مسٹر ایلس واکر کو وہاں سے نکالا تھا۔ میں سمجھتا ہوں اس تمام کارروائی کو ملیامیٹ کر دیا گیا ہے۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ہے' میں آپ کی ذہنی کیفیت اچھی طرح سمجھتی ہوں"

"اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ بس یوں سمجھ لیں کہ ہماری تمام محنت اکارت ہوئی ہے مسٹر جوئن ہیکنر کہاں ہیں؟"

"اپنے گھر پر ہی ہوں گے میری ان سے ملاقات نہیں ہوئی۔"

" برائے کرم ٹیلی فون پر جوئن ہیکنر سے بات کرائیے"

میں شدید رد عمل کا اظہار کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ کسی قسم کا کوئی سقم نہ رہ جائے۔ مسٹر جوئن ہیکنر سے رابطہ قائم ہو گیا۔ میں نے میڈم شیئرمین کے ہاتھ سے ٹیلی فون لیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر ہیکنر' آپ کا خادم لائنش میک بول رہا ہے۔"

"اوہ' ڈیئر لائنش میک کیا تم نے اس بدترین حادثے کے بارے میں سن لیا ہے؟"

"جی ہاں! میڈم شیئرمین نے ابھی یہ تمام تفصیلات بتائی ہیں"

"یوں سمجھ لیں اس وقت حکومت اسرائیل پر ایک برا وقت آپڑا ہے' امریکی پالیسیاں ہمارے حق میں ہیں' لیکن اب جب یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم نے خود حکومت امریکہ کے خلاف سازش کی ہے تو سمجھ لو کہ اس کے نتائج کیا سامنے آئیں گے"

"یہ ساری باتیں اپنی جگہ ہیں مسٹر جوئن ہیکنر' لیکن اسے لانے کے سلسلے میں ہم لوگوں نے جس قدر محنت کی ہے' ہماری اس محنت پر پانی پھیر دینے کا ذمہ دار کون ہے؟"

"ذمے داروں کو منظر عام پر لایا جائے گا اور ایسی بدترین سزائیں دی جائیں گی لائنش میک کے اس کے بعد دوسرے لوگ کبھی ایسی کوئی حماقت نہ کر پائیں گے"

"یہ سب بعد کی باتیں ہیں بہرطور اس بات کی تصدیق ہو گئی ہے کہ ایلس واکر واپس حکومت امریکہ کے ہاتھ میں پہنچ گیا ہے؟"

"ہاں اور حکومت امریکہ نے جس طرح یہاں کارروائی کی اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ بڑی تفصیلی مخبری ہوئی ہے اور فوجیوں کے ذریعے براہ راست پہلے یہ قدم کیا گیا کہ ایلس واکر کو اپنے قبضے میں لے لیا گیا' ذرا غور کریں وہ سیدھے ڈیامس ٹنی لاج نمبر تیرہ میں پہنچے اس کا مقصد ہے کہ ان کا ذریعہ معلومات بہت اعلیٰ تھا"

"مجھے بے حد دکھ ہے بہت زیادہ دکھی ہوں میں اس بات پر"

"یقیناً" اب سفارت خانے کی معرفت کارروائیاں ہو رہی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے خاصے برے نتائج برآمد ہوں گے"

"میرے لئے اور کوئی خدمت؟"

"نہیں' بہرحال مجھے شدید دکھ ہے"

"ٹھیک ہے" میں نے ٹیلی فون بند کر دیا۔ اب شیئرمین بھی افسردہ نظر آرہی تھی۔ پھر اس نے کہا۔

"اب اس غم کو بھلانے کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہیے مسٹر لائنش میک"

"میں تنہائی چاہتا ہوں میڈم شیئرمین" میں نے اس کا مقصد سمجھ کر فوراً" ہی جواب دیا۔ "احمق عورت ان حالات میں بھی میرے وہ تلذذ کے لمحات برباد کرنا چاہتی تھی جو میں اپنی اس کامیابی سے حاصل کر رہا تھا' اس نے بری سے نگاہوں سے مجھے دیکھا پھر جلدی سے بولی۔

"میرا مطلب بھی یہی تھا کہ مجھے اب چلنا چاہیے !اچھا"

وہ جلدی سے اٹھ گئی' اسے رفتہ رفتہ اپنی توہین کا احساس ہو رہا تھا۔ جب وہ چلی گئی تو میں پاگلوں کی طرح قہقہے لگانے لگا' شیئرمین کی حالت پر بھی اور اپنی شاندار کامیابی پر بھی۔

میرا دل مسرت و خوشی سے لبریز تھا میں نے اپنی کامیابیوں میں ایک کامیابی کا اور اضافہ کر لیا تھا' بیروت آنے کے بعد مجھے جو شاندار موقع ملے تھے ان کے تحت میں نے فریدہ کے قاتلوں کی نسل سے انتقام کا آغاز کر دیا تھا۔ اور اب میں نے انہیں ایک بڑی مصیبت میں پھنسا دیا تھا۔ یہ ایک بڑا بین الاقوامی مسئلہ تھا اور اگر اس کی اطلاع کچھ ایسے لوگوں کو پہنچ جاتی جن کا براہ راست ان معاملات سے تعلق تھا۔ تو یقینی طور پر وہ بھی میرے لئے بہت سے اعزازات منتخب کر لیتے۔ لیکن یہاں بات اپنے لئے کچھ کرنے کی تو تھی ہی نہیں' یہ تو ایک مشن تھا' ایک خاموش مشن جس کا تعلق ذات کی گہرائیوں سے ہوتا ہے اور جب اپنی ذات کی گہرائیوں کے لئے کچھ کیا جائے تو اس کے صلے کی طلب نہیں ہوتی۔ میری بھی یہی کیفیت تھی جو کچھ کر رہا تھا اس کے لئے مجھے کوئی صلہ درکار نہیں تھا۔ بس دل کی کیفیات کے ہاتھوں مجبور ہو کر ان تمام کارروائیوں میں مصروف تھا۔

شیئرمین کا اب براہ راست مجھ سے کوئی تعلق نہیں رہا تھا' اصولی طور پر وہ جوئن ہیکنر کی اسسٹنٹ تھی۔ عارضی طور پر میرا اور اس کا ساتھ ہو گیا تھا ہاں اگر میں اس کی پذیرائی کرتا تو یہ الگ بات تھی کہ وہ میری رہائش گاہ ہی میں آگھسنے کی کوشش کرتی۔ ان تمام معاملات سے پہلے ہی آشنا تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ ایک جذباتی قدم نے میرے لئے دوبارہ راستہ خالی کر دیا تھا۔ وہاں کچھ ذہنی تبدیلیاں بے شک ہونے لگی تھیں' لیکن وقت نے پھر اسی جگہ لا کھڑا کر دیا تھا۔ جہاں سے اپنی زندگی کا آغاز کیا تھا۔ تنہائیوں میں ماضی کی یادیں ہوتی تھیں اور ماضی کی یادوں میں وہ بے شمار کردار جن کا میری زندگی سے کسی نہ کسی طور گہرا تعلق رہ چکا تھا۔ بھلانے کی تو کوئی چیز بھی نہیں تھی۔ آفتاب کمال کی طرف بھی ذہن جاتا تھا لیکن بہرحال جو عمل جاری ہوتا ہے اس کی اہمیت سب سے زیادہ ہوتی ہے مجھے اب صرف یہ دیکھنا تھا کہ آگے کے واقعات کیا ہوتے ہیں۔ تقریباً" چھ یا سات دن تک میں آئندہ کے واقعات سے بالکل لاعلم رہا کوئی آگاہ کرنے والا ہی نہیں تھا۔ ہاں اس دوران ایک بار ینی بال کو اس کے ہوٹل میں رنگ کیا تھا۔ لیکن پتا چلا کہ مس میڈونا اب اس ہوٹل میں نہیں رہتیں اور اپنا کمرہ چھوڑ چکی ہیں۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سیٹی بال نے بحالت مجبوری مجھے نظرانداز کیا ہوگا۔ ورنہ وہ خلوص دل سے میری قربت چاہتی ہوگی' اگر زندگی میں آئندہ کبھی کوئی ایسا موقع ملا کہ اس تک جانے کی ضرورت پیش آگئی تو اسے بھی آزما لیا جائے گا یہ سب جو زندگی کے کھیل ہیں۔

البتہ اس میٹنگ میں مجھے بھی شریک کیا گیا تھا اور یقیناً" میری اپنی حیثیت سے کیا گیا تھا جو ایلس واکر کے سلسلے میں ہوئی تھی۔ اور میٹنگ میں خاصے اہم لوگ شامل تھے ایک طرح سے یہ ایک تعزیتی میٹنگ ہی بن کر رہ گئی تھی' اعلیٰ حکام بھی موجود تھے اور وہ لوگ بھی جنہوں نے اس مشن میں نمایاں کارکردگی سرانجام دی تھی۔ اصل میں یہ ایک میٹنگ بھی تھی اور ایک تفتیشی مرحلہ بھی تھا' چنانچہ اس سلسلے میں مجھ سے بھی سوالات کئے گئے' ایک افسر اعلیٰ نے کہا۔

""مسٹر لائٹش میک' مسٹر جوئن ہیکٹر کی رپورٹ کے مطابق ایلس واکر کو حاصل کرنے میں آپ کی کارکردگی نمایاں نوعیت کی حامل ہے بلاشبہ اسرائیلی مفادات کے لئے کام کرنے میں آپ کا یہ عمل اپنی جگہ ایک مستحکم حیثیت رکھتا ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں اگر ایلس واکر کے تحفظ کے سلسلے میں کچھ ذمے دار لوگ اپنے آپ کو عقل کل نہ قرار دے دیتے اور اس سلسلے میں کبھی آپ سے مشورہ طلب کرلیا جاتا تو شاید ہم زیادہ موثر طریقے سے اس کی حفاظت کرسکتے تھے' لیکن حادثے اسی طرح رونما ہوتے ہیں کہیں نہ کہیں حماقتیں ہوتی ہیں اور بعد میں ان کے نتائج بھگتنا پڑتے ہیں ہم بھی اسی منزل میں آگئے ہیں اور اس وقت ایک بدترین بحران سے دوچار ہیں' تفتیش کا عمل ہو رہا ہے مسٹر لائٹش میک' کیا آپ اس سلسلے میں ہماری رہنمائی کرسکتے ہیں کہ اس قدر برق رفتاری سے ایلس واکر کے بارے میں امریکی سی آئی اے کو یہ معلومات کس طرح حاصل ہوگئی کہ ایلس واکر کو اغواء کرکے تل ابیب پہنچا دیا گیا ہے۔"

میں نے نہایت پر اطمینان انداز میں سرد لہجے میں اس کا جواب دیا۔ میں نے کہا۔

""میں جس قدر دکھ محسوس کرتا ہوں اس کا اظہار الفاظ میں کرنا میرے لئے ممکن نہیں ہے کیونکہ میں پریکٹیکل آدمی ہوں تقریر کرنا میرے بس کی بات نہیں۔ بہرحال ہم نے جس محنت کے ساتھ یہ کام سرانجام دیا تھا اسی محنت کو ملیامیٹ کردیا گیا ہے۔ میں اس سلسلے میں اپنے جذبات کا اظہار ایک اسرائیلی شہری ہونے کی حیثیت سے کرسکتا ہوں کہ اسرائیل کے مفادات کو کچھ ذمہ داروں کی نااہلی نے بری طرح متاثر کیا ہے اور مجھے اس کا شدید دکھ ہے جہاں تک ایپرولٹا سے تل ابیب تک آنے کا تعلق ہے اگر کہیں ذرہ برابر کوئی سقم چھوڑ جاتے ہم لوگ تو کہیں راستے میں ہی ہمارا اتیا پانچہ ہوسکتا تھا۔ ہم نے کامیابی کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں پوری کیں اس کا یہی مقصد ہے کہ ہم اپنے طور پر کوئی غلطی کرنے کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ باقی جہاں تک مسٹر ایلس واکر کے یہاں ہونے کے علم کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ گہرائی کے ساتھ اپنے ہی درمیان کالی بھیڑوں کو تلاش کیا جائے۔ یہ زیادہ موثر قدم ہوگا۔"

میری اس بات سے بہت سے لوگوں نے اتفاق کیا تھا۔

بہرحال یہ میٹنگ بہت دیر تک جاری رہی۔ مجھے یہاں یہ علم ہوا کہ ایلس واکر کو امریکہ واپس لے جایا گیا ہے اور اس سلسلے میں محکمہ داخلہ کو بدترین سرزنش کی گئی ہے اور مقدمہ قائم کردیا گیا ہے۔

میں دل ہی دل میں ان تمام کارروائیوں سے جتنا مطمئن اور مسرور تھا۔ انہیں الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ بہرحال میٹنگ ختم ہوگئی اب اس کے بعد کیونکہ فوری طور پر کوئی ذمہ داری میرے سپرد نہیں تھی۔ مجھے تو پہلے ہی اجازت تھی کہ اس کام کی تکمیل کے بعد اگر میں بیروت واپس جانا چاہوں تو میرے اوپر پابندی نہیں ہے چنانچہ اب یہاں رکنا بے مقصد تھا۔ چنانچہ میں بیروت چل پڑا۔

میری اپنی شاندار رہائش گاہ دمک رہی تھی۔ ملازموں نے اسے ہر طرح سے شاندار بنادیا تھا اور اب ایک بہت بڑے افسر اعلیٰ کی حیثیت سے میرا یہاں قیام تھا۔ میں نے ابھی دوستوں کا حلقہ بنایا تھا اور نہ ہی یہ میرا ارادہ تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ فضول قسم کے لوگ نہ صرف میرے مقصد کو متاثر کریں گے' بلکہ ان سے مجھے کسی بھی لمحے کوئی خطرہ پیش آسکتا ہے۔ چنانچہ زیادہ دوستیاں بے مقصد ہی تھیں۔ بیروت جیسا شہر' رنگینیوں کا اکھاڑہ' نائٹ کلبوں اور ہوٹلوں سے بھرا ہوا۔ زندگی کی ہر دلچسپی یہاں باآسانی تلاش کی جاسکتی تھی لیکن ان میں حصہ لینے سے پہلے اپنے سب سے معزز دوست مسٹر روبن فلیچر

سے مل لینا میرے لئے ضروری تھا۔ یہاں واپس آکر میں نے ابھی تک ان سے رابطہ قائم نہیں کیا تھا۔ اور دوسرا کوئی ذریعہ ایسا نہیں تھا جن سے انہیں میری واپسی کی اطلاع مل جاتی۔ چنانچہ میں روبن فلیچر کے پاس چل پڑا

اچانک میں وہاں پہنچا تھا۔ وہ لوگ مجھے دیکھ کر بے حد خوش ہوئے۔ مسٹر روبن فلیچر نے بزرگانہ انداز میں مجھ سے باتیں کیں اور میری کامیابی پر مجھے دعائیں دیں۔ میڈم ورشا اور محترمہ سونیا کی لن ترانیاں اپنی جگہ تھیں۔ میرے سلسلے میں دونوں آپس میں ہی لڑ پڑی تھیں۔ لیکن اس خاندان کو اپنے تحفظ کے لئے محفوظ رکھنا ضروری تھا اور کوئی ایسی بات منظر عام پر نہیں لانی تھی۔ جس سے میرے اور ان کے تعلقات بگڑ جائیں۔ کیونکہ بہرطور دو ایسے آدمی موجود تھے جو میرے خلاف کبھی کسی لمحے تفتیش بھی کرسکتے تھے اور بہرطور ان کا تعلق انتظامیہ سے تھا۔ اگر صحیح طور پر کوئی میرے پیچھے لگ ہی جائے تو شخصیت تو مشکوک ہو ہی سکتی ہے۔ چنانچہ میں دونوں ہی کو بیلنس میں رکھنا چاہتا تھا۔ کیونکہ عورت ہی ایسے معاملات میں سب سے زیادہ خطرناک چیز ثابت ہوتی ہے۔ بہرحال ان لوگوں سے ملاقات کا مقصد یہ تھا کہ اب میں وقفے وقفے سے ورشا اور سونیا کو برداشت کروں۔ روبن فلیچر خاندان سے اور کسی طرح کا انتقام نہیں لینا چاہتا تھا لیکن بہرطور ان کی عزت کو پامال کرکے مجھے روحانی مسرت کا احساس ہوتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی میں نے اس وقفے کا تعین بھی کرلیا تھا' جس میں اگر آفتاب کمال یہاں آنا چاہے تو پہنچ سکتا تھا۔

آفتاب کمال کو تلاش کرنے کے لئے ہوٹل گردی ہی زیادہ مناسب تھی۔ چنانچہ میں نے ایسے ہوٹلوں کی ایک فہرست بنائی جس میں آفتاب کمال قیام کرسکتا تھا۔ پانچ چھ دن اس چکر میں صرف ہوگئے تھے۔ اور ساتویں دن اس وقت میرا دل خوشی سے دھڑک اٹھا' جب میں نے ایک ہوٹل کے سامنے فٹ پاتھ پر رضوانہ کو دیکھا۔ رضوانہ ہی تھی لیکن اس نے اس طرح اپنے آپ کو بدل لیا تھا کہ کوئی بہت ہی قریبی شناسا ہی اس کو پہچان سکتا تھا۔ اس سے پہلے وہ ایک خالص مشرقی شخصیت لگتی تھی۔ لیکن اب بالوں کا بدلا ہوا رنگ' آنکھوں میں لگے ہوئے لینس اور چہرے کے میک اپ نے اسے پہلے سے بالکل مختلف کردیا تھا۔ یہ اس کا مستقل انداز ہی معلوم ہوتا تھا۔

وہ مجھے نہیں پہچان سکتی تھی۔ کیونکہ میں لائٹش میک کی صورت میں تھا۔ لیکن میں نے اسے قریب سے دیکھ کر پہچان لیا۔

ہوٹل کے سامنے فٹ پاتھ پر نجانے وہ کیا کررہی تھی۔ پھر میں نے اسے ایک ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے دیکھا۔ غالباً" اس وقت وہ اس ہوٹل سے باہر نکلی تھی اور ٹیکسی کا انتظار کررہی تھی ایک لمحے کے لئے میں نے سوچا کہ ہوٹل میں جاکر آفتاب کمال کو تلاش کروں۔ لیکن پھر یہ بھی سوچا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رضوانہ بھی ہاتھ سے نکل جائے اور آفتاب کمال بھی اس میں موجود نہ ہو۔ چنانچہ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر اس ٹیکسی کے تعاقب میں چل پڑا۔ جو بیروت کی سڑک کا سفر کررہی تھی۔ ہم نے تقریباً" ایک لمبا سفر طے کیا اور اس کے بعد شارٹ ونگ کے علاقے میں رضوانہ ٹیکسی سے اتر گئی۔ ٹیکسی والے کو بل ادا کیا اور ٹہلنے کے سے انداز میں آگے بڑھ گئی۔ شارٹ ونگ ایک وسیع و عریض پہاڑی پارک تھا۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ یہ گہرائیوں میں بنا ہوا تھا۔ اصل میں اسے ایک وادی میں بنایا گیا تھا۔ جو ایک پہاڑی کھائی کی حیثیت رکھتی تھی لیکن اس پہاڑی کھائی کو صاف ستھرا کرکے جو حسن دیا گیا تھا وہ قابل دید تھا۔ نیچے جانے کے لئے سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں جو وہیں پتھروں سے تراشی گئی تھیں اور اس کے بعد سبزہ زار پھیلائے گئے تھے چھوٹے چھوٹے ریستوران' بچوں کے لئے تفریحی جھولے اور ایسی ہی تمام چیزوں سے شارٹ ونگ کو سجایا گیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہی یہاں چھوٹے چھوٹے اوپن ایئرز ریستورانوں میں رقص و موسیقی کا بندوبست بھی کیا گیا تھا۔ اس وادی میں ساری رات رت جگا رہتا تھا۔ اور یہ بیروت کے مشہور ترین علاقوں میں شمار کی جاتی تھی۔ چند لمحات کے بعد میں نے رضوانہ کو اسی وادی میں اترتے ہوئے دیکھا۔ میں نہیں سمجھ پایا تھا کہ یہاں وہ کس مقصد کے تحت آئی ہے میں انتظار کرتا رہا۔ اور جب وہ نیچے پہنچ گئی تو میں بھی سیڑھیاں اتر کے شارٹ ونگ کی وادی میں داخل ہوگیا۔ یہاں بہت سے ایسے مقامات بنے ہوئے تھے جنہیں بھول بھلیوں کی حیثیت حاصل تھی۔ پہاڑی چٹانیں جو اصل شکل میں موجود تھیں۔ اسی طرح

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قائم رہنے دی گئی تھیں۔ ان چٹانوں میں سے بعض چٹانوں میں غار بھی بنے ہوئے تھے۔ ان غاروں میں اندر جانے کے بعد مختلف قسم کی تفریحات تھیں، جوئے خانے تھے اور نجانے کیا کیا، میں نے رضوانہ کو ایک ایسے ہی غار کے دہانے سے اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھا۔ اب میں ذرا پریشان ہو گیا تھا۔ یہ کیا قصہ ہے۔ رضوانہ بیروت سے اس طرح واقف تو نہیں ہے کہ اس طرح آزادانہ طور پر تنہا پھرتی رہے۔ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری نگاہ نے دھوکہ کھایا ہو اور یہ سرے سے رضوانہ ہی نہ ہو

بہرحال میں غار میں داخل ہوا۔ غار ذرا مختلف نوعیت کا تھا۔ ایک سخت اور سیدھی سرنگ سی چلی گئی تھی۔ جس کا اختتام ایک وسیع دروازے پر ہوتا ہے لیکن سرنگ ایسی تھی کہ اس میں سرخ رنگ کا ایک انتہائی موٹا قالین بچھا ہوا تھا۔ چھت پر مدھم مدھم روشنیاں لگی ہوئی تھیں۔ ایک سرا انہی سمت کو نکل جاتا تھا۔ جو آگے جا کر نجانے کیا راستہ اختیار کر لیتا ہو گا۔

میں سرنگ میں داخل ہو کر ابھی دونوں سروں کے ملاپ پر ہی کھڑا ہوا تھا کہ اچانک ہی میری گردن میں موٹی سی ایک رسی کا پھندا آ پڑا۔ اور اس کے بعد مجھے نہایت بے دردی سے داہنی سمت گھسیٹ لیا گیا۔ یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوا تھا کہ میں اپنا توازن نہ سنبھال سکا، سر کسی چیز سے ٹکرایا اور رسی کے پھندے سے جس طرح مجھے کھینچا گیا تھا۔ اس سے میں زمین پر جا گرا۔ دوسرے لمحے کسی نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر میرے سینے پر پستول کی نال رکھ دی اور میں نے غراتی ہوئی آواز سنی۔

"اگر تم نے حلق سے کوئی آواز نکالی تو اس پستول میں سائیلنسر لگا ہوا ہے اس پستول کی ساری گولیاں میں تمہارے سینے میں اتار دوں گی۔ اور کوئی یہ نہ جان سکے گا کہ یہ سب کچھ کیا ہوا؟"

آواز رضوانہ کی تھی۔ روشنی بے شک مدہم تھی لیکن ایسی بھی نہیں کہ میں اسے پہچان نہ سکوں۔ میں نے حیرانی سے ہونٹ سکوڑ کر کہا۔

"میرے خدا۔ میرے خدا۔ اس کا مطلب ہے کہ آفتاب کمال نے تمہیں آتش بنا دیا ہے"

اب اس کے چونکنے کی باری تھی۔ وہ بری طرح اچھل پڑی۔ اس نے ایک دم پستول پیچھے ہٹا لیا اور متحیرانہ انداز میں کھڑی ہو گئی ایک لمحے تک اس کے منہ سے آواز نہیں نکل سکی۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"جہانگیر جمال شاہ صاحب آپ .... آپ .... آپ......"

"گردن دبا کر دکھ دی میری۔ اگر یہ پھندا تھوڑا سا اور سخت ہوتا تو یقینی طور پر دم ہی گھٹ جاتا اور تمہیں یہاں میری لاش دستیاب ہوتی۔"

"خدا نہ کرے، خدا نہ کرے آئی ایم سوری، آئی ایم سوری ویری سوری آپ اٹھیئے پلیز اٹھیئے کہاں کہاں چوٹ لگی ہے"

"گردن دبا دی میری، سر پھاڑ دیا اور اور پوچھ رہی ہو کہ کہاں کہاں چوٹ لگی ہے مگر محترمہ ذرا یہ تو فرمایئے کہ آپ یہاں وارد کیسے ہو گئیں اور مجھ پر آپ کو شبہ کیسے ہوا؟"

"آیئے آیئے پلیز آیئے۔ مجھے نہایت دکھ ہے۔ جہانگیر جمال شاہ صاحب۔ اصل میں میرا ذہن اس طرف نہیں گیا تھا؟"

"کس طرف....؟"

"میں یہ نہیں سمجھی تھی کہ آپ ہو سکتے ہیں اصل میں ... میں نے تعاقب کا اندازہ لگا لیا تھا۔ میں نے دیکھ لیا تھا کہ نیلے رنگ کی ایک کار میری ٹیکسی کا پیچھا کر رہی ہے، بس میں یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ ایسا کیوں ہے بلکہ آپ یقین کریں میرے ذہن میں یہی خیال تھا کہ اگر کسی کو مجھ پر کوئی شبہ ہو گیا ہے، تو پھر اس کا زندہ رہنا میرے لئے غیر مناسب ہے"

"باپ رے باپ .... اگر میں ذرا سی اور اداکاری کرتا تو یقیناً" تم اپنا کام سرانجام دے لیتیں"

"خدا نہ کرے ایسا ہوتا۔ بہرحال میرا قصور نہیں ہے آپ خود سمجھتے ہیں۔"

"اور تم اس غار میں کس کام سے داخل ہوئی تھیں ؟۔"

"بس یہی کام تھا۔" رضوانہ نے ہنس کر کہا اور میں اسے گھورنے لگا۔ وہ شرمندہ شرمندہ سی غار کے باہر نکلی اور میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ کچھ دیر کے بعد ہم ایک اوپن ایئر ریستوران میں آ بیٹھے۔

"تمہیں یہ رسی کہاں سے مل گئی؟"

"یہیں اسی غار سے"

"بڑی خطرناک رسی ہے ذرا میرے گلے پر دیکھو نشانات بن گئے ہوں گے۔"

رضوانہ نے میرے گلے کے نشانات دیکھے اور پھر شرمندگی سے انگلیاں چٹخانے لگی۔ پھر آہستہ سے بولی۔

"ایک بار پھر معذرت خواہ ہوں"

"ارے نہیں بھئی تم نے جو کچھ کیا ایک مقصد کے تحت کیا۔ لیکن یہ بتاؤ کب پہنچیں۔"

"کیا منگواؤں"

"ٹھنڈے مشروبات کے تقریباً" دس گلاس میری حالت ایسی ہی ہو رہی ہے۔" میں نے کہا اور رضوانہ ہنس پڑی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم مشروبات کے گھونٹ لے رہے تھے۔ میں نے رضوانہ سے کہا۔

"کب پہنچیں؟"

"تقریباً" نو دن ہو گئے۔ آپ کو تلاش کرتے کرتے پریشان ہو گئے تھے۔"

"کون سے ہوٹل میں قیام کیا ہے؟"

"ڈومینو میں..." اس نے جواب دیا۔ ڈومینو وہی ہوٹل تھا جس کے فٹ پاتھ پر میں نے اسے دیکھا تھا۔

"آفتاب کمال بھی ساتھ ہے"

ہاں۔ اور چھ افراد مزید ہیں"

"سب کا قیام ڈومینو میں ہے؟"

"نہیں سب کو مختلف ہوٹلوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے"

"تم لوگ کیسے ہو"

"بالکل ٹھیک ہیں"

"کیا آفتاب کمال کو یہ بات معلوم ہے؟"

"کیا......؟"

"کہ تم"

"نہیں انہیں کیا معلوم؟"

"تم کس کام سے نکلی تھیں؟"

"بس یونہی آوارہ گردی کے لئے۔ ہم لوگوں نے اپنی اپنی ڈیوٹیاں بانٹ لی ہیں اور اس وقت تقریباً" تمام افراد آپ کو مختلف جگہوں پر تلاش کر رہے ہیں یہ کام ہم چھ دن سے کر رہے ہیں"

"میں یہاں موجود نہیں تھا"

"پھر کہاں تھے؟"

"تل ابیب میں"

"اوہو۔ اور یہ میک اپ....؟"

"بس یہ ضروری تھا" میں نے کہا اور رضوانہ نے گردن جھکا لی"۔ اس کے بعد کہنے لگی۔

"کیا اب اس وقت آپ کو فرصت ہے؟"

"بالکل یوں سمجھ لیں میں خود بھی تمہاری تلاش میں سرگرداں ہوں۔"

"ہمیں اندازہ تھا"

"اس وقت آفتاب کمال کہاں ہے؟"

"ڈومینو میں ہی ہے"

"تمہاری اور کوئی مصروفیت تو نہیں ہے؟"

"بالکل نہیں"

"تو پھر آؤ چلتے ہیں" میں نے مشروب کا بل ادا کیا اور اس کے بعد رضوانہ کو اپنے ساتھ لے کر ہوٹل ڈومینو چل پڑا۔

رضوانہ بہت خوش نظر آ رہی تھی کہنے لگی "آپ کی تلاش کا سہرا ابھی میرے ہی سر رہا۔"

میں نے مسکرا کر خاموشی اختیار کر لی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم واپس ڈومینو پہنچ گئے۔ ویسے میں نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ آفتاب کمال کی تربیت نے رضوانہ کو نکھار دیا تھا۔ جس برق رفتاری سے اس نے عمل کیا تھا اور جس طرح مجھ جیسے آدمی پر ایک لمحے کے لئے قابو پا لیا تھا وہ قابل ستائش بات تھی۔ درحقیقت اس وقت میرے پاس بچت کا کوئی راستہ نہیں رہا تھا۔ جب اس نے پستول کی نال میرے سینے پر رکھ دی تھی۔ اگر وہ واقعی کوئی دشمن ہوتی اور اس کے مقصد کی تکمیل نہ ہو پاتی تو میری زندگی کا خاتمہ چند قدم کے فاصلے پر رہ گیا تھا۔ وہ یقیناً" مجھے مارنے میں کامیاب ہو جاتی۔

ڈومینو کی ساتویں منزل کے ایک کمرے میں آفتاب کمال موجود تھا۔ رضوانہ کے دستک دینے پر اس نے دروازہ کھولا اور رضوانہ کے ساتھ مجھے دیکھ کر بے خیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔ رضوانہ نے بھی اپنے آپ کو غیر متعلق سا کر لیا تھا۔ آفتاب کمال نے راستہ چھوڑ کر ہم لوگوں کو اندر آنے کا موقع دیا۔ میں اندر پہنچا تو اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

"او مائی گاڈ۔ او مائی گاڈ۔ چیف آپ...؟"

میں اور رضوانہ دونوں ہی حیران رہ گئے تھے۔ بہرحال اب اس کے بعد مزید اداکاری کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ میں نے آفتاب کمال کو گلے لگا لیا وہ خود بھی مجھ سے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لپٹ گیا تھا ایک لمحے کے لئے ہم دونوں ہی جذباتی ہو گئے تھے اس کے بعد ہم نارمل ہو کر صوفوں پر بیٹھ گئے۔ آفتاب کمال نے مجھے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"اتنا شاندار میک اپ کیا ہے آپ نے چیف کہ آپ کو کوئی نہیں پہچان سکتا تھا"

میں نے اسے گھورتے ہوئے کہا "لیکن تو نے مجھے پہچان لیا؟"

"میری بات چھوڑ دیجئے چیف۔ میرا مسئلہ تو بالکل ہی مختلف ہے۔"

"وہ کیوں......؟"

"اصل میں کچھ عشق و محبت کا معاملہ ہے "رضوانہ نے سنجیدگی سے کہا۔

"یہ شعبہ تو تم نے مجھ سے چھین لیا ہے"

"اوہ نہیں چیف ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ دونوں کے درمیان جس قسم کا عشق ہے اس سے میں ہر لمحہ دستبردار ہونے کے لئے تیار ہوں"

"تم نے مجھے کیسے پہچان لیا آفتاب کمال"

"چیف آپ کی چال بالکل مختلف ہے اور میں نے صرف آپ کو آپ کے چلنے کے انداز میں پہچانا۔ آپ دو ہی قدم چلے تھے۔ لیکن میری نگاہوں سے محفوظ نہ رہ سکتے تھے"

رضوانہ نے پلٹ کر دروازہ بند کیا۔ آفتاب کمال بے حد مسرور نظر آرہا تھا۔ میں صوفے پر بیٹھ گیا۔ آفتاب کمال کے چہرے پر جذبات کے سائے رقصاں تھے۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"آپ کا پیغام جیسے ہی مجھے ملا چیف میں نے فوراً تیاریاں کر ڈالیں' چھ افراد کو اپنے ساتھ لیا یہ سب ایسے گنے چنے لوگ ہیں چیف جو ہمارے ہر مقصد کے لئے بہترین ثابت ہوں گے۔ میں جانتا تھا کہ چیف کہ آپ ہمیں چھوڑ تو گئے ہیں لیکن آپ کا دل بھی ہمارے بغیر نہیں لگے گا۔ جہاں تک ہمارا تعلق تھا تو آپ رضوانہ سے پوچھ لیجئے کہ ہم لوگوں کے پاس اداسیوں کے سوا کچھ نہیں رہ گیا تھا۔"

"اہل شہر کے کیا حالات ہیں؟"

"سب ٹھیک ہیں اصل میں چیف یہ دنیا بڑی عجیب جگہ ہے' محبتیں بے شک دلوں میں ہوتی ہیں لیکن ایڈجسٹمنٹ سب کے لئے ہے۔ جو پاس نہیں رہتا اس کے لئے لوگ بہر طور اپنے آپ کو تیار کر ہی لیتے ہیں۔ بس یہی کیفیت وہاں ہے میں نے سب کی خبر گیری رکھی ہے' اور سب مطمئن اور خوش ہیں۔"

"تیمور جمال شاہ کے انداز میں کوئی تبدیلی رونما ہوئی؟"

"جی ہاں انہوں نے اپنی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا تھا جسے قبول نہیں کیا گیا۔"

"وجہ کیا تھی......؟"

"کچھ نہیں بس خرابی صحت کے لئے کہا تھا جس کے نتیجے میں انہیں پیش کش ہوئی کہ وہ اگر چاہیں تو طویل چھٹی لے کر اپنا علاج کروا سکتے ہیں۔ آئی جی صاحب نے براہ راست درخواست کی تھی کہ اس وقت انہیں اچھے تجربہ کار افسر اعلیٰ کی ضرورت ہے ان کا نعم البدل ممکن نہیں ہے۔ بہرحال استعفیٰ واپس لے لیا گیا۔"

"والدہ ٹھیک ہیں ہماری؟"

"سب لوگ ٹھیک ہیں "آفتاب کمال نے کہا۔ پھر غور سے میری صورت دیکھنے لگا۔ اس کے بعد بولا۔

"چیف یہ میک اپ۔ میں اس میں ایک خاص بات محسوس کر رہا ہوں"

"کیا......؟"

"یہ خدوخال یہودیوں کے ہیں"

"تمہارا اندازہ بالکل درست ہے۔ میں آفتاب کمال تمہیں تمام تفصیل بتا رہا ہوں' وہاں سے لندن گیا تھا اور لندن سے میں نے اپنی کارروائیوں کا آغاز کیا تھا"۔ میں نے آفتاب کمال کو خود سے باخبر رکھنے کے لئے ایک ایک تفصیل سنائی اور اسے بتایا کہ اب تک میں کیا کیا کر چکا ہوں' آفتاب کمال کی آنکھوں میں فخر اور مسرت کے آثار تھے۔ اس نے کہا

"مجھ سے زیادہ یہ بات اور کون جان سکتا ہے کہ مسٹر زیڈ نے آپ کو اتنا شدید صدمہ پہنچا کر اپنے ملک کے لئے عذاب خرید لیا ہے۔ اگر حکومت اسرائیل کو کبھی یہ تفصیلات معلوم ہو جائیں تو آپ یقین کیجئے کہ مسٹر زیڈ کے خاندان کو ختم کرنے کی ضرورت آپ کو پیش نہیں آئے گی۔ ان سب کو سولی پر لٹکا دیا جائے گا۔ کیونکہ انہوں نے ہی حکومت اسرائیل کے لئے ایک اتنا بھیانک خطرہ مول لیا تھا۔ ویسے چیف' مسٹر زیڈ کے بارے میں ابھی تک کچھ نہیں پتا چل سکا"

"میں خود بھی نہیں چاہتا آفتاب کمال کہ ابھی مسٹر زیڈ کا پتا چلے۔ اگر میرا انتقام پورا ہو گیا اور میں نے مسٹر زیڈ کو موت کے گھاٹ اتار دیا تو پھر نہیں کہہ سکتا کہ میرے آگے کی کیفیات کیا ہوں اس بات کے امکانات ہیں کہ میرے انتقام کا جوش ٹھنڈا پڑ جائے ویسے آفتاب مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے فریدہ نے اپنی زندگی دے کر مجھے اس مشن پر آمادہ کیا ہو جو انتہائی ضروری تھا اور جس کے لئے ہمیں پہلے غور کرنا چاہیے تھا یہاں آنے کے بعد میں نے ان تباہ حال فلسطینیوں کو دیکھا ہے جن پر مسلسل اسرائیلی مظالم ٹوٹ رہے ہیں اور وہ ان مظالم کو سہہ رہے ہیں۔ اسرائیل کے خلاف کچھ کرنا ویسے بھی ہمارا دینی فرض تھا یہ الگ بات ہے کہ ہم اس جانب متوجہ نہیں ہوئے۔ میں تمہیں ان کیمپوں کا دورہ کراؤں گا جہاں مظلوموں کی بہت بڑی تعداد' زندگی اور موت کی کشمکش میں وقت گزار رہی ہے ان پر آج بھی اسی انداز میں مظالم ڈھائے جاتے ہیں۔ اور ان کا پرسان حال کوئی نہیں۔ میں نے عہد کیا کہ جس حد تک مجھ سے ممکن ہو سکے گا۔ میں اپنا فرض پورا کروں گا۔"

"میں آپ کے ساتھ ہوں چیف۔ ہم بھی جہاز جلا کر آ گئے ہیں۔ ہم نے بھی واپسی کا تصور چھوڑ دیا ہے اور آپ اطمینان رکھیں کہ یہاں ہم جو ذمہ داریاں سرانجام دیں گے وہ یادگار ہوں گی۔"

"ابتدا میں تو میں نے یہ سوچا تھا آفتاب کمال کہ اس پورے ماحول سے رابطہ توڑ لوں۔ یہ ہی سوچ کر آیا تھا میں۔

لیکن بعد میں یہ احساس ہوا کہ تمہاری موجودگی میرے لئے انتہائی ضروری ہے۔ بہرحال یہ بھی ایک مشن ہے اور ہم اسے سرانجام دیں گے میرے پاس ایک انوکھا منصوبہ ہے اور اب میں تمہیں اس بارے میں بتانا چاہتا ہوں۔"

"جی چیف فرمائیے"

اس کے بعد میں نے آفتاب کمال کو اپنے اس کارنامے کے بارے میں بتایا جو میں نے تازہ ترین سر انجام دیا تھا۔ آفتاب کمال قربان ہو جانے والی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ یقین کیجئے چیف۔ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ میں آپ کی ذہانت کی تعریف کر سکوں آپ نے ایک ملک سے بلکہ ایسے ملک سے ٹکر لی ہے جو اس وقت ذہانت میں اپنا لوہا منوائے ہوئے ہے اور ان لوگوں کو آپ کے ہاتھوں یہ نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ اور دلچسپ بات یہ ہے کہ آپ کی طرف ان کا تصور بھی نہیں جا سکتا"

"آفتاب کمال میں ضروری نہیں سمجھتا کہ اپنی بقیہ گفتگو کو آئندہ کے لئے رکھ چھوڑوں۔ میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ میرے ذہن میں کیا تصور ہے؟"

"چیف یہ بات نہ کریں' میں ثبوت کے طور پر یہ کہوں گا آپ سے کہ جو کارنامہ آپ نے سرانجام دیا ہے کیا وہ ایک نامکمل وجود کا سرانجام دیا ہوا کارنامہ ہے؟۔"

"میں مانتا ہوں آفتاب کمال۔ میں تمہارے بغیر بھی بہت کچھ کر لیتا ہوں۔ لیکن مجھے اس کے لئے جن مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے' وہ میرا دل ہی جانتا ہے جب کہ تم میری ذات کا ایک حصہ بن چکے ہو"

"چیف اس کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرنے کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہوں۔ ان الفاظ کے ساتھ کہ میری زندگی آپ کے لئے وقف ہے۔"

"مجھے اندازہ ہے اس بات کا آفتاب کمال"

"خیر' چیف ہم غلط موضوع پر آ گئے ہیں ہمارا موضوع کچھ اور تھا۔"

"ہاں میں تمہیں یہی بتا رہا تھا کہ اسرائیلی مفادات کے حامی ایک شخص کی حیثیت سے بڑے بڑے اسرائیلی کارنامے سرانجام دوں گا لیکن تم انہیں ملیا میٹ کرتے رہو گے۔ ایک ایسے گروہ کی حیثیت سے جو اپنے آپ کو فلسطینی بھی نہیں کہتا لیکن فلسطینی مفادات کے لئے کام کرتا ہے۔ آفتاب کمال بہت جلد میں تمہیں ان کیمپوں کا دورہ کراؤں گا جہاں بے "خانماں لوگ برباد زندگی گزار رہے ہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ ان کے لئے سرمایہ اکٹھا کیا جائے۔ ان ہی یہودی سرمایہ داروں سے۔ اور ان کی ضروریات ان ہی کے مال سے پوری کی جائیں۔ بس یہ منصوبہ ہے میرے ذہن میں۔ جس کی تکمیل میں تمہارے ساتھ مل کر کرنا چاہتا ہوں۔ تم میرا مطلب سمجھ گئے ہو گے؟"

آفتاب کمال دلچسپ نگاہوں سے مجھے دیکھتا رہا' پھر اس نے کہا۔

"واہ چیف بڑی دور کی کوڑی لائے ہیں آپ۔"

"صرف مجھے خوش کرنے کے لئے گفتگو نہ کرو آفتاب کمال' بلکہ مجھے یہ بتاؤ کہ میرے اس مشن میں کوئی جان

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے کہ نہیں؟؟"

"آپ یقین کیجئے چیف کہ میرے لئے یہ ایک انتہائی دلکش عمل ہو گا۔"

"گویا تم خوشی سے تیار ہو"

"بالکل تیار ہوں۔ اول تو آپ کی کسی بات پر انکار کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ تمام معاملات میرے مزاج سے اس قدر مطابقت رکھتے ہیں کہ میں ذاتی دلچسپی کی بنیاد پر یہ کام کروں گا۔"

"رضوانہ تمہیں بھی ہمارا ساتھ دینا ہو گا"

رضوانہ ہنس پڑی۔ پھر اس نے کہا

"چیف میں کب آپ سے الگ رہی ہوں۔ ہم تو منتظر تھے اس بات کے کہ کب آپ ہمیں اپنے پاس طلب کریں۔ میں یہ بات آفتاب کمال کے سامنے نہیں کہنا چاہتی تھی۔ لیکن آفتاب کمال ہمیشہ یہی کہتے تھے کہ جہانگیر جمال شاہ سب کو نظر انداز کر دیں۔ لیکن ہمیں نہیں بھولیں گے اور بہت جلد ہمیں ان کے پاس پہنچنا نصیب ہو جائے گا۔"

"تم میرے ایسے دوست ہو جن پر میں فخر کرتا ہوں بہرحال میں اس سلسلے میں بہت زیادہ جذباتی باتیں نہیں کروں گا۔ آفتاب کمال تم میرا منصوبہ سمجھ رہے ہو نا"

"بالکل چیف پوری طرح سمجھ گیا ہوں۔ ظاہر ہے جو کارنامہ آپ سرانجام دیں گے اس کی تمام تفصیلات میرے علم میں ہوں گی اور جس طرح اس عمل میں آپ نے ایلس واکر کو اغوا کر کے تل ابیب تک پہنچایا۔ اور اس کے فوراً" بعد اسے واپس ان لوگوں تک جہاں سے اسے لایا گیا تھا۔ یہی کام مجھے سینی بال کی جگہ کرنا پڑے گا۔ یعنی میں اس کام کو دوسری سمت سے کروں گا۔"

"یہی نہیں آفتاب کمال بلکہ تمہاری مصروفیات اور بھی زیادہ ہوں گی۔"

"مثلاً" چیف؟"

"مثلاً" یہ کہ اگر کوئی کام کسی ملک کے یا اس فرد کے خلاف ہوتا ہے تو تم فوراً" ہی اس سے سودے بازی کرو گے۔ اور اس سے سرمایہ لے کر اس کے مفادات کے لئے کام کرو گے۔ جب کہ میری جانب سے تمہیں وہ تمام تر آسانیاں حاصل ہوں گی۔ جو میں تمہیں فراہم کر سکتا ہوں۔"

رضوانہ نے گردن جھٹک کر کہا۔

"خدا کی قسم کتنا شاندار منصوبہ ہے یہ کہ اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ ہم اسی طرح فلسطینی کیمپوں کے لئے سرمایہ اکٹھا کر سکتے ہیں۔"

"بالکل۔ بالکل اپنا محنتانہ نکالنے کے بعد ہم بقیہ رقم فلسطینی کیمپوں کے حوالے کر دیں گے اور ان کے ہر مفاد کے بارے میں سوچیں گے"

"ان جذبوں میں بہت سچائیاں ہیں چیف۔ ہمیں ہمیشہ کی طرح کامیابیاں حاصل ہوں گی۔"

"اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے آفتاب کمال کہ تم اور تمہارے چھ ساتھی کس حیثیت سے یہاں آئے ہیں۔؟"

"چیف ویسے تو ہم نے بڑی ذہانت سے کام کیا ہے۔ میں نے اپنے تمام ساتھیوں کو مختلف طریقوں سے یہاں ایسی کمپنیوں کے ویزے دلوائے ہیں جو باقاعدہ موجود ہیں۔ لیکن وہ ویزے جعلی ہیں' ان کمپنیوں کو پتا بھی نہیں ہے کہ ایسے کسی آدمی کو انہوں نے طلب کیا ہے' بس یہاں ختم ہونے کا معاملہ ہے وہ ہم دیکھ لیں گے۔ میں نے اپنے اور رضوانہ کے لئے بھی یہی کیا ہے۔ یہاں سے اسپانسر شپ لی ہے ایسے لوگوں کی جو یہاں صاحب حیثیت ہیں اور ان کی تصدیق بھی مختلف طریقوں سے کرا دی ہے لیکن وہ بے چارے مجھے یا رضوانہ کو بالکل نہیں جانتے۔ ہم نے جعلی ناموں سے سفر کیا ہے"

میں نے ہنستے ہوئے گردن ہلا دی اور کہا "میں جانتا ہوں کہ ایسے کاموں میں تم سے بڑا ماہر شاید ہی کوئی اور ہو لیکن بیروت میں اپنے آپ کو ضم کرنا ایک مشکل کام ہو گا۔"

"یہ ذمہ داری آپ باآسانی میرے سپرد کر دیں چیف' میں سب کو کسی نہ کسی مشکل میں ایڈجسٹ کر لوں گا"

"ہاں ٹھیک ہے۔ تو اب سب سے پہلی چیز تمہارے قیام کا بندوبست ہے"

"نہیں چیف بالکل ضروری نہیں ہے میں اس کا انتظام بھی کر لوں گا۔"

"بہت زیادہ مشکلات کے شکار ہو جاؤ گے آفتاب کمال"

"اگر مشکلات کا شکار ہو جاؤں گا چیف تو پھر آپ سے درخواست کروں گا کہ میری مشکل حل کر دیجئے۔ اصل میں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ کسی بھی طور آپ اپنی ذاتی حیثیت سے یا مسٹر روہن فلیچر کے تعاون سے میری قربت سے نظر نہ آئیں۔ کام کرنے کے انداز میں یہی ایک بہتری ہو سکتی ہے کہ ہم لوگ اگر کبھی آمنے سامنے بھی ہوں تو وہ بد ترین دشمنوں کی مانند' معاف کیجئے گا چیف مصلحت کی بات کر رہا ہوں"

میں ہنسنے لگا' میں نے کہا "تو پھر ٹھیک ہے فی الحال تم اپنے ہوٹل میں ہی قیام کرو ان لوگوں کی بھی پوری پوری خبر گیری رکھو اور سنو' پیسوں کا کوئی مسئلہ نہیں ہے یہاں آنے کے بعد میں نے اچھی خاصی رقوم اکٹھا کر لی ہیں۔ تم انہیں باآسانی اپنے استعمال میں لا سکتے ہو۔"

آفتاب کمال پھر ہنس پڑا۔ پھر اس نے کہا "چیف اگر ہم ان معاملات میں نہ پڑتے' تو بہترین قسم کے جرائم لوگ ہوتے۔ آپ ہی بتایئے کہ ہم جیسے لوگوں کے لئے کوئی بھی جگہ کوئی بھی شہر' کوئی بھی ملک کیا مالی پریشانیوں کا مسئلہ بن سکتا ہے۔ کبھی نہیں۔ چلتے پھرتے بینک سڑکوں پر نظر آجاتے ہیں اور وہ ہماری ضروریات پوری کرنے کے لیے کافی ہوتے ہیں۔ لیکن ابھی تو اس کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ اچھے خاصے ڈالر لے آئے تھے۔ ہم لوگ جو یہاں کیش کرائے ہیں اور میں نے نہ صرف اپنے لئے بلکہ ان لوگوں کے لئے بھی بہترین رہائش کا بندوبست کر دیا ہے آپ اس سلسلے میں مطمئن رہیں۔"

آفتاب کمال سے کافی دیر تک گفتگو رہی اور اس کے بعد میں مطمئن ہو کر وہاں سے اٹھ گیا۔ بہرحال اس کے کمالات کا میں ہمیشہ سے معترف تھا اس نے کبھی مجھے مایوس نہیں کیا تھا۔ بلکہ ایک کام اس کے سپرد کرتا تو اس کی دس شاخیں وہ خود نکال لیتا تھا۔ جو یقینی طور پر میرے لئے انتہائی کار آمد ثابت ہوئی تھیں' پھر کئی دن گزر گئے۔ آفتاب کمال سے زیادہ تر ٹیلی فون پر ہی گفتگو رہا کرتی تھی۔ وہ بھی نہایت مختصر اور اتنی محتاط کے ساتھ کہ کسی کو شبہ بھی نہ ہو سکے کہ کون کیا کہہ رہا ہے' کیا کر رہا ہے۔ وہ بھی بڑے مزے سے ہوٹل میں زندگی گزار رہا تھا۔ بار ہا میں نے اسے اور رضوانہ کو ہوٹل کے نائٹ کلبوں میں پایا تھا۔ پھر ایک دن مجھے تل ابیب جانے کا پیغام ملا مجھے تل ابیب طلب کیا گیا تھا اور اس کے لئے ایک نمائندہ میرے پاس بھیجا گیا تھا۔ نمائندے نے مجھے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔ کہ ایلس واکر کے سلسلے میں کچھ لوگوں کو منظر عام پر لایا گیا ہے جو آپ کے کہنے کے مطابق کالی بھیڑ ثابت ہو سکتے ہیں۔ مسٹر جوئن ہیکر نے خصوصی طور پر آپ کو طلب کیا ہے' اور اسی سلسلے کا تمام اسٹاف وہاں موجود ہے۔"

"میڈم شیئر مین"

"جی سر وہ بھی اس وقت تل ابیب میں ہی ہیں"

"مجھے کب روانہ ہونا ہے؟"

"کہا گیا ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو"

تل ابیب پہنچ گیا۔ میرا استقبال بھی محترمہ شیئر مین نے کیا تھا۔ بجھی بجھی نظر آرہی تھیں۔ مجھ سے ناراض تھیں۔ ظاہر ہے میرے ان سے جو تعلقات رہ چکے تھے ان کی بناء پر ان کا خیال تھا کہ میں اب اس سے جدائی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن اب یہ ان کی حماقت تھی۔ میرا کیا قصور تھا؟۔ بہرحال نہایت ہی سنجیدہ انداز میں انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور اس کے بعد ایک بالکل نئی رہائش گاہ میں لے گئیں۔ جہاں قیام کا بندوبست کیا گیا تھا۔ اب یہاں میری بہت سی شناسائیاں تھیں' مسٹر جوئن سے میں نے خود ہی ملاقات کی اور اس سلسلے میں میڈم شیئر مین کا سہارا نہیں لیا تھا۔ جوئن ہیکر میرا معترف تھا' میں اسے اسسٹ کر چکا تھا لیکن یہ حقیقت تھی کہ جس کام کے لئے اسے سربراہ بنایا گیا تھا وہ خود بھی اسے اتنے شاندار طریقے سے سرانجام نہیں دے سکتا تھا۔ اس وقت بھی اس نے خاص طور سے اس کا تذکرہ کیا تھا۔

آپ کی رہائش گاہ میں کافی سے میری مدارت کرتے ہوئے اس نے کہا۔

"بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں مسٹر لائنش میک' جن کا اپنا ایک الگ مقام ہوتا ہے اور جو اس مقام کو تسلیم نہ کرے میں سمجھتا ہوں وہ ایک بد فطرت انسان ہوتا ہے میں آج بھی اس بات کا اعتراف کرنے سے گریز نہیں کرتا کہ جس طرح تم نے وہاں اتنی آسانی سے یہ سارا کام سرانجام دے لیا تھا شاید میرے لئے ممکن نہ ہوتا بلکہ میں نے تو اپنی بیماری کو دعائیں دیں کہ کم از کم اس طرح میری عزت ہی قائم رہ گئی ورنہ اپنے اسسٹنٹ کے سامنے مجھے شرمندہ ہونا پڑتا۔"

"آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں مسٹر جوئن ہیکر میں چند روز ہوئے ہیں اس ڈیپارٹمنٹ میں آیا ہوں۔ میرا کوئی ماضی نہیں ہے میرا کوئی ایسا کارنامہ نہیں ہے جن کی بنیاد پر یہ سب کچھ ہوا ہو' بس یوں سمجھ لیجئے کہ ایک انتقامی مزاج کا انسان اپنے انتقام کی تکمیل کے لئے اس ادارے میں شامل ہوا ہے اور اس کے بعد کچھ ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ کام بن گیا۔ آپ کی اپنی ایک حیثیت ہے ایک مقام ہے اور آپ کتنی ہی میری تعریف کریں۔ میں ابھی اپنے آپ کو اس مقام سے بہت پیچھے پاتا ہوں"

"یہ آپ کی شرافت ہے' بہرحال میں آپ کے بہترین دوستوں میں شامل ہو گیا ہوں"

"شکریہ مسٹر جوئن ہیکر اور میں اس دوستی پر فخر

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرتا ہوں"

"ہو سکتا ہے آئندہ بھی کبھی ہمیں ساتھ مل کر کام کرنے کا موقع ملے کیا آپ ایسی کوئی کیفیت پسند کریں گے؟"

"یہ تو میری خوش بختی ہوگی کہ مجھے اپنے دوستوں کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملے گا"

"بہرحال اس سلسلے میں بھی آپ ہی نے نشاندہی کی تھی۔"

"کس سلسلے میں؟"

"آپ نے کہا تھا مسٹر لائنش میک کہ یہ کوئی بیرونی کام نہیں ہو سکتا، کچھ کالی بھیڑیں ہمارے درمیان ہی موجود ہیں، بات سب کے دل کو اس طرح لگی کہ بس پھر اس سمت سوچا گیا۔ ہم نے پانچ ایسے آدمیوں کو گرفتار کیا ہے جن پر ہمیں پورا پورا یقین ہے کہ وہی مخبری کا ذریعہ بنے ہیں"

"کیا مطلب؟" میں نے چونک کر پوچھا

"پانچ ایسے افراد جو سکوریٹی کے لئے کام کر رہے ہیں اور ان کے علم میں یہ بات بھی تھی کہ ایلس واکر کو کہاں رکھا گیا ہے اور کس طرح اسے اغوا کیا گیا ہے، وہ مکمل طور پر حقیقت جانتے تھے۔ ہم چھان بین کر رہے تھے، پوری پوری معلومات کر رہے تھے۔ تب ہمیں ان کی نشاندہی ہوئی اور ان کا نام سامنے آیا۔ ہم نے ان پر کام شروع کر دیا، پتا یہ چلا کہ یہاں ان کے تعلقات خاص قسم کے امریکی افسران سے ہیں جو تل ابیب میں اسرائیلی مفادات کے لئے کام کر رہے ہیں لیکن بہر طور امریکی ہیں اور اسرائیلی مفادات سے زیادہ انہیں اپنے وطن کے مفادات عزیز ہوں گے۔ ان کی ملاقاتیں ان لوگوں سے ہیں۔ ہمارے محکمہ خفیہ نے یہ اندازہ لگا لیا کہ ان میں سے چند افراد ان دنوں خصوصی طور پر ان امریکی افسروں کے لئے سرگرم رہے ہیں۔ بس ہمیں اندازہ ہو گیا کہ یہ انہی کی نشاندہی تھی جس کی بناء پر ہمیں عظیم الشان خسارے سے دوچار ہونا پڑا ہے آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ ان دنوں حکومت اسرائیل کس شدید ذہنی بحران کا شکار ہے اصل میں ہمارے کچھ ایسے پروجیکٹ تھے جو نامکمل تھے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ان پروجیکٹس کو ہم حکومت امریکہ سے چھپانا چاہتے تھے لیکن اب ہمیں کالی بھیڑوں کی موجودگی کا پتا چل گیا ہے تو یہ بات بھی منظر عام پر آگئی ۔ کہ وہ پروجیکٹس بھی حکومت امریکہ کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہوں گے۔ لیکن اس نے ہمیں طرح دے رکھی تھی اور ہمارے معاملات میں مداخلت نہیں کی تھی، البتہ اب ان پروجیکٹس کے سلسلے میں فوری چھان بین شروع ہو گئی ہے۔ اور ہمیں اس کے لئے وہاں سے ہدایت موصول ہوئی ہیں گویا وہاں ہم سے وہ تعاون ختم کر دیا جائے گا جس کی بناء پر ہم ان پروجیکٹس کی تکمیل کر سکتے تھے، یہ اتنا بڑا نقصان ہے حکومت اسرائیل کا کہ اس کا کوئی نعم البدل نہیں ہے ہمارے پاس اور اس کی وجہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے ایلس واکر کے بارے میں نشاندہی کر دی، اصل میں سب کچھ جس انداز میں ہوا ہے ۔ وہ ہمارے لئے بالکل غیر متوقع تھا۔ اور شاید بہت سے بندوبست کر لئے جاتے ۔ وہ لوگ اب ہماری تحویل میں ہیں"

"تو پھر ان لوگوں کے لئے کیا فیصلہ کیا گیا ہے؟"

"موت صرف موت، تاکہ اس کے بعد وہاں کوئی ایسا بھیانک بحران ہم پر نہ آپڑے" جوئن ہیکر نے سفاکی سے کہا۔

میں نے بھی اس کے اس خیال کی تائید کر دی تھی۔ دل کے کچھ گوشے شاید اب بھی نرم تھے کیونکہ اس رات ذرا بے چینی کا شکار رہا، ان لوگوں کا خیال آگیا جنہیں اس جرم میں سزائے موت سے کم نہیں دی جائے گی جب کہ وہ بے گناہ تھے۔ لیکن سوال یہی پیدا ہوتا تھا کہ بس یہی ایک مسئلہ تو نہیں ہے جس طرح اسرائیلی فوجی نہتے فلسطینیوں پر مظالم کے پہاڑ توڑتے ہیں، اگر انہیں بھی اس کی سزا مل جائے تو کیا حرج ہے ایسے لمحات میں میڈم شیرمین نے آکر میری تنہائیاں دور کر دیں۔ عجیب سا چہرا لئے ہوئے میرے پاس پہنچی تھیں۔ کہنے لگیں۔

"میں جانتی ہوں لائنش میک تمہیں میری ضرورت نہیں ہے اور تم مجھے جوتے کی نوک پر مارتے ہو، میری حیثیت تو اس فاحشہ سے بھی بدتر ہو گئی جس کا نام گینی ایلش تھا۔ اس نے کم از کم تمہاری قربتوں سے لطف تو اٹھایا۔"

"آپ نجانے کیوں سنجیدہ ہو گئی ہیں میڈم شیرمین، آپ کا اور گینی ایلش کا مقام بالکل الگ الگ ہے، آپ کو اندازہ ہے کہ اس جیسی عورت کو تو اپنے قریب دیکھنا بھی پسند نہیں کیا جا سکتا۔ میری مصلحت کا بھی آپ کو علم ہو چکا ہے اس کے بعد آپ کی یہ شکایت مجھے کچھ عجیب سی لگتی ہے۔"

بہرحال عورت خواہ کچھ بھی ہو جائے، مرد کے چند بے ہودہ الفاظ اسے بہت سی سوچوں سے بے نیاز کر دیتے ہیں اور وہ بیچاری وہاں عقل کا استعمال بھول جاتی ہیں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کیفیت میڈم شیرمین کی ہوئی، میرا مقصد صرف اتنا تھا کہ آج کی رات جو ذہنی کوفت مجھ پر سوار ہے اس سے چھٹکارا حاصل کر لوں اور ان الفاظ کے استعمال کے بعد بھلا اس بات کی کیا گنجائش تھی کہ میڈم شیرمین واپس چلی جاتیں، جو شکایت وہ لے کر آئی تھیں وہ دور ہو گئی تھی چنانچہ اب وہ خود مجھ سے دور کیوں رہتیں اور بہر طور ان کی قربت نے ذہن سے اس تکدر کو مٹا دیا۔

دوسری صبح وہ بہت دیر تک میرے ساتھ رہی تھیں اس کے بعد انہوں نے تجویز پیش کی کہ آج کے موسم سے لطف اندوز ہوا جائے، اور ایک نہایت خوبصورت علاقے کی سیر کی جائے۔ میری کوئی مصروفیت نہیں تھی لیکن ابھی یہاں سے جانے کا کوئی ارادہ بھی نہیں تھا۔ چنانچہ میں تیار ہو گیا۔ میڈم شیرمین نے ایک شاندار لینڈ روور کا انتخاب کیا اور اس کے بعد پکنک کا تمام سامان مہیا کیا گیا۔ یہ سامان لے کر ہم لوگ چل پڑے، لمبی ڈرائیونگ تھی۔ میڈم شیرمین نے موسم کی مناسبت سے میک اپ کیا تھا اور بلاشبہ خوبصورت نظر آرہی تھیں۔ لیکن ان کا تمام حدود اربعہ میری آنکھوں میں تھا اس لئے یہ حسن دیرپا ثابت نہیں ہو سکتا تھا اور اس نے مجھے کوئی خاص متاثر نہیں کیا تھا۔ لینڈ روور وہ خود ڈرائیو کر رہی تھیں اور ہم ایک خوبصورت علاقے سے گزر رہے تھے، بالآخر ہم اس جگہ پہنچ گئے جہاں پکنک اسپاٹ کا تعین کیا گیا تھا——— میڈم شیرمین کھل کھلیں، چشمے کے شفاف پانی میں ان کا بلوریں بدن میری نگاہوں کے سامنے رقص آب پیش کرتا رہا اور میں عجیب سے انداز میں انہیں دیکھتا رہا انہوں نے مجھے بھی دعوت دی تھی اور میں نے ان کی دعوت قبول بھی کر لی تھی۔ لیکن ان کا پانی سے نکلنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا چنانچہ وہ میرے نکل آنے کے بعد بھی پانی میں رقصاں رہیں، اس وقت ہم دونوں کا ذہنی جمود ٹوٹا جب زبردست فائرنگ کی آواز سنائی دی ہم دونوں بری طرح اچھل پڑے تھے، فائرنگ انتہائی بھیانک انداز میں ہو رہی تھی۔ اور پھر میں نے جلدی سے ایک درخت کی بلندی پر چڑھ کر دیکھا جو سڑک اس نخلستان کے قریب سے گزر رہی تھی اس سے تھوڑے فاصلے پر ایک پرائیویٹ بس آرہی تھی اور اس پر فائرنگ کر کے اس میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو شدید نقصان پہنچایا گیا تھا۔

اس کیفیت کا جائزہ لے کر میں نیچے اترا اور میں نے برق رفتاری سے لینڈ روور سے اشین گن نکال لی اور اس میں میگزین چڑھا لیا، شیرمین بھی جلدی جلدی لباس تبدیل کر رہی تھی۔ پھر وہ میرے پاس پہنچ گئی۔

"کیا ہوا کیا ہو گیا؟۔"

"ایک بس پر فائرنگ کر کے اس میں موجود لوگوں کو زخمی کر دیا گیا ہے۔"

شیرمین نے بھی ایک بلند جگہ کھڑے ہو کر اس بس کا منظر دیکھا اور پھر سرد لہجے میں بولی

"آہ، یہ فوجی بس ہے، فوجی جوانوں کو ادھر سے ادھر منتقل کرنے والی، یقینی طور پر اس پر فلسطینی گروپ نے حملہ کیا ہے۔"

"اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟۔" میں نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"اوہ نو ڈیئر نو، فوراً" کسی محفوظ جگہ روپوش ہو جاؤ بلکہ اس لینڈ روور سے دور ہٹ جاؤ، یقینی طور پر کوئی فلسطینی گروپ آس پاس موجود ہے ہمیں اپنے نقصان پہنچ جانے کا اندیشہ ہے۔"

"اس ہنگامہ آرائی میں بس میں موجود لوگ کوئی مدد نہیں حاصل کر سکیں گے کاش ہم انہیں مدد فراہم کر سکے۔"

"چلیں......؟" میں نے سوال کیا۔

"نہیں، نہیں بالکل نہیں، کیا کہا جا سکتا ہے ویسے اندازہ یہ ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے بس پہ کارروائی کی ہے وہ بھی مصیبت میں گرفتار ہو گئے ہیں یقینی طور پر کوئی دوسرا اسرائیلی دستہ ان تک پہنچ گیا ہے۔"

میرے دل میں گڑبڑ ہونے لگی، میں شیرمین کی تمام باتیں سمجھ گیا تھا، اگر ایسی کسی کارروائی میں میں اس فلسطینی گروپ کی مدد کر سکوں جس نے یہ کارروائی کی ہے تو، میرے دل میں خیال ابھرا لیکن میں نے خود کو سنبھال لیا۔ یہ ضرورت سے زیادہ جلد بازی ہے اور اس میں آئندہ کے مفادات مجروح ہو سکتے ہیں، آئندہ کے معاملات کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ہم ابھی انہی سوچوں میں گم تھے کہ ادھر گولیاں چلنا بند ہو گئیں، کچھ چیخیں سنائی دیں۔ اور اس کے بعد ہماری نگاہوں نے ایک منظر دیکھا۔

اسرائیلی فوجیوں کا ایک دستہ چھ فلسطینی جوانوں کو رائفلوں کی زد پر لئے سڑک کی جانب آرہا تھا۔ عقب سے ایک جیپ بھی آرہی تھی۔ جس میں تین چار اسرائیلی سپاہی موجود تھے، فلسطینی جوان ہاتھ اٹھائے ہوئے سڑک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی جانب آرہے تھے' سڑک پر لانے کے بعد اچانک ہی وہ جیپ ان کے قریب پہنچ گئی اور اس سے بھی جوان نیچے اتر پڑے۔ فلسطینی گوریلوں کے چہرے کپڑوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔ ان کے لباس مخصوص ساخت کے تھے اور انہیں باآسانی فلسطینی گوریلوں کی حیثیت سے پہچانا جاسکتا تھا۔ ان کے ہتھیار غالباً" ان سے چھین لئے گئے تھے بہرحال' جوابی کارروائی تھی۔ جیپ سے اترنے والوں نے فوراً" ہی ان سب کے ہاتھ پشت پر کس دیئے اور انہیں ایک جانب دھکیل دیا گیا۔ اس کے بعد وہ لوگ بس کی جانب متوجہ ہوئے اور بس میں موجودہ زخیوں کی دیکھ بھال کرنے لگے۔ شیرمین نے کہا۔

"اب تو خطرہ ٹل گیا ہے۔"

میں نے اپنی جگہ چھوڑ دی۔ میں خود بھی یہی چاہتا تھا' چنانچہ ہم دونوں اپنے اس کمین گاہ سے نکل کر بس کی جانب چل پڑے' فاصلہ چونکہ زیادہ نہیں تھا

"اوہ یہ فلسطینی' یہ فلسطینی"۔" شیرمین نے دانت پیستے ہوئے ان لوگوں کو گالی دی اور تمام لوگ سخت غصے میں نظر آنے لگے' بس میں جو کچھ ہوچکا تھا' اس کی کارروائی کی جارہی تھی۔ اور وہ لوگ آپس میں باتیں بھی کررہے تھے۔ میں خاموشی سے ان کی گفتگو سن رہا تھا۔ شیرمین کہنے لگی۔

"اب سب کچھ بیکار ہے ان کتوں کو یہیں بھون ڈالو۔"

"مناسب نہیں ہوگا میڈم' ہمیں اس کارروائی کی رپورٹ کے ساتھ ان لوگوں کو اعلیٰ حکام کے سامنے پیش کرنا پڑے گا۔ تاکہ وہ ان سے سوالات کرسکیں۔"

"تو......" شیرمین نے آگے بڑھ کر ایک فلسطینی جوان کے ٹھوکر مارتے ہوئے کہا اور پھر جھک کر اس کے چہرے سے کپڑا کھینچ لیا۔ ایک انتہائی خوبصورت نوجوان تھا جس کی نیلی آنکھوں میں بڑا سکون چھپا ہوا تھا۔ دوسرے سپاہیوں نے ان باقی پانچ فلسطینیوں کے چہرے بے نقاب کردیئے۔ اور اچانک ہی میرے ذہن کو اتنا شدید جھٹکا لگا کہ میں کانپ کر رہ گیا' ان میں ایک فضا حبیبی تھی' پتا نہیں اس نے مجھے پہچانا یا نہیں' لائٹش میک کے میک اپ ہی میں تھا اور ایک بار اس کی مدد بھی کرچکا تھا۔ اس سے مل بھی چکا تھا۔

بظاہر اس نے کسی شناسائی کا اظہار نہیں کیا اور اپنے چہرے کو سپاٹ رہنے دیا۔ غالباً" اس نے میرے چہرے پر توجہ نہیں دی تھی یا پھر دیکھا ہی نہیں تھا۔ میرے ذہن میں اس وقت ابال آرہا تھا اور دماغ پھٹا جارہا تھا۔ میں نے ان تمام لوگوں کو دیکھا جیپ سے اترنے والوں کی تعداد چار تھی' تقریباً" چھ سات افراد ان لوگوں کو ہتھیاروں سے کور کرکے یہاں تک لائے تھے۔ ان کے علاوہ باقی افراد نظر نہیں آرہے تھے۔ میرے اور شیرمین کے ہاتھ میں اسٹین گنیں دبی ہوئی تھیں جن میں میگزین لگا ہوا تھا' میں ایک لمحے میں صورت حال کا جائزہ لے کر اپنے عمل کا آغاز کردینا چاہتا تھا' نیلا رنگ ایک دھند کی طرح میری آنکھوں پر سوار ہوتا جارہا تھا اور جب نیلا رنگ میری نگاہوں کے سامنے ہوتو پھر وہ کچھ ہوتا تھا جس کا کسی کو شبہ بھی نہ ہوسکے۔ شیرمین کے ساتھ مجھے بھی کوئی اسرائیلی افسر ہی سمجھا گیا تھا' چنانچہ وہ لوگ میرے سامنے بھی محترم تھے۔ میں نے آگے بڑھ کر کہا۔

"بس کو لے جانے کے لئے ایک ڈرائیور درکار ہوگا' کیا بس کا ڈرائیور بھی مرچکا ہے؟۔"

"یس سر۔" اسی اسرائیلی افسر نے جواب دیا جو لیفٹیننٹ کے رینک کا معلوم ہوتا تھا۔

"ڈرائیور کی لاش کو سیٹ سے ہٹاکر ایک شخص بس کو سنبھال لے' اب ہمیں بہت زیادہ برق رفتاری کی ضرورت نہیں ہے۔ ان پانچوں کو بھی میرا خیال ہے بس ہی میں سوار کردیا جائے۔ چار جوان اس جیپ کو لے کر آگے جائیں اور باقی بس میں ان کی نگرانی کے لئے متعین ہوجائیں۔"

اسرائیلی لیفٹیننٹ نے مجھے سلوٹ کیا اور اس کے بعد ان تمام لوگوں کو اپنے ساتھ اس کارروائی کے لئے آنے کا اشارہ کیا' ان کے رخ جیسے ہی تبدیل ہوئے اچانک میں نے اسٹین گن سیدھی کرلی اور اس کے بعد میں نے ان پر فائر کھول دیا۔ میں دیوانہ وار ان سب لوگوں کو اپنی رینج میں لے کر فائرنگ کررہا تھا اور شیرمین کی آنکھیں خوف و دہشت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں۔ اس کی آواز بھی جیسے بند ہوگئی تھی۔ ایک لمحے کے اندر اندر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور غراتے ہوئے لہجے میں بولی۔

"لائٹش لائٹش' یہ......یہ......" لیکن ظاہر ہے مجھے جو کچھ کرنا تھا اس میں شیرمین کو شامل کرنا بھی ضروری تھا۔ چنانچہ میرا رخ ذرا سا تبدیل ہوا اور شیرمین کا پورا جسم گولیوں سے چھلنی ہوگیا۔ اس کے ہاتھوں سے اسٹین گن گر پڑی۔ میں ان تمام فوجیوں کا صفایا کرچکا تھا۔ جو یہاں زندہ حالت میں موجود تھے اور فلسطینی گوریلے اس فائرنگ سے گھبرا کر زمین پر لیٹ گئے تھے۔ فضا حبیبی کے چہرے پر

عجیب سے تاثرات چھائے ہوئے تھے اور وہ زمین پر چت پڑی ہوئی آسمان کو گھور رہی تھی۔ میں نے اپنی اسٹین گن کا پورا میگزین خالی کردیا' تاکہ ان میں سے کوئی ایک اس کیفیت میں باقی نہ رہے کہ کوئی جوابی کارروائی کرکے ہم میں سے کسی ایک کو بھی زخمی کرسکے۔ میرا دل خوشی سے ناچ رہا تھا۔ شیرمین مڑی تڑی پڑی ہوئی تھی اور اس کا پورا جسم خون اگل رہا تھا۔ لیکن میرے سامنے وہ چھ فلسطینی گوریلے تھے جن کی سربراہ یقینی طور پر فضا حبیبی ہوگی۔ انہوں نے جو کارروائی کی تھی اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے کی ہوگی اور میں اس کارروائی میں بغیر کچھ جانے بوجھے ان کا سب سے قریبی ساتھی تھا۔ اس کام کی تکمیل کے بعد جب مجھے مکمل طور پر یہ اطمینان ہوگیا کہ اب ان اسرائیلی سپاہیوں میں سے کوئی بھی زندہ نہیں ہے تو میں ان بندھے ہوئے لوگوں کی جانب متوجہ ہوگیا جو مجھے حیرانی سے دیکھ رہے تھے' میں نے سب سے پہلے فضا حبیبی کے ہاتھ کھولے اس کے بعد باقی لوگوں کو آزاد کرنے لگا۔ فضا حبیبی اچھل کر کھڑی ہوگئی تھی۔ وہ سحرزدہ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ میں نے ان تمام لوگوں کے ہاتھ کھولنے کے بعد ان سے کہا۔

"اب آپ لوگ اپنے طور پر اپنے عمل کے لئے آزاد ہیں' مجھے بتایئے' میں آپ کی مزید کیا خدمت کرسکتا ہوں؟۔"

"فوری طور پر وہ لاشیں لیجئے اور یا تو اس جیپ سے نکل جایئے یا پھر اس نخلستان کے پاس ایک لینڈ روور کھڑی ہوئی ہے۔ اسے حاصل کرلیجئے' آپ کے پاس اپنا کوئی کنوینس نہیں ہے؟۔"

"تھا' تباہ ہوچکا ہے۔ لیکن یہاں سے بہت پیچھے'" فضا حبیبی نے جواب دیا اور پھر کہنے لگی۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے ایک آدمی سے وہ لینڈ روور منگوالوں؟۔"

"ہاں منگوالیجئے۔" میں نے کہا اور فضا نے اشارہ کردیا' ایک فلسطینی جوان اس طرف دوڑ گیا اور تھوڑی دیر کے بعد لینڈ روور اسٹارٹ کرکے ادھر لے آیا۔ دوسری طرف سے فضا کے دوسرے ساتھی اپنے ان تین ساتھیوں کی لاشیں اٹھالائے تھے۔ فضا نے مجھے تشکرانہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"سر آپ کیا کریں گے؟"

"میں یہ جیپ لے جاؤں گا اور اسے کسی مناسب جگہ چھوڑ دوں گا۔" میں نے کہا' حالانکہ بہت بڑا رسک تھا لیکن کیا کیا جاتا' یہ سب کچھ تو کرنا ہی تھا۔ چنانچہ یہ کارروائی برق رفتاری سے عمل میں آئی' فضا اپنے آدمیوں کے ساتھ لینڈ روور میں جا بیٹھی اور پھر اس نے میرا شکریہ ادا کیا اور لینڈ روور کو واپس اس جانب موڑ دیا۔ جو سڑک دوسری طرف جاتی تھی یعنی ہم جس طرف سے آئے تھے وہ تل ابیب کا راستہ تھا لیکن فضا اس کے مخالف راستے پر چل پڑی تھی۔

میں نے ان تمام لاشوں پر نظر ڈالی۔ شیرمین کی موت یقینی طور پر ایک حادثہ تھی۔ لیکن اس وقت میرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ اول تو میری اس کارروائی کو شیرمین کے علم میں آنے کے بعد شیرمین کی زندگی میرے لئے خطرناک ہوسکتی تھی۔ دوئم یہ کہ شیرمین کے ہاتھ میں بھی اسٹین گن دبی ہوئی تھی۔ کسی بھی لمحے وہ کوئی جوابی کارروائی کرسکتی تھی۔ کیونکہ اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا تھا کہ وہ فلسطینی فورسز کی ایک اہم رکن تھی۔ چنانچہ میں نے کسی قسم کا رسک نہیں لیا تھا۔ البتہ اس بات کا مجھے اطمینان تھا کہ کسی کو یہ علم نہیں ہے کہ شیرمین میرے ساتھ یہاں تک کا سفر کررہی ہے۔ میں نے ان تمام معاملات کو وہیں کا وہیں چھوڑ دیا۔ اور صرف اتنا کیا کہ وہ نشانات صاف کردیئے جس سے میری اور شیرمین کی یکجا ہونے کی صورت حال کا علم ہوسکتا تھا' اس کے بعد میں اللہ کا نام لے کر جیپ اسٹارٹ کرکے چل پڑا۔ رخ تل ابیب کے اندرونی حصے ہی کی جانب تھا۔ لیکن مجھے جو سب سے پہلی آبادی کی جگہ نظر آئی اور جہاں سے مجھے یہ احساس ہوا کہ اب میں تھوڑا سا پیدل چلنے کے بعد کوئی سواری حاصل کرسکتا ہوں' وہیں میں نے جیپ چھوڑ دی۔ اور اسٹیرنگ وغیرہ پر سے اپنی انگلیوں کے نشانات صاف کرکے ٹہلنے والے انداز میں آگے بڑھ گیا۔

کافی فاصلہ پیدل طے کرنے کے بعد مجھے ایک ٹیکسی مل گئی اور میں ٹیکسی میں بیٹھ کر اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ جو سنگین واقعہ پیش آیا تھا وہ اپنی نوعیت کا منفرد تھا۔ میں صرف یہ سوچ رہا تھا کہ میرے اپنے معاملات کس حد تک اس میں ملوث ہوسکتے ہیں۔ لیکن بہرحال اس بات کے امکانات نہیں تھے کہ مجھ پر کسی قسم کا شبہ کیا جائے گا۔ بظاہر میں نے ایسی کوئی شبہے والی بات چھوڑی نہیں تھی۔ ہر قسم کے نشانات یہاں تک کہ اسٹین گن سے اپنے نشانات صاف کردیئے تھے۔ اس کے علاوہ وہ جگہ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جسے ہم نے پکنک اسپاٹ کے طور پر استعمال کیا تھا' بالکل خالی کردی تھی اور وہاں سے تمام چیزیں ہٹالی تھیں۔ اب باقی آگے تقدیر کا کھیل تھا تقدیر جو بھی فیصلہ کرے۔

مجھے تقریباً" چالیس گھنٹے انتظار کرنا پڑا' اس دوران نہ تو کسی نے مجھ سے رابطہ قائم کیا تھا اور نہ ہی میں نے خود آگے بڑھ کر اس بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی پھر چالیس گھنٹے کے بعد جوئن ہیکٹر میری رہائش گاہ پر پہنچا تھا۔ اس کا چہرہ اترا ہوا تھا۔

"ہیلو مسٹر لائش میک۔"

"ہیلو سر!۔"

"تم خیریت سے ہو نا؟۔"

"جی بالکل' لیکن سر مجھے آپ کی صحت پھر کچھ متاثر محسوس ہو رہی ہے" میں نے تشویش سے کہا۔

"میں بہت افسردہ ہوں۔"

"کوئی خاص وجہ' یا پھر وہی پرانے واقعات۔؟"

"آہ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں اس بارے میں کچھ نہیں معلوم۔"

"کس بارے میں مسٹر ہیکٹر۔"

"شیر مین سے تمہاری کب سے ملاقات نہیں ہوئی ؟۔"

"کئی دن سے۔"

"اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے۔"

"اوہ۔۔۔۔ کیا مطلب؟' میں سمجھی نہیں۔"

"وہ فلسطینی دہشت گردوں کا شکار ہو گئی ہے۔ جوئن ہیکٹر نے غم آلود لہجے میں کہا۔ اور میں نے غمزدہ ہوجانے کی اداکاری شروع کردی۔ دیر تک میں ساکت رہا ' جوئن ہیکٹر نے کہا "میں بھی اس کے لئے غمزدہ ہوں' ہماری بہترین کارکن تھی۔ بہت سی خوبیوں کی مالک۔"

"مجھے علم نہیں ہو سکا تھا۔" اس نے کہا

"ہاں 'اتفاق ہے' ایسے واقعات عام ہیں' لیکن شیئر مین کی جدائی معمولی بات نہیں ہے۔"

"وہ بے حد ذہین تھی ' پر جوش باعمل' میں اس کی موت کا انتقام لوں گا۔" میں نے کہا

"ہاں ' انتقام لیا جائے گا۔ جوئن ہیکٹر نے کہا اور میرے ذہن میں نفرت کا طوفان امنڈ آیا۔ میں نے ایک نظر جوئن ہیکٹر کو دیکھا ' اسی وقت جوئن ہیکٹر نے کہا

"یوں تو فلسطینیوں اور مسلمانوں کے خلاف محاذ آرائی ہمارا قومی فریضہ ہے لیکن اس میں کچھ ذاتی حسابات بھی ہوتے ہیں۔ شیئر مین کی موت کو میں نے ذاتی رجسٹر میں درج کیا ہے کم از کم پچاس فلسطینیوں کے قتل سے شیر مین کے انتقام کی آگ بجھے گی۔"

میری آنکھوں میں نیلی پرچھائیاں گردش کرنے لگیں یہ شخص مجھے پچاس مسلمانوں کو قتل کرنے کے عزم کی داستان سنا رہا تھا۔ اور میں سن رہا ہوں۔

"تمہیں میرا ساتھ دینا ہوگا لائش میک۔" اس نے کہا اور جیسے کسی نے مٹھی بھر کر نیلا رنگ میری آنکھوں میں جھونک دیا ہو " ہر شے نیلی نظر آرہی تھی۔ جوئن ہیکٹر نے میرا چہرہ دیکھا پھر بولا "شیئر مین کی موت نے تمہیں بھی متاثر کیا ہے۔ لائش میک تمہارا چہرہ عجیب ہو رہا ہے۔"

"ہاں' ہاں مسٹر ہیکٹر 'کیا آپ تنہا ہیں؟۔"

"ہاں 'میں یونہی تم سے ملنے چلا آیا۔ نیچے ڈرائیور ہے ۔" ہیکٹر نے جواب دیا۔ اور میں اپنی جگہ کھڑا ہو گیا۔

"مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے براہ کرم اوپر تشریف لائیے۔"

◇

جوئن ہیکٹر پر اطمینان قدموں سے چلتا ہوا میرے ساتھ اوپر آگیا۔ میں نے اسے بڑی محبت سے ایک جگہ بٹھادیا۔ اس وقت میرے دل میں اس کے لیے بڑے خوبصورت جذبے جنم لے رہے تھے' میں جوئن ہیکٹر کو لیے ہوئے ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ میں نے اس سے کہا۔

"مسٹر جوئن ہیکٹر حقیقت یہ ہے کہ اس وقت آپ کی آمد میرے لیے نہایت خوشی کا باعث ہے۔"

جوئن ہیکٹر نے چونک کر مجھے دیکھا پھر حیرت سے بولا۔

"میں سمجھا نہیں۔"

"بات اتنی آسان بھی نہیں ہے کہ سمجھ میں آجائے' اصل میں مسٹر ہیکٹر میرے آپ سے بہت تعلقات ہیں' بہت سے رشتے ہیں اور میں یہ نہیں سمجھ پا رہا کہ کونسے رشتے کے تحت آپ سے گفتگو کروں۔"

"میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تم نے اپنی ایک بہت اچھی ساتھی شیئر مین کی موت پر کسی جوش اور جذبے کا اظہار نہیں کیا' جب کہ میں ذہنی طور پر اس قدر افسردہ ہوں کہ شاید الفاظ میں اس کی وضاحت نہ کر سکوں۔"

"میرے خیال میں آپ نے تو مکمل الفاظ میں وضاحت کردی ہے مسٹر جوئن ہیکٹر 'یعنی آپ نے طے کرلیا ہے کہ شیئر مین کی ہلاکت کے نتیجے میں آپ کم از کم پچاس فلسطینیوں کو ہلاک کریں گے۔"

"ہاں یہ تعداد مزید بڑھ سکتی ہے اگر میرا جنون ختم نہ ہوا۔" مسٹر جوئن ہیکٹر پر جوش لہجے میں بولے۔

"بس یہیں سے گڑبڑ ہو جاتی ہے مسٹر جوئن ہیکٹر"

"میں کچھ سمجھ نہیں پارہا' میرا ذہن ماؤف ہے۔"

"میں آپ کو سمجھاتا ہوں اچھی طرح سمجھاتا ہوں' دراصل مسٹر جوئن ہیکٹر میں ایک بہت دلچسپ کھیل کھیل رہا ہوں 'ممکن ہے یہ کھیل آپ کے لیے دلچسپ نہ ہو 'لیکن میرے لیے اس کی دلچسپیوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے 'بات اصل میں یہ ہے کہ میں یہ کام آپ کو نہیں سونپنا چاہتا۔"

"کونسا کام۔۔۔۔؟۔"

"میرا مطلب ہے فلسطینیوں کے قتل کا معاملہ 'اصل میں اس کام کا دوسرا رخ میں نے سنبھال رکھا ہے۔ میں آپ سے عرض کروں برطانیہ سے بیروت تک کا سفر ایک دلچسپ سفر ہے یقینی طور پر میرے ریکارڈ سے آپ کو میرے بارے میں تفصیلات معلوم ہو چکی ہوں گی۔ بیروت تک کا سفر ایک مخصوص مقصد کے لیے تھا اور اس مقصد کا پس منظر طویل ہے جس کا آپ کے لیے جاننا بیکار ہے۔"

"تمہاری باتیں اس قدر الجھی ہوئی ہیں لائش میک کہ میں اس وقت انہیں سمجھ نہیں پارہا' میں اپنے غم میں کھویا ہوا ہوں۔"

"آہ افسوس آپ کا غم غلط کرنے کے لیے میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے تاہم میری باتیں آپ کا غم غلط کردیں گی۔ آپ براہ کرم ایزی ہو کر بیٹھے 'یہ کوٹ اتار دیجئے۔"

مسٹر جوئن ہیکٹر صوفے پر بیٹھتے ہوئے شاید کوٹ کی مشکل کو محسوس کر رہے تھے 'انہوں نے میری ہدایت پر عمل کیا اور میں نے فوراً" ہی ان کے ہاتھ سے کوٹ لے کر اسٹینڈ پر ٹانگ دیا۔ کوٹ کی جیب میں پستول کا وزن مجھے صاف محسوس ہوا تھا' اگر مسٹر جوئن ہیکٹر بغلی ہولسٹر لگائے ہوئے ہوتے تو نظر آجاتا۔ لیکن انہوں نے احتیاطاً" پستول کوٹ کی جیب میں رکھ لینا پسند کیا تھا اور وہ اس قدر مطمئن نظر آرہے تھے کہ انہوں نے کسی بات پر کوئی توجہ ہی نہیں دی تھی' غرض یہ کہ مسٹر جوئن ہیکٹر کو اس طرح غیر مسلح کرنے کے بعد میں ان کے سامنے ہی صوفے پر بیٹھ گیا

"میرا اصل نام لائش میک نہیں ہے مسٹر جوئن ہیکٹر۔" میں نے کہا اور جوئن ہیکٹر چونک کر آنکھیں پھاڑنے لگا پھر بولا۔۔۔

"پھر کیا نام ہے تمہارا؟۔"

"جہانگیر جمال شاہ۔" میں نے جواب دیا۔

جوئن ہیکٹر کا واقعی سر چکرانے لگا تھا وہ خاموش نگاہوں سے مجھے دیکھتا رہا پھر بولا۔

"مگر یہ تو کسی مسلمان کا نام ہے؟۔"

"اللہ کے فضل سے میں ایک پکا مسلمان ہوں۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا 'کیا کہنا چاہتے ہو خدا کے لیے صاف صاف کہو؟۔"

"اور تعلق بھی میرا لبنان سے نہیں ہے۔"

"پھر۔۔۔؟۔"

"میں پاکستانی ہوں۔"

"پاکستانی۔۔۔۔!" اس بار جوئن ہیکٹر بری طرح اچھل پڑا۔

"ہاں مسٹر جوئن ہیکٹر آپ کو ایک دلچسپ کہانی سنا دیتا ہوں میں' پاکستان میں اسرائیلی محکمہ موساد کے ایک سرگرم رکن مسٹر زیڈ نے کچھ وجوہات کی بناء پر میری بیوی اور میرے چند عزیز واقارب کو قتل کردیا اور میں وہاں سے ان کا انتقام لینے چل پڑا۔"

جوئن ہیکٹر پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہا تھا' پھر اس نے پھیکے سے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا تم میرا دل بہلانے کی کوشش کر رہے ہو' میرا غم غلط کرنا چاہتے ہو؟۔"

"بالکل بالکل یہی بات ہے۔"

"نہیں پلیز نہیں مجھے اس وقت کوئی جھوٹا قصہ نہ سناؤ۔"

"قصہ جھوٹا نہیں ہے 'مسٹر جوئن ہیکٹر ایک بہت بڑی سچائی جسے میں آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں۔"

"لیکن' لیکن تم تو اسرائیلی مفادات کے لیے کام کر رہے ہو جب کہ یہ بات میرے علم میں ہے کہ پاکستان میں رہنے والا ایک ایک شخص 'بچہ' بچہ اسرائیل کا دشمن ہے۔"

"یہ بالکل سچ ہے' ہم لوگ اسرائیل سے بے پناہ نفرت کرتے ہیں یہودی کے نام سے ہمیں گھن آتی ہے اور اس کے بعد بات دو آتشہ اس وقت ہو گئی جب مسٹر زیڈ نے میری بیوی کو قتل کردیا۔ بہرحال بیروت تک آنے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے لیے مجھے کوئی ایسا ذریعہ درکار تھا جس سے میں اپنا کام بخوبی سرانجام دے سکوں اور لندن میں ایک شخص سے میری ملاقات ہوگئی جس کا نام لائش میک تھا اور جو بیروت کا باشندہ تھا۔ لائش میک کو قتل کرکے میں نے اس کی جگہ لی اور اس کے بعد بیروت پہنچ گیا۔ یہاں میں نے لائش میک کے اہل خاندان کو قتل کرادیا۔ اور اس طرح میری ملاقات مسٹر فلیچر سے ہوئی جنہوں نے مجھے اسرائیلی محکمۂ خاص میں ایک اعلیٰ مقام دلوادیا۔ مسٹر جوئن بیکنر اس کے بعد میں نے پہلا کام جو کیا وہ آپ کے علم میں ہے یعنی ایلس واکر کے اغواء کا مسئلہ۔"

"لل..... لیکن اس سلسلے میں تو تم نے.....۔"

"ہاں میں نے بے پناہ محنت کی اور ایلس واکر کو بالآخر تل ابیب پہنچا دیا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی میں اپنے پیچھے امریکی محکمۂ سیکریٹ سروس کی ایک رکن سینی بال کو لگالایا اور یہاں میں نے مسٹر ایلس واکر کی مکمل نشاندہی کردی جس کے نتیجے میں مسٹر ایلس واکر کو واپس حاصل کرلیا گیا۔ اصل میں اس سے میرا مقصد یہ تھا مسٹر جوئن بیکنر کہ میں اسرائیلی محکمۂ خاص کا منظور نظر بھی رہوں اور اس کے ساتھ ساتھ ہی اس کے معمولات سے واقف رہ کر اس کے خلاف بھی کام کرتا رہوں۔ اتفاق کی بات یہ ہے کہ اس تمام کارروائی کے بعد میڈم شیئرمین ایک ایسے مسئلے میں پھنس گئیں جس میں فلسطینیوں کو نقصان پہنچ سکتا تھا' نتیجے میں میں نے انہیں ہلاک کردیا۔ یہ ہے تمام صورت حال مسٹر جوئن بیکنر۔"

جوئن بیکنر کے بدن میں تھرتھری سی پیدا ہوئی اور پھر وہ ایک دم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوگیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم ہمارے ساتھی نہیں بلکہ ہمارے دشمن ہو۔"

"کیا اس تمام تفصیل کے بعد بھی مجھے اس تفصیل کا مطلب سمجھانے کی ضرورت پیش آئے گی مسٹر بیکنر؟"

"لیکن لیکن اس طرح تو تمہیں' تمہیں چھوڑنا ہمارے لیے سخت نقصان دہ ہے۔"

"بالکل ٹھیک سوچا آپ نے واقعی میری زندگی اسرائیل کے لیے ایک بھیانک المیہ ثابت ہوگی ابھی تو آغاز ہے' میرے ذہن میں تو بے شمار منصوبے ہیں مسٹر جوئن بیکنر جن کی میں تکمیل کرنا چاہتا ہوں۔"

"تو پھر میرے لیے یہی بہتر ہے کہ میں یہاں سے جاتے ہوئے تمہاری لاش اپنے ساتھ لے جاؤں۔"

"ہاں مسٹر جوئن بیکنر یہی آپ کے لیے موزوں ہے ورنہ جن پچاس فلسطینیوں کے قتل کا آپ نے ارادہ کیا ہے ان کا قتل آپ کے لیے ممکن نہیں ہوسکے گا۔ ہوسکتا ہے میں آپ کا غم غلط کرنے کے لیے آپ کو کسی بار میں لے جاتا لیکن اوپر لانے کا مقصد یہی ہے کہ ان پچاس اسرائیلیوں کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔"

"تو پھر تم مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

"آپ کو رسک بالکل نہیں لینا چاہیے مسٹر جوئن بیکنر' براہ کرم آپ وہ کیجیے جو آپ کرنا چاہتے ہیں۔"

"تیرا دماغ خراب ہوگیا ہے ذلیل کمینے انسان اگر تو اس وقت صحیح الدماغ بھی نہیں ہے تب بھی تیرے ان الفاظ پر میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

"آئیے آئیے میری زندگی کو ختم کرنا آپ کے لیے بہت ضروری ہے۔"

جوئن بیکنر واقعی طیش میں آکر مجھ پر جھپٹا تھا' لیکن میرا زوردار تھپڑ اس کے گال پر اس طرح پڑا کہ اس کا سر چکرا گیا اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔ اس بار اس نے پوری قوت سے اس اسٹینڈ کی جانب چھلانگ لگائی جس پر کوٹ لٹکا ہوا تھا۔ لیکن میں تیار تھا میں نے درمیان ہی میں اسے روک کر اس کے پیٹ پر ایک زوردار لات ماری اور وہ الٹی قلابازی کھا گیا۔ نیلاہٹیں میری آنکھوں میں جگہ بنا چکی تھیں اور میں انہی نیلاہٹوں کے زیر اثر یہ سب کچھ کررہا تھا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ جب میرے اوپر نیلا رنگ سوار ہوتا ہے تو میرے چہرے کی کیفیت ایک سفاک درندے جیسی ہوجاتی ہے۔ اتنی خوفناک کہ لوگ اسے دیکھ کر دہشت زدہ ہوجائیں جوئن بیکنر نے بھی میرا چہرہ دیکھا اور اس کے بعد وہ ایک دم ٹھٹک سا گیا۔ اس نے بوکھلائی ہوئی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا پھر کسی خیال کے تحت دوبارہ اپنے پیٹ کی تکلیف بھول کر میری جانب جھپٹا میں نے اس کی گردن اپنی بغل میں دبالی فوراً ہی اس کے سینے پر بیٹھ کر اس کی گردن دبادی۔ جوئن بیکنر اپنے دونوں ہاتھوں کی مدد سے میرے جسم کو اپنے جسم پر سے ہٹانے کی کوشش کرنے لگا' لیکن ممکن نہیں تھا اس کے لیے کیونکہ اس وقت جو جنونی کیفیت مجھ پر سوار تھی وہ بہت خوفناک تھی۔ میں اس کی گردن دبائے چلا گیا اور اس کی آنکھیں باہر ابل پڑیں' زبان باہر نکل آئی۔ وہ تشنجی انداز میں اپنے آپ کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کرتا رہا لیکن اس میں کامیاب نہیں ہوسکا

اور رفتہ رفتہ اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔ اس سے زیادہ تفریح میں نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جب میں نے محسوس کیا کہ جوئن بیکنر کا جسم اب روح سے خالی ہے تو میں اس پر سے ہٹ گیا۔ میں نے کھڑے ہو کر آہستہ سے کہا۔

"سوری مسٹر جوئن بیکنر ہوسکتا ہے تمہیں زندگی کے کچھ لمحات اور مل جاتے اگر تم میرے سامنے ان جذبوں کا اظہار نہ کرتے کہ تم پچاس فلسطینیوں کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ میرے مسلمان بھائی جس طرح بھی بن پڑے گا تمہارے ہاتھوں سے محفوظ رہیں گے اور میں اپنی زندگی کا آخری لمحہ بھی اس کام کے لیے وقف کردوں گا تم جیسے انسان کو فنا کرنا تو میری زندگی کا اولین مقصد ہے۔ مسٹر جوئن بیکنر سوری' ویری سوری' ڈیئر مسٹر جوئن بیکنر۔"

اپنا کام ختم کرچکا تھا میں اور میری آنکھوں کی نیلاہٹیں آہستہ آہستہ مدہم پڑتی جارہی تھیں' جو عمل میں نے کیا تھا اب اس کے بعد اس کا ردعمل بھی ہوسکتا تھا۔ چنانچہ میرے لیے بے حد ضروری تھا کہ میں مسٹر جوئن بیکنر کی لاش کو ٹھکانے لگانے کا معقول بندوبست کروں' ویسے بھی یہ ایک بھرا پرا علاقہ تھا اور یہاں سے کسی انسانی جسم کو لے جانا ایک مشکل کام تھا لیکن بہرطور اب اس عمل سے گزرنے کے بعد دوسرے عمل کا مسئلہ بھی تھا۔ جو مجھے سرانجام دینا تھا اور اس کے لیے کوئی ایسی منصوبہ بندی کرنی تھی جس سے میرا یہ کام ہوسکے' مسٹر جوئن بیکنر کی لاش کو میں نے پہلے بخوبی ٹٹولا' کوئی ایسی چیز تو باقی نہیں رہ گئی جو کسی طرح میری نشاندہی کروے' گلے پر سے انگلیوں کے نشانات صاف کئے' باقی تمام مسائل بھی درپیش تھے چنانچہ میں نے ان سے نمٹنے کے لیے اپنے طور پر تمام ذہانتوں کا استعمال کیا اور اس کے بعد عارضی طور پر مسٹر جوئن بیکنر کی لاش کو بستر کے نیچے سرکا دیا۔ اس کے بعد میں نے ان کے کوٹ کی تلاشی لی۔ تمام چیزیں دیکھیں' کوئی بھی چیزیں ایسی نہیں تھی جو میرے کام کی ہو' کوٹ کو میں نے اسی طرح ٹانگ دیا اور پھر رات ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ میں اپنے طور پر بہت سے فیصلے کرچکا تھا۔ مسٹر جوئن بیکنر جس گاڑی میں آئے تھے میں نے اسے اس کی جگہ سے ہٹا کر کافی فاصلے پر لے جا کر کھڑا کردیا تاکہ کوئی انہیں میرے فلیٹ کے سامنے موجود محسوس نہ کرسکے۔

دوسرے دن بھرپور ناشتا کرکے میں نے سب سے پہلے اخبارات دیکھے' لیکن اب اخبارات والے جن بھی نہیں ہوتے کہ ہر خبر انہیں اسی وقت مل جائے' چنانچہ کسی بھی اخبار میں' میں نے جوئین بیکنر کے بارے میں کوئی خبر نہیں پڑھی اور مطمئن ہوگیا۔ آج کا دن تو خیر بغیر کسی تشویش کے گزرے گا۔ بعد میں جو ہوگا دیکھا جائے گا' البتہ میں نے یہ سوچا کہ تل ابیب میں اب میرا کتنا قیام ہونا چاہیے۔ ویسے ہائی کمان سے ابھی واپسی کا کوئی اشارہ نہیں ملا تھا اور نا ہی یہ کہا گیا تھا کہ مجھے کتنے دن کے لیے یہاں طلب کیا گیا ہے' وہ لوگ جنہیں ایلس واکر کے سلسلے میں گرفتار کیا گیا تھا ابھی تک زیر عتاب تھے اور ان پر تشدد کیا جارہا تھا اور ان سے پوچھا جارہا تھا کہ امریکی محکموں کے افسران کو اس سلسلے میں اطلاع دینے کا انہیں کیا معاوضہ ملا ہے۔ گویا جرم ان پر مسلط کردیا گیا تھا۔ اب صرف ان کے اقرار کا معاملہ تھا۔ میں سمجھتا تھا بلکہ جوئین بیکنر نے مجھے کہا بھی تھا کہ ایسے افراد کو' جن پر اس جرم کا شبہ ہوتا ہے کسی طور زندہ نہیں رکھا جاسکتا خیر یہ ان کا ذاتی معاملہ تھا۔ مجھے ان لوگوں سے کوئی ہمدردی نہیں تھی۔

ہائی کمان نے مجھے نظرانداز نہیں کیا تھا۔ نا ہی میرا تعلق صرف جوئین بیکنر سے یا میڈم شیئرمین سے قائم کردیا گیا تھا۔ اس کا اندازہ مجھے اسی دن دوپہر کو ساڑھے بارہ بجے کے قریب ہوا وہاں سے مجھے ٹیلی فون کیا گیا تھا۔ میں نے ٹیلی فون ریسو کیا۔

"مسٹر لائش میک۔"

"بول رہا ہوں۔"

"آپ کا کوڈ....؟"

"بلیک ون....۔" میں نے وہ کوڈ دوہرایا جس کے بارے میں مجھے ہدایات کردی گئی تھیں۔

"گڈ' مسٹر لائش میک شام کو چار بجے آپ کو ایک مخصوص جگہ پہنچنا ہے' عمارت کا پتا نوٹ کرلیجیے گا۔ احتیاط سے آنا ہوگا۔ آپ کو علم ہے کہ ہمارے دشمن چپے چپے پر ہماری دھاک میں ہیں' ان سے ہر لمحہ محتاط رہنا ضروری ہے' یہ خاص ہدایت آپ کو اس لیے دی جارہی ہے کہ آپ کا مستقل قیام بیروت میں ہے اور تل ابیب آپ کے لیے کسی حد تک اجنبی۔"

"تل ابیب میرے لیے اجنبی نہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"یقیناً' .....یقیناً' لیکن پھر بھی آپ کو احتیاط کی ہدایت کی جاتی ہے۔"

"عمارت کا پتا بتائیے۔" میں نے کہا اور مجھے اس

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عمارت کا پتا بتادیا گیا جہاں مجھے پہنچنا تھا۔ اس کی ساری لوکیشن بھی سمجھا دی گئی تھی اور اس کے بعد فون بند ہوگیا۔ کوئی خاص تاثر نہیں ہوا تھا اس فون کا مجھ پر' میں شام کو مقررہ وقت پر گھر سے باہر نکلا اور نہایت پراطمینان انداز میں اس عمارت کا پتا معلوم کرتا ہوا اس تک پہنچ گیا۔

عمارت سرکاری نوعیت کی تھی اور خاصی شاندار تھی۔ گیٹ پر مسلح فوجی پہرہ دے رہے تھے۔ مجھ سے میرا کوڈ اور نام وغیرہ پوچھا گیا اور اس کے بعد مجھے کار اندر لے جانے کی اجازت دے دی گئی۔ پارکنگ لاٹ پر اور بھی بے شمار کاریں موجود تھیں' میں نے وہیں اپنی کار پارک کی اور نیچے اتر گیا۔ ایک خوب صورت سی لڑکی خوب صورت لباس میں ملبوس میرے قریب پہنچی اور اس نے مسکراتے ہوئے میرا خیر مقدم کیا' اس نے اپنا تعارف ہیرینا کے نام سے کرایا تھا اور مجھ سے میرے بارے میں پوچھا۔ پھر اس انداز میں مجھے اپنے ساتھ اندر لے گئی' جیسے میری قدیم شناسا ہو۔ ایک بڑے سے کانفرنس ہال میں مختلف لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ بہت بڑی سی میز تھی جس کے گرد تقریباً" ساٹھ ستر کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ مزید کرسیاں بھی موجود تھیں میرے لیے میز کے گرد کرسی لگائی گئی تھی۔ اور اس کرسی کے سامنے میری نیم پلیٹ موجود تھی۔ میں نیم پلیٹ دیکھ کر کرسی کی جانب بڑھ گیا۔ اور پھر کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ چند اجنبی لوگوں نے مسکرا تے ہوئے گردن خم کی تھی' حالانکہ میرا ان سے کوئی تعارف نہیں تھا۔ لیکن میرے نام کی جگہ مجھے بیٹھتے دیکھ کر انہوں نے شناسائی کا اظہار کیا تھا۔ میں سنجیدگی سے اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ پھر آہستہ آہستہ تمام کرسیاں بھر گئیں۔ گویا جن لوگوں کو یہاں پہنچنا تھا وہ پہنچ گئے۔ اس کے بعد ایک سنجیدہ سے چہرے والے شخص نے مائیک آن کر کے آہستہ لہجے میں کہنا شروع کیا۔

"محترم دوستو! آج کی اس میٹنگ کا مقصد اور تو جو کچھ ہے سو ہے ہی۔ لیکن میں اس میں ایک غم ناک خبر سب سے پہلے دینا چاہتا ہوں' ہمارے محکمے کا ایک انتہائی نیک نام شخص جس کا نام جوئن ہیکنر تھا وحشت و بربریت کا شکار ہوگیا ہے' اسے گردن دبا کر ہلاک کردیا گیا ہے اور اس کی لاش شہر کے ایک مخصوص حصے میں پڑی پائی گئی ہے۔ مسٹر جوئن ہیکنر ہمارے لیے اور موساد کے لیے بہت بڑی حیثیت کے مالک تھے اور انہوں نے اسرائیلی مفادات کے لیے بیش بہا کارنامے سرانجام دیئے تھے۔

ابھی چند روز قبل ہماری ایک اور معزز رکن اور مسٹر جوئن ہیکنر کی دست راست میڈم شیٹزمین کو بھی ہلاک کردیا گیا تھا۔ یہ جو کچھ ہورہا ہے ہمارے لیے غیر متوقع نہیں ہے یہ سب کچھ بہت عرصے سے جاری ہے ہم جس طرح ان تمام تر کارروائیوں کا انتقام لیتے رہے ہیں اب پھر اس کا انتقام لیں گے۔ لیکن اس انتقام سے مسٹر جوئن ہیکنر کی کمی پوری نہیں ہوسکے گی۔ میں ان کی یاد میں دو منٹ کی خاموشی اختیار کرنے کی قرارداد پیش کرتا ہوں۔"

"مسٹر لائش میک کا تعلق بھی عارضی طور پر مسٹر جوئن ہیکنر ہی سے ہوگیا تھا حالانکہ مسٹر لائش میک ایک الگ شخصیت کے مالک ہیں۔ لیکن اس مہم میں مسٹر جوئن ہیکنر کو اسسٹ کرتے ہوئے وہ گئے تھے اور مطلوبہ جگہ پہنچ کر جہاں سے ایلس واکر کو اغوا کیا گیا مسٹر لائش میک نے جو بیش بہا کارنامے سرانجام دیئے' وہ ہمارے ہاں سنہری دور کی حیثیت رکھتے ہیں یہ دوسری بات ہے کہ چند مفاد پرستوں نے ہمیں اس مشکل سے دوچار کردیا اور اس کے نتیجے میں ہم اس وقت خاصی مشکلات سے گزر رہے ہیں۔ بہرحال مسٹر لائش میک ہمارے درمیان ایک گرانقدر اضافہ ہیں اور ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں' مسٹر لائش میک اس بات کے امکانات ہیں کہ مسٹر جوئن ہیکنر کا ڈیپارٹمنٹ آپ کے حوالے کردیا جائے اور اس کے لیے آپ کو تل ابیب میں ابھی ایک طویل عرصہ قیام کرنا ہوگا' ہائی کمان کی جانب سے مجھے یہ ہدایت کی گئی ہے کہ میں یہ اطلاع آپ کو دے دوں' اور آپ کو ذہنی طور پر اس کے لیے تیار کروں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی مسٹر لائش میک آپ کو ری ڈیو جانا ہوگا۔ ری ڈیو ہمارا سرکاری مارشل کلب ہے' میرا مطلب ہے کہ وہاں جسمانی فٹنس کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔ آپ کا قیام بھی عارضی طور پر ری ڈیو میں ہی رہے گا اور وہاں آپ اپنی جسمانی فٹنس درست کریں گے۔ بعد میں آپ کو جو ذمہ داری سونپی جائے گی آپ اسے قبول فرمائیے۔"

میں کھڑے ہو کر گردن خم کی اور آہستہ سے کہا۔

"میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔" میں نے کہا اور اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ اس کے بعد دوسرے معاملات پر گفتگو ہونے لگی۔ یہ گفتگو بھی میرے لیے بے مقصد نہیں تھی اس سے بہت سی معلومات حاصل ہورہی تھیں مجھے اور بعض معلومات ایسی تھیں جنہوں نے مجھے بے چین کردیا تھا۔ لیکن ہر کام اپنے وقت پر ہی ہو سکتا ہے اور اس

کے لیے انتظار کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ میں معتدل رہ کر اپنا کام سرانجام دینا چاہتا تھا۔ جب یہ میٹنگ برخاست ہوگئی تو ہیرینا ہی نے مجھ سے ملاقات کی' اچھی لڑکی تھی۔ عمدہ شکل و صورت کی مالک'

میں نے مسکراتی نگاہوں سے ہیرینا کو دیکھا وہ مجھے اسی عمارت کے ایک کمرے میں لے گئی ایک میز کے پیچھے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی اور مجھے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"یہ فارم بھر دیجئے گا......" اس نے ایک فارم میرے سامنے رکھتے ہوئے کہا اور میں فارم کے کالم پڑھنے لگا۔

یہ ری ڈیو میں داخلے کا فارم تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی اس نے میری خواہش بھی پوچھی اور میں نے باآسانی اس میں لکھ دیا کہ میں اپنی رہائش گاہ پر ہی رہنا چاہتا ہوں۔ فارم ایک فائل میں رکھنے کے بعد ہیرینا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کل صبح دس بجے آپ میرا انتظار کریں گے؟۔"

"کیا یہ بہتر نہیں ہوگا میڈم ہیرینا' کہ میں آپ کو مس کہوں؟"

"یہ آپ کی مرضی ہے میں کیا کہوں؟۔"

"تو کیا یہ بہتر نہیں ہوگا مس ہیرینا کہ صبح دس بجے آپ اتنی دور سے آنے کی بجائے میرے فلیٹ سے ہی برآمد ہوں۔"

"میں سمجھی نہیں۔"

"میرا مطلب ہے اگر ہمیں اتنی جلدی صبح کو نکلنا ہے تو پھر رات کو آپ میرے ساتھ ہی کیوں نہ رہیں۔"

وہ شرارت سے مسکرائی اور بولی "میں شادی شدہ ہوں اور میرا شوہر مجھے رات کو بھی باہر نہیں رہنے دیتا۔" میرے ہونٹ سکڑ گئے اور میں نے آہستہ سے سوری کہہ کر بات ختم کردی۔ شادی شدہ لڑکیوں کو تو ویسے بھی کسی کا اسسٹنٹ نہیں بننا چاہیے اور خاص طور سے مجھ جیسے آدمی کا۔

دوسری صبح میں ہیرینا کا انتظار کرتا رہا۔ مطلوبہ وقت پر وہ آگئی اور مجھے لے کر ری ڈیو چل پڑی۔ ری ڈیو سرکاری ادارہ تھا' مارشل آرٹس کی تربیت دی جاتی تھی یہاں' اسی انداز میں یہ عمارت بنائی گئی تھی اور یہاں جن لوگوں کو تربیت دی جارہی تھی وہ اسرائیلی انتظامیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور یہی وہ لوگ تھے جو موساد کے ایجنٹ تھے اور دنیا بھر میں اسرائیل کے مفاد کے لیے سرگرم عمل رہتے تھے۔ یہاں آنے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ فارم میں اپنی رہائش گاہ میں رہنے کا ارادہ کر کے میں نے غلطی کی ہے۔ ان لوگوں سے شناسائی تو بہت ضروری تھی اور ان سے دوستی کر کے میں ان کے مقاصد سے زیادہ بہتر طریقے سے واقفیت حاصل کرسکتا تھا۔ میں نے سوچا کہ بعد میں اپنا یہ ارادہ تبدیل کر کے انہیں اس سے آگاہ کردوں گا۔

میں نے یہی کیا' ہیرینا چلی گئی اور میں اس وسیع و عریض عمارت کے مختلف گوشوں کا جائزہ لینے لگا۔

بڑے بڑے ہال بنے ہوئے تھے۔ اوپن ایئر جگہ میں بھی اس بات کا بندوبست رکھا گیا تھا اور وہاں بھی جسمانی مشق ہورہی تھی۔ میرے لیے یہ کوئی مشکل مرحلہ نہیں تھا بلکہ میں تو اس سلسلے میں پہلے بھی بہت سے مراحل طے کرچکا تھا اور مجھے میری اسی حیثیت سے تسلیم کرلیا گیا تھا۔ کچھ دیر کے بعد ہیرینا ہی مجھے تلاش کرتی ہوئی آگئی۔ اس نے وہاں مجھے ایک شخص سے ملایا جو اس ادارے میں ایک نمایاں عہدہ رکھتا تھا کچھ تھوڑی سی ضروری کارروائیاں ہوئیں۔ اور اس کے بعد اوپر کی منزل میں ایک کمرہ مجھے رہائش کے لیے دے دیا گیا۔ ری ڈیو بہرطور میرے لیے ایک عمدہ رہائش گاہ ثابت ہوا تھا کیونکہ جوں ہی میں نے دروازہ کھولا۔ مجھے اپنے دروازے کے سامنے ایک انتہائی خوبصورت لڑکی نظر آئی' بہت ہی کم عمر تھی۔ انیس بیس سال سے زیادہ نہیں ہوگی۔ حسن و دلکشی میں بے مثال' تازہ تازہ کھلے ہوئے پھول کی مانند' شگفتہ اور سب سے بڑی بات یہ کہ شوخ فطرت کی مالک' مجھے دیکھ کر دھیمے سے مسکرائی ہیلو کہا اور آگے بڑھ گئی۔

میں عقب سے اس کی دلکش چال دیکھتا رہا تھا' بے شک اس چھوٹی سی عمر میں بھی وہ قدرت کی نعمتوں سے مالا مال ہوگئی تھی۔ سب سے اچھی بات یہ تھی کہ میرے کمرے کے سامنے ہی تھی۔ میں نے دل میں سوچا کہ میں نے اپنا یہ فیصلہ تبدیل کر کے صحیح معنوں میں دانشمندی کا ثبوت دیا ہے اس کے بعد میں تیز تیز قدموں سے آگے بڑھ گیا' وہ سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ اور میری طرف دیکھنے لگی۔ میں بھی کچھ چونک سا پڑا تھا۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سنیں رکیے۔"

"جی' سمجھا نہیں مس۔"

"ریمن ڈینیل۔" وہ بولی۔

"میں سمجھا نہیں مس' ریمن..... آپ نے یہ اپنا نام ہی بتایا ہے نا...؟۔"

"جی ---- ریمن ڈینیل یہ میرا نام ہی ہے۔" وہ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مسکرا کر بولی۔

"آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی مس ریمن ڈینیل لیکن آپ رک کیوں گئیں؟۔"

"میرا مطلب تھا آپ مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔"

"کمال ہے آپ نے اتنی جلدی میرے دل کی گہرائیوں میں جھانک لیا؟۔"

"دیکھیے میں ذرا کم عقل ہوں۔ بہت سی باتیں سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتی۔ بس یوں سمجھ لیجیے بلکہ چھوڑیے اصل میں میں یہ سمجھی تھی کہ آپ میرے پیچھے پیچھے آرہے ہیں مجھ سے شاید کچھ کہنا چاہتے ہیں آپ۔"

"اوہو۔۔۔ اس لیے آپ رک گئی تھیں۔"

"جی ہاں۔"

"اصل بات یہ ہے مس ریمن ڈینیل 'دل تو یہی چاہ رہا تھا اس وقت کہ آپ سے بہت کچھ کہوں لیکن ظاہر ہے ہم اجنبی تھے۔ میں بھلا آپ سے کچھ کیسے کہہ سکتا تھا۔ لیکن اس وقت میں بھی نیچے جا رہا ہوں۔"

"اچھا تو پھر آیئے۔" وہ مسکرا کر بولی اور کھلکھلا کر بچوں کی طرح ہنس پڑی۔ کیا قیامت کی ہنسی تھی۔ اس میں بچپن کی معصومیت بھی تھی۔ جوانی کی زرخیزی بھی۔ اور ایک ایسا حسن بھی جو مردوں کے لیے قاتل ثابت ہوتا ہے۔

میں سیڑھیاں اتر کر اس کے ساتھ نیچے آگیا وہ شرارت سے بدستور مسکرا رہی تھی' اس نے کہا۔

"اب اگر میں آپ سے آپ کا نام پوچھ بیٹھوں گی تو آپ سمجھیں گے کہ میں آپ میں دلچسپی لے رہی ہوں۔"

"اوہ' ہو تو کیا آپ مجھ میں دلچسپی نہیں لے رہیں؟" میں نے سوال کیا۔

"ارے نہیں یہ تو الٹی بات ہو جائے گی۔ پہلے میں نے آپ کو پسند کیا ہے اس لیے آپ کو میرا پھول قبول کرنا ہوگا۔"

"جی نہیں' پسند کا اظہار میں نے کیا ہے۔" وہ ضد کرتی ہوئی بولی۔

"لیکن اس کے بارے میں سوال میں نے کیا تھا۔" میں نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔

"تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ آپ نے سوال کیا تھا' میں نے اپنی پسند کا اظہار کر دیا اس کا مطلب ہے کہ پھول پیش کرنے کا حق پہلے مجھے حاصل ہے۔"

"چلیے جب ہم نے اپنے آپ پر آپ کے تمام حق تسلیم کر لیے تو پھر بھلا اس میں کیا مشکل ہو سکتی ہے۔"

"تھینک یو' تھینک یو ویری مچ۔ اس نے درحقیقت وہاں کی کیاریوں میں سے ایک پھول نکالا اور مجھے پیش کر دیا۔ میں نے پھول کو لے کر چوما اور آہستہ سے بولا۔

"آپ نے مجھے پھول پیش کر دیا۔ آپ کا شکریہ اب اگر مجھے اپنے جذبات کے اظہار کا موقع ملے تو میں یہ پھول آپ کے بالوں میں لگانا چاہتا ہوں۔" وہ ہنسی اور اس نے رخ تبدیل کر لیا۔ میں نے اس کے حسین بالوں میں پھول لگا دیا۔ جسے اس نے دو منٹ کے بعد نکال لیا اور کہنے لگی۔

"دراصل ہم لوگ پھول لگانے کے عادی نہیں ہوتے میں نے تو یہ آپ کی خواہش پوری کی ہے۔ ورنہ ری ڈیو میں اس قسم کی ایکٹیویٹیز کی اجازت نہیں ہوتی۔"

"اوہو اچھا کیا آپ نے مجھے بتا دیا۔"

"ہاں مجھے یہ بات معلوم ہے کہ تھوڑی ہی دیر پہلے آپ اس کمرے میں منتقل ہوئے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ نئے آدمی ہیں۔"

"آپ ذہین بھی ہیں۔"

"تو آپ کا کیا خیال ہے' ری ڈیو میں کسی کو بلاوجہ ہی تھوڑی طلب کر لیا جاتا ہے۔"

"اچھا اچھا تو یہ معاملہ ہے۔"

"جی ہاں بالکل۔"

"تو مس ریمن آپ کون سے ادارے سے منسلک ہیں؟۔"

"جناب یہاں ایک دوسرے سے ادارے کے بارے میں سوالات نہیں کیے جاتے' آپ کو شرائط کا فارم نہیں ملا؟۔"

"ملا تو ہے مگر میں نے اسے دیکھا نہیں ہے۔"

"ایک نظر ضرور دیکھ لیجیے گا' کیونکہ بعض معاملات ایسے ہیں جن کو پڑھنے کے بعد اور ان پر دستخط کرنے کے بعد ان کی خلاف ورزی کی سزا متعین ہے۔"

"اوہو تھینک یو تھینک یو مس ریمن' آپ نے تو واقعی اس وقت میری بڑی مدد کی ہے۔"

"آپ کس قسم کے آدمی ہیں اتنے لاپروا کسی بات کو نہ سوچنے والے' آپ نے فارم پڑھے بغیر اس پر دستخط کر دیئے۔"

"اصل میں' میں بہت تعاون کرنے والا آدمی ہوں۔"

"مسٹر آپ نے ابھی تک مجھے اپنا نام نہیں بتایا؟۔"

"اوہ سوری' میرا نام لائنش میک ہے۔" میں نے

جواب دیا۔

"اگر میں آپ کو صرف مسٹر میک کہوں تو آپ کو برے لگے گا؟"

"نہیں بہت اچھا لگے گا۔"

"تو مسٹر میک اب میں آپ سے یہ سوال کروں کہ آپ کون سے ادارے سے تعلق رکھتے ہیں' تو کیا آپ مجھے بتائیں گے؟۔"

"ہاں' کیوں نہیں۔" میں نے جواب دیا اور اسے اپنی پوری کہانی سنا دی۔ اور وہ مجھ سے بہت متاثر نظر آنے لگی۔ پھر اس نے کہا۔

"سوری ویری سوری میں آپ کو ایک بالکل ہی نووارد نوجوان سمجھی تھی۔ میرا مطلب یہ ہے کہ میں یہ سمجھی تھی کہ ری ڈیو میں آپ کو ازسرنو تربیت کے لیے لایا گیا ہے کیونکہ ذہنی تربیت کے بعد ہمارے ہاں جسمانی تربیت ہوتی ہے اور پھر مختلف مراحل سے گزارنے کے بعد یہ صورتحال سامنے آتی ہے کہ انسان کو کوئی عہدہ دیا جاتا ہے۔"

"ہاں یہ تو ہے۔"

"تو پھر اب مجھے اجازت اصل میں اتنا ہی وقت تھا میرے پاس اس کے بعد مجھے اپنے معمولات میں مصروف ہو جانا ہے۔"

"اوکے' آپ کا پتا پوچھنے کی ضرورت اس لیے نہیں ہے کہ آپ کا کمرہ میرے کمرے کے سامنے ہی ہے۔" وہ ہنسی اور وہاں سے آگے بڑھ گئی۔ اس کے بعد میں اپنے اس حصے کی جانب بڑھ گیا جہاں مجھے اپنی جسمانی تربیت کا مظاہرہ کرنا تھا اور یہاں میں ان دوسرے لوگوں میں شامل ہو گیا۔

کلاک روم میں لباس تبدیل کر لیا تھا کمر میں بیلٹ باندھ لی تھی اور اس کے بعد میں ہال میں اپنے کارنامے دکھانے لگا۔ یہاں ضروری نہیں تھا کہ کوئی کسی سے باقاعدہ چیلنج کر کے مقابلہ کرے۔ جو قریب آجائے اسے مارنا شروع کر دو۔ سب سے پہلے جو حضرت میرے قریب آئے ان کا تعلق غالباً" کسی افریقی ملک سے تھا۔ نجانے موساد میں کیسے آپہنچے تھے۔ بہرحال تھا طاقتور آدمی۔ سفید سفید دانت نکال کر کسی ارنے بھینسے کی طرح مجھ پر پل پڑا۔ میں نے ایک لات اس کے پیٹ پر رسید کی اور دوسرا ہاتھ اس کی گردن کے سامنے کے حصے پر۔ اس کے حلق سے آواز بند ہو گئی اور وہ پیٹ پکڑ کر دوہیں اکڑوں زمین پر بیٹھ گیا۔

"کیا ہی عجب جگہ تھی۔ یہاں مارشل آرٹس کی وہ روایتی کیفیت نہیں تھی جہاں لوگ ایک دوسرے کے سامنے ہوتے ہیں سر جھکاتے ہیں سر خم کرتے ہیں قاعدے قوانین کے تحت کام کرتے ہیں۔ بلکہ اس جگہ داخل ہو جانے کا مطلب یہ تھا کہ انسان اپنی ناک' کان' ہاتھ' پاؤں اور دانت خطرے میں ڈال دے کس طرف سے حملہ ہوگا اور اس حملہ سے کیسے بچنا ہے یہ عمل سب سے زیادہ ضروری تھا چنانچہ اچھا خاصا مصروف ہو گیا۔ جس دروازے سے داخل ہوا تھا اس سے گزرنے کے بعد کافی دور جانا تھا اور پھر دوسرے دروازے سے باہر نکل جانا تھا۔ یہی تربیتی مرحلہ تھا اور اس ہال کو طے کرنے کا مطلب یہ تھا کہ بے شمار آدمیوں سے لڑ بھڑ کر دروازے تک پہنچا جائے یہاں تمام راستہ روکنے والے موجود تھے ایک طرح سے ریسلنگ کے رنگ کا منظر تھا' جہاں کیچ ریسلنگ ہوتی ہے ۔ یعنی بہت سے پہلوان ہوتے ہیں سب ایک دوسرے کو مار مار کر اسے باہر پھینکتے ہیں اور نیچے گرنے والا جس کے پاؤں زمین سے لگ جائیں ہارا ہوا تسلیم کیا جاتا ہے لیکن اسے ہرانے والا کوئی ایک نہیں ہوتا' یا اس کا سہرا کسی ایک کے سر نہیں ہوتا۔ بلکہ جو بھی جس کو باہر پھینک دے کچھ ایسا ہی منظر یہاں بھی موجود تھا۔ اصل کام اس دروازے تک پہنچنے سے روکنا تھا اور یہاں موجود لوگ یہی کارروائی کر رہے تھے دروازہ بے شک کھلا ہوا تھا لیکن وہاں تک پہنچنے کے لیے جس جدوجہد کا مظاہرہ کرنا پڑتا تھا وہ بڑی جان لیوا تھی۔ چنانچہ میں بھی اس جدوجہد سے گزرا اور بالآخر دروازے سے باہر نکل آیا۔

دروازے کے باہر تھوڑا سا فاصلہ طے کر کے ایک بڑا سا ہال نما کمرہ تھا جس میں ان لوگوں کو داخل کیا جا رہا تھا جو دروازہ عبور کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے اور یہیں میرا نام لائنش میک کی حیثیت سے درج کیا گیا اور یہ وقت دیکھا گیا کہ کتنی دیر میں۔ میں اس پہلے دروازے سے نکل کر ہال سے گزرتا ہوا وہاں تک پہنچا ہوں۔ میرے گزرنے کے وقت کے درمیان سرخ پین سے ایک دائرہ بنا دیا گیا تھا گویا یہ وقت بہت کم تھا اور جتنا وقت کم ہوتا ہے اتنا ہی یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ یہ شخص زیادہ کامیابی کا حامل ہے۔ گویا اب تک مجھے اس سلسلے میں ذرا نمایاں حیثیت حاصل رہی تھی۔ ویسے دلچسپ جگہ تھی۔ میں نے مارشل آرٹس وغیرہ کے دوسرے مظاہرے بھی دیکھے تھے لیکن یہ سب بہت منفرد تھے۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بہرحال ری ڈیو کی دلچسپیاں اپنی جگہ بے مثال تھیں اور مجھے ان میں خاصا لطف آرہا تھا۔ رات ہوئی تو میس میں کھانا کھایا۔ بہت سے لوگ موجود تھے لیکن ریمن ان میں نظر نہیں آئی کچھ لوگوں سے شناسائی بھی ہوئی اور وہ مجھ سے بے تکلفی سے باتیں کرتے رہے۔ تقریباً ساڑھے دس بجے میس سے اٹھا اور اپنے کمرے میں واپس آگیا۔ ریمن کے کمرے میں روشنی ہورہی تھی لیکن وقت اتنا ہوچکا تھا کہ میں نے اسے ڈسٹرب نہیں کیا البتہ سوا گیارہ بجے کے قریب جب میں اپنے بستر پر لیٹ چکا تھا' کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔ دروازہ کھولا تو ریمن شب خوابی کے لباس میں کھڑی ہوئی تھی اور مجھے عجیب سی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

"ہیلو ریمن آؤ۔"

"میں نہیں آؤں گی۔" اس نے بچوں کے سے انداز میں کہا اور مجھے ہنسی آگئی۔

"بھئی آخر کیوں؟ مجھے میرا قصور تو بتادو۔"

"تم نے میری انسلٹ کی ہے۔"

"میں نے؟"

"ہاں۔"

"مگر کب۔۔۔؟۔"

"بس کی ہے۔"

"بتاؤ گی نہیں؟۔"

"نہیں بتاؤں گی۔"

میرے حلق سے ایک زور دار قہقہہ نکل گیا تھا میں ایک بار پھر آگے بڑھا۔ اسے دونوں بازوؤں سے پکڑا اور ایک صوفے پر بٹھا دیا پھر خود بھی اس کے قریب بیٹھ گیا۔ اس کے بعد میں نے کہا۔

"اگر تمہیں یہ احساس ہے کہ میں نے کسی مرحلے پر تمہاری انسلٹ کی ہے تو میں اس کے لیے تم سے معافی مانگتا ہوں' آئی ایم سوری ریمن' آئی ایم ویری سوری۔"

"پہلی بات تو یہ کہ اس ملاقات کے بعد تم نے مجھے کہیں بھی تلاش نہیں کیا اور پھر یہاں واپس آنے کے بعد بھی اپنے کمرے میں چلے گئے اور دروازہ اندر سے بند کرلیا گویا میری کوئی حیثیت نہیں ہے۔"

"اوہو یہ بات ہے۔"

"کوئی بات نہیں ہے یہ؟"

"نہیں بھئی ہے بے شک ہے میں اعتراف کرتا ہوں لیکن معاف کرنا اس کی ایک وجہ ہے۔"

"کیا وجہ ہے۔۔۔۔؟۔"

"تم ایک انتہائی خوبصورت اور پیاری لڑکی ہو ریمن' میں نے اس لیے تمہیں ڈسٹرب نہیں کیا کہ کہیں تم یہ نہ سوچو کہ میں تمہیں پریشان کرنا چاہتا ہوں۔ تم یہاں ایک اسٹوڈنٹ ہو' تمہارے اپنے حقوق ہیں۔ کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ تمہیں تمہاری مرضی کے خلاف پریشان کرے۔ ہاں تم یہاں آئی ہو مجھے دلی خوشی ہوئی ہے۔" وہ مجھے دیکھتی رہی اور پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"اوہ تو یہ بات تھی۔"

"بالکل ریمن تم میری پوزیشن کا خود اندازہ کرسکتی ہو' بھلا تمہیں تمہاری مرضی کے خلاف کیسے مجبور کیا جاسکتا ہے کہ تم کسی سے دوستی کرلو"

"نہیں تم ٹھیک کہہ رہے ہو' غلطی میری ہی تھی۔" اس نے معصومانہ انداز میں کہا اور میں اسے دیکھنے لگا' عورت میں بڑی صلاحیتیں ہوتی ہیں حالانکہ یہ لڑکی بہت کم عمر تھی اور اس کے چہرے پر معصومیت کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا' لیکن بھلا یہ بات کیسے نظر انداز کی جاسکتی تھی کہ وہ بہرطور موساد کی ایجنٹ ہے اور تربیت مکمل کرنے کے بعد اس کے لیے ہی کام کرے گی' اس کے حسن کی حشرسامانیاں آگے چل کر بہت سوں کے لیے مصیبت کا باعث بن سکتی تھیں' بہت سے اس کے معصوم حسن سے متاثر ہوجاتے اور وہ ہر قسم کے کام کرسکتی تھی چنانچہ صرف اس کا چہرہ دیکھ کر یہ محسوس کرلینا کہ وہ بے ضرر شخصیت ہے حماقت تھی اور میں احمق نہیں بننا چاہتا تھا' وہ میری آنکھوں میں دیکھنے لگی اور اس کے بعد بولی۔

"کچھ بات کرو تم تو عجیب سی کیفیت کا شکار ہوگئے جیسے تمہیں میرا یہاں آنا پسند نہ آیا ہو مسٹر میک۔۔۔"

"نہیں' نہیں کیسی باتیں کرتی ہو' میں تمہیں دل کی بات بتا چکا ہوں اب تم بتاؤ اس میں میرا کیا قصور ہے۔۔۔؟"

"تو کہہ تو چکی ہوں کہ تمہارا کوئی قصور نہیں ہے' اب باتیں کرو۔ اچھا یہ بتاؤ تم شادی شدہ ہو۔۔۔۔؟"

"نہیں۔۔۔"

"موساد کے لیے کام کرتے ہو؟"

"اس بارے میں تمہیں پہلے بھی تفصیلات بتا چکا ہوں۔"

"کیا کروں کمبخت بھول جانے کی عادت ہے' اچھا تو تم نے کبھی کسی لڑکی سے محبت کی ہے؟"

"بالکل نہیں۔۔۔۔۔۔" میں نے زور سے گردن ہلا کر کہا۔

"اور کسی لڑکی نے تم سے؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

"کیوں؟"

"بھئی معمولی سی شکل و صورت کا آدمی ہوں' بھلا حسین لڑکیاں میری طرف کیسے متوجہ ہوسکتی ہیں؟"

"چھوڑو ان باتوں کو اس میں کیا رکھا ہے' اچھی خاصی صورت تو ہے تمہاری اور پھر تمہاری گفتگو بہت اچھی ہے' مزے دار باتیں کرتے ہو' میں تو تمہیں پسند کرنے لگی ہوں۔"

"اچھا۔۔۔۔؟" میں نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر کہا۔

"پسند نہ کرتی تو کیا تم سے ناراض ہوجاتی' بس یہ سوچتی کہ ٹھیک ہے اس کی مرضی' اگر اس نے مجھے اس قابل نہ سمجھا تو نہ سمجھے' میں ہی کیوں کس کے لیے اتنا خیال کروں۔"

"تو تم مجھے پسند کرنے لگی ہو؟"

"اس وقت سے جب تمہیں دیکھا تھا' اچھے لگے تھے تم مجھے۔۔۔"

"یہ تو میری خوش قسمتی ہے ریمن کہ تم جیسی حسین لڑکی مجھے پسند کرتی ہے۔"

"میرے دوست بنو گے ناں۔۔۔۔؟"

"دل و جان سے۔" میں نے جواب دیا۔

"یہاں ایک بڑی مشکل ہے اگر وقت گزرنے کے بعد کسی چیز کی طلب محسوس کرو تو اسے حاصل کرنا ناممکن ہوتا ہے' میس ڈنر کے بعد بند ہوجاتا ہے' باقی اور کوئی انتظام نہیں ہے' لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ لوگ انتظام نہیں کرسکتے' بس ضوابط و اصول' اب ایسے اصول بھی بعض اوقات بڑے تکلیف دہ ثابت ہوتے ہیں' مثلاً" اگر ہم لوگ دیر تک بیٹھ کر باتیں کرنا چاہتے تو کافی پی لیتے' کیا ہی لطف دیتی یہ کافی' لیکن کیا کیا جائے کہیں سے کچھ دستیاب ہی نہیں ہوتا' پچھلی بار میں گھر گئی تھی تو کچھ ڈبے لے آئی تھی جوس وغیرہ کے اور میں نے چھپا کر رکھ لیے تھے' خیر اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوا ظاہر ہے عام سی چیز تھی لیکن چند چیزوں پر یہاں پابندی ہے۔"

"مثلاً" کون کون سی چیزوں پر۔۔۔۔۔۔؟"

"باہر نوٹس بورڈ پر لکھا ہوا ہے دیکھ لینا' یہ کوئی موضوع نہیں ہے۔"

"تو پھر اپنی پسند کے موضوع پر بات کرو۔" میں نے کہا اور وہ خاموشی سے گردن جھکا کر کچھ سوچنے لگی اور اس کے بعد ہنس پڑی۔ اب ضروری یہ تھا کہ میں خود اس کے موضوع پر آجاؤں اور اس میں مجھے خاصی مہارت حاصل تھی' میرا اندازہ بالکل درست نکلا اور تھوڑی ہی دیر میں وہ مجھ پر کھل گئی' بہرحال غیر ملکی لڑکیوں کے بارے میں میرے تجربے کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا' میں نے جو کچھ سوچا تھا وہی نکلا' اپنی شکل و صورت' اپنی عمر اور اپنی معصومیت کے باوجود وہ بہرطور ایک مکمل لڑکی تھی اور اس نے اپنی تکمیل کردی۔

دوسری صبح تک وہ میری بہترین دوست بن چکی تھی' اس نے مجھے اس کے علاوہ بھی بہت سی باتیں بتائی تھیں' مثلاً" اس نے بتایا کہ اس کے ڈیڈی مسٹر ڈینیل اور ممی اس سے بہت پیار کرتے ہیں۔ وہ یمیں تل ابیب کے ایک خوبصورت گوشے میں رہتے ہیں اور انہوں نے اسے تعلیم دلائی ہے اور اس کے بعد موساد کے حوالے کردیا ہے' وہ چاہتے ہیں کہ میں موساد کے لیے بیش بہا کارنامہ سرانجام دوں۔۔۔ میں اس سے پوری طرح روشناس ہوچکا تھا' اس نے کہا۔

"اور کل سنڈے ہے' تم میرے ساتھ میرے گھر چلو گے۔"

"ضرور چلوں گا' تمہارے ممی' ڈیڈی سے مل کر مجھے خوشی ہوگی۔"

"وہ بہت اچھے ہیں' مجھے بھی بہت چاہتے ہیں اور یقینی طور پر میرے دوست کی حیثیت سے تم سے بھی بہت پیار کریں گے وہ' ویسے ڈیئر یہ سن کر انہیں بھی خوشی ہوگی کہ تم کوئی طالب علم نہیں ہو بلکہ ایک تجربے کار انسان ہو جو صرف جسمانی فٹنس کے لیے ری ڈیو میں آئے ہو۔"

پھر وہ چلی گئی اور میرے دن کے مشاغل شروع ہوگئے' بہرحال اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہ ایک نوخیز اور حسین لڑکی تھی جسے اپنی قربت میں جگہ دی جاسکتی تھی' کم از کم اس وقت تک جب تک ری ڈیو میں قیام تھا' میرے پرانے شناسا یعنی میڈم شیئرمین' جونن بیکنر وغیرہ تو اب اپنی زندگیاں ہی کھو بیٹھے تھے' کم از کم کسی نہ کسی سے رابطہ تو ہونا چاہیے۔ دوسرے دن ہم چل پڑے' یہاں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بہت زیادہ پابندیاں بھی نہیں تھیں' ہاں بس کچھ اصول تھے جو نوٹس بورڈ پر لکھ دیئے گئے تھے لیکن ان میں ایک بھی اصول سخت نہیں تھا' انسانوں کو انسانی آزادی حاصل تھی' ہاں بس' یہاں کے جو ضوابط تھے ان کی تعمیل کرنا ضروری تھا۔

پھر ہم ایک خوبصورت علاقے میں پہنچ گئے اور یہاں ہماری ملاقات مسٹر اور مسز ڈینیل سے ہوئی' لڑکی کا کہنا بالکل درست تھا' دونوں بڑے خوش اخلاق اور مرنجان مرنج قسم کے آدمی تھے' انہوں نے اس بات پر ذرا بھی تعرض نہیں کیا کہ ریمن اپنے ساتھ کسی کو لگا لائی ہے بلکہ انہوں نے میری پوری پوری پذیرائی کی اور بہت خوشی کا اظہار کیا' دن بھر ہم نے وہاں گزارا' ریمن کہنے لگی۔

"ڈیڈی اصولی طور پر تو مجھے کل ری ڈیو روانہ ہونا تھا لیکن کچھ ایسی اہم ضروریات ہیں جن کی وجہ سے لیٹ نائٹ میں وہاں چلی جاؤں گی کیوں مسٹر میک آپ کا کیا خیال ہے؟"

"ہاں' ٹھیک ہے ہمیں چلے جانا چاہیے۔"

پورا دن ہم نے گھر پر ہی گزارا تھا اور ان لوگوں سے بہت سی باتیں ہوئی تھیں' مسٹر ڈینیل ایک معصوم سے آدمی لگتے تھے اور یہی کیفیت مسز ڈینیل کی تھی' ویسے شاید ریمن اپنے والدین کی آخری عمر میں ان کے ہاں پیدا ہوتی تھی' کیونکہ اس کی عمر کو دیکھتے ہوئے ان دونوں کی عمریں بہت زیادہ معلوم ہوتی تھیں تاہم میں نے اس سلسلے میں کوئی سوال نہیں کیا تھا' ایسی بے تکی باتوں سے نہ مجھے کوئی دلچسپی تھی اور نہ ہی ان باتوں سے کچھ حاصل ہو سکتا تھا۔

"ریمن میرے ساتھ واپس چل پڑی' وہ پھر اسی شرارت آمیز انداز میں مسکرا رہی تھی' کہنے لگی۔

"پچھلی رات کا تجربہ اتنا دلکش تھا میرے لیے کہ میرا گھر میں رکنے کو جی نہیں چاہا حالانکہ ایسا ہی ہوتا ہے' میں یہاں آتی ہوں' رات کو قیام کرتی ہوں اور صبح جلدی نکل پڑتی ہوں تاکہ ری ڈیو کے معمولات میں حصہ لے سکوں لیکن آج میرا وہاں رکنے کو دل نہیں چاہا کیا میں نے ان لوگوں سے غلط کہا؟"

"بالکل نہیں۔"

"میں نے ان سے کہا تھا ناں کہ رات کو واپس جانا بہت ضروری ہے کچھ ایسے ہی اہم کام ہیں۔"

"بے شک۔"

"تم ہماری یکجائیت کو اہم تصور کرتے ہو ناں؟"

"ہاں' ریمن کیوں نہیں۔"

اور ہم اس رات بھی اہم فریضے سرانجام دیتے رہے' ریمن سے اب میری خوب دوستی ہو گئی تھی' باقی اور لوگوں سے بھی ری ڈیو میں خاصی شناسائی ہو گئی جن میں لڑکیاں بھی تھیں' لڑکے بھی تھے اور میں ان لوگوں سے باقاعدہ تعارف حاصل کر رہا تھا۔ ری ڈیو کے معمولات میں بھی میں نمایاں حیثیت رکھتا تھا اور اس طرح بھی بہت سے لوگ میری جانب متوجہ ہو گئے تھے' مجھ سے مقابلہ کرنے والوں کو یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ میری جسمانی کیفیت ان سے کہیں بہتر ہے' چنانچہ اب عام طور سے لوگ مجھ سے آکر نہیں بھڑتے تھے بلکہ یہ کوشش کرتے تھے کہ وہ میری رینج میں نہ آئیں۔ ری ڈیو میں مارشل آرٹس کا ایک نیا اسٹائل تھا جس کے بارے میں' میں آپ کو تفصیلات بتا چکا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ ہی مس ریمنڈینیل میرے ساتھ ایک بہترین وقت گزار رہی تھیں' ہم تین چار بار مسٹر ڈینیل کے گھر جا چکے تھے' آنے جانے پر کوئی پابندی نہیں ہوتی تھی' ان لوگوں سے بھی ہماری بے تکلفی ہو گئی تھی اور وہ ایک بزرگانہ شفقت کا اظہار کرتے تھے' میں یہ سوچ رہا تھا کہ اتنا جو وقت یہاں ضائع ہو رہا ہے وہ اس حساب میں ہے کہ میں مستقبل میں موساد کے ایجنٹوں سے واقفیت حاصل کر لوں یعنی یہاں جتنے لوگ تھے' انہیں میں نے پوری طرح ذہن نشین کر لیا تھا' بہت سے لوگوں سے ان کے بارے میں تفصیلات معلوم کی تھیں اور یہ وقت میرے لیے بیکار وقت نہیں تھا' ہاں اگر کبھی کبھی دل میں خیال آجاتا تھا تو آفتاب کمال' رضوانہ اور دوسرے تمام افراد کا جو بہر طور بیروت میں میرے لیے موجود تھے' ویسے تو میں آفتاب کمال کو تفصیل بتا کر آیا تھا اور اسے تشویش نہیں کرنی چاہیے تھی' لیکن بس میرا اپنا اندازہ تھا' اس کے علاوہ اب کوئی چارہ کار بھی نہیں تھا کہ میں ان لوگوں کی طرف سے کلیئرنس مل جانے کا انتظار کروں' لیکن اس دوران ایک اور دلچسپ صورت حال پیدا ہو گئی' مسٹر ڈینیل' ریمن اور مسز ڈینیل سے اب اس طرح کی دوستی ہو گئی تھی جیسے وہ میرے بالکل ہی اپنے ہوں' وہ دل کی ہر بات مجھے بتا دیا کرتے تھے' اس شام جب ہم ان کے پاس پہنچے تو

انہوں نے ہمارا بہترین استقبال کیا' مسز ڈینیل بہت خوش تھیں' ہمیں کھانے کے لیے ایک کمرے میں طلب کر لیا گیا۔ مسز ڈینیل کہنے لگیں۔

"یوں لگتا ہے ڈیئر میک کہ تم اور ریمن ایک دوسرے سے بہت زیادہ محبت کرنے لگے ہو۔"

"یہ درست ہے ممی' ایسی ہی بات ہے میں تو اب آپ یقین کیجیے کہ مسٹر میک سے الگ رہنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی۔"

"لیکن مسٹر میک کے دل میں کیا ہے' یہ بات بھی تو معلوم ہونی چاہیے۔"

"میں بھی ریمن کو اتنا ہی چاہتا ہوں' آنٹی۔" میں نے جواب دیا۔

"تو پھر تم یوں سمجھ لو کہ اگر تم ساری زندگی بھی یکجا رہنا چاہو گے تو ہمیں اس بات پر اعتراض نہیں ہو گا۔"

"میں' تم سے کچھ ایسی گفتگو کرنا چاہتا ہوں' ڈیئر میک جو یقینی طور پر ایک فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہے یا تو اس گفتگو کے بعد ہم تم بدترین دشمن بن جائیں گے یا پھر یہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے رشتے اتنے مضبوط ہو جائیں کہ ان میں کسی رخنہ اندازی کا تصور بھی نہ رہے۔"

میں نے چونک کر مسٹر ڈینیل کو دیکھا پھر کہا۔

"کیا کوئی ایسی صورت حال ہو سکتی ہے' انکل جس کی وجہ سے ہم ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں؟۔"

"ہاں ہو سکتی ہے۔"

"میں نہیں سمجھتا کہ وہ کیا صورت حال ہو گی؟"

"اچھا مجھے میرے چند سوالات کے جواب دینا پسند کرو گے؟"

"کیوں نہیں۔"

"میں جانتا ہوں کہ موساد میں جس شخص کو بھیجا جائے وہ اعلیٰ درجے کی ذہانت کا مالک ہوتا ہے' اس کے اپنے نظریات ہوتے ہیں لیکن بیٹے بعض اوقات نظریات اس طرح تبدیل ہوتے ہیں کہ انسان خود اپنے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"میں تمہیں سمجھاتا ہوں۔ یہ جو میری مسز ہیں یہ نسلاً" اسکاٹ ہیں' اسکاٹ لینڈ یارڈ کو رہنے والی ہیں اور میں نسلاً" اسرائیلی ہوں۔ میں ایک اہم سلسلے میں ان سے ملا تھا' لیکن اس کے بعد اس طرح ان کی زلف کا اسیر تھا کہ ساری دنیا کو بھول گیا۔۔۔ ہم لوگوں نے ایک بہت شاندار زندگی گزار دی ہے اور آج تک گزار رہے ہیں' میرے تمام نظریات تبدیل ہو گئے ہیں' اب اگر کوئی مجھ سے یہ کہے کہ میں اسکاٹ لینڈ کو زیادہ اہمیت دوں گا یا اسرائیل کو تو تم یقین کرو میری نگاہیں اپنی بیوی کی جانب اٹھ جائیں گی۔"

"میں سمجھ رہا ہوں جناب اور محسوس بھی کرتا ہوں کہ آپ لوگ ایک دوسرے کو بہت چاہتے ہیں۔"

"ہاں' اب اس کے بعد اگر میں تم سے یہ سوال کروں کہ اگر میری جیسی کیفیت تم پر طاری ہو جائے تو کیا تم اپنا منصب بھول کر صرف ریمن کے بارے میں سوچ سکتے ہو؟"

"ریمن مجھے بہت پسند ہے اور یوں سمجھ لیجیے آپ کہ شاید میں بھی اب اس کے بغیر زندگی گزارنا پسند نہ کروں۔" میں نے کمال ہوشیاری سے کام لے کر کہا۔ نجانے کیوں اس وقت یہ احساس پیدا ہو گیا تھا دل میں کہ مسٹر ڈینیل مجھ سے کوئی خاص بات کہنا چاہتے ہیں۔

"نوجوان ایک بار پھر غور کر لو' جذبات کا یہ بھوت لمحاتی ہوتا ہے۔ بعد میں اتر جاتا ہے اور پھر چونکہ یہ معاملہ میرا ذاتی ہے اس لیے میں نہیں کہہ سکتا کہ تم پر یہ بھروسہ کر کے مجھے نقصان ہو گا یا فائدہ۔"

"یہ فیصلہ کرنا آپ کا حق ہے جناب کہ آپ اس بارے میں کیا سوچتے ہیں؟"

"میں تم سے ایک ایسی بات کہنا چاہتا ہوں جو تمہارے لیے غیر متوقع ہو گی۔"

"اس کے باوجود میں اسے سننے کے لیے تیار ہوں۔"

"اگر میں تم سے کہوں کہ ریمن کے لیے تم اسرائیل سے منحرف ہو جاؤ تو کیا تم اس کے لیے تیار ہو جاؤ گے؟"

میں چند لمحات سوچ میں ڈوبا رہا اب میرا یہ شبہ یقین کو پہنچ رہا تھا کہ مسٹر ڈینیل مجھ سے کوئی خاص بات کرنا چاہتے ہیں کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد میں نے کہا۔

"اول تو میں یہ بات سمجھا نہیں ہوں مسٹر ڈینیل۔ دوسرے میں نے ابھی اپنے کیریئر کا آغاز کیا ہے۔ میرے سامنے میرا مستقبل ہے اور مجھے زندگی گزارنے کے لیے کچھ کرنا ہو گا۔ ذرا تفصیل سے مجھے منحرف ہونے کے بارے میں بتائیے۔"

"یہودی سب سے پہلے اپنا ذاتی مفاد دیکھتا ہے اس کے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بعد وہ اپنی نسل کا مفاد دیکھتا ہے۔ یہی ہماری کامیابی کا راز ہے باقی دنیا سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔"

"میں جانتا ہوں۔"

"تم اپنے کیریئر کا آغاز کر رہے ہو۔ مقصد مستقبل بنانا ہی ہے ناں؟"

"بالکل۔"

"اور ایک اچھے مستقبل کے لیے دولت درکار ہوتی ہے۔"

"سو فیصدی۔"

"میری بیٹی تمہیں چاہتی ہے اور ممکن ہے آئندہ تم دونوں عمر بھر کے لیے یکجا ہو جاؤ۔ اس لیے تمہارے مفادات اب اس حوالے سے بھی میرے لیے اہم ہیں۔"

"بیشک۔" میں نے تائید کی۔

"ان حالات میں اگر میں کسی ایسے کام کے بارے میں سوچوں جس سے تمہیں ایک معقول آمدنی ہو جائے' تو وہ صرف تمہارا مفاد ہی نہیں بلکہ اس سے میرا مفاد بھی وابستہ ہو گا۔ میرے دوست کیا تم پانچ لاکھ پاؤنڈ کمانا پسند کرو گے؟"

مسٹر ڈینیل کی اس بات پر اصولی طور پر مجھے شدید حیرانی کا مظاہرہ کرنا چاہیے تھا اور میں نے انہیں اس سے محروم نہیں رکھا' میں شدت حیرت سے منہ کھول کر رہ گیا اور چند لمحات تک مسٹر ڈینیل کو کوئی جواب نہیں دے سکا۔ مسٹر ڈینیل مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہے تھے اور میرے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لے رہے تھے' کچھ دیر کے بعد میں نے کہا۔

"یہ ایک پر سحر خواب ہے مسٹر ڈینیل۔ بہر طور میرا ماضی کچھ بھی ہے لیکن میں نے اپنی پوری زندگی میں پانچ لاکھ پاؤنڈ کبھی یکجا نہیں دیکھے اور یہ تصور ہی میرے لیے بڑا حسین ہے کہ کوئی لمحہ ایسا آ سکتا ہے کہ جب میں پانچ لاکھ پاؤنڈ کی ملکیت کا مالک بنوں۔ اس کے باوجود آپ کے یہ جملے وضاحت طلب ہیں۔"

"تو پھر یہ سمجھو کہ یہ پانچ لاکھ پاؤنڈ تمہاری جیب میں آ چکے ہیں اور میں جو کہتا ہوں' وہ غلط نہیں ہوتا' کیوں کہ اب میں عمر کی اس منزل میں ہوں' جہاں میرا تجربہ مجھے دھوکا کھانے سے روک دیتا ہے۔"

"لیکن کیسے آخر کیسے' مسٹر ڈینیل۔ ایسا کیسے ممکن ہے یہ تو بہت بڑی رقم ہے۔"

"تو تمہارا کیا خیال تھا' اگر میں تمہارے لیے کوئی خطرہ مول لیتا تو کیا وہ اتنا ہی معمولی ہوتا۔ میرا مطلب ہے کہ تھوڑی بہت رقم کے عوض' میں کسی ایسے شخص کی زندگی داؤ پر نہیں لگا سکتا' جسے میری بیٹی اپنی زندگی سے زیادہ چاہتی ہو۔ یہ بات تو تم کم از کم تم خود بھی سوچ سکتے ہو میرے عزیز۔"

"ساری باتیں ٹھیک ہیں مسٹر ڈینیل' لیکن آخر یہ کیسے ممکن ہے......؟"

"پہلے اس بات پر آمادگی کا اظہار کرو کہ جو پیشکش میں تمہیں کروں گا' اسے تم قبول کر لو گے۔ نیز یہ کہ اگر وہ تمہارے لیے کسی طور ناقابل قبول ہو تو تم زندگی بھر بھی اس کا تذکرہ کسی سے نہیں کرو گے۔"

"ہمارے اور آپ کے درمیان اعتماد کا ایک ایسا رشتہ قائم ہونا چاہیے مسٹر ڈینیل جس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہ رہے اور میری جانب سے یہ رشتہ قائم ہو چکا ہے' ہاں میں آپ کو مطمئن کرنے کا خواہشمند ہوں۔"

"شکریہ' میرے بیٹے شکریہ۔ لیکن ہمیں سکھایا گیا ہے کہ جو کچھ بھی کیا جائے وہ اتنا مستحکم اور پائیدار ہو کہ اس سے کوئی خدشہ باقی نہ رہے......"

"میں سمجھتا ہوں......"

"تو پھر تمہیں ایک سادہ کاغذ پر دستخط کرنا ہوں گے۔ ایک ایسے کاغذ پر جو سرکاری حیثیت رکھتا ہے' اس کاغذ پر کچھ تحریر نہیں ہو گا اور اگر تم نے انحراف کیا تو یوں سمجھو لو کہ اس کاغذ پر کوئی بھی اعتراف جرم درج ہو سکتا ہے۔ اصل میں یہ انتہائی ضروری ہے اور اگر یہاں تم یہ کہو کہ یہودی نسل کے ایک فرد کے لیے یہ ممکن نہیں ہے تو پھر میں تمہاری بہت اچھی دوست ریمن کا حوالہ دوں گا...... اور یہاں تمہاری محبت کا امتحان بھی ہو جائے گا۔"

بوڑھا یہودی مجھے اپنے جال میں پھانس رہا تھا' لیکن احمق تھا۔ بے شک زندگی نے اسے طویل تجربہ دیا تھا۔ لیکن اس کا واسطہ ایک ایسے شخص سے پڑا تھا جس نے اس نوعمری ہی میں سینکڑوں سال کا تجربہ حاصل کر لیا تھا' بلکہ وہ قدرتی طور پر ہی تجربے کار تھا...... میں نے چند لمحات سوچا اور پھر اس بات پر آمادگی کا اظہار کر دیا کہ میں ایک سادہ کاغذ پر دستخط کر دوں۔"

مسٹر ڈینیل برق رفتاری سے ہر کام کرنے کے عادی

تھے' چنانچہ وہ سادہ کاغذ بھی مجھے پیش کر دیا گیا اور میں نے اس پر لاتعلقی کے دستخط کر دیئے اور وہی دستخط اس پر کئے جو میں عموماً" کیا کرتا تھا۔ اب میرے اپنے ذہن میں جو تصورات تھے' ان کے تحت میں مسٹر ڈینیل کو کوئی معمولی آدمی نہیں سمجھ رہا تھا۔ اگر یہاں دستخطوں میں گڑبڑ کرنے کی کوشش کرتا تو یقینی طور پر مسٹر ڈینیل اس سے مطمئن نہ ہوتے بلکہ انہیں میری نیت پر شبہ ہو جاتا' چنانچہ یہ کوئی خاص بات نہیں تھی۔ دیکھوں تو سہی آخر یہ حضرت کیا چاہتے ہیں۔

دستخطوں کا جائزہ لینے کے بعد مسٹر ڈینیل نے وہ کاغذ تہہ کر کے اپنی جیب میں رکھ لیا۔ پھر پرسکون لہجے میں بولے۔

"اس حکومت کا نام نہیں لوں گا جس نے یہ ذمہ داری میرے سپرد کی ہے۔ تم یہ سوال کرو گے کہ کیا میں اس قسم کے مجرمانہ کام سرانجام دیتا رہا ہوں...... تو اب اس کاغذ پر تمہارے سادہ دستخط لینے کے بعد میں تم پر اس انکشاف کو مشکل نہیں سمجھتا کہ میں نے زندگی کا ایک بہت بڑا حصہ مجرمانہ عمل میں گزارا ہے اور میں دنیا کے کئی ملکوں کے لیے کام کرتا رہا ہوں ان کے لیے جاسوسی کے فرائض انجام دیتا رہا ہوں پرائیویٹ طور پر میں نے دنیا کے کئی ممالک کے لیے سیکرٹ ایجنٹ کے فرائض سرانجام دیئے ہیں اس طرح میری واقفیت ایسے لوگوں سے ہے جو اب بھی مجھے کچھ اہم ذمہ داریاں سونپنا چاہتے ہیں۔ لیکن اب میری عمر اتنی ہو چکی ہے کہ میرے اعضا ان ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ تو بات کر رہا تھا اس حکومت کی' جس نے مجھ سے اس سلسلے میں گفت و شنید کی ہے' کوئی بہت اہم مسئلہ نہیں ہے نا ہی اس سے یہودی مفادات متاثر ہوتے ہیں اصل میں پی ایل او سے موجودہ معاہدے کے بعد صورت حال میں کچھ تبدیلیاں ہو گئی ہیں۔ صحرائے سینائی کا ایک خاص حصہ جس کے بارے میں کچھ کمپنیوں سے گفت و شنید چل رہی تھی واپس کرنے کے لیے مذاکرات کئے جا رہے ہیں اور اس سلسلے میں کوئی منصوبہ ترتیب دے لیا گیا ہے۔ ہمیں اس منصوبے کی تفصیلات چاہئیں۔ اصل میں ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ حکومت اسرائیل نے یاسر عرفات کو کیا کیا دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ یا اسلامی ممالک کی جانب جو یہ نیا جھکاؤ پیدا ہوا ہے اس میں کچھ خاص علاقوں کی نوعیت کیا ہے۔ بہرحال ہمیں اس طوالت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اس ملک نے صرف اس معاہدے کی تفصیلات طلب کی ہیں اور معاہدے کی یہ تفصیلات کوئی پھرتیلا انسان ہو تو باآسانی حاصل کر سکتا ہے۔ میری بیٹی بہت ذہین ہے اور بہت سے معاملات میں میری معاون رہ چکی ہے۔ اب جب کہ میں نے تمہیں یہ بتا دیا ہے کہ میں اپنی زندگی میں ایسے کام سرانجام دیتا رہا ہوں تو یہ بتانے میں بھی کوئی حرج نہیں کہ ریمن ڈینیل کو میں نے اپنے دست راست کی حیثیت دی ہے اور بلاشبہ اس نے لڑکی ہونے کے باوجود بے شمار معاملات میں میرا بھرپور ساتھ دیا ہے۔ لیکن میں اس پر اتنا بھروسہ نہیں کر سکتا کہ مکمل طور سے اسے اس کام میں جھونک دوں ہم ایک عمارت کا تذکرہ کر رہے ہیں جو اولڈ لائن کے نام سے مشہور ہے۔ اس عمارت میں اس خفیہ معاہدے کے کاغذات موجود ہیں اور یوں سمجھ لو کہ میرے پاس ان کی مکمل تفصیل ہے۔ بس مسئلہ وہاں تک پہنچنے کا اور ان کاغذات کو نکال کر لے آنے کا ہے اور اس سلسلے میں' میں تمہیں' ریمن کی معاونت کی پیش کش بھی کرتا ہوں۔ وہ اس پوری مہم میں تمہارے ساتھ ہو گی۔ یہ پیش کش میں اس لیے کر رہا ہوں کہ کہیں تم یہ نہ سمجھو کہ میں تمہارے ساتھ کوئی فراڈ کر رہا ہوں۔ یا تمہیں کسی مشکل میں پہنچانا چاہتا ہوں۔ سادہ کاغذ پر دستخط لینا میرے لیے ایک مجبوری تھی لیکن اس کے بعد اپنے تمام تر خلوص کا اظہار بھی میری ذمہ داری ہے۔ اگر کہیں کوئی مشکل پیش آتی ہے تو یوں سمجھ لو تم اس میں تنہا نہیں ہو گے۔ بلکہ ریمن بھی تمہارے ساتھ ہو گی۔"

میں اداکاری کئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ حالانکہ اس وقت میرے چہرے پر صرف حیرت کے نقوش ہونے چاہیے تھے۔ ڈینیل کے بارے میں انکشاف اور اس کا مطالبہ بہر طور میرے لیے باعث حیرت تھا تاہم میں اداکاری کر رہا تھا خوفزدہ ہونے کی' پریشانی' تجسس اور تھوڑا سا لالچ میرے چہرے پر نمایاں ہونا چاہیے تھا۔ اور میں یہ بھرپور تاثر مسٹر ڈینیل کو دے رہا تھا اور ان کی گہری نگاہیں اپنی دانست میں میری کھوپڑی توڑ کر اس میں داخل ہو رہی تھیں۔ گویا وہ یہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہے تھے کہ ان الفاظ سے مجھ پر کیا اثر ہو رہا ہے۔

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد میں نے کہا "مسٹر

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈینیل معاملہ بے حد سنسنی خیز ہے اور حقیقت یہ ہے کہ میں نے کبھی ایسا کام نہیں کیا۔ حالانکہ میں تربیت حاصل کررہا ہوں موساد کے لیے' اور ظاہر ہے زندگی میں مجھے اس قسم کے کام سرانجام دینا ہوں گے۔ لیکن نجانے کیوں اپنے ہی وطن میں یہ سب کچھ کام کرتے ہوئے میں عجیب سی سنسنی کا شکار ہوگیا ہوں۔"

"میرے پیارے بچے بات اصل میں یہ نہیں ہے کہ ہم اپنے وطن کے خلاف کررہے ہیں جو معاہدہ طے پایا ہے اس کی تکمیل تو ہونا ہی ہے۔ میں تمہیں یہ بھی بتادوں کہ اصل معاہدہ اس عمارت میں نہیں ہے بلکہ وہاں اس کی نقل موجود ہوا کرتی ہے۔ اولڈ لائن ایک طرح سے حکومت اسرائیل کا سیف ڈیپازٹ ہے' وہاں بے شمار معاہدوں کی تفصیلات ریکارڈ کی شکل میں موجود رہا کرتی ہیں۔ ورنہ اصل کاغذات تو وزارت دفاع کے پاس یا وزارت داخلہ کے پاس ہوا کرتے ہیں۔ ان نقلی کاغذات کی گمشدگی سے کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا۔ ہاں بس وہ تفصیلات اس حکومت کے علم میں آجائیں گی' جو اس سلسلے میں طے پائی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ حکومت اسرائیل کو کوئی بہت بڑا نقصان نہیں پہنچے گا اور ہمیں دس لاکھ پاؤنڈ حاصل ہوجائیں گے۔ تم سمجھ رہے ہو نا۔۔۔ میں نے مخلصانہ طور پر اس کاروبار میں حاصل ہونے والی آمدنی کا آدھا آدھا حصہ کردیا ہے۔ یعنی پانچ لاکھ پاؤنڈ تم رکھو گے اور پانچ لاکھ پاؤنڈ میں' اور میں کبھی تم سے یہ سوال نہیں کروں گا کہ ان پانچ لاکھ پاؤنڈ کا تم نے کیا کیا۔ وہ تمہاری اپنی ملکیت ہوں گے' قطعی طور پر۔"

"کیا ہمیں اتنی آسانی سے یہ کامیابی حاصل ہوجائے گی......؟۔"

"نہیں ایسا ہے نہیں حالانکہ تم اس کاغذ پر دستخط کرچکے ہو' لیکن اس کے باوجود اب میں تم سے ذاتی طور پر یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا تم اس کام کی سرانجام دہی کے لیے خوشدلی سے تیار ہو......؟۔"

"اول تو پانچ لاکھ پاؤنڈ کی رقم اتنی دلکش ہے مسٹر ڈینیل کہ میں اس کے لیے بہت کچھ کرنے کو تیار ہوں۔ پھر دوسری بات' آپ نے مجھے یہ آزادی بخشی ہے کہ میں ریمن کے ساتھ آزادانہ طور پر ملاقات رکھ سکوں۔ اس طرح میرے اوپر کچھ اخلاقی ذمہ داریاں بھی عائد ہوگئی ہیں۔ چنانچہ میں خوشدلی سے اس بات پر آمادگی کا اظہار کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اپنی تمام تر صلاحیتوں سے کام لے کر اس کام کی تکمیل کروں گا۔"

مسٹر ڈینیل کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے آثار پھیل گئے وہ اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اور انہوں نے آگے بڑھ کر مجھے سینے سے لگالیا۔

"میں جانتا ہوں کہ تم میری بیٹی کا ایک خوبصورت اور سنہرا مستقبل ہو۔"

"شکریہ مسٹر ڈینیل۔"

"آؤ میرے ساتھ آؤ میں تمہیں اس بارے میں تمام تفصیلات بتاؤں بلکہ میں نے اپنے تجربے کی بنیاد پر جو ایک منصوبہ ترتیب دیا ہے تم اس کی تفصیل بھی سن لو' اس کے باوجود اگر تم اس منصوبے پر عمل نہ کرنا چاہو اور خود اپنے ذہن سے کام لے کر کوئی اور عمل کرنا چاہو تو مجھے اس پر اعتراض نہیں ہوگا۔"

میں اپنی جگہ سے اٹھا اور مسٹر ڈینیل کے ساتھ چل پڑا مسٹر ڈینیل مجھے ایک زیر زمین کمرے میں لائے تھے۔ جہاں انہوں نے اپنے معمولات کے لیے معقول بندوبست کر رکھا تھا۔ اس زیر زمین کمرے میں ایک پروجیکٹر بھی موجود تھا۔ ایک چھوٹا سا اسکرین بھی ایک اسٹینڈ پر لگا ہوا تھا۔ مسٹر ڈینیل پروجیکٹر کے پیچھے پہنچ گئے انہوں نے کمرے میں مدہم روشنی کی اور اس کے بعد پروجیکٹر آن کردیا غالباً" اس پر کوئی اسپول چڑھا ہوا تھا۔ اس میں موجود تفصیلات وہ مجھے سمجھانا چاہتے تھے۔ میں خاموشی سے مسٹر ڈینیل کی یہ تمام کارروائی دیکھتا رہا۔ میرے ذہن میں عجیب سے تاثرات پیدا ہورہے تھے۔

بہرحال ان کی تفصیل بیکار ہے' میں اس وقت اپنی تمام تر توجہ مسٹر ڈینیل کی جانب مرکوز کیے ہوئے تھا۔ مسٹر ڈینیل نے پروجیکٹر کی تمام لیڈیں وغیرہ درست کیں اور اس کے بعد مجھ سے کہنے لگے۔

"میں تمہیں تفصیلات بتائے دیتا ہوں' ان تمام چیزوں کو ذہن نشین کرنا تمہاری ذمے داری ہے۔ ایک بار نہیں دس بار تم مجھ سے یہ اسپول چلوا کر دیکھو اور ان تمام تفصیلات کو سمجھو جو میں تمہیں سمجھانا چاہتا ہوں' کیا تم انہیں سمجھنے کے لیے تیار ہو؟۔"

"میں تیار ہوں مسٹر ڈینیل۔" میں نے جواب دیا۔

چنانچہ مسٹر ڈینیل نے پروجیکٹر آن کردیا اور

اسکرین پر ستارے تڑپنے لگے کچھ دیر کے بعد ایک شاہراہ کا منظر سامنے آگیا۔

"یہ نالنتھ اسٹریٹ ہے' ایبرے روڈ کہی جاتی ہے' غالباً" تم ایبرے روڈ کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہوگے؟۔"

میں خاموش رہا' کیمرہ سلوموشن میں سڑک کو آگے کی سمت پیش کررہا تھا' پھر ایک چوراہا آیا تو مسٹر ڈینیل نے مجھے اس کے بارے میں بتایا اور سوال کیا۔

"یہ تمام لوکیشن تم سمجھ رہے ہو ناں......؟۔"

"جی مسٹر ڈینیل۔" میں نے جواب دیا۔

"اگر ہم یہاں سے لیفٹ سائیڈ مڑتے ہیں تو کراس اسٹریٹ پر پہنچ جاتے ہیں۔ یہ دیکھو یہ ایرو پر کراس اسٹریٹ لکھا ہوا ہے' کراس اسٹریٹ کی جانب اب ہمارے سفر کا آغاز ہوتا ہے" کیمرہ ایرو سے آگے بڑھ کر کراس اسٹریٹ کے مناظر پیش کرنے لگا۔

میں دلچسپی سے ساری تفصیلات دیکھ رہا تھا۔ ڈینیل نے ایک عمارت کو فوکس کیا اور کہنے لگے۔

"یہ کولڈ لائن ہے' لیکن اب میں تمہیں ایک متبادل راستہ دکھاتا ہوں' ہم ایرو کے پاس سے سیدھے مڑنے کے بجائے سروس روڈ پر چلے جاتے ہیں۔ یہ سروس روڈ ذرا اندر کو جاکر رہائشی علاقے کی حیثیت اختیار کرلیتا ہے لیکن ہمارے کولڈ لائن تک سفر کرنے کے لیے یہی علاقہ زیادہ موزوں ہے۔ دیکھو اب ہم ادھر ہی سے گزر رہے ہیں' ہمیں سب سے پہلی رائٹ گلی پکڑنی ہے اور اس رائٹ گلی پر ہم کراس اسٹریٹ کے عقبی حصے میں چل رہے ہیں' یہاں سے آگے بڑھتے ہوئے ہم اس عمارت کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ اس عمارت سے یہ رائٹ کو مڑنے والی سڑک مین اسٹریٹ تک چلی جاتی ہے اور اس کا کارنر کولڈ لائن کارنر کے نام سے مشہور ہے' ہمارے سفر کے لیے یہ عمارت بہترین ہے' کیونکہ اہم سرکاری عمارتیں ہونے کی بنا پر یہاں پٹرولنگ رہتی ہے۔ ہمارا کام بھی اسی سمت سے ہے' یہ دیکھو اب ہم کولڈ لائن کے عقبی حصے میں ہیں' یہ ایک عام استعمال کی گلی ہے جو ناکارہ پڑی ہوئی ہے بڑے بڑے ذہین لوگ بعض اوقات بڑی احمقانہ حرکتیں کرجاتے ہیں مثلاً" یہ پاور ایکسٹینشن پاور ہیں کسی زمانے میں کولڈ لائن کا الیکٹرک پاور ہیں لیکن بعد میں اسے اس جگہ سے شفٹ کرکے عمارت کے ایک دوسرے حصے میں منتقل کردیا گیا۔ لیکن اس پاور ہیں کو ابھی ختم نہیں کیا گیا۔ اس کے شٹر ناکارہ ہوچکے ہیں اور اگر انہیں ذرا طاقت سے اٹھایا جائے تو وہ اتنے اونچے اٹھ جاتے ہیں کہ ایک انسان باآسانی ان سے اندر داخل ہوسکے' اتنی اہم عمارت میں اس ناکارہ حصے کو چھوڑ دینا انتہائی ناعقلی ہے۔ لیکن ان کی ناعقلی اس وقت ہمارے لیے کارآمد ہے ہم اس خالی پاور ہیں میں داخل ہوجاتے ہیں اور اس کے دوسرے دروازے سے باہر نکلنا اس لیے مشکل نہیں ہے کہ اندر سے اس کا دوسرا دروازہ ہی نہیں ہے' لیکن یہ کھلا ہوا دروازہ ایک ایسے راستے سے گزرتا ہے جس کے دونوں سمت دیواریں ہیں پتلی دیواریں اور ان دیواروں کے درمیانی حصے کو کوڑا گھر بنالیا گیا ہے' یہاں تمہیں خاصا کوڑا ملے گا لیکن وہ ردی کاغذوں پر مشتمل ہوگا اور اس میں کوئی ایسی چیز نہیں جو تمہارے لیے باعث نقصان بن سکے' آگے جاکر یہ راستہ مسدود ہوجاتا ہے۔ تمہیں ایک دیوار پر چڑھنا ہوگا اور اس طرح تم باآسانی کولڈ لائن کے اندرونی حصے میں داخل ہوجاؤ گے اب میں وہاں سے تمہیں اندر جانے کا راستہ بتاتا ہوں۔"

مسٹر ڈینیل مجھے ایک ایک چیز کی تفصیلات بتاتے رہے اور میں اسے ذہن نشین کرتا رہا۔ یہاں تک کہ انہوں نے مجھے اس جگہ پہنچا دیا جہاں سے ہمیں معاہدے کے کاغذات کے فائل نکالنے تھے' ان فائلوں کی تفصیلات بھی مسٹر ڈینیل نے مجھے بتادیں۔ میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"مسٹر ڈینیل' مجھے یہ تفصیل جان کر حیرت ہوئی' جب آپ اس قدر تفصیلات اس طرح حاصل کرسکتے ہیں تو پھر ان کاغذات تک آپ کی دسترس کیوں نہیں ہوئی؟۔"

مسٹر ڈینیل ہنسنے لگے پھر بولے "یہ کام اتنا آسان نہیں تھا اور نہ ہی اتنی آسانی سے ہوا ایک انتہائی چھوٹے کیمرے سے یہ تفصیلات حاصل کی گئی ہیں اور اس کے لیے تمہاری دوست ریمن نے تمام کارروائی کی ہے' دن کی روشنی میں جیسا کہ تم نے اس فلم رپورٹ سے محسوس کیا ہوگا وہاں تک پہنچنا ایک ناممکن عمل تھا۔ لیکن ریمن نے یہ عمل تکمیل کردکھایا۔ اس کے بعد اس کمرے میں داخل ہوکر ان فائلوں تک پہنچنے کی بات رہ جاتی ہے تو کیا تمہارے خیال میں' یہ اس قدر آسان کام تھا؟۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا مسٹر ڈینیل نے پروجیکٹر بند کردیا اور کہنے لگے۔

"اس کے باوجود اب بھی تمہیں اپنے طور پر فیصلہ کرنے کی آزادی ہے اگر تم اس کام کو اپنے لیے مناسب نہیں سمجھتے تو میں تم پر کوئی دباؤ نہیں ڈالوں گا۔"

"اوہ نہیں مسٹر ڈینیل آپ کو علم ہے کہ مجھے ایسے کاموں کی تربیت دی جاتی رہی ہے' میرا خیال ہے یہ میرے لیے بہت زیادہ مشکل نہیں ہوگا۔"

"آہ کاش تم اسے سرانجام دے سکو۔"

"میں یقیناً" اس کے لیے کام کر سکتا ہوں۔"

"تب پھر میں تمہیں اس مناسب وقت کے بارے میں اطلاع دوں گا جب تمہیں اس کام کی انجام دہی کرنا ہوگی۔"

میں نے گردن ہلا دی' اس کے بعد میں اور مسٹر ڈینیل وہاں سے نکل آئے ایک خاص کمرے میں مسز ڈینیل اور ریمن موجود تھے اس وقت انہوں نے ہم دونوں کو نئی نگاہوں سے دیکھا اور پھر ریمن ڈینیل نے اپنے باپ کے چہرے کو دیکھ کر کہا۔

"لگتا ہے ڈیڈی آپ دونوں کے درمیان بہت ہی اہم گفتگو کی تکمیل ہوئی ہے۔"

"ایسا ہی ہے ڈیئر بالکل ایسا ہی ہے۔"

"تو کیا اس کا اختتام خوشگوار ہوا ہے؟۔"

"انتہائی خوشگوار۔"

اس کے بعد ریمن ڈینیل نے اس بارے میں کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ پھر معمولات سے فراغت حاصل کر کے ہم معمول ہی کے مطابق ری ڈیو واپس آ گئے تھے۔ البتہ اس رات ریمن ڈینیل بہت خوشگوار موڈ میں تھی بات بات پر ہنس رہی تھی اس نے بہت زیادہ بے حجابی کا مظاہرہ کیا تھا اور اب وہ میرے سامنے اس قدر نمایاں ہو گئی تھی کہ مجھے حیرت ہوتی تھی۔ بہرحال نو عمر بھی تھی' نوخیز بھی' دلکش بھی لیکن اتنی سی عمر میں اس نے یہ تمام کاروبار شروع کردیا تھا۔ یہ ذرا حیرت ناک بات تھی ہوتا ہے' بہرحال وہ یہودی نژاد تھی اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے تو مسٹر ڈینیل اور مسز ڈینیل کو اس طرح شیشے میں اتار لیا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔"

"نہیں وہ دونوں ہی بہت اچھے ہیں میں تو خود ان کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے وہ محبت دی ہے جو یقینی طور پر بڑی اہمیت کی حامل ہے اور جس کی طلب دل کے انتہائی گوشوں میں ضرور ہوتی ہے۔"

ریمن نے برق پاش نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم ان جذبوں کو تسلیم کرتے ہو؟۔"

"نہ تسلیم کرنے کا سوال ہے کیا' میں سمجھتا ہوں ہر وہ انسان جس کے سینے میں دل ہوتا ہے ایسے جذبوں سے منحرف نہیں ہو سکتا البتہ تم بہت تیز لڑکی ہو۔"

"میں.....؟۔"

"ہاں.....۔"

"کیوں.....؟۔"

"تم نے مسٹر ڈینیل کے ساتھ مل کر ایسے ایسے بیش بہا کارنامے سرانجام دے ڈالے ہیں اور مجھ سے آج تک اس کا تذکرہ بھی نہیں ہو سکا۔ مسٹر ڈینیل نے مجھے بتایا ہے کہ تم ان کے لیے بہت کچھ کرتی رہی ہو۔"

"ہاں اس بات سے انحراف نہیں کروں گی' اصل میں دیکھو ناں ہمارا کوئی باقاعدہ ذریعہ معاش تو ہے نہیں' نہ جائداد' نہ دولت کے حصول کے اور ذرائع ایسے افراد بھی نہیں ہیں جو ہماری کفالت کرتے ہوں' میں تنہا مسٹر ڈینیل کی بیٹی ہوں۔ اب ان حالات میں اگر مسٹر ڈینیل اپنا یہ اتنا کام جاری نہ رکھتے تو بتاؤ کیا کرتے؟۔ وہ چھوٹے موٹے کام کرتے رہتے ہیں اور اسی سے ہم اپنی عزت اور اپنی ساکھ برقرار رکھتے ہوئے ہیں ورنہ سچ بات یہ ہے کہ بھوکے مر جاتے۔"

مسٹر ڈینیل نے مجھے ری ڈیو میں بھی اسی لیے پہنچایا ہے کہ میری جسمانی اور ذہنی تربیت ہو جائے اب جب کہ تم سے ہمارے اتنے تعلقات ہو چکے ہیں اور ہم لوگ ایک اہم راز میں برابر کے شریک ہیں تو میں تمہیں خلوص دل کے ساتھ ایک سچی بات بتاؤں"

"بتاؤ۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ موساد میں مجھے یقینی طور پر کوئی مناسب مقام مل جائے گا۔ میں اسرائیلی مفادات کے لیے بے شک کام کرتی رہوں گی۔ لیکن اصل مقصد یہ بھی ہے کہ میں اپنی مالی حیثیت مستحکم کروں اور اس کے لیے ایسے تمام ذرائع اختیار کرتی رہوں گی۔"

"ویری گڈ' بہرحال میں تمہارے ساتھ خلوص دل سے شامل ہوں۔"

اور اس خلوص کا جواب آج بڑے خوبصورت انداز میں ریمن ڈینیل نے مجھے دیا تھا۔

اس کے بعد چند روز اسی طرح گزر گئے اور اس کے بعد مسٹر ڈینیل کا ایک میسج موصول ہوا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ ہم چھٹی کر کے دو یا تین بار کراس اسٹریٹ پر جا کر کولڈ لائن کے گرد و نواح اور کیے جانے والے کام کا تعین کرلیں۔ اس میسج کے بعد ہم نے پہلا کام یہی کیا تھا جو علاقہ میں فلم میں دیکھ چکا تھا اس کے ایک ایک چپے سے واقفیت حاصل کرلی' بہت دیر تک ہم اس علاقے پر کام کرتے رہے تھے اور پھر ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے ہم نے مسٹر ڈینیل کو اطلاع دی کہ ہمارا کام مکمل ہو چکا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کام کی تکمیل کے لیے دوسرے دن کا انتخاب کیا تھا اور ہم نے اس بات پر خوشی سے آمادگی کا اظہار کردیا تھا۔ مسٹر ڈینیل نے اپنا پروگرام بتاتے ہوئے کہا۔

"ری ڈیو سے خاموشی کے ساتھ نکلنا تمہاری ذمے داری ہے یعنی اس طرح کہ ری ڈیو کے کارکنوں کو یہ نہ معلوم ہو سکے کہ تم اس وقت ری ڈیو میں نہیں ہو' رات کو سونے کے لیے اپنے کمروں کے دروازے بند کرلینا اور پھر اس کے بعد اپنی کھڑکیوں سے باہر نکلنا تمہاری ذہانت پر منحصر ہے اس کے بعد تمہیں جس جس چیز کی ضرورت ہوگی وہ تمہیں مہیا کردی جائے گی اور یہ تمام چیزیں تمہیں ایک گہرے رنگ کی مرسڈیز میں ملیں گی جو ری ڈیو کے سامنے والے حصے کے آخری سرے پر کھڑی ہوئی مقررہ وقت پر مل جائے گی۔ اس کے علاوہ اور کوئی ضرورت ہو تو بتاؤ۔"

لیکن اس کے بعد اور کوئی ضرورت ہی نہیں تھی چنانچہ ہم نے مطمئن انداز میں مسٹر ڈینیل کو جواب دیا کہ یہی تمام کارروائی ہر لحاظ سے بہتر رہے گی اور ہم خوشی سے دوسرے دن اپنے کام کے لیے آمادہ ہیں۔

اب وہ لمحات آ گئے تھے کہ مجھے اپنی کارروائی کر لینی چاہیے' میں احمق نہیں تھا کہ کسی ایک لڑکی کے لیے اپنا سارا کیریئر داؤ پر لگا دیتا۔ احمق مسٹر ڈینیل تھے جو اگر واقعی کسی ملک کے لیے کام کر رہے تھے تو انہوں نے اپنے آپ پر بھروسہ کرنے کے بجائے کسی ایسے اجنبی پر بھروسہ کیا تھا جسے انہوں نے اپنی بیٹی کے ذریعے دوست بنایا تھا۔ یہ جاننے کے باوجود کہ وہ ری ڈیو میں تربیت حاصل کر رہا ہے' ری ڈیو میں تربیت حاصل کرنے کا مطلب یہی تھا کہ وہ بہت سے مراحل سے گزر چکا ہے اور حکومت اسرائیل نے اسے اس قابل سمجھا ہے کہ اس اہم ترین محکمے میں جگہ دے جسے دنیا بھر میں دہشت گردی اور مجرمانہ کارروائیاں کرنے کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ بہرحال جو کچھ بھی تھا بیچاری ریمن قطعی اس قابل نہیں تھی کہ اس کے لیے زندگی موت کا کھیل کھیلا جا سکتا' البتہ یہ میں جانتا تھا کہ یہ رات ریمن کے ساتھ میری آخری رات ہے اور اس کے بعد کھیل بدل جائے گا چنانچہ اس آخری رات میری عزیز دوست ریمن میرے ساتھ زندگی کے خوشگوار ترین لمحات گزارتی رہی اور دوسرے دن ہم لوگ معمولات میں مصروف ہو گئے۔ انہی معمولات میں سے مجھے وقت نکالنا تھا۔ اس طرح کی ریمن کو اس کا اندازہ نہ ہو یہ وقت مجھے کوئی ساڑھے دس بجے کے قریب مل سکا۔ کیونکہ اس کے بعد مجھے ایک ایسے سیکشن میں بھیجا گیا تھا جس میں مجھے تنہا ہی ہونا تھا اور کسی دوسرے کی مداخلت کا اندیشہ نہیں تھا' لیکن سیکشن انچارج سے میں نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ ایک انتہائی ضروری کام سے مجھے ری ڈیو سے باہر جانا ہے' چنانچہ اس وقت میں اس تربیت میں حصہ نہیں لے سکوں گا' انچارج نے بخوشی مجھے اجازت دے دی تھی' کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ہم لوگ بہت بڑی حیثیتوں کے حامل ہوتے ہیں اور ہمارے معمولات سرکاری نوعیت کے معمولات ہوتے ہیں' ری ڈیو سے نکلنے کے بعد سب سے پہلے میں نے یہ جائزہ لیا کہ کہیں میرا کوئی تعاقب تو نہیں ہو رہا اور جب اس سمت سے مطمئن ہو گیا تو اس خفیہ ادارے کی عمارت کی طرف چل پڑا جس کی جڑیں نجانے کہاں کہاں پھیلی ہوئی تھیں۔

وہاں میرا استقبال مسٹر آئزک مارسیلیا نے کیا تھا جو ایک مخصوص ڈیپارٹمنٹ کے انچارج تھے' دبلے پتلے بدن کا مالک یہ شخص چہرے ہی سے بے حد ذہین معلوم ہوتا تھا۔ میں نے اسے اپنا نام لائش میک بتایا تو اس نے سامنے رکھے ہوئے جدید ترین کمپیوٹر پر یہ نام فیڈ کیا اور اس کے بعد بٹن دبایا تو اسکرین پر میری تصویر ابھر آئی۔ کمپیوٹر کا یہ انتہائی جدید ترین نظام تھا اور اس کا دائرہ کار بہت وسیع معلوم ہوتا تھا۔ مسٹر آئزک مارسیلیا نے تصویر کو بغور دیکھا اور پھر ایک دوسرا بٹن دبایا۔ اس

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوسرے بٹن کے ساتھ میرا بائیو ڈیٹا اسکرین پر آگیا اور مسٹر آئزک کو اپنی جگہ سے کھڑا ہونا پڑا۔

انہوں نے مسکراتے ہوئے میرا خیر مقدم کیا اور مجھ سے ہاتھ ملایا پھر کہنے لگے۔

"سوری مسٹر لائش میک میں نے آپ کو فوراً" ہی وہ احترام نہیں دیا جس کے آپ مستحق ہیں۔"

"کوئی بات نہیں مسٹر آئزک مارسیلیا' میں اس وقت آپ کے پاس ایک اہم کام سے حاضر ہوا ہوں۔"

"براہ کرم سمجھائیے' میں آپ کے ہر خدمت سرانجام دینے کا پابند ہوں۔"

میں آئزک مارسیلیا کو اپنے منصوبے کی تفصیلات اور ہلکی پھلکی وجوہات بتانے لگا۔ مسٹر آئزک مارسیلیا ایک دوسرے کمپیوٹر پر میری یہ ہدایات فیڈ کرنے لگے وہ متجسس ہو گئے تھے اس کے بعد انہوں نے چند سوالات کئے اور میں انہیں ان کے سوالات کے جواب دیتا رہا۔ تقریباً" پون گھنٹے تک ہم لوگ یہ میٹنگ کرتے رہے اور اس میں ضروری امور طے کرتے رہے آخر میں مسٹر آئزک مارسیلیا نے کہا۔

"آپ بالکل اطمینان رکھیں جناب سارا کام آپ کی پسند کے مطابق ہو گا اور میں بذات خود اس معاملے میں پوری پوری توجہ کے ساتھ کام کروں گا' ہاں ایک اجازت ضرور درکار ہے آپ سے؟۔"

"جی فرمائیے؟۔"

"مجھے متعلقہ محکمے کے انچارج کو اس بارے میں اطلاع دینی ہو گی۔"

"آپ وہ تمام سرکاری نوعیت کی کارروائیاں کیجئے مسٹر مارسیلیا جن کی آپ ضرورت محسوس کریں' یہ معاملہ بالکل اوپن ہے اور اس میں کوئی ایسا خفیہ پہلو نہیں ہے جو میں اپنے محکمے کے افراد چھپانا چاہوں' ایک ایسی بات میرے علم میں آئی ہے جس سے حکومت اسرائیل کے مفادات کو نقصان پہنچ سکتا ہے تو میرا فرض ہے کہ میں اس سلسلے میں کام کر سکوں' باقی رپورٹ میں بعد میں انچارج ہی کو پیش کروں گا۔"

"بالکل مناسب ہے' بہت بہت شکریہ اور اس اطمینان دہی کے ساتھ کہ ہر کام آپ کی پسند کے مطابق ہی ہو گا۔"

میں مسٹر آئزک مارسیلیا کا شکریہ ادا کرنے کے بعد وہاں سے واپس پلٹ پڑا' کوئی بھی کام نہیں کرنا تھا اس کے سوا تاکہ ڈینیل کی بیٹی ریمن کو کسی قسم کا کوئی شبہ ہو سکے' وہ مجھے یقینی طور پر اسی تربیتی ڈیپارٹمنٹ میں محسوس کر رہی ہو گی اور یہی ہوا بھی' میں خفیہ طور پر واپس اپنی جگہ پہنچ گیا۔ انچارج نے میرے ساتھ مکمل تعاون کیا تھا' چنانچہ جب کچھ دیر کے بعد میں باہر نکلا تو ریمن ڈینیل میری منتظر تھی اس نے ایک خوبصورت لباس پہنا ہوا تھا۔ بال بڑے اسٹائل سے باندھے ہوئے تھے اور عام دنوں سے زیادہ دلکش نظر آ رہی تھی۔ میں نے اس کی دلکشی کو بغور دیکھتے ہوئے دل میں سوچا کہ یہ میرے اس کے ساتھ آخری لمحات ہیں بلکہ ان لمحات کو بھی اب ملاقاتوں میں شامل کرنا بے سود ہے کیونکہ اس کے بعد جو کچھ اس پر بیتنے والا ہے اس کا وہ خواب میں بھی تصور نہیں کر پائے گی۔

شام تک میں اور وہ ساتھ رہے اور ہم مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے رہے' چھ بجے کے بعد پہلی بار ریمن نے اس جگہ کی نشاندہی کی جہاں سے ہم ری ڈیو سے باہر نکل سکتے تھے۔ میں نے بھی اس جگہ کو پسند کیا اور کہا۔

"میں خود اس سلسلے میں تم سے بات کرنے والا تھا۔ طریقہ کار کیا رہے گا؟۔"

جواب میں ہم طریقہ کار پر بحث کرتے رہے اور اس کے بعد ایک پروگرام پر متفق ہو گئے۔ بعد میں ہم اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تھے کیونکہ رات کے اہم کام کے لیے اپنے آپ کو ریسٹ دینا ضروری تھا۔ مطلوبہ وقت سے پہلے ریمن اپنی جگہ سے نکلی اور اس کے بعد میں' میں نے دیکھا کہ ریمن با آسانی ری ڈیو سے باہر نکل گئی ہے' میں بھی اس کی تقلید کرتا ہوا باہر نکل آیا اور اس کے بعد ہم برق رفتاری سے اس مرسڈیز کے قریب پہنچ گئے جس کا رنگ گرے تھا اور جس کی ایگنیشن میں چابی لگی ہوئی تھی' میں نے مرسڈیز اسٹارٹ کی اور اسے لے کر چل پڑا۔ کچھ دور نکلنے کے بعد ریمن نے کہا۔

"ہمارے لیے مخصوص لباس اس مرسڈیز میں موجود ہیں اور تمام چیزیں بھی جو ہمیں وہاں تک پہنچنے میں مدد دے سکتی ہیں۔"

"کسی مناسب جگہ چل کر یہ لباس تبدیل کئے لیتے ہیں' باقی تمام چیزوں سے تم مطمئن ہو؟۔"

"بالکل۔۔۔۔۔" اس نے جواب دیا' کچھ دیر کی خاموشی کے بعد وہ بولی۔

"اس کے بعد کیا ہو گا مائی ڈیئر لائش میک؟۔"

"کیا مطلب۔۔۔۔۔؟۔"

"کیا تم مجھ سے شادی کر لو گے؟۔" اس نے سوال کیا اور میں ہنس پڑا' پھر میں نے کہا

"کیا یہ لمحات اس سوال کے لیے ضروری ہیں؟۔"

"نہیں سوری' پتا نہیں کیوں یہ سوال کر بیٹھی تھی میں؟۔"

میں نے ریمن کے لہجے میں ہلکی سی افسردگی محسوس کی تھی اور میں اس افسردگی کی وجوہات تلاش کرنے لگا لیکن کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ بالآخر ہم ایک ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں اپنا یہ کام سرانجام دے سکتے تھے اور اس میں ہم نے چند منٹ سے زیادہ صرف نہیں کئے' تمام تیاریوں سے لیس ہو کر ہم اس جگہ پہنچ گئے جہاں ہمیں اپنے کام کا آغاز کرنا تھا۔ کراس اسٹریٹ کو عبور کر کے اس کے عقبی رہائشی علاقے سے کولڈ لائن تک پہنچنا مشکل نہیں ہوا' ہم نے کار ایک مناسب جگہ کھڑی کی' جہاں سے کسی کے دیکھے جانے کے امکانات نہیں تھے' لیکن میری چور نگاہوں نے اور بھی بہت کچھ دیکھ لیا تھا' جو ریمن کی نگاہوں میں نہیں آسکا تھا ورنہ وہ محتاط ہو جاتی' ہم مطلوبہ جگہ پہنچ گئے اور اس کے بعد ہمارے کام کا آغاز ہو گیا' میں ان راستوں سے گزرنے لگا جنہیں میں فلم میں دیکھ چکا تھا۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ریمن ان راستوں سے مجھ سے زیادہ بہتر طریقے سے واقف ہوا۔ ویسے بھی مسٹر ڈینیل بتا چکے تھے کہ یہ فلم ریمن ہی نے تیار کی ہے۔ پھر جہاں راستہ بند ہو' وہاں سے اوپر چڑھنے کے لیے پہلے میں نے ریمن کو سہارا دیا اور اس کے بعد خود اوپر پہنچ گیا۔ دلچسپ صورت حال تھی' عمارت کے باہر بے پناہ سیکورٹی موجود تھی۔ عمارت کے اندر بہت زیادہ بہتر انتظامات نہیں کئے گئے تھے۔ مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے ہم اس کمرے کے دروازے کے سامنے پہنچ گئے جس کے اندر مطلوبہ شے موجود تھی۔

میں اپنے ساتھ ایسی اشیاء لایا تھا جن سے انتہائی سہولت سے سارے کام سرانجام دیئے جا سکتے تھے اور کہیں بھی کوئی مشکل پیش نہیں آئی تھی۔ اس بات نے ہمارے حوصلے بڑھا دیئے تھے اور ہم نہایت دلجمعی کے ساتھ اپنا کام سرانجام دے رہے تھے۔ ریمن نے محدود روشنی والی ٹارچ جلا لی اور میں ماسٹر چابیوں سے دروازے کا لاک کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔ میرے پاس ماسٹر کی آپریٹر موجود تھا جو سیل سے چلتا تھا۔ کی آپریٹر کی مدد سے بالآخر میں نے ڈور لاک کھول لیا اور ہم بڑی احتیاط کے ساتھ اندر داخل ہو گئے یہاں مکمل خاموشی اختیار کی گئی تھی کیونکہ اس بات کے امکانات تھے کہ یہاں کی آوازیں کہیں اور سن لی جائیں اسی لحاظ سے ان لاکرز اور الماریوں کا جائزہ لیا گیا اور انہیں کھولا گیا جن میں مطلوبہ فائلوں کی موجودگی کے امکانات ہو سکتے تھے۔ یہ ایک طویل کام تھا' ریمن دونوں ہاتھوں میں آٹومیٹک پستول سنبھالے مستعد کھڑی تھی ہلکی آوازیں بھی نہیں ہونے دی جا رہی تھیں۔ تاکہ باہر کی آہٹوں کا صحیح طور سے اندازہ ہو سکے سیکورٹی کے افراد غالباً" اس سمت نہیں آتے تھے ان کی آہٹیں دور ہی سے محسوس ہو رہی تھیں۔ بہرحال کیبنٹ الماریاں اور لاکر کھولے جاتے رہے' بالآخر ایک لاکر میں ہمیں مطلوبہ فائل مل گیا۔ ٹارچ کی روشنی میں میں نے اس کا بھرپور جائزہ لیا یہ فائل نمبر دو تھا اور اس میں فائل نمبر ایک اور تین کی تفصیلات بھی تھیں۔ گویا تین فائل درکار تھے' ایک اور دو نمبر کے فائل دوسری الماریوں میں ملے اور اس کام میں ہمیں خاصا طویل وقت لگ گیا۔ تینوں فائلوں کا مکمل جائزہ لینے کے بعد میں نے ریمن ڈینیل کی جانب دیکھا اور ریمن ڈینیل نے سوالیہ انداز میں مجھے دیکھا تب میں نے مطمئن انداز میں گردن ہلاتے ہوئے اشارے سے اسے بتایا کہ کام مکمل ہو گیا ہے اور اب ہمیں واپسی کا سفر اختیار کرنا ہے' ریمن نے کھلی ہوئی الماریوں اور لاکرز کی جانب اشارہ کر کے کہا کہ انہیں بند کر دیا جائے' میں بھی تمام فائل اسی انداز میں ان کی جگہ رکھنے لگا اور اس کام سے فراغت حاصل کرنے کے بعد دھڑکتے دل کے ساتھ ہم دونوں نے واپسی کا سفر اختیار کیا۔ پہلے سے زیادہ محتاط انداز میں چلتے ہوئے بالآخر ہم عمارت سے باہر نکل آئے اور کچھ دیر کے بعد اپنی کار میں آکر بیٹھ گئے تب ریمن نے گہری گہری سانسیں لیں اور آہستہ سے بولی۔

"میں تم پر فخر کرتی ہوں لائش میک تمہاری کارکردگی دیکھ رہی تھی میں' اتنی مہارت ہے تمہارے ہاتھوں میں کہ محسوس ہوتا ہے تم اس قسم کے کام بہت زیادہ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سرانجام دیتے رہے ہو"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ایک محبت کرنے والی لڑکی کی موجودگی انسان کے اندر کس قدر صلاحیتیں بیدار کردیتی ہے اس کا اندازہ تمہیں کبھی نہیں ہوسکتا ریمن"

"اوہ مائی ڈیئر یقین کرو اب تو میرے دل میں صرف ایک ہی آرزو ہے اور وہ یہ ہے کہ تمہارا اور میرا ساتھ تازندگی رہے' مجھے جو کچھ بھی کام کرنا پڑے اس میں تم میرے ساتھ رہو کیا ہی دلچسپ بات ہے ڈیئر لائش میک ہم اسرائیلی محکمئہ خفیہ کے اہم رکن ہوں اور درحقیقت اسرائیل کے لیے بیش بہا کارنامے سرانجام دیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی ہمارے چھوٹے موٹے کام بھی جاری رہیں تاکہ ہماری اپنی ایک حیثیت قائم ہوجائے۔"

"وہ تو سب ٹھیک ہے ریمن' لیکن اس میں خطرات بھی بے پناہ ہیں' کیا تم نے اس بارے میں کبھی نہیں سوچا۔"

"مثلاً" کیسے خطرات۔؟"

"موساد کے دوسرے ایجنٹس اس قدر احمق نہیں ہوں گے کہ اصل صورت حال کی تہہ تک نہ پہنچ سکیں۔ کبھی نہ کبھی اس بات کا علم ہوجائے گا انہیں کہ ہم ڈبل گیم کھیل رہے ہیں۔"

"یوں کبھی نہیں ہوگا آخر کیسے ہوسکتا ہے ہم کسی کو محسوس ہی نہیں ہونے دیں گے اور پھر ہم اسرائیلی مفادات کے خلاف کام کب کریں گے۔"

"اور یہ جو کچھ بھی ہم نے کیا ہے؟۔" میں نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے کہا

"یہ تو ہماری ابتداء ہے ایک طرح سے یوں سمجھ لو کہ ایک تجرباتی کھیل جس میں یہ ثابت ہوگیا ہے کہ ہم دونوں بہترین کھلاڑی بن سکتے ہیں بلکہ میں تمہیں ایک اور اہم بات بتاؤں مائی ڈیئر لائش میک۔"

"بتاؤ۔۔۔۔" میں نے ایک موڑ کاٹتے ہوئے کہا۔

"یوں سمجھ لو یہ تمہارا ٹیسٹ ہی تھا۔ مسٹر ڈینیل کو اب تم پر مکمل اعتماد ہوجائے گا اور وہ یقینی طور پر مجھے یہ آزادی دے دیں گے کہ میں تمہارے ساتھ زندگی کا سفر کرلوں"

مسٹر ڈینیل اور مسز ڈینیل بے چینی سے ہمارا انتظار کررہے تھے ہمیں دیکھ کر انہوں نے انتہائی خوشگوار کیفیتوں کا اظہار کیا اور پھر ہمیں اندر لے گئے۔ میرے پاس وہ فائل موجود تھے اور مسٹر ڈینیل کی ہوس ناک نگاہیں ان فائلوں پر جمی ہوئی تھیں' انہوں نے مبارک باد کے چند الفاظ کہتے ہی فائلوں پر جھپٹا مارا تھا اور انہیں اپنی تحویل میں لے کر ان کا جائزہ لینے لگے تھے۔ میں اور ریمن ڈینیل تھکے تھکے انداز میں بیٹھ گئے۔ مسز ڈینیل نے کہا۔

"بچو میں ابھی تمہارے کپڑوں کا بندوبست کرتی ہوں' اور ہاں یہ بتاؤ کیا پینا پسند کروگے' کافی یا پھر کسی مشروب کی خواہش محسوس ہورہی ہے۔"

"نہیں مسز ڈینیل ابھی کسی شے کی چاہت نہیں ہے۔ اصل میں جب انسان کسی ذہنی کشمکش کا شکار ہوتا ہے تو عام قسم کی چیزیں اسے مطمئن نہیں کرپاتیں۔"

مسٹر ڈینیل ہماری جانب متوجہ ہی نہیں تھے وہ مسلسل فائلوں کی ورق گردانی کررہے تھے چنانچہ مسز ڈینیل ہی نے کہا۔

"کیا تمہیں کوئی ذہنی پریشانی ہے؟۔"

"ہاں مسز ڈینیل۔۔۔۔" میں نے باہر آہٹیں محسوس کرکے کہا۔

"بھلا کیا۔۔۔؟۔" مسز ڈینیل نے سوال کیا اور میں ایک گہری سانس لے کر چھت کی جانب دیکھنے لگا پھر میں نے کسی قدر بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بعض اوقات فرض اور محبت کا کوئی نہ کوئی ایسا دوراہا آجاتا ہے جس کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوکر انسان کونسی سمت اختیار کرے۔ میں بھی ایک طویل وقت میں ایسی کیفیت کا شکار رہا ہوں۔"

"فرض اور محبت۔۔۔؟۔" مسز ڈینیل نے کہا۔

ریمن ڈینیل ہر بات سے بے نیاز آنکھیں بند کئے آرام دہ صوفے کی پشت سے گردن ٹکائے دراز تھی۔

"اب آپ دیکھیئے ناں مسز ڈینیل میں نے ابھی اپنی تربیتی زندگی کا آغاز کیا ہے دولت بے شک بہت قیمتی چیز ہوتی ہے اور انسان اس کا آرزو مند ہوتا ہے' لیکن جب قومی مفادات دلوں میں جذبے پیدا کرتے ہیں تو دولت بے حیثیت ہونے لگتی ہے اس پورے کھیل کے درمیان میں شدید کشمکش کا شکار رہا ہوں۔"

"میں جانتا ہوں کہ یہ سب کچھ اسرائیلی مفادات کے خلاف ہے' دولت تو زندگی کے ہر مسئلے میں حاصل ہوتی رہے گی۔ لیکن ملکی مفاد کو نقصان پہنچا کر اپنے ضمیر کو تخمیس لگانے کی کوئی قیمت نہیں ہوتی اور اس قیمت کو کوئی ادا نہیں کرسکتا۔ [illegible] کشمکش [illegible] مجھے

کیا کرنا چاہیے۔ ریمن ڈینیل میرے لیے ایک دلکش لڑکی ہے' لیکن اس سے زیادہ دلکش میرا وطن ہے جس سے مجھے ریمن سے زیادہ پیار ہے۔"

مسٹر ڈینیل کے ہونٹ سکڑ گئے وہ آہستہ سے بولے۔

"وہ سب کچھ تو ٹھیک ہے لیکن اصل میں تم کیا کہنا چاہتے ہو؟۔"

"اصل میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں مسٹر ڈینیل کہ میں نے محبت اور فرض میں سے فرض کا راستہ منتخب کیا اور آپ لوگوں کو منظر عام پر لانے کے لیے انتظامات کرلیے' یہ قیمتی فائل آپ کی تحویل میں ہیں اور آپ اس جرم کے مرتکب قرار پاچکے ہیں کہ آپ نے اسرائیلی مفادات کا سودا کیا اور یہ فائل غیر ملکیوں کو بیچنے کی کوشش کی چنانچہ اس سلسلے میں' میں آپ کی گرفتاری کی سفارش کرتا ہوں۔"

"کیا بکواس کرتے ہو؟۔" مسٹر ڈینیل اچھل کر کھڑے ہوگئے۔ بس اب اس سے زیادہ بہتر موقعہ اور کون سا آسکتا تھا چنانچہ سیکورٹی کے افراد دھڑ دھڑاتے ہوئے اندر گھس آئے اور انہوں نے اسٹین گنیں دونوں ماں بیٹیوں اور مسٹر ڈینیل پر تان لیں' مسٹر ڈینیل ہکا بکا کھڑے رہ گئے تھے۔ دوسرے لمحے ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دی گئیں۔ وہ سب عجیب سی کیفیت کا شکار نظر آرہے تھے سیکورٹی کے ایک افسر اعلیٰ نے کہا۔

"کیا حکم ہے مسٹر لائش میک انہیں لے چلیں؟۔"

"ہاں۔۔۔۔" میں نے تینوں فائل اٹھا کر اپنی تحویل میں لیے اور سیکورٹی کے افراد کے ساتھ باہر نکل آیا' مسٹر ڈینیل' مسز ڈینیل اور ریمن ڈینیل کو ایک الگ گاڑی میں بٹھادیا گیا تھا' مجھے ایک دوسری گاڑی دی گئی جسے ڈرائیور ہی ڈرائیو کررہا تھا اور اس کے بعد ہم تل ابیب کی اس عمارت کی جانب چل پڑے جس میں موساد کا ہیڈ کوارٹر تھا۔

آئزک مارسیلیا نے میرا استقبال کیا تھا اور مسکراتے ہوئے مجھ سے بغلگیر ہوگیا تھا۔ وہ مجھے لے کر ایک مخصوص کمرے میں جا بیٹھا اور اس نے کہا۔

"اس موقع پر مجھے مسٹر جوئن ہیکٹر یاد آرہے ہیں۔ ایپرولٹا سے واپسی پر انھوں نے آپ کی بے حد تعریفیں کی تھیں مسٹر لائش میک' اور یہ بات کہی تھی کہ اسرائیلی محکمہ خفیہ کو ایک ایسا شاندار نوجوان ملا ہے جو مستقبل میں بیش بہا کارنامے سرانجام دے گا۔ اس وقت میں نے [illegible] تھی جس طرح مجھے

ملنی چاہیے تھی۔ لیکن اب یہ محسوس کررہا ہوں کہ مسٹر جوئن ہیکٹر نے غلط نہیں کہا تھا۔ ہم وطن دشمنوں پر خاص نگاہ رکھتے ہیں اور اس کے لیے نت نئے منصوبے تیار کرتے ہیں ہمیں اپنے اداروں کی بہتری کے لیے بعض اوقات اپنے ہی لوگوں کے ساتھ کام کرنا ہوتا ہے تاکہ اگر اس قسم کے واقعات پیش آجائیں تو ہمارے بہترین دماغ ان سے لاعلم نہ رہیں۔ آپ نے جس خوب صورتی سے ان لوگوں کو گرفتار کرایا ہے وہ قابل داد ہے اور اب ان کے پاس کوئی تردیدی پہلو باقی نہیں رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی ہم یہ سوچنے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ موساد کے لیے جو تربیتی ادارے قائم کئے گئے ہیں جیسے ری ڈیو اور ۔۔۔۔۔اور بھی بہت سے دوسرے ادارے ہیں ان میں ہم کالی بھیڑوں کو ذہن میں رکھیں تاکہ کسی مرحلے پر مشکل کا شکار نہ ہوجائیں آپ بالکل مطمئن ہوکر اب آرام کریں کیونکہ خاصی محنت کرچکے ہیں۔ باقی ذمہ داریاں ہمارے سپرد کردیں۔"

"مسٹر لائش میک اب آپ کا ری ڈیو میں ہونا ضروری نہیں ہے۔ ری ڈیو سے آپ کو جسمانی فٹنس کے تمام سرٹیفکیٹس مل چکے ہیں اور آپ کو جسمانی طور پر انتہائی موزوں قرار دیا گیا ہے' کیا آپ اب یہاں سے واپس چلنا پسند کریں گے؟۔"

میں ہنسنے لگا۔ میں نے کہا "مسٹر آئزک مارسیلیا میرے لیے ہر جگہ یکساں ہے' میں تو ویسے بھی کام کا شوقین آدمی ہوں اور میرے ہاتھوں میں کھجلی ہوتی رہتی ہے۔ میں تو خود یہی چاہتا ہوں کہ مجھ سے توڑ پھوڑ کرائی جاتی رہے۔ کیا کوئی کیس میرے سپرد کیا جانے والا ہے؟"

"اس بارے میں مجھے انفارمیشن نہیں ہے' میں بھی ہدایات اوپر ہی سے حاصل کرتا ہوں ویسے ان ہدایات میں یہ ہدایت بھی شامل ہے کہ آپ کو بیروت روانہ ہوجانے کی اطلاع دوں۔"

میں نے لاپرواہی سے شانے ہلادیئے۔ پھر مارسلیا کے ساتھ ہی وہاں سے نکل آیا۔ مارسیلیا نے مجھے میرے فلیٹ پر چھوڑا تھا۔ بیروت روانہ ہونا میرے لیے خوشگوار انکشاف تھا۔ آفتاب کمال سے بچھڑے ہوئے کافی وقت گزر گیا تھا۔ ذرا اس کی خبر بھی لینی تھی کہ کیا کررہا ہے اور اس نے کس انداز میں اپنے آپ کو ایڈجسٹ کیا ہے۔ شام کو مجھے میرے تمام کاغذات دے دیئے گئے اور مطلوبہ وقت پر میں تنہا ایئرپورٹ چل پڑا۔ وہاں کی کارروائیوں میں حصہ لیا اور پھر رن وے سے گزرتا ہوا جہاز میں آگیا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسٹیورڈ نے مجھے میری سیٹ بتائی اور یہ دیکھ کر میرے چہرے پر دلچسپی کے آثار پیدا ہوگئے کہ میری ہمسفر کوئی معزز خاتون تھیں جنہوں نے اپنے چہرے پر خاص قسم کا ہیٹ پہنا ہوا تھا۔ ہیٹ کے نیچے ان کا چہرہ چھپا ہوا تھا۔ جو مجھے نظر نہیں آیا لیکن باقی سب کچھ بہت خوب تھا میں نے ان پر اپنی شرافت کا اظہار کرنے کے لیے انہیں مخاطب نہیں کیا لیکن جب جہاز فضا میں پرواز کرکے سیدھا ہوگیا اور بیروت کی جانب روانہ ہوا تو خاتون نے ایک ہلکی سی آواز کے ساتھ اپنا ہیٹ اتار کر گود میں رکھ لیا۔

میں نے دلچسپی سے ان کا چہرہ دیکھا تو اچانک ہی میرے چہرے پر حیرت کے آثار پھیل گئے' خاتون ریمن ڈینیل کے علاوہ اور کوئی نہیں تھیں۔ انہوں نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور کہنے لگیں۔

"تم سمجھ رہے ہوگے کہ میں اسرائیلی انتظامیہ کی گرفت سے فرار ہوگئی ہوں' ایسی بات نہیں ہے ڈیئر' یہ ایک دلچسپ کہانی ہے' بس یوں سمجھ لو تمہارے لیے ایک انتہائی مرحلہ تھا یہ جو اسرائیلی سیکورٹی نے تمہیں آزمانے کے لیے ترتیب دیا تھا۔ یعنی میں میرے ڈیڈی مسٹر ڈینیل اور میری ممی۔ ہم تینوں اسرائیلی مفادات کے نگراں ہیں۔ تمہیں آزمانے کے لیے یہ ساری کارروائی کی گئی"

"آئی ایم سوری میڈم' آپ شروع سے اب تک غلط فہمی کا شکار رہی ہیں۔ میرا نام لائنش میک نہیں بلکہ مارک ریمنڈ ریو ہے۔ یہ کہہ کر میں ٹیکسی میں بیٹھا اور ٹیکسی اسٹارٹ ہو کر آگے بڑھ گئی۔ یقینی طور پر مس ریمن ڈینیل کے چہرے پر بڑے دلچسپ تاثرات ہوں گے۔ لیکن افسوس فاصلہ ہوجانے کی بنا پر میں انہیں دیکھ نہیں سکتا تھا۔"

میں اپنی رہائش گاہ پہنچ گیا۔ اپنے طور پر میں مس ڈینیل کو ذلیل کرآیا تھا لیکن خود مجھے بھی بہت غصہ تھا۔ یہ سب یہودی ذہنیت کا اظہار تھا۔ ان کی ذہنیت کے بہت سے لطیفے بھی سن چکا تھا۔ واقعات اور قصے بھی اور اس کے بعد اب براہ راست اس تربیت سے گزر رہا تھا۔ اندازہ ہورہا تھا کہ وہ لوگ شاید اپنے آپ سے بھی بہت زیادہ محتاط ہوتے ہیں' دھوکہ دہی' بدقماشی ان کی فطرت کا ایک حصہ ہے اور اس کے بغیر شاید ان کی زندگی ہی نہیں گزر پاتی۔ مجھ پر اس قدر اعتماد کے باوجود وہ میرا امتحان لیے تیار نہیں تھا۔

بیروت میں تین دن گزارنے کے بعد مختلف سڑکوں اور بازاروں میں گھوم پھر کر میں نے یہ اندازہ لگایا کہ کوئی بھی اب میری نگرانی نہیں کررہا۔ ہیڈ کوارٹر کی جانب سے بھی کوئی نئی ہدایت نہیں ملی تھی۔ راوی عیش لکھتا تھا۔ بہرطور ان تین دنوں کی تفریحات کے بعد جو سب سے پہلا کام کرنا تھا وہ آفتاب کمال کی خبرگیری تھی۔ اسے یہاں جس قدر مشکلات پیش آرہی ہوں گی ان کا مجھے بخوبی اندازہ تھا۔ میری وجہ سے اس بیچارے نے بھی اپنی زندگی کے سارے عیش و آرام حرام کرلیے تھے کبھی اسے ماتحت سمجھتا تھا لیکن اب وہ میرے ایسے جانثاروں میں سے تھا جن پر جس قدر فخر کیا جائے کم ہے۔ بلکہ سچی بات یہ تھی کہ اب میں آفتاب کمال کا احسان مند تھا۔ کچھ بھی تو واسطہ نہیں تھا میرا اس سے' لیکن اپنی زندگی میرے لیے تج دی تھی اس نے' ایسے دوست بھی کم ملتے ہیں انسان کو زندگی میں اور اگر صحیح معنوں میں غور کیا جائے تو صرف ایک آفتاب کمال کا مل جانا ساری زندگی کا حاصل تھا۔ لطف کی بات تو یہ تھی کہ رضوانہ بھی اسی مزاج اور اسی معیار کی عورت تھی ورنہ کون کسی کے لیے اپنی زندگی کو اس طرح نقصان پہنچاتا ہے' میں نے آفتاب کمال کو ان تمام جگہوں پر تلاش کیا جہاں اس کے ملنے کے امکانات تھے لیکن کہیں نہ پایا تو بے حد تشویش کا شکار ہوگیا۔ رات کو پریشان گھر واپس آیا تھا اور یہ سوچ رہا تھا کہ آفتاب کمال کو تلاش کرنے کے لیے اب کون سا طریقہ کار اختیار کیا جائے کہ مجھے آفتاب کمال کا فون موصول ہوا' ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے پر ریسیور اٹھایا تو آفتاب کمال کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو' میں ہی بول رہا ہوں۔" میں نے آفتاب کمال کی آواز پہچان کر کہا۔

"تین دن تک جو آوارہ گردی کرکے اپنے اطراف کا تجزیہ کیا گیا ہے اس میں کسی طور مداخلت جائز نہیں تھی اور میں نے اس ناجائز قدم سے گریز کیا ہے۔"

"بہت احمق ہو مجھے تمہاری تلاش تھی۔"

"اس کا آغاز تو آج سے ہوا ہے اور جیسے ہی مجھے محسوس ہوا کہ اب میری تلاش کا مرحلہ ہے تو فوراً ہی رابطہ کرلیا' صرف اس خیال کے تحت کہ جو عمل کیا جارہا ہے اس میں کوئی مداخلت نہ ہو۔" میں ہنسنے لگا' میں نے کہا۔

"زمانہ قدیم کے سامری جادوگر کے بارے میں صرف سنا تھا لیکن یہ پتا نہیں تھا کہ وہ نیا جنم لے کر دوبارہ اس دنیا میں آجائے گا' کہاں ہے؟۔"

"مارکو پولو میں ملاقات ہوسکتی ہے' کب' اس کا جواب آپ دیجئے۔" آفتاب کمال بے حد محتاط گفتگو کررہا تھا ابھی تک ایک بھی لفظ ایسا نہیں استعمال کیا تھا اس نے جس سے میرے اور اس کے تعلقات کی نشاندہی ہوسکے یا یہ پتا چل سکے کہ وہ کس سے مخاطب ہے اور کون اسے کیا جواب دے رہا ہے۔"

میں نے کہا "یہ مارکو پولو کیا چیز ہے؟۔"

"لائن کلب اور جوئے خانہ ایسلے روڈ کے آخری سرے پر واقع ہے' میں خود ہی آپ تک پہنچوں گا۔"

"ابھی آجاؤں......؟۔"

"یہ آپ پر منحصر ہے ورنہ چوبیس گھنٹے انتظار کرنا ہوگا۔"

"ممکن نہیں ہے۔" میں نے جواب دیا اور دوسری طرف سے فوراً ہی لائن بے جان ہوگئی۔

آفتاب کمال کے لیے چونکہ پریشان تھا اس لیے اس کے بارے میں اطلاع ملنے کے بعد اپنے آپ پر جبر نہیں کرسکا اور فوراً ہی تیار ہو کر مارکو پولو چل پڑا۔ بیروت کی سیاحت کے دوران اس کلب کا نیون سائن ایک بار نظر پڑا تھا میرے لیے باعث توجہ نہیں تھا اس لیے میں نے اس پر غور نہیں کیا۔ لیکن اب جب سڑک وغیرہ کا نام بتادیا گیا تو میں بآسانی وہاں پہنچ گیا۔ بڑی اچھی عمارت بنی ہوئی تھی۔ لب سڑک تھی' سامنے پارکنگ پر بہت سی کاریں نظر آرہی تھیں جس کا مطلب تھا کہ مارکو پولو کلب خاصی رونق رکھتا ہے۔ ہال میں داخل ہو کر اس بات کا بخوبی یقین ہوگیا۔ مختلف شیڈو بنے ہوئے تھے۔ جہاں جوا ہورہا تھا' شراب کی ٹرالیاں گردش کررہی تھیں۔

ماحول اتنا ہی ماڈرن تھا جتنا بیروت میں تصور کیا جاتا ہے میں نے بھی ایک میز سنبھال لی۔ اور اس پر بیٹھ کر ویٹر سے ایک جوس طلب کرلیا۔ شغل کے طور پر کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی تھا۔

ویٹر تھوڑی ہی دیر کے بعد واپس آگیا۔ اس نے ادب سے جھک کر کہا۔

"سر' آپ کا طلب کردہ جوس میں اوپر روم نمبر سترہ میں پہنچا رہا ہوں' براہ کرم وہاں تشریف لے جائیے۔"

میں نے بھنویں اٹھا کر اسے دیکھا تو وہ گردن خم کرکے بولا۔

"جن سے آپ کو ملنا تھا وہ وہیں آپ کا انتظار کررہے ہیں۔" میں ایک لمحے سوچ میں ڈوبا رہا اور پھر میں نے ویٹر سے کہا۔

"میری رہنمائی کرو۔"

ویٹر کی رہنمائی میں ایک وسیع راہداری سے گزر کر میں روم نمبر سترہ میں پہنچ گیا۔ مجھے یہ اندازہ نہیں ہوسکا تھا کہ باقی کمرے یہاں کس مقصد کے لیے بنے ہوئے ہیں۔ حالانکہ یہ کوئی رہائشی جگہ ہے اس کا کوئی تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا لیکن سب پر نمبر پڑے ہوئے تھے۔ سترہ نمبر کے سامنے پہنچ کر ویٹر نے دروازہ کھولا' اندر ایک شاندار آفس بنا ہوا تھا اور اس میں ایک میز کے گرد دو افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک بہت ہی خوبصورت براؤن بالوں والی تقریباً پچیس سالہ لڑکی اور ایک پینتیس چھتیس سال کا خطرناک سی شکل کا آدمی' دونوں نے اپنی کرسیوں سے کھڑے ہو کر میرا استقبال کیا۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا غالباً مرد نے اپنی میز پر لگے ہوئے کسی بٹن کو دبایا تھا۔ کیونکہ میرے عقب میں دروازہ بند ہوگیا تھا اور پھر اس پر اوپر کی سمت سے اسٹیل کی پلیٹ آپڑی تھی۔ جس سے [illegible] کے امکانات بھی ختم ہوگئے۔ میرے ذہن میں ایک دم خطرے کا احساس جاگا تھا لیکن میں نے اپنی اعصابی قوتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے آپ کو پرسکون کرلیا۔ بہرطور یہ سب کچھ ہی زندگی کا ایک حصہ ہے اس میں خوفزدہ ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ میں اپنی جگہ کھڑا رہا تو مرد نے میز کے عقب سے آگے نکلتے ہوئے کہا۔

"تشریف لائیے چیف آپ کا خادم آفتاب کمال۔" اس کی آواز سن کر میں حیرت سے اچھل پڑا۔

تب ہی لڑکی نے بھی مسکراتے ہوئے اردو میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے چیف آپ نے ہمارا میک اپ پاس کردیا۔"

"مگر یہ چکر کیا ہے اور تم یہاں کیا کررہے ہو؟۔"

"بس چیف یہ کلب اور جوئے خانے چلارہے ہیں آپ کو کیسا لگا؟۔"

"کیا مطلب؟۔" میں اچھل پڑا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"فدوی کو بیزل مار کو کہتے ہیں۔" آفتاب کمال نے سینے پر ہاتھ رکھ کر گردن خم کرتے ہوئے کہا

"کیا.....؟۔"

"بیزل مار کو' اور یہ مسز مار کو ہیں۔"

"کیا بکواس ہے جتنی کچھ سمجھ میں نہیں آرہا؟۔"

"یعنی بیزل مار کو۔"

"اینڈ مسز مار کو۔" آفتاب کمال نے مسخرے پن سے رضوانہ کی طرف اشارہ کرکے کہا۔

"لیکن میرے بھائی' یہ سب کچھ تو نے کیسے مار دیا؟۔"

"بیزل مار کو کو مار کر۔" آفتاب کمال نے ٹکڑا لگایا

"یعنی قتل کر دیا اسے؟"

"افسوس چیف' انسان ایک ہی بار قتل کرنے سے مرجاتا ہے' ورنہ بعض لوگوں کو بار بار قتل کرنے کے لیے دل چاہتا ہے۔"

"اب تم پوری کہانی سنا جاؤ مجھے خیر فون پر تم نے یہ نہیں بتایا بہت بہتر کیا لیکن بات واقعی حیرت ناک ہے' یہ سب کچھ تم نے کیسے کر ڈالا؟۔"

"چیف یہاں اپنے لیے کوئی مقام تو بنانا ہی تھا۔ اشد ضرورت تھی اس بات کی' سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا کہ کیا کرنا چاہیے' اپنے ان چھ بکروں کو بھی پالنا تھا اور ان کے لیے بھی جگہ درکار تھی ایسی کہ وہ زمانے کی بری نگاہوں سے محفوظ رہیں۔ تبھی مسٹر بیزل مار کو لن ترانی پر اتر آئے اور انہوں نے ایک ایسی حرکت کر ڈالی کہ بس وہی بہت محسوس ہوئے۔"

"میرے خدا ویسے آفتاب کمال' تقدیر بھی بعض اوقات تمہارا بہت ساتھ دیتی ہے۔"

"چیف' ہر انسان پہلے اپنے اپنوں ہی پر توجہ دیتا ہے۔ چنانچہ وہ سب یہاں مختلف عہدوں پر مامور ہیں' کچھ جوئے خانوں میں جوئے کھلا رہے ہیں اور ان کی سپرویژن کر رہے ہیں کچھ بار پر متعین ہیں' کچھ ویٹر بنے ہوئے ہیں۔ وہ ویٹر جو آپ کو یہاں تک رہنمائی کرکے لایا ہے شاہد علی ہے' باقی اور بھی سب کے سب یہیں ہیں' ہمارا وہ چھوٹا سا گھر موجود ہے جو بیزل مار کو حضور ہمیں عنایت کر گئے ہیں۔"

"یہ شخص صرف ایک مقامی غنڈہ ہے یا اس کا کوئی پس منظر بھی ہے؟"

"نہیں چیف کوئی پس منظر نہیں ہے' بس دس پندرہ آدمی پال رکھے ہیں اس نے جن کے ذریعے جوئے میں بے ایمانی کراتا ہے' شراب کے جائز اور ناجائز لائسنس موجود ہیں۔ اس کی بلیک مارکیٹنگ کر لیتا ہے۔ باقی شریف آدمی ہے۔"

"چیف اس کے ساتھ ساتھ ہی اور بھی کام کرتا رہا ہوں۔"

"کیا.....؟۔"

"مثلاً" یہ کہ اگر کبھی آپ کے ساتھ کہیں مجھے جانے کی ضرورت پیش آگئی تو میں نے یہاں اپنے جانشین تیار کر لیے ہیں کچھ ایسے لوگ جو میری اور میرے ساتھیوں کی جگہ سنبھال سکتے ہیں۔ یہ سارے کے سارے لوگ نئے اپائنٹ کیے ہوئے ہیں۔"

"گڈ ویری گڈ' بڑی خوشی ہوئی بھئی۔"

"اب یہ بتائیے چیف کیا پلاؤں آپ کو؟۔"

"کچھ نہیں' جو کچھ پلا دیا ہے تم نے اسی کا نشہ ذہن پر سوار ہو گیا ہے۔"

کافی دیر تک میں آفتاب کمال سے مختلف موضوعات پر گفتگو کرتا رہا۔ اسے اپنی مصروفیات کے بارے میں بھی بتایا اور آفتاب کمال نے رضوانہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے یہ بات رضوانہ سے کہی تھی کہ درحقیقت ہر چیز کا ایک محرک ہوتا ہے' فریدہ بھابھی بے شک اپنی جان سے چلی گئیں۔ لیکن وہ کچھ لوگوں کے لیے جہنم کا جو باب کھول گئی ہیں' وہ بند نہیں ہو سکتا اور بے شمار افراد کے لیے موت کا باعث بنے گا۔ چیف! آپ کے بارے میں آج تک جو بھی اندازہ میں نے قائم کیا ہے خدا کے فضل سے اس میں کوئی سقم نہیں نکلا۔"

میں خاموشی سے مسکراتا رہا۔ پھر کچھ دیر کے بعد وہاں سے رخصت ہو کر اپنی رہائش گاہ پر واپس آگیا۔ آفتاب کمال سے مجھے ایسی ہی امید تھی۔ اپنے وطن میں اس نے جو بیش بہا کارنامے سرانجام دیئے تھے وہ ناقابل فراموش تھے اس کے علاوہ وہ جتنی قیامت خیز یادداشت رکھتا تھا اس نے مجھے حیران کیا تھا' وہ ایک انسانی کمپیوٹر تھا بلکہ بعض اوقات کمپیوٹر بھی غلطی کر سکتا ہے لیکن آفتاب کمال کی یادداشتوں میں کبھی کوئی غلطی نہیں محسوس ہوئی تھی۔ اس کا مجھے بارہا تجربہ ہو چکا تھا میں نے بیروت میں ایک مقام حاصل کرنے کے لیے بہت لمبی پلاننگ کی تھی اور اس کے لیے میں نے جو کچھ کیا تھا اس کی ایک طویل کہانی تھی' لندن سے یہاں تک لاکش میک کی حیثیت اختیار کرنے کے لیے مجھے بڑے پاپڑ بیلنے پڑے تھے اور اس کے بعد مسٹر روبن فلیچر کے ذریعے جو مقام میں نے حاصل کر لیا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بہت مستحکم تھا۔ لیکن نہایت مختصر وقت میں آفتاب کمال نے یہاں بھی اپنے جو کمالات دکھا ڈالے تھے وہ بے مثال تھے۔ اچھی خاصی حیثیت کا مالک بن گیا تھا۔ اور اس قدر احمق نہیں تھا کہ مار کو کی حیثیت سے وہ اپنی شخصیت برقرار نہ رکھ پاتا۔ یقیناً" ساری اونچ نیچ سوچ لی ہوگی اس نے اور اپنے آپ کو پوری طرح مضبوط کر لیا ہوگا۔ اب بھلا کس کی مجال ہے کہ اسے اس کے مقام سے ہٹا سکے اور پھر اس انداز میں اس نے کام کیا تھا کہ اگر مجھے کبھی ضرورت پیش آئے تو بڑے اطمینان سے میری مدد کر سکے ویسے اس کے الفاظ سے مجھے بھی اتفاق تھا۔ فریدہ کی زندگی لے لی گئی اس کا نعم البدل تو روئے زمین پر دوسرا نہیں تھا۔ لیکن اس کے جو نتائج پوری قوم کو بھگتنا پڑ رہے تھے اگر کبھی ان کا انکشاف ہوا تو درحقیقت صف ماتم بچھ جائے گی۔

رات کو بہت دیر تک میں ان تمام باتوں کے بارے میں سوچتا رہا مستقبل کے بے شمار منصوبے میرے ذہن میں تھے۔ اگر فوری طور پر مجھے کسی ایسے کام میں مصروف نہ کیا گیا جو میرے مزاج کے مطابق ہو تو پھر میں خود ایسا کوئی مصرف تلاش کروں گا اب تو میرا دست راست بھی یہاں موجود ہے۔ کوئی اعلیٰ قسم کی پلاننگ کرکے ہم خود ان لوگوں کو مجبور کریں گے کہ یہ ہمیں متحرک کریں' ظاہر ہے یہاں خاموش بیٹھنے نہیں آئے تھے۔ اپنا کام ہر قیمت پر سرانجام دینا تھا۔ لیکن ایسی ضرورت پیش نہیں آئی کیونکہ تل ابیب سے کوئی تحریک ہوئی تھی اور اس کی ابتداء کے طور پر چند ذمے دار ارکان نے مجھ سے ملاقات کی تھی۔

آنے والے تین افراد تھے' ان میں سے ایک نے اپنے کاغذات مجھے پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ہمارا تعلق ڈیپارٹمنٹ "کے" سے ہے اور یہ ہمارے شناختی کاغذات ہیں جناب اور اس کے ساتھ ساتھ ہی ہائی کمان کی جانب سے یہ ایک لیٹر بھی ہے۔"

میں نے پہلے ان کے کاغذات چیک کئے ان میں سے ایک شخص کرنل کا عہدہ رکھتا تھا۔ دوسرے دو میجر تھے اور ڈیپارٹمنٹ "کے" کے سارے کاغذات اپنے پاس رکھتے تھے۔ میں نے ان کی شناخت سے مطمئن ہو کر ہائی کمان کا سربمہر لفافہ کھولا اور اس سے نکلنے والا کاغذ پڑھنے لگا۔ ہائی کمان سے مجھے خوشخبری دی گئی تھی کہ مجھے ڈیپارٹمنٹ "او" کا چیف مقرر کیا گیا ہے اور مجھے "او" ڈیپارٹمنٹ کا ساتھ دیتا ہے اور اس کے لیے اپنی ٹیم تشکیل دینی ہے۔ مجھ سے کہا گیا تھا کہ اگر میں چاہوں تو "کے" ڈیپارٹمنٹ کے ان افراد سے اپنے طور پر معلومات حاصل کر سکتا ہوں' اس کے علاوہ مجھے ہدایت کی گئی تھی کہ اب چونکہ میرا شمار وی آئی پی میں ہونے لگا ہے اس لیے مجھے اپنے تمام پرانے رابطے ختم کر دینا ہوں گے جن لوگوں سے میری شناسائی ہے انہیں یکسر نظر انداز کر دینا ہوگا اپنے چہرے پر میک اپ کرکے شکل تبدیل کرنی ہوگی اور اس کے ساتھ ہی نئی رہائش گاہ میں منتقل ہونا ہوگا جو میرے لیے تیار کر دی گئی ہے۔ اس کی نشاندہی بھی "کے" ڈیپارٹمنٹ کا یہ کرنل ہی کرے گا۔ بڑی دلچسپ صورت حال تھی۔ پرانے واسطے ختم کر دینے کا مطلب تھا کہ مسٹر روبن فلیچر سے بھی کٹ جاؤں' بہرحال ایک ذمے دار ادارے کی بات تھی۔ ملکی اور قومی مفادات کے لیے کسی دوسرے مفاد کو سامنے نہیں رکھا جا سکتا تھا۔ میں نے پورا کاغذ پڑھنے کے بعد گردن ہلائی اور کہا۔

"اس کاغذ میں جو کچھ ہے کرنل یقیناً" اس کے بارے میں تمہیں تفصیلات معلوم ہوں گی۔ کیونکہ مجھے جو ہدایات دی گئی ہیں ان میں یہ کہا گیا ہے کہ میں تم سے سوالات کر سکتا ہوں۔"

"کاغذ میں کیا تفصیل درج ہے جناب یہ تو ہمیں نہیں معلوم لیکن مجھے چند باتوں سے آگاہ کر دیا ہے' ان کے جواب میں آپ کو دے سکتا ہوں۔"

"اگر تمہیں یہ معلوم ہے کرنل کہ مجھے "او" ڈیپارٹمنٹ کا انچارج بنایا گیا ہے تو پھر میں تم سے یہ سوال کروں گا' مگر ٹھہرو پہلے مجھے اس بات کا جواب دو کہ کیا یہ تمہارے علم میں ہے؟۔"

"جی سر..... ہمیں یہ بتا دیا گیا ہے اور اس کے لیے بھی کچھ ہدایات کی گئی ہیں۔"

"مثلاً".....؟"

"ہمارے جسموں پر کوئی نشان نہیں ہے لیکن کسی ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ کے شانے پر اس کے ڈیپارٹمنٹ کا نشان ہوتا ہے' اور "او" کا نشان ہمیں آپ کے شانے پر کندہ کرنا ہے اس کے لیے یہ میجر کام کریں گے۔"

"ہوں' جہاں تک میرے علم میں ہے کرنل "اے" سے لے کر "زیڈ" ڈیپارٹمنٹ تک بن چکے ہیں پھر یہ "او" ڈیپارٹمنٹ کی گنجائش کہاں سے نکل آئی؟ اور "او" ڈیپارٹمنٹ کا سربراہ کہاں گیا؟"

""اے" سے لے کر "زیڈ" تک تمام ہی ڈیپارٹمنٹ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کئی بار تشکیل پا چکے ہیں' ان میں سے چند ایک ہی ایسے ہیں جو شروع سے لے کر اب تک اپنی ذمے داریاں نبھاتے چلے آ رہے ہیں ورنہ بے شمار سربراہ مختلف حادثات میں مارے جا چکے ہیں اور ان کی جگہ نئے سربراہوں نے لی ہے' ہر نئے سربراہ کے لیے اپنی ٹیم کو تشکیل دینا ضروری ہوتا ہے. بس نشاندہی کر دی جاتی ہے کہ اگر وہ ان افراد کو لینا چاہیں تو لے سکتے ہیں۔"

"او ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ کی کیا پوزیشن ہے؟"

"یہ یونسوانہ میں مارا گیا تھا اور اس کے بعد اس کی ٹیم ٹوٹ گئی تھی۔" کرنل نے جواب دیا۔

"دوسرا سوال یہ ہے کہ "او" ڈیپارٹمنٹ کے انچارج کا عہدہ سنبھالنے کے بعد مجھے میرے پرانے ساتھیوں سے رابطہ ختم کرنے کے لیے کہا گیا ہے کیا اس میں وہ تمام لوگ موجود ہیں جن سے میری بنیاد پڑی ہے؟"

"جی سر...... ملکی مفادات کے لیے ذاتی مفادات کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔"

"ہوں' میری نئی رہائش گاہ کونسی ہے؟۔"

"آپ یہاں سے اپنا وہ تمام قیمتی سامان سمیٹ لیجیے جس کی آپ کو ضرورت ہو یا اگر ابھی آپ اس کی ضرورت نہیں محسوس کرتے تو پھر اسے یہیں چھوڑ دیجیے گا' بعد میں آپ اپنی ضرورت کی تمام چیزیں یہاں سے منتقل کر سکتے ہیں' آپ پسند فرمائیں تو ہمارے ساتھ چلیں' یقیناً" آپ ہماری جانب سے مطمئن ہوں گے۔"

غیر مطمئن ہونے کا کوئی سوال نہیں تھا۔ میں نے اپنی کار لینا چاہی تو انہوں نے کہا

"نہیں جناب پرانے ساتھیوں سے مراد یہ بھی ہے کہ ہر وہ چیز جو آپ استعمال کرتے رہے ہیں اور جن سے آپ کی شناخت ہو سکتی ہے اسے چھوڑنا ہوگا۔"

میں نے اس پر بھی تعرض نہیں کیا اور ان کے ساتھ ان کی کار میں چل پڑا' میری نئی رہائش گاہ بھی ایک خوبصورت بنگلہ تھا اور ایسے بنگلے بیروت میں شاذ و نادر ہی تھے۔ ایک انتہائی پر فضا مقام پر اس بنگلے کی اپنی ایک حیثیت تھی' ایک بلند ٹیلے پر بنا ہوا تھا اور اس تک پہنچنے کے لیے ایک بلند سڑک سے گزرنا پڑتا ہے۔ جس پر دو رویہ درخت لگے ہوئے تھے۔ بنگلہ بے مثال تھا اور اس میں پورا کیئر ٹیکنگ اسٹاف موجود تھا۔ دروازے پر چوکیدار' لان پر مالی' دوسرے کام کاج کرنے کے لیے چند افراد جو میری دیکھ بھال کرنے پر مامور تھے اور ان سب کے شانوں پر "او" کا نشان کسی نہ کسی طرح نظر آ رہا تھا' کہیں تار کشی سے کڑھا ہوا' کہیں چھپا ہوا اور کہیں اسٹیکر کی شکل میں۔ ان سب کو بلا کر میرا تعارف کرایا گیا اور مجھ سے کہا گیا کہ یہ بظاہر عام نوعیت کے لوگ ہیں. لیکن ان میں سے ہر ایک تربیت یافتہ سپاہی ہے اور ضرورت کے وقت میرے کام آنے کے لیے نہایت مکمل........ بنگلہ بھی بہت خوبصورت تھا۔

"کے" ڈیپارٹمنٹ کے کرنل نے مجھے اس بنگلے سے روشناس کرانا شروع کر دیا۔ بظاہر بنگلے میں کوئی خاص بات نہیں تھی لیکن زیر زمین تہہ خانے میں بہت کچھ موجود تھا' بھاری ٹرانسمیٹر لگے ہوئے تھے اس کے علاوہ ایسے انتظامات بھی تھے جن کے ذریعے کسی کو بدترین اذیت دی جا سکتی تھی۔ رابطے کے لیے بہت سی ایسی چیزیں موجود تھیں جو نہایت قیمتی اور بہت ہی اعلیٰ پائے کے لوگوں کے لیے استعمال ہو سکتی ہیں اسی تہہ خانے میں ایک میجر نے میرے شانے پر ایک مخصوص طریقے سے "او" کا نشان بنایا جو میری جلد میں پیوست کر دیا گیا تھا۔

"کرنل نے مجھے بتایا کہ انتہائی ناگزیر حالات میں مجھے "او" کے اس نشان کا سہارا لینا ہوگا ورنہ اس کی ضرورت نہیں کے بعد یہ ایک پلاسٹک پیپر ہے جسے شانے پر چپکا دیا تو میری کھال کا اور اس کا رنگ بالکل مختلف نہیں معلوم ہوگا اور کسی کو میرے بدن کے کھلنے کے بعد بھی یہ پتا نہیں چل سکے گا کہ میں "او" ڈیپارٹمنٹ کا انچارج ہوں' مجھے یہ ساری چیزیں بہت دلکش محسوس ہوئی تھیں۔ بہر طور ان میں میری اپنی خواہشات بھی چھپی ہوئی تھیں۔ لیکن مسئلہ وہی تھا یہودی ذہنیت سے اگر ایک ایک لمحے ہوشیار نہ رہا جائے تو کوئی بھی لمحہ مشکل اور مصیبت کا لمحہ ہو سکتا ہے' یہ ہوشیاری ہی مجھے مشکلات سے بچا سکتی تھی۔ تاہم باقی تمام معاملات مکمل ہو گئے۔

پرانی رہائش گاہ میں ایسی ایک بھی چیز نہیں تھی جس کی ضرورت فوری طور پر پیش آئے۔ میں نے وہاں کچھ بھی نہیں رکھا تھا' ہاں اگر تھوڑا بہت تردد تھا تو صرف یہ کہ آفتاب کمال کو وہ رہائش گاہ معلوم تھی میں نے ہر چیز کا چارج لینے کے بعد "کے" ڈیپارٹمنٹ کے افراد کو رخصت کر دیا اور پھر ان کے جانے کے بعد ایک بار پھر پورے مکان کی تلاشی لینے لگا۔ اس بار میری تلاشی کا

انداز مختلف تھا۔ میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ اسرائیلی دانشمندوں نے اس عمارت کے کون کون سے حصے میں ایسے آلات نصب کیے ہیں جن سے میری مصروفیات دوسری جگہوں تک پہنچ سکیں اور اس کے لیے ان لوگوں ہی نے معقول بندوبست کر دیا تھا۔ تہہ خانے میں مجھے جن تمام اشیاء سے روشناس کرایا گیا تھا ان میں ایک ایسا منی چیک بھی تھا جس سے الیکٹرانک آلات اور ہر قسم کی ایسی چیزوں کا پتا لگایا جا سکتا تھا۔ جو جاسوسی کے لیے استعمال ہوتی ہوں۔ ممکن ہے اس وقت یہ خیال ان کے ذہن میں نہیں آیا ہو کہ میں خود ان کے ہتھیار سے انہیں مارنے کی کوشش کروں گا اور منی چیک سے عمارت کا جائزہ لوں گا۔

بہرحال میں نے انتہائی باریک بینی سے اپنے کام کا آغاز کیا۔ چھت' دیواریں' غسلخانے' کچن' اندر کی ایک ایک راہداری اور اس کے بعد بیرونی حصہ لان پر لگے ہوئے گملے درخت غرض وہ ساری ہی چیزیں منی چیک کے ذریعے دیکھ ڈالیں جہاں سے میرے لیے جاسوسی کی جا سکتی تھی۔ منی چیک اس کے بعد ٹیلی فون لائن کا جائزہ لیا لیکن ٹیلیفون لائن بھی کہیں سے ٹریس نہیں کی گئی تھی۔ اس کا مقصد ہے کہ اسرائیلی حکام نے اس بار بڑی فراخدلی سے کام لیا ہے۔ اور میری ناک میں کوئی نکیل نہیں ڈالی ہے' یہ ان کے اعتماد کا اظہار تھا۔ بہرحال اس سے زیادہ چھان بین کی بھی نہیں جا سکتی تھی۔ اس کی جگہ واپس پہنچا دیا گیا اور اس کے بعد راوی عیش لکھتا تھا۔

رات کو تقریباً" چار بجے میں نے ٹیلی فون پر آفتاب کمال کو مخاطب کیا۔ یہ حیرت کی بات تھی کہ آفتاب کمال نے میری کال ریسیو نہیں کی تھی۔ میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو رضوانہ کی آواز سنائی دی۔

"جی ہاں بچے موجود ہیں بلا لوں؟"

"تم لوگ جاگ کیوں رہے ہو؟۔"

"اوہ نہیں جناب اصل میں جوئے خانے کا اسٹاپ اسی وقت ہوتا ہے اور پھر اس کے بعد ہم لوگ سوتے ہیں دوسرے دن شام تک کی فرصت ہوتی ہے کیونکہ پانچ بجے کے بعد ہم اپنی دکان پر جا بیٹھتے ہیں۔"

آفتاب کمال نے البتہ ٹیلی فون پر آکر حیرت سے پوچھا تھا۔

"چیف خیریت تو ہے اس وقت فون کرنا بے مقصد نہیں ہوگا۔"

جواب میں' میں نے اسے ساری تفصیل اور اس عمارت کا جائے وقوع بتا دیا۔ آفتاب کمال نے کہا۔

"یہ آپ نے بہت اچھا کیا چیف' درحقیقت ان دنوں آپ کے بارے میں ذرا کم ہی معلومات رکھ رہا ہوں اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ خود آپ ان لوگوں کے لیے بڑی شخصیت رکھتے ہیں اگر ذرا بھی کچھ پن کا اظہار ہو گیا اور میرے آدمی ان کی نگاہوں میں آ گئے تو میرا کام آسانی سے نہیں جاری رہ سکے گا۔ آپ کو علم ہے چیف کہ بیروت میں اسرائیلیوں اور فلسطینیوں کے درمیان زبردست رسہ کشی ہے اور دونوں طرف سے بھرپور کارروائیاں ہوتی ہیں۔"

"ہاں میں سمجھتا ہوں' بہرطور فی الحال سب ٹھیک ٹھاک ہے' کوئی اہم بات ہوئی تو تمہیں اطلاع دوں گا۔"

نئے مکان میں نئی شکل اختیار کر لی' روبن فلیچر ان کے صاحب زادگان اور صاحبزادیوں سے اب کوئی لگاؤ نہیں رہا تھا۔ مجھے کیا پڑی تھی کہ ان سے ملنے کی کوشش کرتا۔

کئی دن اسی طرح گزر گئے اور پھر ایک دن ہائی کمان کی جانب سے ایک ذمے داری سونپ دی گئی کوئی اہم کام میرے سپرد کیا جاتا تھا اور اس کے لیے مجھے جزیرہ آربون جا کر اپنے آدمیوں کا سلیکشن کرنا تھا' جزیرہ آربون کا جائے وقوع مجھے بتا دیا گیا۔ وہاں تک مجھے لے جانے کے لیے بیروت کے ایک سرکاری شعبے سے ہیلی کاپٹر کا بندوبست کر دیا گیا تھا فی الحال مجھے تنہا ہی جانا تھا' آربون میں مجھے اپنے ان آدمیوں سے ملاقات کرنی تھی جنہیں عارضی طور پر ڈیپارٹمنٹ "او" کے حوالے کیا گیا تھا اور اب یہ ان کی کارکردگی تھی۔ کہ میں انہیں مستقل طور پر اپنے لیے منتخب کر لوں۔ میں نے مختصر معلومات حاصل کیں اور پھر روانگی کے لیے تیار ہو گیا۔

رات کے وقت مجھے اس جگہ پہنچنا تھا جہاں سے میری جزیرہ آربون روانگی تھی۔ آربون کے بارے میں کوئی خاص معلومات حاصل نہیں تھیں لیکن جو لوگ مجھے وہاں لے جانے والے تھے وہی اس سلسلے میں میری رہنما بھی تھے۔

مطلوبہ جگہ دو آدمیوں نے مہذب انداز میں میرا استقبال کیا اور مجھے اپنی شناخت کے نشان پیش کر دیے۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہیلی کاپٹر سامنے موجود تھا۔ ان میں سے ایک نے پائلٹ سیٹ سنبھال لی دوسرا مجھ سے اجازت لے کر میرے پاس بیٹھ گیا۔

ہیلی کاپٹر کے فضا میں پرواز کرنے کے بعد میں نے اس سے آربون کے بارے میں تفصیلات معلوم کیں تو اس نے کہا۔

"ہمیں مشرق کی جانب تقریباً" بیس منٹ تک سفر کرنا ہے آربون میں اوپوائنٹ ہمارے لیے مخصوص ہے وہاں آپ کے ساتھی آپ کا استقبال کریں گے اس سے زیادہ معلومات میرے پاس نہیں ہے۔" میں خاموش ہو گیا بہرحال غیر مطمئن نہیں تھا تھوڑی سی صورتحال معلوم کرنے کے بعد میں اپنے کام کا آغاز کر سکتا تھا اور یہ بھی دیکھنا تھا کہ کام کی نوعیت کیا ہے۔ آفتاب کمال کی اگر اشد ضرورت پیش آئی تب ہی اسے استعمال کرنے کی کوشش کروں گا ورنہ بہرحال مجھے آدمی مل رہے ہیں۔ بائیس منٹ تک کا سفر طے ہو گیا۔ جزیرے کی روشنیاں نظر آ رہی تھیں بہت زیادہ پھیلاؤ نہیں تھا اس کا پائلٹ ہی جانتا تھا کہ "اوایریا" کون سا ہے' نیچے سے شاید اشارے موصول ہوئے تھے اور ہیلی کاپٹر کی رہنمائی کی جا رہی تھی کچھ دیر کے بعد وہ زمین سے جا لگا۔ رات کی تاریکیوں میں چند افراد کے دھندلے سائے دیکھے جا سکتے تھے۔ اس کے علاوہ ایک پرانی فورڈ کار بھی کھڑی ہوئی تھی۔ دور دور تک اور کوئی موجود نہیں تھا۔ زمین کی ہیلاہٹ نمایاں تھی اور صاف ستھری جگہ معلوم ہوتی تھی غالباً" جزیرے کا کوئی ایسا حصہ تھا' جہاں زیادہ لوگ نہیں موجود ہوتے تھے۔ میرے دونوں معاون نیچے اتر گئے اور اس کے بعد میں بھی دروازے سے نیچے آ گیا۔ لیکن ابھی میں نے نیچے قدم رکھے ہی تھے اور ہیلی کاپٹر کے پروں سے بچنے کے لیے جھک کر آگے بڑھ رہا تھا' کہ اچانک میری گردن پر ایک ٹھنڈا سا لوہا آ لگا۔ اور میں وہیں ٹھٹک گیا۔ قدم رک گئے اس لوہے کو میں صاف پہچان رہا تھا پستول کی نال تھی اور اس شخص نے میری گردن پر رکھی تھی جو ہیلی کاپٹر لے کر یہاں تک آیا تھا دوسرا آدمی برق رفتاری سے میرے لباس کی تلاشی لینے لگا بغلی ہولسٹر سے ریوالور نکال لیا گیا اور جیب سے وہ قلم تراش بھی جو بے ضرر تھا لیکن اصل میں اس میں بہت کچھ تھا۔ میں ایک لمحے کے لیے ششدر رہ گیا میرے جبڑے بھنچ گئے اور مسلز ابھر آئے تاہم میں نے کوئی جنبش نہیں کی اس کے بعد پستول والے نے مجھے آگے بڑھنے کا اشارہ کیا جو چند افراد ہیولوں کی شکل میں مجھے نظر آ رہے تھے وہ بھی آگے بڑھ کر ہمارے قریب پہنچ گئے ان کی تعداد چار تھی ہیلی کاپٹر کا پائلٹ اور دوسرا شخص مجھے ان کے قریب لے گیا ان میں سے ایک نے کہا۔

"غیر مسلح ہے؟"

"جی سر' یہ اس کا پستول اور یہ ایک چھوٹا سا ہتھیار باقی سب ٹھیک ہے۔" پائلٹ نے جواب دیا میرے سامنے کھڑے ہوئے لوگوں میں سے ایک نے جیب سے ٹارچ نکالی اور میرے چہرے پر روشنی ڈالنے لگا' تیز روشنی کی چکا چوند سے آنکھیں بند ہو گئیں تھیں ویسے دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ "خوب بت خوب کوئی دلچسپ کھیل شروع ہو گیا ہے جو ابھی کسی طور سمجھ میں نہیں آ رہا۔ کہاں گڑبڑ ہوئی ہے۔ ؟ کیا گڑبڑ ہوئی ہے۔ ؟ اس کے بارے میں تو ذرا اطمینان سے ہی پتا چلے گا۔ بہرطور ابھی اس کھیل سے لطف اندوز ہونے کا ارادہ تھا فوراً" ہی کوئی عمل کرنا تو شدید حماقت ہو گی۔"

ان لوگوں نے سب سے پہلے میرے ہاتھ پشت کی طرف کر کے ان میں ہتھکڑی ڈال دی اس کے بعد ان میں سے ایک نے اپنی تسلی کے لیے میری جیبوں کی تلاشی لی اور باقی جو کچھ موجود تھا وہ بھی نکال لیا پھر انہی میں سے ایک نے ایک چھوٹا سا بریف کیس سامنے کرتے ہوئے کہا۔

"اسے کھولو اور چیک کر لو' پوری رقم ہے۔"

"سر آپ کے اور ہمارے درمیان آج تک بے ایمانی کا کوئی سودا ہوا ہی نہیں چنانچہ ہم بریف کیس نہیں کھولیں گے۔" پائلٹ ہی زیادہ بول رہا تھا ان چاروں نے میری طرف توجہ دی اور کرخت لہجے میں مجھ سے آگے بڑھنے کے لیے کہا گیا۔ میں خاموشی سے ان کے ساتھ چل پڑا تھا۔ پرانی فورڈ کار بہت بڑی تھی۔ اور اسی میں انہوں نے مجھے دبوچ کر بٹھا لیا۔ اور کار اسٹارٹ ہو کر چل پڑی۔ میں پر سکون انداز میں نیم درازی کی سی کیفیت میں کار کی چوڑی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ کیونکہ ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اس لیے سیٹ پر پشت نہیں لگا سکتا تھا کار کا سفر شروع ہوئے ایک منٹ بھی نہیں گزرا تھا کہ انہی میں سے ایک آدمی نے میری آنکھوں پر کالے رنگ

کی ایک موٹی سی پٹی باندھ دی میں نے اس پر بھی کوئی تعرض نہیں کیا تھا نہ ہی راستوں کا جائزہ لینے کے لیے دماغ دوڑایا تھا کیونکہ مجھے جزیرہ آربون کے بارے میں کچھ معلوم ہی نہیں تھا پھر حماقت سے کیا فائدہ؟ کار کا سفر بھی کوئی پانچ چھ منٹ سے زیادہ طویل ثابت نہیں ہوا ویسے وہ خاصی تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھی اور پرانی ہونے کے باوجود اس کا انجن بے آواز تھا پھر ایک عمارت میں مجھے اتارا گیا۔ عمارت کا اندازہ بعد میں ہی ہوا تھا۔ اندھوں کی طرح چلتا ہوا میں آگے بڑھا اور عمارت کے صدر دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔ پھر ایک راہداری سے گزار کر مجھے ایک کمرے کے سامنے لایا گیا۔ دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے بعد وہ لوگ مجھے اندر لے آئے۔ میری آنکھوں سے پٹی کھول دی گئی اور ہاتھوں سے ہتھکڑی بھی' کمرے میں مدہم بلب روشن تھا جس میں میں ان کی صورتیں دیکھ سکتا تھا۔ مقامی آدمی ہی معلوم ہوتے تھے ان میں سے ایک نے کہا۔

"ہمارے درمیان کوئی ایسا رشتہ نہیں ہے جس میں رعایت کا کوئی تصور ہو' تمہیں ایک ایسی جگہ قید کیا جا رہا ہے جہاں ہر طرح حفاظت کا بندوبست ہے اور تم کسی بھی طرح یہاں سے نکل نہیں سکتے۔ ہاں اگر خودکشی کرنا چاہو تو دوسری بات ہے۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی حرکت کی تو تمہیں اطمینان سے گولی مار دی جائے گی اور تمہاری لاش ٹھکانے لگا دی جائے گی۔ بہتر یہی ہے کہ یہاں آرام سے وقت گزارو اور آنے والے وقت کا انتظار کرو۔"

وہ لوگ باہر نکل گئے اور دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا۔ میں نے معنی خیز نگاہوں سے کمرے کا جائزہ لیا۔ ایک جانب کاؤچ پڑا ہوا تھا۔ دو کرسیاں تھیں۔ انیسچ باتھ تھا بس یہی اس کمرے کی کل کائنات تھی۔ میں نے کاؤچ پر بیٹھ کر آرام سے پاؤں پھیلا دیئے اور پھر جوتوں کے فیتے کھولنے لگا۔ کوٹ اتار کر ایک جانب ڈال دیا۔ ٹائی بھی اتار کر پھینک دی اور کاؤچ پر کہنی کے بل دراز ہو گیا۔ کیا بس عمدہ بات تھی' میرا سودا میرے سامنے ہوا تھا لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ کیا یہ بھی کوئی امتحان ہے؟ ایک لمحے کے لیے ذہن پر جھلاہٹ سوار ہو گئی اگر ایسی کوئی کوشش ہے تو پھر انہیں اس سلسلے میں کوئی عمدہ قسم کی سزا ملنی چاہیے تاکہ اس کے بعد وہ امتحانات کا یہ سلسلہ ترک کر دیں۔ بہرطور ابھی اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا۔ ہاں ذرا باریک بینی سے یہ اندازہ ضرور لگانا چاہیے کہ اصل سلسلہ کیا ہے؟

وہی جگہ بتائی گئی تھی' ہیلی کاپٹر بھی موجود تھا اور مجھے ریسیو کرنے والے بھی اسی انداز میں مجھ سے ملے تھے۔ جس کے بارے میں مجھے بتایا گیا تھا پھر یہ ہوا کیا ہے؟ بہت دیر تک ذہن پہ زور دیتا رہا اور اس کے بعد آرام سے لیٹ کر آنکھیں بند کریں' نیند بھر کر سویا جائے اس کے بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ لیکن شاید نیند آئے ہوئے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بھی نہیں گذرا تھا کہ کسی نے میرا پاؤں پکڑ کر ہلایا۔ بڑے زور دار جھٹکے دیئے گئے تھے۔ میں چونک کر اٹھ گیا۔ میرے کمرے میں چار پانچ آدمی موجود تھے ان میں سے ایک نے مجھے گریبان سے پکڑ کر کھڑا کیا دوسرے نے پھر میرے ہاتھ پشت پر باندھ دیئے اور مجھے کمرے کے وسط میں کھڑا کر دیا گیا۔ دو افراد درمیان میں کھڑے رہ گئے۔ باقی لوگ دیواروں سے جا لگے تھے پھر اچانک ان دونوں میں سے ایک نے میرے پیٹ پر زور دار گھونسہ رسید کیا۔ اچانک وار تھا میں جھکا تو اس کا گھونسہ میرے جبڑے پر پڑا' نیند سے بھی جاگا تھا دماغ ابھی تک حاضر نہیں تھا' لڑکھڑا کر پیچھے گرنے لگا تو دوسرے آدمی نے مجھے عقب سے سنبھال لیا۔ اور پھر اس کی زور دار لات میری کمر پر پڑی ایک بار پھر جھونک میں آگے بڑھا تو پہلے والے آدمی نے سنبھال لیا اور چٹاخ کی آواز کے ساتھ ایک تھپڑ میرے داہنے رخسار پر پڑا۔ پیچھے سے اس شخص نے میرے بال پکڑ لیے جس نے عقب سے میری کمر پر لات ماری تھی۔ اور سامنے والا مسلسل میرے گال پر تھپڑ مارنے لگا۔ میں درحقیقت زچ ہو گیا تھا۔ وہ لوگ خاموشی سے میری مرمت کر رہے تھے اور ہاتھ بندھے ہونے کی وجہ سے میں کوئی مداخلت بھی نہیں کر سکا تھا۔ ذرا سی ہی دیر میں انہوں نے میری اچھی خاصی درگت بنا ڈالی' لاتیں' گھونسے' تھپڑ بال نوچنا یہ تمام چیزیں اس رات کے انعام کے طور پر مجھے دی گئی تھیں۔

صحیح قسم کی پٹائی ہو گئی۔ میرے ہونٹ پھٹ گئے' خون بہنے لگا ایک دو جگہ اچھی خاصی چوٹیں لگی تھیں۔ پھر اطمینان سے مجھے اسی طرح زمین پر پڑا چھوڑ کر کمرے سے باہر نکل گئے۔ دماغ سنسنا رہا تھا' چوٹیں دکھ رہی تھیں' لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی سوچنے کا سلسلہ منقطع نہیں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوا تھا۔ اگر یہ واقعی کوئی تجرباتی مرحلہ ہے تو پھر ہر تھپڑ اور ہر لات کے جواب میں دو دو چار چار افراد کو مرنا پڑے گا۔ پھر دماغ نے یہ بھی کہا کہ اگر تجربہ کی بات ہی ہے تو جتنا بڑا عہدہ مجھے دے دیا گیا ہے اس کے بعد تجرباتی طور پر بھی میرے ساتھ...... یہ طرز عمل نہیں ہونا چاہیے تھا۔ بات کچھ اور ہی ہے۔ بقیہ رات بالکل نیند نہیں آئی تھی اور سوچوں میں ڈوبا رہا تھا۔ البتہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کاؤچ میں لیٹنے میں مجھے کوئی خاص دقت نہیں ہوئی تھی۔ صبح ہوئی اور ابھی پوری طرح دن بھی نہیں نکلا تھا کہ ایک بار پھر میرے کمرے کا دروازہ کھلا اور کچھ آدمی اندر گھس آئے۔ بڑی بے دردی کا سلوک کر رہے تھے وہ میرے ساتھ بالوں سے پکڑ کر مجھے اٹھایا گیا اور باہر کی جانب دھکیل دیا گیا میں خاموشی سے ان کے ساتھ چل پڑا تھا۔ دن کی روشنی میں اس عمارت کو دیکھنے کا موقع ملا۔ بوسیدہ قسم کی کوئی قدیم عمارت تھی۔ بس اس سے زیادہ اس کے بارے میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔

مجھے عمارت کے مختلف حصوں سے گزر کر ایک ایسی جگہ لایا گیا جہاں چھ سات سیڑھیاں نیچے چلی گئی تھیں۔ اور زمین کے نیچے ایک وسیع و عریض کمرہ بنا ہوا تھا۔ یہاں بھی کئی آدمی موجود تھے۔ میز بھی پڑی ہوئی تھی کرسیاں بھی تھیں۔ میز کے پیچھے پڑی ہوئی کرسیوں پر تین افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ باقی لوگ ادھر ادھر اپنے مشاغل میں مصروف تھے۔ مجھے قریب لا کر میز کے سامنے چھوڑ دیا گیا۔ اور ان تینوں میں سے درمیان والے شخص نے کہا۔

"بیٹھو......" میں خاموشی سے دیکھتا رہا تو اس نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بیٹھو......"

"ہاتھ نہیں کھولو گے میرے......؟۔"

"نہیں......"

"ہوں ٹھیک ہے کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟۔"

"کیا نام ہے تمہارا؟۔"

"بے کار پوچھنا، نہیں بتاؤں گا۔"

"جہنم میں جاؤ یہ بتاؤ، ایکس تھری ایف کیا ہے؟۔"

"بینیفن کا ریلوے اسٹیشن۔" میں نے جواب دیا۔

"کیا۔" وہ تجسس سے آگے جھک آیا اور میں ہنس پڑا۔

"میں ایکس تھری ایف کے بارے میں کچھ نہیں جانتا میرے دوست۔" میں نے نرم لہجے میں کہا۔

"لیکن ابھی تم نے کسی ریلوے اسٹیشن کا نام لیا تھا؟۔"

"تم اس کے بارے میں کچھ نہیں جان پاؤ گے۔"

"کیوں......؟۔"

"بس چھوڑو ان باتوں کو، میں تمہیں ایکس تھری ایف کے بارے میں بتا رہا ہوں میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں ہے ہاں اگر تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم کون لوگ ہو اور میرے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے تو شاید میں آگے کچھ سوچ سکوں۔"

"تمہارا کیا خیال ہے، چالاکی اور ذہانت صرف تمہاری ملکیت ہے، تم ہماری قید میں اگر بھی ہمیں بے وقوف بنا سکتے ہو؟۔"

"نہیں میرا ایسا کوئی خیال نہیں ہے اور نہ میں ایسی کوئی کوشش کر رہا ہوں، لیکن بس یہ جاننا چاہتا ہوں کہ ایکس تھری ایف کا کیا چکر ہے اور تم لوگ مجھے کس غلط فہمی کی بنیاد پر پکڑ کر یہاں لے آئے ہو؟۔"

"غلط فہمی۔" تینوں میں سے ایک ہنس پڑا، درمیان والے شخص نے پھر کہا۔

"عموماً" ایسا ہی کہا جاتا ہے، رات کو تمہیں صرف ایک نیچ دیا گیا تھا اور اس کے بعد سوچنے کا موقع ہمارے لیے تمہاری زندگی کوئی حیثیت نہیں رکھتی اگر ایکس تھری ایف کے بارے میں کچھ معلوم نہ بھی ہو سکا تب بھی کم از کم تمہیں قتل کر کے ہمیں خوشی ہوگی۔"

"تب پھر میں تمہاری خوشی میں برابر کا شریک ہوں،" میں نے جواب دیا۔

"ہوں گویا تم کسی شریفانہ تعاون کے لیے تیار نہیں ہو......؟۔"

"اگر شرافت استعمال کرنے کا کوئی موقع آئے تو تم مجھے پیچھے نہیں پاؤ گے، دوست۔" میں نے جواب دیا۔

"یہ شخص بہت چرب زبانی سے کام لے رہا ہے میرا خیال ہے وہ اسی کے گروپ کے لوگ ہیں۔"

"تب پھر اسے ان کی موت کا منظر دکھا دو بہتر رہے گا تاکہ یہ اپنے بارے میں فیصلہ کر لے کہ اس کا کیا حشر ہونے والا ہے۔"

"او کے......" دوسرے آدمی نے کہا اور پھر مجھے اس کمرے سے نکال لیا گیا۔

آنکھوں پر پٹی دوبارہ باندھی گئی تھی اور اس کے بعد گاڑی میں سفر بھی کرایا گیا تھا پھر ہم جس جگہ اترے اسے بھی با آسانی آرگون کا کوئی ساحل کہا جا سکتا تھا۔ کافی دور سمندر ٹھاٹیں مار رہا تھا جس جگہ ہم لوگ موجود تھے وہاں درختوں کا جنگل جیسا نظر آ رہا تھا۔ لیکن زمین چٹیل تھی اور اس میں جگہ جگہ چٹانیں ابھری ہوئی تھیں یہاں اور بھی چند افراد موجود تھے۔ چار آدمی اور تھے، جو یقینی طور پر اسرائیلی تھے۔ انہیں بھی باندھ کر یہاں لایا گیا تھا معاً ایک تصور میرے ذہن میں ابھرا، ہو سکتا ہے یہ فلسطینی ہوں اور میرے بارے میں یہ خیال ہوا نہیں کہ میں بھی بہرحال اسرائیلی محکمہ خفیہ کا ایک نمائندہ ہوں۔ میں اس نئے نظریئے سے ان کا جائزہ لینے لگا لیکن اپنے آپ کو ان پر آشکارا کر دینے کا مطلب یہ تھا کہ سارے کئے دھرے پر پانی پھیر دوں، حالات کا جائزہ لیتا ہوں، بات بالکل ہی آخری نوعیت تک آگئی تو جان بچانے کی کوشش کروں گا اور دیکھوں گا کہ اس سلسلے میں کیسے گلوخلاصی ہوتی ہے۔

ان چار آدمیوں کو قریب سے دیکھا، سہمے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ مجھے ساتھ لانے والوں میں سے ایک نے کہا۔

"تمہارے وفادار۔"

جواب میں، میں نے قہقہہ لگایا تھا پھر میں نے کہا "ہو سکتا ہے تمہارا خیال درست ہو۔"

"کیا یہ تمہارے گروپ کے افراد نہیں ہیں؟۔"

"افسوس میں صرف اپنے بلڈ گروپ کے بارے میں جانتا ہوں اور کچھ نہیں۔"

"اب بھی تمہاری چرب زبانی برقرار ہے ٹھیک ہے تماشہ دیکھو۔"

پھر ان میں سے ایک کو گھونسہ مار کر زمین پر گرا دیا گیا اور اس کے بعد تھوڑے فاصلے پر کھڑی ہوئی ایک جیپ اسٹارٹ ہوئی اور برق رفتاری سے اس کی جانب بڑھی۔ میرا خیال تھا یہ صرف ایک ڈرانے والی کوشش ہے لیکن جیپ کے داہنی سمت کے دونوں ٹائر اس کے پیروں پر سے گزر گئے اور اس کی ہڈیوں کی چیخ ہر شخص نے سنی۔ وہ تڑپنے لگا تھا اور اس کے بعد شاید مر گیا تھا۔ باقی تین افراد تھر تھر کانپ رہے تھے ان تینوں کو میرے سامنے لایا گیا اور چوڑے شانوں والے ایک شخص نے کہا۔

"کیا یہ تمہارا گروپ انچارج ہے؟۔"

تینوں نے میری صورت دیکھی۔ لیکن سچ بولے بغیر نہیں رہ سکے۔ انہوں نے نفی میں گردن ہلا دی تھی۔ تب چوڑے شانوں والے شخص نے کہا۔

"ہمیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ یہ تمہارا گروپ انچارج ہے یا نہیں ہمیں صرف ایکس تھری ایف کے بارے میں معلومات چاہئیں۔"

"آپ یقین کیجئے مسٹر ہم اس بارے میں کچھ نہیں جانتے؟۔"

"تمہارا تعلق موساد سے ہے؟ چوڑے شانوں والے شخص نے ان تینوں کو گھورتے ہوئے سوال کیا اور وہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگے۔

"تمہارا تعلق موساد سے ہے؟۔" چوڑے شانوں والے شخص نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جی جی...... مسٹر...... مم...... مگر...... نہ تو ہم اس شخص کے بارے میں کچھ جانتے ہیں اور نہ ایکس تھری ایف کے بارے میں۔"

"جب یہ لوگ کچھ جانتے ہی نہیں ہیں تو ان کی زندگی بے مقصد ہے انہیں زندہ رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے انہیں گولی مار کر ان کی لاشیں سمندر میں پھینک دو۔" چوڑے شانے والے شخص نے بے رحمی سے کہا۔ اور چند افراد نے آگے بڑھ کر ان لوگوں کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ پھر انہیں وہاں سے ہٹا لے گئے۔ اس دوران میں محسوس کرتا رہا تھا کہ وہ لوگ میرے چہرے کا جائزہ لیتے رہے ہیں غالباً" یہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہے تھے کہ اپنے ساتھیوں کی ہلاکت پر میرے اندر کیا رد عمل پیدا ہوا۔ لیکن احمقوں کو یہ نہیں معلوم تھا کہ میرے اندر کھولتا ہوا آتش فشاں کسی بھی یہودی کی موت کا خواہاں ہے۔ وہ جنہوں نے میرے ہم مذہب انسانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا، وہ جو میرے ملک کے دشمن نمبر ون تھے اور ساری دنیا میں میرے ملک کے خلاف عمل کرنے میں پیش پیش تھے مجھے بھلا ان لوگوں سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ یقینی طور پر وہ میرے اندر کوئی جھ[illegible] تلاش کرنے میں ناکام رہے ایک بار پھر مجھے وہاں سے واپس لایا گیا۔ چوڑے شانوں والا شخص جو کسی نمایاں حیثیت کا حامل معلوم ہوتا تھا میرے ساتھ ہی آیا تھا اور اس کے بعد مجھے ایک دوسرے کمرے میں لایا گیا۔ یہ کمرہ بھی خاصا وسیع و عریض تھا چوڑے شانوں والے شخص

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے یہاں لانے کے بعد اپنے چار پانچ ساتھیوں سے کہا۔

"میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے اس شخص سے معلومات کی آخری کوشش کرلی جائے۔ اور اگر یہ بھی ایکس تھری ایف کے بارے میں کچھ بتانے میں ناکام رہے۔ تو اسے بھی گولی ماردو۔ ہم کوشش کریں گے کہ دوسرے ذرائع سے ایکس تھری ایف کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں۔"

پھر اس نے میری جانب دیکھتے ہوئے کہا "دیکھو زندگی بہت قیمتی چیز ہے کچھ دو اور کچھ لو والا معاملہ ہو سکتا ہے اگر تم ایکس تھری ایف کے بارے میں ہمیں تفصیلات بتادو تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ کم از کم تمہیں زندگی سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ ہم تمہیں کچھ عرصہ اپنی قید میں رکھیں گے۔ اور جب ہمارا کام مکمل ہو جائے گا تو ہم تمہیں آزادی دے دیں گے۔ تمہیں اس بات کا بھی علم ہے کہ ہمارا تعلق تمہاری نسل سے نہیں ہے ہم لوگ جو وعدہ کرتے ہیں اس کے لیے ہر طرح کا نقصان اٹھانے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ لیکن وعدہ کی تکمیل کرتے ہیں۔"

"میرے محترم دوست میں نے تم سے غلط نہیں کہا' مجھے ایکس تھری ایف نامی کسی چیز کے بارے میں کچھ نہیں معلوم ہے۔"

"اوہ یہ لفظ سنتے سنتے کان پک گئے' میں اس کا مخالف جملہ سننا چاہتا ہوں۔"

"تو پھر یوں کرو میرے ہاتھ کھولدو' میں تمہیں مخالف جملہ سناؤں گا۔" میں نے پہلی بار غرائی ہوئی آواز میں کہا۔ اور اس شخص کو شاید میرے یہ الفاظ چیلنج محسوس ہوئے لیکن اس نے کسی حماقت یا جذباتیت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اپنے آدمیوں کو حکم دیا۔

"مارو' اس کا لباس اس کے جسم سے جدا کردو اور اس کے بعد اسے اس قدر مارو کہ یہ ہٹ دھرمی بھول جائے۔"

"مار تو تم مجھے چکے ہو' اچھا خاصا میرا حلیہ بگاڑ دیا ہے لیکن یہ دوسری بات جو تم نے کہی ہے تمہارے حق میں نہیں جاتی۔"

"کیا مطلب.....؟"

"اگر یہ لوگ میرا لباس میرے جسم سے اتارنے کی کوشش کریں گے تو مجھے ان کی یہ حرکت پسند نہیں آئے گی اور جب کسی کی کوئی حرکت مجھے پسند نہیں آتی تو پھر اسے نقصان پہنچتا ہے۔ اس نقصان سے بچو' کھیل بہت طویل ہو گیا' اب میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں۔"

"بات تو اس طرح کررہے ہو جیسے پورے ماحول کے حکمران ہو' جانا چاہتے ہو یہاں سے چلے جاؤ' لیکن زندہ نہیں۔"

"تم انتظار کیوں کررہے ہو' اسے مارو۔"

"ٹھیک ہے' اب اس کے بعد جو کچھ ہوگا وہ تمہاری حماقت سے ہوگا۔"

چوڑے شانے والے آدمی نے پلٹ کر دروازہ بند کردیا غالباً وہ ہر خطرے کو محفوظ کردینا چاہتا تھا خود وہ دروازے کے پاس ہی ٹک گیا تھا۔ پانچ آدمی تھے جو مختلف سمتوں سے میری جانب بڑھے' انداز ایسا ہی تھا جیسے مجھے ادھ مرا کرکے بعد میں گولی ماردینا چاہتے ہوں لیکن اب یہ اتنا آسان تو نہیں تھا' نہیں سمجھ رہے تھے وہ لوگ ٹھیک ہے ان کی مرضی میں مستعد ہو گیا ہاتھ پیچھے بندھے تھے لیکن پاؤں آزاد تھے۔ انہوں نے اس سمت توجہ نہیں دی تھی۔ جیسے ہی ان میں سے ایک میری رینج میں آیا۔ میں نے اپنی جگہ سے تھوڑا سا اچھل کر جوتے کی ٹھوکر اس کے پیٹ پر رسید کردی۔ اور اس کے بعد پلٹ کر دوسرا پاؤں ان میں سے ایک کے منہ پر مارا۔ پیٹ کی تکلیف تو خیر اس شخص نے برداشت کرلی ہوگی۔ لیکن دوسرے کے منہ پر کچھ زیادہ ہی سخت ٹھوکر پڑ گئی تھی اس کے حلق سے ایک کریہہ چیخ نکلی اور وہ دیوار سے جا ٹکرایا۔ اب مجھے کھل کر جنگ کرنے کا موقع مل گیا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنی جگہ سے جمپ کی اور تیسرے آدمی کو تاکا۔ اس نے زمین پر لیٹ کر اپنے آپ کو بچایا لیکن اب اسے کیا کرتا کہ میرے دونوں پاؤں اس کے شانے پر ٹکے۔ اور اس کے بعد میں اچھلا تو عقب سے مجھ پر حملہ کرنے والے دونوں آدمی اس سے الجھ کر اسی کے اوپر جا گرے میں نے دلچسپ کھیل کا آغاز کردیا تھا اور چوڑے شانوں والا آدمی پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہا تھا پھر اچانک اسے ہوش آیا اور اس نے پھرتی سے اپنا پستول نکال لیا۔ لیکن اس نے غلطی کی میں کیا کرتا' میں نے اس پر بھی نظر رکھی تھی وہ اس تاک میں تھا کہ میں اسے صاف ستھرا مل جاؤں تو وہ مجھے گولی کا نشانہ بنادے لیکن میں نے اس سے لاپرواہی اختیار کرتے ہوئے اپنے حریفوں کو لپیٹ میں رکھا اور پھر ایک حریف کو زور سے دھکیل کر میں نے اچانک ہی ایک شخص پر

چھلانگ لگادی' میرے پاؤں کی ضرب اس کی کلائی پر پڑی اور پستول اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ میں نے فوراً ہی پلٹ کر اپنی لات اس کی پسلیوں پر رسید کی اور پھر ان دونوں سے بچنے کے لیے اپنی جگہ سے ہٹ گیا جنہوں نے مجھ پر چھلانگیں لگائیں تھیں یہ بڑا مشکل مرحلہ تھا۔ اور اس سے ان لوگوں کو زیادہ نقصانات اٹھانا پڑے تھے۔ چنانچہ وہ دونوں چوڑے شانوں والے پر جا پڑے لیکن ایک زخمی شخص نے گرے ہوئے پستول پر جھپٹا مارنے کی کوشش کی اور میری چھلانگ مجھے اس تک لے گئی اس کی کلائی کی ہڈی کے ٹوٹنے کی آواز میں نے بھی سنی تھی۔ میرے اپنے ہاتھ بھی بندھے ہوئے تھے اس لیے پستول میرے لیے بے کار تھا۔ لیکن میں نے ایک ٹھوکر مار کر پستول ان کی رینج سے دور پھینک دیا اور ادھر کی پوزیشن اختیار کرلی تاکہ وہ لوگ پستول تک پہنچنے کی کوشش نہ کریں' سب کے سب مشکلوں کا شکار تھے اور خاصے زخمی ہوچکے تھے' میں نے ایک لمحے میں فیصلہ کیا کہ اب مجھے ان کی مزید مرمت کرکے یہاں سے نکل جانا چاہیے اور اس فیصلے کے تحت میں اپنی جگہ سے آگے بڑھا اس بار میرے حملے زیادہ خطرناک تھے۔ وہ لوگ اپنے جیسی ہر ممکن کوشش کررہے تھے لیکن میری خوش قسمتی کہ کامیاب نہیں ہورہے تھے ذرا سی دیر میں میں نے انہیں دھن کر رکھ دیا۔

چوڑے شانے والے نے پلٹ کر بھاگنے کی کوشش کی لیکن میں عقب سے چھلانگ لگا کر اس تک پہنچ گیا۔ اور میں نے سب سے زوردار ٹکر اس کی گدی پر رسید کی' وہ پوری قوت سے دیوار سے ٹکرایا اور اس کے بعد نیچے آپڑا' میں دروازے پر جم گیا تھا اور اب ان لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔ پھر میں نے ان سے کہا۔

"سنو ابھی تک میں نے تم پر ایک بھی ایسا حملہ نہیں کیا جس سے تمہاری جان جانے کا خطرہ ہو۔ لیکن اب میں مجبور ہوں اور اگر اس کے بعد تم نے کوئی جنبش کی تو میری ایک ٹھوکر اس کی گردن کی ہڈی توڑدے گی میں اب کوئی وار نہیں کروں گا۔ سب ایک جگہ جمع ہو جاؤ' اور تم اپنی جگہ سے اٹھو اور میرے ہاتھ کھولو۔" میں نے چوڑے شانے والے سے کہا۔

"بکواس مت کرو۔" اس نے غرائے ہوئے لہجے میں کہا اور میں نے ایک بار پھر اس کی دھنائی شروع کردی سب سے زیادہ میں نے اسی شخص کو مارا اور جب وہ زمین پر لیٹ کر گہری گہری سانسیں لینے لگا تو میں نے اس سے کہا۔

"چلو میرے ہاتھ کھولو' اور سنو' میں اس پوزیشن میں ہوں کہ اگر تم نے عقب سے کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو مجبوراً مجھے ایک ایسا عمل کرنا پڑے گا جس سے تم زندگی بھر کے لیے اذیت کا شکار ہو جاؤ گے۔" پتا نہیں مرا لہجہ ایسا تھا یا پھر وہ سخت خوفزدہ ہو گیا تھا اس نے میرے ہاتھ کھولدیے۔

میں نے اپنی کلائیاں ملیں اور اس کے بعد سب سے پہلے وہ پستول اپنے قبضے میں کیا جس تک اب بھی میں نے کسی کو نہیں پہنچنے دیا تھا۔ پستول ہاتھ میں لے کر میں نے اس کے چیمبر چیک کئے اور اس کے بعد اسی کے اشارے سے ان لوگوں کو اٹھنے کے لیے کہا۔ دو آدمیوں کو شدید نقصان پہنچا تھا۔ ایک تو وہ جو سب سے پہلے میری لات کا شکار ہوا تھا' اس کے دانت ٹوٹ گئے تھے اور منہ سے بہنے والا خون نہیں رک پا رہا تھا۔ دوسرا وہ جس کی کلائی کی ہڈی ٹوٹی تھی۔ مرمت باقی تمام لوگوں کی ہوئی تھی۔ لیکن بہت زیادہ نہیں' تب ہی باہر سے دروازہ دھڑدھڑانے کی آواز سنائی دی اور میں ایک دم سنبھل گیا۔

"ہوں تمہارے ساتھی آگئے ہیں' لیکن اس وقت صورتحال میرے قبضے میں ہے۔ سنو کیا نام ہے تمہارا امائی ڈیئر میرا خیال ہے کہ تم ہی ان لوگوں کے انچارج ہو۔ میں تمہیں پہلی اور آخری بار بتارہا ہوں ان تمام معاملات کو حل کرنے کے بعد' کہ میں ایکس تھری ایف کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا ایک لفظ بھی نہیں' اور اب تم اٹھو' اپنی جگہ سے اٹھو' یہ دروازہ کھولو' لیکن تم میرے پستول کی رینج پر ہو اور اگر زندگی کھونا ہی چاہتے ہو تو دوسری بات ہے ورنہ ان لوگوں کو صورت حال بتائے بغیر اندر آنے دو۔

اس نے میری ہدایت پر عمل کیا' دروازہ کھول کر اندر آنے والے تین افراد تھے جن میں دو مرد اور ایک عورت تھی' عورت نے اپنے چہرے پر پورا نقاب لگایا ہوا تھا وہ خاصے مضطرب نظر آتے تھے۔ میں نے انہیں پستول کی رینج پر لے لیا اور غرائے ہوئے لہجے میں بولا

"ایک تو یہاں کی صورت حال ایسی ہی ہو گئی ہے کہ اب میں کسی کے ساتھ رعایت کرنے کے لیے تیار نہیں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوں اگر باہر تمہارے اور بھی ساتھی ہیں تو انہیں واپس چلے جانے کے لیے کہو۔ ورنہ میرے پستول کی تین گولیاں کم از کم تم تینوں کو موت کے گھاٹ اتار دیں گی۔"

نقاب پوش عورت آگے بڑھی اور اس نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"اوہ مسٹر لائش میک، مسٹر لائش میک پلیز پلیز بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے، مسٹر لائش میک پلیز۔"

میں نے آواز پہچان لی اور نقاب میں چھپی ہوئی آنکھیں بھی لیکن مجھے سب سے زیادہ حیرت اس بات پر تھی کہ میرے چہرے پر میک اپ تھا اور اگر وہ فضا جیبی ہی تھی تو اس نے مجھے کیسے پہچان لیا؟ میرا ہاتھ بے اختیار اپنے چہرے پر گیا۔ تب مجھے احساس ہوا کہ وہ ہلکا سا میک اپ جو میں نے لائش میک کی شخصیت چھپانے کے لیے اور وی آئی پی بن جانے کے بعد کیا تھا اتنا دیرپا ثابت نہیں ہوا تھا اور اس جدوجہد میں میرا سارا میک اپ اتر گیا تھا۔ فضا جیبی نے مزید دو قدم آگے بڑھ کر کہا۔

"میں اس بات پر عمر کی آخری سانس تک شرمندہ رہوں گی مسٹر لائش میک کہ غلط فہمی کی بنیاد پر یہ سب کچھ ہو گیا اور میری بدقسمتی ہے کہ میں اس سیکشن کی انچارج ہوں جس نے یہ سب کچھ کیا۔"

"میں حیرانی سے فضا جیبی کو دیکھتا رہا، پھر میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی میں نے آہستہ سے کہا۔

"گویا اب یہ چال چل کر تم مجھے زیر کرنا چاہتی ہو فضا جیبی؟"

"نہیں پستول تمہارے ہاتھ میں ہے، ہم سب کو گولی مار دو۔ ہم اعتراض نہیں کریں گے۔ لیکن براہ کرم تھوڑا سا اعتبار کرو ہم پر۔ تھوڑا سا وقت دو ہمیں لائش میک میں ......میں......" فضا جیبی کی آواز میں آنسو گندھے ہوئے تھے۔ میں نے ایک لمحے سوچا اور اس کے بعد ایک اور خطرہ مول لینے کا فیصلہ کر لیا۔ میں نے پستول نیچے کرتے ہوئے کہا۔

"او کے، میں نے تھوڑا سا اعتبار بھی کر لیا اور وقت بھی دینے کے لیے تیار ہوں۔"

فضا بے چینی سے ہاتھ مل رہی تھی۔ اس نے کہا "کسی کو کچھ کہہ بھی نہیں سکتی، سارا قصور میرا ہے۔ کہ جانے ایسا کیسے ہو گیا۔

"میرے لیے کیا حکم ہے؟"

"آیئے مسٹر میک، آپ نے ماحول پر قابو حاصل کرنے کے بعد اتنا بھروسہ کیا ہے تو تھوڑا سا خطرہ اور مول لے لیں۔" اس نے کہا اور میں اس کے ساتھ چل پڑا

فضا جیبی عجیب سی کیفیت کا شکار تھی اور میں بھی صورت حال کا جائزہ لے رہا تھا۔ میں کئی بار اس کے کام آ چکا تھا اور اس کا رویہ اپنے ساتھ محسوس بھی کر چکا تھا۔ وہ میری ممنون تھی اور یقینی طور پر میک اپ میں ہونے کی وجہ سے اس وقت مجھے نہیں پہچان سکی تھی جب میرا ان لوگوں سے واسطہ پڑا تھا لیکن اب صورت حال سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد اس کی کیفیت میں یہ تبدیلی رونما ہوئی تھی، اس کے ساتھ قدم بڑھاتے ہوئے میں نے صورت حال کا تجزیہ کر لیا اور اتنا سمجھ لیا کہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے جو واقعہ پیش آیا ہے وہ فلسطینیوں کی جانب سے ہے، ظاہر ہے وہ بھی اپنی بقاء کے لیے مستعد رہتے ہیں اور ان کے گروپ انتہائی مشکل حالات ہونے کے باوجود جو کچھ بھی ان سے بن پڑ رہا ہے کر رہے ہیں لیکن فضا جیبی چونکہ میری ممنون کرم ہے اس لیے اپنی اس کارروائی پر وہ یہ جاننے کے باوجود کہ میں ایک مختلف آدمی ہوں شرمندہ ہے اس کے پس منظر میں کوئی اور عمل نہیں ہو سکتا، ہاں یہ دوسری بات ہے کہ فضا جیبی فلسطینی مفاد کے لیے صرف اپنی ذات کی ممنونیت پر تکیہ نہ کرے اور کوئی ایسا فیصلہ کر لے جو میرے لیے مشکل ہو، بہر طور اب اس سے گفتگو کرنے کے بعد ہی صورت حال کا اندازہ ہو سکے گا۔ وہ مجھے ایک کمرے میں لائی اور اس کے بعد احترام سے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ پھر تمام لوگوں کو واپس کر دیا اس نے اپنا چہرہ کھول دیا تھا میں اس کی آنکھوں میں آنسو صاف دیکھ رہا تھا میرے سامنے بیٹھ کر اس نے مجرمانہ انداز میں کہا۔

"اصولی طور پر مجھے خودکشی کر لینی چاہیے، مسٹر لائش میک، جذبات ہی تو انسان کی زندگی کا ایک حصہ ہوتے ہیں اور میں آپ کے لیے دل میں جو جذبات رکھتی ہوں، شاید ان کے لیے الفاظ کی تشکیل ہی نہیں ہوئی آپ یہ بھی سوچ سکتے ہیں کہ میں خوبصورت باتوں کا سہارا لے کر اپنی زندگی بچانے کی فکر میں سرگرداں ہوں، مسٹر لائش میک اس کے لیے بس اتنا ہی کہوں گی کہ یہ زندگی حقیقی معنوں میں آپ کی ممنون کرم ہے آپ نے مجھے عزت کی چند سانسیں لینے کا موقع فراہم کیا ہے ورنہ اپنے وطن کی بقاء

کے لیے بدن کی قربانی بے شک دینی پڑ جاتی، لیکن میں اپنے آپ میں مر جاتی، میرے اندر کوئی زندگی باقی نہ رہتی، میں روح کی، زندگی کی بات کر رہی ہوں، جسم تو بہرحال متحرک رہتا، لیکن روح کو زندگی آپ نے دی ہے اور ایک بار نہیں بعد میں بھی آپ نے میری زندگی کا تحفظ کیا ہے اور میں کتنی بدقسمت ہوں کہ میرے ہی ہاتھوں آپ کو نقصانات پہنچے۔ وہ سب میرے ہی آدمی تھے مسٹر لائش میک جو آپ کو یہاں تک لے کر آئے اور اس کے بعد آپ کو اذیتیں دی گئیں، مجھ بدنصیب کو اس وقت آپ کی حقیقت کا علم ہوا جب آپ کے چہرے سے میک اپ اتر گیا اور آپ نے اپنے طور پر اپنی زندگی کے تمام انتظامات مکمل کر لیے۔ میرے آدمیوں کو شکست دے کر آپ نے وہ سب کچھ کر لیا جس کے ذریعے آپ ہمارے ہاتھوں سے نکل گئے تھے۔ مسٹر لائش میک میں نے ابھی آپ سے عرض کیا تھا ناں کہ جذبات ہی تو زندگی ہوتے ہیں اور اگر سینوں میں جذبے نہ ہوں تو زندگی بے مقصد ہے میں پیشکش کرتی ہوں ذاتی طور پر، خفیہ طور پر، یہاں اس وقت ان زخمیوں کے علاوہ جنہیں آپ زیر کر چکے ہیں آٹھ آدمی اور موجود ہیں، نویں میں ہوں، ہم سب اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کرتے ہیں۔ یہ صرف الفاظ نہیں ہیں نہ ہی آپ کو متاثر کرنے کی کوئی کوشش، بے شک یہ بات ان لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ میں اپنے جذبات میں اندھی ہو کر کیا قدم اٹھا رہی ہوں لیکن بس اتنا ہی کر سکتی ہوں میں۔ آپ ہمیں گرفتار کر لیجئے اور اپنے طور پر جو چاہیں کیجئے اس سے زیادہ میں اور کچھ کہہ نہیں سکتی کاش کوئی اس سے بھی اچھی پیشکش کر سکتی میں آپ کو۔"

میں خاموشی سے فضا جیبی کا چہرہ دیکھتا رہا، کم از کم اتنا اندازہ ضرور تھا مجھے کہ کون کہاں سچ بول رہا ہے اور کہاں جھوٹ۔ اس کے چہرے پر سچائیاں رقصاں تھیں اور وہ جو کچھ کہہ رہی تھی اس میں ایک لفظ بھی غلط نہیں تھا۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی میں نے کہا۔

"فضا سب سے پہلی بات تو یہی بتاؤ کہ تمہیں کیسے علم ہوا کہ میں لائش میک ہوں؟۔"

"جو کچھ یہاں اس کمرے میں ہو رہا تھا ہم مانیٹر پر اسے دیکھ رہے تھے، یہ ایک طویل کہانی ہے، لیکن اس شکل میں آپ کو سناؤں گی میں جب آپ اپنا فیصلہ مجھے سنا دیں گے۔ دوسری صورت میں آپ ہمیں گرفتار کر کے جہاں لے جایئے۔ یہ ٹیلی فون موجود ہے آپ جسے چاہیں یہاں طلب کر لیں اور اپنے کام کی تکمیل کروا لیں۔ ابھی کسی کو علم نہیں ہے، میری اجازت کے بغیر کوئی یہاں سے فرار ہونے کی کوشش بھی نہیں کرے گا۔ آپ جس قدر جلد ممکن ہو اپنے ساتھیوں کو یہاں طلب کر کے ہم پر چھاپہ مار دیں ہمارے پاس مزید تحفظ کا کوئی بندوبست نہیں ہے میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں اس وقت تک ان لوگوں کو اپنے زیر اثر رکھوں گی جب تک آپ کے آدمی یہاں آ کر ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں نہیں ڈال دیتے

"آپ بہت جذباتی ہو رہی ہیں فضا، براہ کرم اپنے آپ کو سنبھالیئے۔"

"کیسے سنبھالوں، میری بدنصیبی یہ ہے کہ مجھے پہلے پتا نہیں چل سکا، ورنہ آپ کو تحفظ دے کر کم از کم سرخرو ہو سکتی تھی آپ کے مجھ پر اتنے قرض ہیں مسٹر لائش میک کہ ان کی ادائیگی کا تو میں تصور بھی نہیں کر سکتی اور اب بھی جب آپ نے اپنے طور پر ماحول پر قدرت حاصل کر لی تب میں آپ تک پہنچ سکی، اب تو یہ سب کچھ بیکار باتیں ہیں بلکہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ مجبور ہو کر میں آپ کا رحم مانگنے پر مجبور ہو گئی ہوں۔"

"فضا اتنی جذباتی نہ ہو، اطمینان سے بات کریں۔"

"کیسے جذباتی نہ ہوں، میرے محسن میرے دوست بلکہ اگر یہ کہوں تو غلط نہیں ہو گا کہ میرے ناموس کے محافظ کو میرے ہی ہاتھوں تکلیف پہنچی، اپنے آپ کو خود بھی معاف نہیں کر سکتی آپ سے معافی کا تو تصور ہی محال ہے۔"

"چلیئے میں نے آپ کو معاف کر دیا فضا، خوا مخواہ اس قدر بددل ہو رہی ہیں آپ۔"

وہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی پھر اس نے کہا۔

"ایک بار، میری زندگی میں صرف ایک بار مجھے اپنے بارے میں کچھ بتا دیئے مسٹر لائش میک کچھ تو بتا دیجئے آپ مجھے، آپ نے جو کچھ کیا ہے اب تک وہ اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ آپ کو اسرائیلیوں سے زیادہ فلسطینی عزیز ہیں آپ ہمارے لیے وہ سب کچھ کر ڈالتے ہیں جس کا تصور کسی اسرائیلی سے نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس کے باوجود آپ ایک اسرائیلی محکمے سے تعلق رکھتے ہیں آپ کے دل میں فلسطینیوں کے لیے یہ ہمدردی ہے آپ ہم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لوگوں کے لیے اسرائیلی مفادات کا سودا کیوں کر لیتے ہیں؟ اس کی وجہ تو بتا دیجیے کم از کم آپ؟۔"

"آپ کے خیال میں کیا وجہ ہو سکتی ہے فضا؟۔"

"صرف ایک، آپ یہودی نہیں ہیں، آپ دل سے فلسطینیوں کے ہمدرد ہیں اور...... اور ہو سکتا ہے آپ مسلمان ہوں، مگر کون ہیں آپ، آپ کا مقصد حیات کیا ہے مسٹر لائش میک میں کوئی ایسا ذریعہ نہیں رکھتی جو میرے جذبات کی نمائندگی کر سکے، آپ براہ کرم کچھ تو بتائیے مجھے اپنے بارے میں۔"

"فضا چھوڑو ان باتوں کو جو کچھ میں کر رہا ہوں بس وہ میرے دل کی گہرائیوں کی آواز ہے، میں کون ہوں کیا ہوں اس کا انکشاف نہ ہو تو بہتر ہے۔ مجھے اس کے لیے معاف کر دینا، بہرحال یہ میری خوش بختی ہے کہ میں ان لوگوں کے کچھ کام آرہا ہوں جنہیں بے خانماں کر دیا گیا ہے، جن سے ان کا وطن چھین کر دربدر کر دیا گیا ہے اور ان پر مظالم ڈھائے جاتے ہیں۔ میں ایک حقیر سا انسان بساط بھر اگر کچھ کر سکتا ہوں تو کوششیں کر رہا ہوں اس کے لیے میں نے کیا طریقہ کار اختیار کیا ہے تھوڑا بہت آپ کے سامنے آچکا ہے فضا، میرے بارے میں جانے بغیر مجھے میرے ارادوں کے مطابق کام کر لینے دیجیے، آپ براہ کرم اس کے لیے ضد نہ کریں، ہو سکتا ہے کوئی ایسا لمحہ آجائے جب میں اپنے آپ کو آپ پر منکشف کروں، اس سے پہلے میرے بارے میں جاننے کی بہت زیادہ کوشش نہ کریں۔ اگر اس کے امکانات ہوتے تو میں آپ کو بتا دیتا لیکن فضا آپ کو اگر میرے بارے میں کچھ معلوم ہو جائے گا تو آپ غیر محسوس انداز میں میرے لیے دل کے گوشے نرم کر دیں گی اور اس سے میری اپنی ہی ذات کو نقصان پہنچ جائے گا کہیں بھی کوئی ایسا لمحہ ضرور آسکتا ہے جب آپ کی یہ نرمی کسی کو میری جانب سے مشکوک کر دے، آپ میری بات سمجھ رہی ہیں ناں فضا۔"

فضا جیبی اپنی خوبصورت آنکھوں سے مجھے دیکھتی رہی اور میں اس کے جذبات کا اندازہ اس کے چہرے سے لگاتا رہا، پھر اس نے گہری سانس لے کر کہا۔

"اگر اس عمل سے آپ کی ذات کو کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے تو میں قیامت تک آپ کو اس کے لیے مجبور نہیں کروں گی۔"

"شکریہ فضا۔"

"اب اتنا تو بتا دیجیے مجھے کہ آپ نے میری اس حرکت کو معاف کر دیا ہے؟۔"

"بات ہی ختم ہو گئی فضا، لیکن صورت حال میرے علم میں نہیں آئی، یہ سب کچھ کیوں ہوا ہے؟ آپ کچھ اس کے بارے میں بتانا پسند کریں گی؟"

"آپ مجھے حکم دیجیے میں بھلا آپ کے سامنے زبان بند کرنے کی جرات کر سکتی ہوں؟"

"ارے نہیں فضا، چلو پھر ٹھیک ہے بتاؤ کیا قصہ ہے یہ سب کچھ، میں جاننا چاہتا ہوں۔"

فضا کسی سوچ میں ڈوب گئی پھر اس نے آہستہ سے کہا "ایکس تھری ایف، ایک خوفناک منصوبہ ہے فلسطین کے خلاف، اس کی تفصیل یوں ہے کہ امریکی حکومت نے بڑے گھماؤ پھراؤ کے بعد روس کے ایک منصوبے کو حاصل کیا، یہ منصوبہ کچھ خفیہ ہتھیار بنانے کا منصوبہ ہے اور اس کا پورا پلانٹ روس کے پاس موجود تھا، امریکی حکومت نے مختلف ذرائع سے کام لے کر یہ پلانٹ روس سے حاصل کیا اور اس کے بعد ایک سمندری جہاز کے ذریعے اسے ایک ایسے ملک کی جانب منتقل کرنے کی کوشش کی گئی جو امریکی مفادات کا حامی تھا، لیکن سمندری جہاز مطلوبہ جگہ نہیں پہنچ سکا۔ اسرائیلی یہودی سرمایہ داروں کو جب اس کی روانگی کا علم ہوا تو انہوں نے فوراً ہی یہ خوفناک پلانٹ اسرائیل کے لیے حاصل کرنے کی منصوبہ بندیاں کیں لیکن انہیں دیر ہو چکی تھی۔ اور سمندری جہاز امریکہ کے لیے چل پڑا تھا جیسا کہ میں نے بتایا مسٹر لائش میک یہ جہاز اس مطلوبہ جگہ تک نہیں پہنچ سکا، اور سمندر سے غائب ہو گیا۔ بعد میں اس کی تلاش کے لیے امریکہ کے ذیلی ملکوں نے بہت کوشش کیں اس کے مختلف جگہوں پر دیکھے جانے کے شواہد ملے، لیکن پھر بعد میں اس کا کوئی پتا نہیں چل سکا چونکہ اس میں ایک ایسا پلانٹ تھا جسے خفیہ طور پر حاصل کیا جا رہا تھا اس لیے حکومت امریکی نے فوراً ہی اپنی پوزیشن صاف کر لی اور بتایا کہ ایسا کوئی منصوبہ اس کے ذہن میں تھا اور نہ اس سلسلے میں کوئی کارروائی کی گئی ہے۔ بعد میں کچھ خفیہ طریقوں سے ہمیں علم ہوا اور غالباً حکومت اسرائیل کو بھی کہ سمندر میں یہ جہاز بین الاقوامی دہشت گردوں کے ایک گروہ ریڈ مین نے اغواء کر لیا ہے اور ریڈ مین اس پلانٹ کو اپنے قبضے میں کرنے کے بعد اسے

بھاری قیمت پر فروخت کرنا چاہتا ہے۔

جہاز میں اس پلانٹ سے متعلق لوگ بھی موجود تھے جو اس کے بارے میں تمام تفصیلات جانتے تھے ان کا بھی کوئی پتا نہیں چل سکا ہے، یہ ایک خفیہ تحریک ہے جو مختلف حصوں میں پھیلی ہوئی ہے، بہرحال یہ ہے وہ تمام کارروائی اور اس کی پوری تفصیل ایکس تھری۔ ایف کے نام سے یاد کی جاتی ہے ہم خود بھی اس کے بارے میں متجسس ہیں کیونکہ اگر یہ اسرائیل کے ہاتھ لگ گیا تو وہاں جو کارروائی ہوگی آپ سمجھتے ہیں کس کے خلاف ہوگی فلسطینی براہ راست اس سے متاثر ہوں گے چنانچہ ہم بھی مقدور بھر اس کے لیے کوششیں کر رہے ہیں۔ ہمارے علم میں آیا تھا کہ ایکس تھری ایف کے سلسلے میں اسرائیلی حکومت ریڈ مین سے رابطے قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور اس کے لیے ایک خاص شخصیت کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے آرگون بھیجا جا رہا ہے جہاں اس سے مشن کے لیے آئندہ اقدامات کا فیصلہ ہوگا، بس ہم نے اس سلسلے میں کارروائی کی، جو لوگ ہیلی کاپٹر میں اس شخصیت کو لے کر آنے والے تھے ان کے سلسلے میں ہم نے بیروت ہی کے ایک خفیہ گروہ سے رابطہ قائم کیا یہ لوگ کرائے کے دہشت گرد ہیں معقول معاوضہ دے کر انہیں اس بات پر آمادہ کر لیا گیا کہ اس شخصیت کو ہمارے ہاتھ فروخت کر دیں اور انہوں نے ہیلی کاپٹر کے اصل عملے پر قابو پانے کے بعد آپ کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے یہاں پہنچا دیا۔

یہ ہے وہ کہانی جسے ہم اپنی بدنصیبی کی کہانی کہہ سکتے ہیں۔ مسٹر لائش میک اگر آپ اس سلسلے میں اسرائیل کے اس ایجنٹ کی حیثیت رکھتے ہیں تب بھی کم از کم فضا جیبی آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ کاش میری جگہ کسی اور کو مقرر کیا گیا ہوتا بے شک اسے ناکامی ہوتی جیسی کہ مجھے ہوئی ہے لیکن کم از کم میں تو اس میں ملوث نہ ہوتی۔ آئی۔ ایم سوری مسٹر لائش میک آئی ایم ویری سوری......"

فضا جیبی کے رخسار پر آنسو چھلک آئے، میں بے اختیار اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا میں نے دو قدم آگے بڑھائے لیکن پھر رک گیا۔ یہ بے تکلفی غیر مناسب تھی، اتنا زیادہ آگے نہیں بڑھنا چاہیے تھا۔ تاہم میں نے وہیں کھڑے ہو کر کہا۔

"فضا جیبی، میں جو کچھ کہہ رہا ہوں، میری بات آپ پورا پورا یقین کر لیجیے میں نے یہ لمحات اپنی زندگی سے خارج کر دیئے ہیں جو آپ کے لیے افسوس اور شرمندگی کا باعث ہیں اور اب اس سلسلے میں اگر آپ مزید شرمندگی کا اظہار کریں گی تو مجھے دکھ ہوگا۔ براہ کرم یہ آنسو خشک کر لیجیے مجھے ان پر دلی رنج ہو رہا ہے۔" فضا جیبی نے رخسار خشک کر لیے اور آہستہ سے بولی۔

"آپ اب مجھے آئندہ کے بارے میں بتائیے، کیا کرنا ہے مجھے؟۔"

"میں بتاؤں؟"

"ہاں میرا مطلب ہے کم از کم اس حد تک کہ آپ یہاں سے چلے جائیے، ہم لوگ ناکام ہو چکے ہیں اور ہم اپنی ناکامی کی رپورٹ دے دیں گے۔"

میرے ہونٹوں پر ایک پر اسرار مسکراہٹ پھیل گئی میں بہت دیر سے اپنے اسی احساس کا شکار تھا کہ مجھے فضا جیبی سے اس سلسلے میں کیا کہنا اور کیا کرنا چاہیے میں نے کہا۔

"فضا، یہ بات میرے بجائے آپ اپنی زبان سے کہہ چکی ہیں کہ میں نے فلسطینی مفادات کو اسرائیلی مفادات پر ترجیح دی ہے کچھ شبہات کا اظہار بھی کر چکی ہیں آپ اور میں نے آپ کو یہ بتا دیا ہے کہ میری شخصیت کو صیغہ راز ہی میں رہنے دیجیے ہاں ایکس تھری ایف کے بارے میں آپ کے سپرد جو ذمے داریاں کی گئی ہیں آپ اپنے رہنماؤں سے یہ کہہ دیجیے کہ آپ نے مزید کوششوں کا آغاز کر رکھا ہے اور اس سلسلے میں آنہیں کوئی بہتر رپورٹ پیش کریں گی۔"

"کیا......؟۔"

"ہاں......!۔"

"میں سمجھی نہیں۔"

"افسوس اس وقت میں آپ کو کچھ سمجھا بھی نہیں سکتا۔"

"لیکن آپ کے الفاظ۔"

"ہاں جو کچھ میں نے کہا ہے ان کا وہی مطلب ہے۔"

"میرا مطلب ہے آپ مجھے اس سلسلے میں کچھ معلومات فراہم کریں گے۔"

"میری دلی خواہش ہے کہ میں ایسا کروں۔"

"لیکن کیوں؟۔"

"بس فضا اس کے بارے میں سوال کرنے کا مطلب

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسی پوری کہانی کو دہراتا ہے جو ہم بڑی تفصیل سے ایک دوسرے کو سنا چکے ہیں۔"

فضا جیبی نے گردن جھکالی کچھ سوچتی رہی اس کے چہرے کے تاثرات میں عجیب سی کیفیت پائی جاتی تھی اس نے نگاہیں اٹھا کر مجھے دیکھا، دیکھتی رہی اس کے بعد آہستہ سے بولی۔

"کاش میں آپ کا اتنا اعتماد حاصل کرلیتی کہ آپ مجھے اپنے بارے میں سب کچھ بتادیتے۔"

"فضا دیکھو ہم جس شعبے سے متعلق ہیں وہ عام نہیں ہے ہم دونوں ایک دوسرے سے کتنے ہی مخلص کیوں نہ ہوں لیکن ایک لمحے صرف ایک احساس ہماری زندگیاں ختم کرنے کا باعث بن جائے گا۔ میں کسی مناسب وقت آپ کو سب کچھ بتادوں گا اس کا وعدہ کرتا ہوں، لیکن وہ مناسب وقت یہ نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے مسٹر لائش میک، اچھا اتنا تو بتادیجئے کیا یہ آپ کا اصل نام ہے؟۔"

"نہیں لیکن تم مجھے اسی نام سے پکاروگی۔"

"ٹھیک ہے، آپ کے ہر حکم کی تعمیل میرا ایمان ہے میں نے یہ الفاظ جذباتی طور پر نہیں کہے حقیقتاً کہے ہیں۔"

"مجھے یقین ہے۔"

"تو پھر اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟۔"

"بھاگنا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا اور فضا ہنسنے لگی، پھر بولی۔

"نہیں غلط لفظ ہے، آپ نے اپنی رہائی کا سامان کرلیا ہے۔"

"ایسی حالت میں یہاں سے نکل جانا چاہتا ہوں اور اس کے بعد کہاں جاؤں گا یہ کچھ نہیں بتا سکتا۔"

"آپ سے اگر کبھی رابطہ کرنا چاہوں تو؟۔"

"مجھے کوئی ایسا کوڈ نمبر دو فضا جس سے میں تم سے کہیں بھی رابطہ قائم کرسکوں۔"

"بالکل، میں آپ کو اپنا وہ خفیہ کوڈ نمبر دے رہی ہوں جس سے آپ صرف مجھ سے رابطہ قائم کرسکتے ہیں۔"

"اس سلسلے میں آپ کیا کہیں گی؟۔"

"کچھ نہیں، وہی جو حقیقت ہے بس اتنی سی بات چھپالوں گی کہ میری آپ کی شناسائی ہے۔"

میں نے پرخیال انداز میں گردن ہلائی اور اس کے بعد کہا۔

"مجھے اب یہاں سے چل پڑنا چاہیے۔"

فضا خود مجھے باہر تک چھوڑنے آئی پھر اس نے کہا۔

"اگر آپ چاہیں تو ایک گاڑی موجود ہے یہاں سے لے جاسکتے ہیں۔"

"دے دو اور ستو شہر کے کسی گوشے سے یہ گاڑی حاصل کرلینا۔"

فضا نے مجھے ایک لینڈ روور کی چابی دی اور اس کے بعد میں لینڈ روور کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔ فضا دیر تک ہاتھ ہلاتی رہی تھی۔ میں نے اس کی آنکھوں میں عجیب سے جذبات پڑھ لیے تھے لیکن وہ اتنی مقدس شخصیت تھی کہ میں اس کے ذہن پر کوئی داغ نہیں بننا چاہتا تھا۔ مجھے اس سے دلی ہمدردی تھی کافی دور نکل آنے کے بعد میں نے اپنے طور پر سوچا یہاں آرگون میں مجھے جن لوگوں کے سپرد کیا جانے والا تھا ان کی مختصر سی تفصیل بھی مجھے بتادی گئی تھی حالانکہ اس بات کے امکانات نہیں تھے کہ مجھے ان سے ایسا کوئی رابطہ قائم کرنا پڑے گا، لیکن احتیاطاً" مجھے پوری بریفنگ کردی گئی تھی اور اس کے بعد اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ میں کسی ہوٹل میں قیام کروں

آربون بے شک ایک جزیرہ تھا، لیکن یہاں دو تین خوبصورت ہوٹل بھی موجود تھے۔ میں نے انہی میں سے ایک ہوٹل کا انتخاب کیا، حالانکہ میری حالت خراب تھی لیکن اب کچھ کیا بھی نہیں جاسکتا تھا۔ ہوٹل کے عملے نے مجھے ذرا الجھی ہوئی نگاہوں سے دیکھا، لیکن کوئی رکاوٹ نہ ہوئی کمرہ حاصل کرنے میں اور کچھ دیر کے بعد میں کمرے میں داخل ہوگیا۔ لیکن یہ اندازہ میں نے بخوبی لگالیا تھا کہ یہاں میں مشکوک رہوں گا۔ اور چھپ نہیں پاؤں گا۔ بلکہ ہوسکتا ہے ہوٹل کا عملہ میرے بارے میں فوری طور پر پولیس کو رپورٹ دے اور مجھے بے مقصد الجھنوں کا شکار ہونا پڑے۔ چنانچہ میں نے ٹیلی فون پر وہ نمبر ڈائل کیا جس سے میں اپنے ساتھیوں سے رابطہ قائم کرسکتا تھا اور چند لمحات کے بعد میرا ان سے رابطہ قائم ہوگیا۔

دوسری طرف سے ہیلو کی آواز سننے کے بعد میں نے کہا۔

"میں ان ذہین افراد سے ملنا چاہتا ہوں جو کسی کے استقبال کے لیے تیار تھے اور اس کے بعد جہنم رسیدہ

ہوگئے، حوالے کے لیے "او" کہہ دینا کافی ہے۔"

"یس... سر... یس"

"ہوٹل آرگوسا، کمرہ نمبر ت..." میں نے کہا اور ٹیلی فون بند کردیا۔ بس اتنا ہی کافی تھا اس کے بعد انتظار کرتا رہا کوئی بیس منٹ کے بعد ہی کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی اور میری اجازت پر دو افراد اندر آگئے۔ دونوں شاندار سوٹوں میں ملبوس تھے، میں نے انہیں کڑی نگاہوں سے دیکھا تو انہوں نے سب سے پہلے اپنی کلائیاں کھول کر سامنے کردیں ان پر "او" بنا ہوا تھا اس کے بعد انہوں نے اپنے کاغذات میرے سامنے کیے اور میں نے ایک سرسری سی نگاہ ان پر ڈال کر کہا۔

"اتنی تفصیلات کی ضرورت نہیں ہے شاندار اور اعلیٰ کارکردگی کے مالک آپ لوگ چہروں ہی سے اپنی شخصیت کا عکس معلوم ہوتے ہیں۔"

"سر... ہم... دیکھیے وہ۔"

"باقی لوگ کہاں ہیں؟۔"

"سر انہیں اطلاع دے دی گئی ہے سب ہمارے پوائنٹ پر پہنچ رہے ہیں، ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوگئے ہیں براہ کرم آپ تشریف لے چلیے۔"

میں خاموشی سے ان کے ساتھ ہوٹل کے کمرے سے باہر نکل آیا۔ سامان وغیرہ تو کچھ ساتھ تھا نہیں اور نہ ہی ہوٹل میں قیام کرنا مقصود تھا نیچے ایک قیمتی کار کھڑی ہوئی تھی، ان میں سے ایک نے اسٹیئرنگ سنبھال لیا دوسرا ایک بائیک کی جانب بڑھ گیا۔ میں پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا اور کار اسٹارٹ ہوکر چل پڑی، بائیک والا کار کے پیچھے تھوڑا سا فاصلہ دے کر آرہا تھا، غالباً" یہ احتیاط کی غرض سے کیا گیا تھا۔

کار کی سیٹ پر میں خاموش بیٹھا آنے والے وقت کے بارے میں سوچتا رہا۔ اور کچھ دیر کے بعد کار ایک عمارت کے بڑے سے پھاٹک سے اندر داخل ہوگئی۔ عمارت کا احاطہ بے حد وسیع تھا جب کہ اصل عمارت اس احاطے کی وسعتوں کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں تھی، غالباً" یہ کوئی فارم ہاؤس تھا عمارت کو دیکھ کر یہی اندازہ ہوتا تھا۔ موٹر سائیکل بھی پیچھے سے آگئی تھی اور اس کے بعد موٹر سائیکل سوار ہی نے جلدی سے اتر کر عقبی دروازہ کھولا اور وہ دونوں عمارت کی جانب میری رہنمائی کرنے لگے۔

میں ان کی رہنمائی میں عمارت کے اندرونی کمرے میں داخل ہوگیا۔ عمارت اندر سے بہت خوبصورت بنی ہوئی تھی۔ وال ٹو وال کارپٹ بچھا ہوا تھا جس کمرے میں مجھے لایا گیا تھا وہ بھی انتہائی خوبصورت فرنیچر سے آراستہ تھا، میں ایک صوفے پر بیٹھ گیا اور ابھی مجھے بیٹھے ہوئے چند لمحات بھی نہیں گزرے تھے کہ کمرے کے دروازے سے کئی افراد اندر داخل ہوگئے۔ یہ سب گھبرائے اور بوکھلائے ہوئے تھے۔ انہی میں، میں نے ریمن ڈینیل کو دیکھا ایک خوبصورت لباس میں ملبوس تھی۔ یہ بھی ایک دلچسپ اتفاق تھا اگر ریمن ڈینیل مجھے پہلی والی شکل میں دیکھتی تو یقیناً" نہیں پہچان پاتی۔ لیکن میرا میک اپ اتر گیا تھا اور اب میں لائش میک ہی کی شکل میں تھا۔

وہ سب میرے سامنے آکر کھڑے ہوگئے اور میں نے مسکراتی نگاہوں سے انہیں دیکھا اور پھر آہستہ سے بولا۔

"گڈ، ویل ڈن۔" ایک آدمی آگے بڑھا اور گردن خم کرکے بولا۔

"سر ہم سے غلطی نہیں ہوئی، بات بہت دور سے شروع ہوگئی تھی۔ اور ہمیں اس کا ذمہ دار قرار نہیں دیا جاسکتا تھا۔"

"یقیناً یقیناً ایسا ہی ہوا ہوگا۔" میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"میرا نام اولڈن ہے۔"

"اگر میں تمہیں گولڈن کہوں تو کیا حرج ہے" میں نے ترکی بہ ترکی کہا اور بہت سے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی وہ شخص خجل ہوگیا تھا۔ میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"کہیے میں آپ حضرات کی کیا خدمت کرسکتا ہوں؟۔"

"سر ہم سب آپ کے ماتحت ہیں ہمیں ڈیپارٹمنٹ او کے لیے آپ کی ٹیم کے طور پر منتخب کیا گیا ہے۔"

"اس وقت میں ایسی کسی گفتگو کے موڈ میں نہیں ہوں تم میں سے کون مجھے بتاسکتا ہے کہ بیروت سے میری روانگی کے بعد بائی کمان کی دعوت پر میرے لیے کیا کارروائی کی گئی ہے۔"

"سر بہت اعلیٰ پیمانے پر آپ کی تلاش ہورہی ہے اور بیروت کے چپے چپے پر چھان بین کی جارہی ہے مسٹر آنزک مارشیلیا یہیں موجود ہیں اور وہ آپ کے معاملے کو کنٹرول کررہے ہیں۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کہیں سے میری لاش کا کوئی پتا نہیں چلا۔" میں نے بدستور طنزیہ انداز میں کہا اور وہ خاموش ہو گئے' تب میں نے آہستہ سے کہا۔

" آپ لوگوں کی آمد کا بہت شکریہ ' مسٹر آئزک مارسیلیا کو آپ نے میرے بارے میں اطلاع دی؟"

" آپ کے یہاں آنے کے بارے میں سر.....؟۔"

"ہاں......۔"

"ابھی نہیں سر۔"

"کیوں.....؟۔"

" آپ کی اجازت کے بغیر ہم انہیں یہ اطلاع نہیں دے سکتے تھے؟۔"

" تو اب آپ براہ کرم میری اجازت کے ساتھ یہ اطلاع مسٹر مارسیلیا کو دے دیں۔ پتا نہیں وہ میری لاش کی تلاش میں کہاں کہاں بھٹک رہے ہوں گے اور آپ لوگ آرام کیجئے' میں جاگ رہا ہوں' اگر مسٹر آئزک مارسیلیا اس وقت مجھ سے ملنا چاہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

وہ سب بدحواسی کے عالم میں واپس مڑ گئے اور میں نے اپنے صوفے کی پشت سے ٹیک لگالی۔ محترمہ ریمن ڈینیل ان کے ساتھ واپس نہیں گئی تھیں بلکہ دروازے تک پہنچنے کے بعد رک گئی تھیں۔ پھر انہوں نے دروازہ بند کر دیا اور میں نے چونک کر انہیں دیکھا۔ وہ واپس چل کر میرے پاس پہنچ گئیں تو میں نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں کہو کیا بات ہے؟۔"

"میں آپ سے کچھ گفتگو کرنا چاہتی ہوں مسٹر لائش میک؟۔"

"فرمایئے......؟۔"

"آپ مجھے بیٹھنے کے لیے نہیں کہیں گے؟۔"

"کہنا ضروری ہے کیا؟۔"

"تو میں بیٹھ جاؤں؟۔"

" تشریف رکھیے۔" میں نے کہا اور وہ میرے سامنے بیٹھ گئی' مجھے شاکی نگاہوں سے دیکھتی رہی پھر اس نے کہا

"تمام باتوں کے باوجود کیا میری شخصیت میں اس قدر جھول ہے کہ تم مجھے ذاتی طور پر قبول نہیں کر سکتے۔"

" یہ الفاظ جو آپ نے ادا کئے ہیں کیا ان کا ترجمہ کرنا پسند کریں گی؟"

"اتنے ناراض کیوں ہو مجھ سے؟۔"

"تمہیں کس نام سے پکاروں؟۔"

"تم جانتے ہو؟۔"

"مس کیا آپ اپنا نام بتانا پسند کریں گی میں نے کسی قدر کھردرے لہجے میں کہا۔"

"کیوں اس قدر ناراض ہو گئے ہو' مجھے بتاؤ میں نے کیا کیا ہے۔ فرض کرو اگر میں نے ملک و قوم کے نام پر یا کہیں سے حکم ملنے کے بعد تم سے تھوڑا سا انحراف کیا ہے تو اس میں میرا کیا قصور ہے مجھے یہی ہدایات دی گئی تھی اور میں ان کی پابندی کرنے کے لیے مجبور تھی لیکن اس تمام کارروائی میں ایسا کوئی عمل نہیں تھا جس سے تمہاری ذات کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو یقینی طور پر میں تمہیں اس سے آگاہ کر دیتی' وہ تو صرف ایک آفیشل کارروائی تھی اور مجھے یہ معلوم تھا کہ وہ صرف تمہارا امتحان ہے' تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ حالانکہ تم نے کتنے اطمینان سے ہم لوگوں کو سیکورٹی کے حوالے کر دیا۔ شکایت تو مجھے تم سے ہونی چاہیے نہ کہ الٹا تم مجھ سے ناراض ہو۔"

میں سرد نگاہوں سے ریمن ڈینیل کو دیکھتا رہا پھر میں نے کہا۔

" آپ نے اپنا کیا نام بتایا مجھے؟"

" ریمن ڈینیل۔" وہ جھلائے ہوئے لہجے میں بولی۔

"مس ریمن ڈینیل آپ کی باتوں میں سے ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی' آپ کون ہیں کیا ہیں اور کون سی کہانی سنا رہی ہیں' میں اسے سمجھنے سے قاصر ہوں۔"

" دیکھو لائش میک اس سے زیادہ میں اپنی توہین برداشت نہیں کر سکتی' میں بھی انسان ہوں اور یہ سچ ہے کہ میں تم سے محبت کرنے لگی ہوں۔ پھر تم یہ کیوں نہیں مانتے کہ اگر تمہیں نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تا تب میں کسی قسم کی تشویش کا اظہار کرتی اور تمہیں ساری حقیقت سے آگاہ کر دیتی۔"

" آپ بڑی حیرت انگیز خاتون ہیں' میں مسلسل آپ سے اجنبیت کا اظہار کر رہا ہوں اور آپ ایک ہی کہانی دہرائے جا رہی ہیں۔ میں آپ کی اس بات کے جواب میں آپ سے کیا کہوں۔ ایک بار پھر عرض کرتا ہوں کہ میں آپ کو نہیں جانتا۔"

" تل ابیب سے بیروت آتے ہوئے بھی تم نے یہی الفاظ کہے تھے۔"

"اور کوئی حکم میرے لیے؟۔"

"سنو مجھے یقین ہے کہ مستقبل میں تم مجھے معاف کر دو گے مجھے بھی ڈیپارٹمنٹ او کے لیے تمہاری ٹیم کے طور پر منتخب کیا گیا ہے۔ اس ٹیم میں عہدے داروں کو عہدے تقسیم ہوں گے' میں تمہاری ماتحت کا عہدہ چاہتی ہوں۔"

میں نے چبھتی ہوئی نگاہوں سے ریمن ڈینیل کو گھورا اور پھر بولا۔

"اور اس کے لیے تم مجھے کوئی رشوت پیش کرنا چاہتی ہو؟۔"

"رشوت.....؟۔"

"ہاں..... پرانی شناسائی کی ایک من گھڑت کہانی سنا کر' تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ تم میری قدیم شناسا ہو۔"

"اوہ' اوہ تم بے حد کینہ پرور انسان معلوم ہوتے ہو۔"

"جانا پسند کرو گی یا پھر میں کسی کو بلا کر کہوں کہ اس لڑکی کو باہر نکال دیا جائے' میں نے غرا کر کہا اور وہ اپنی جگہ سے اٹھ گئی مجھے گھورا' ہونٹ بھینچے اور پھر پاؤں پٹختی ہوئی وہاں سے باہر نکل گئی' نجانے کیوں مجھے اس پر واقعی بہت غصہ تھا حالانکہ سارا کھیل ہی فریب کا تھا۔ یہ لوگ تو مجھے کوئی فریب نہیں دے رہے تھے جس طرح میں ان کے ساتھ فریب کر رہا تھا یقیناً' کبھی نہ کبھی کوئی ایسا دور ضرور آئے گا جب انہیں اس بات کا علم ہوگا کہ ان کے ساتھ کیا کیا کچھ ہوا ہے اور اس کے بعد وہ اس قدر حیران ہوں گے کہ حیرانی کا تصور ہی ختم ہو جائے۔

بہرحال مس ریمن چلی گئیں اور زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ مسٹر آئزک مارسیلیا گھبرائے ہوئے میرے پاس پہنچ گئے' ان کا چہرہ بھی عجیب سا ہو رہا تھا میں نے بہر طور کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا کیونکہ ان کے عہدے سے واقف تھا۔

مسٹر آئزک مارسیلیا نے مجھ سے بہت زیادہ محبت کا برتاؤ کیا گلے سے لپٹے' ہاتھ ملایا اور پھر مجھے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولے۔

" تم یقین نہیں کر سکو گے مائی ڈیئر لائش میک کہ تمہارے ساتھ جو کچھ پیش آیا اس پر سرکاری طور پر تو جو بھی ہوا ہو لیکن ذاتی طور پر میں نیم مردہ ہو گیا تھا' مجھے بالکل ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے میری کوئی عظیم ترین شے گم ہو گئی ہو۔ میں ذہنی طور پر بالکل مضمحل ہو گیا تھا اور تمہیں بتا نہیں سکتا کہ اس دوران مجھ پر کیا بیتی ہے میں بہت ہی معذرت خواہ ہوں' بہت ہی شرمندہ ہوں تم سے کہ تمہارے لیے تحفظ کا معقول بندوبست نہیں ہو سکا۔ آئی ایم سوری مائی ڈیئر لائش میک' آئی ایم سوری۔"

میں مسکراتی نگاہوں سے مزا آئزک مارسیلیا کو دیکھتا رہا پھر میں نے کہا۔

"تھینک یو مسٹر مارسیلیا۔"

"اور اب تمہیں زندہ سلامت اور تندرست پا کر شاید مجھ سے زیادہ خوشی کسی کو نہیں ہوگی۔ آہ تمہیں دیکھ کر یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ تمہارے ساتھ خاصا وحشیانہ سلوک کیا گیا ہے' یہ چھوٹے چھوٹے زخم اور پورا اصل چہرہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ تم کسی بہت بڑی مصیبت میں پھنس گئے تھے۔ لیکن نجانے کیوں میرے دل کے گوشوں میں اطمینان کا ایک ذخیرہ بھی موجود تھا نجانے مجھے کیوں یہ یقین تھا کہ تمہارے دشمن کتنے ہی خطرناک کیوں نہ ہوں تم ان پر حاوی ہو جاؤ گے۔ ان کے چنگل سے ضرور نکل آؤ گے۔ یہاں آربون میں اس وقت ستر ہزار آدمی چپے چپے پر تمہاری تلاش میں مصروف ہیں اور اس کے لیے ہم نے کیا کیا پاپڑ بیلے ہیں' تفصیل بتاؤں تو حیران رہ جاؤ گے۔"

"لیکن یہ سب ہوا کیا تھا مسٹر آئزک مارسیلیا چونکہ مجھے عارضی طور پر اطمینان دلا دیا گیا تھا اور کہا گیا تھا کہ آربون ہی میں میری بریفنگ ہوگی اور صحیح صورت حال وہیں پہنچ کر واضح ہوگی۔ میرا خیال ہے میں پروگرام کے تحت ہی ہیلی پورٹ پہنچا تھا اور وہاں مجھے نشان کردہ لوگوں نے خوش آمدید کہا تھا اس لیے میں غیر مطمئن نہیں تھا اور اسی کیفیت نے مجھے ان کے چنگل میں پھنسا دیا۔"

" ہائی کمان' ناقص پلاننگ کی ذمہ داری تحریری طور پر قبول کر چکی ہے اور اس سلسلے میں وزیر داخلہ کو رپورٹ دے دی گئی ہے اصل میں ہم اگر یہ سوچیں کہ ہمارے مد مقابل بالکل احمق ہیں تو یہ ہماری بھول ہے۔ جگہ جگہ اور بار بار اس بات کی نشاندہی ہو چکی ہے کہ ذہنی طور پر وہ بھی کم تر نہیں ہیں۔ ہماری تمام پلاننگ کے جواب میں وہ بھی شاندار پلاننگ کر لیتے ہیں اب یہ دوسری بات ہے کہ ہمارے کچھ خوش فہم ساتھی یہ سمجھتے ہیں کہ فلسطینی صرف لڑاکے ہیں ذہنی طور پر طاقتور نہیں ہیں۔"

"میں خاموشی سے مسٹر آئزک مارسیلیا کو دیکھتا رہا۔ میری طرف سے کوئی جواب نہ پا کر وہ پھر بولے۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تمام پروگرام مکمل تھا۔ ان لوگوں کو جن کی تعداد دو ہی تھی ہیلی کاپٹر کے ساتھ ہیلی پورٹ پر بھیج دیا گیا تھا اور انہیں ہدایت تھی کہ وہ تمہیں مخصوص ہیلی پورٹ پر پہنچا دیں۔ یہاں آربون میں کسی عمارت میں قیام کے بعد براہ راست رابطہ ہوتا اور وہ تمام رپورٹ میں تمہیں پیش کرتا جس کے تحت تمہیں آئندہ کام کرنا تھا انہوں نے جس طرح بھی سہی یہ معلومات حاصل کرلیں اور بس اتنا کیا کہ ان دو آدمیوں کو اغوا کرکے قتل کردیا، جو ہیلی کاپٹر میں تمہیں لے کر آنے والے تھے ان کی لاشیں ایک گہری کھائی میں پھینکنے کے بعد انہوں نے ان کی جگہ لے لی اور تمہیں لے کر وہاں سے چل پڑے۔ پھر وہ ہیلی پورٹ بھی تبدیل کردیا گیا جہاں تمہارے ساتھی تمہارا استقبال کرنے والے تھے وہ وہاں انتظار کرتے رہے اور یہ لوگ جو کوئی بھی تھے تمہیں اس ہیلی پورٹ پر اتارنے کی بجائے ایک دوسرے ہیلی پورٹ پر اتار کر اغوا کرلے گئے، لازمی امر ہے کہ اس وقت تم اس کارروائی کے لیے مستعد نہ ہوگے۔ کیوں میرے دوست میں نے غلط تو نہیں کہا۔"

"آپ خود سمجھتے ہیں مسٹر مارسیلیا اصل میں اگر مجھے بریف کردیا جاتا اور اس کے بعد آربون بھیجا جاتا تو میں محتاط رہتا۔"

"کیا تم مجھے یہ بتانا پسند کرو گے کہ تمہارے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟"

"وہ فلسطینی ہی تھے ان کے گروہ نے مجھے اغوا کرنے کے بعد مجھے اذیتیں دیں اور پھر مجھ سے سوال کیا کہ ایکس تھری ایف کیا ہے۔ وہ بس اسی بات پر مصر تھے کہ میں انہیں ایکس تھری ایف کے بارے میں بتاؤں لیکن یہ بھی بہت اچھی بات تھی کہ ایکس تھری ایف کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں تھا۔ بس وہ مجھے اذیتیں دیتے رہے اور جب میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا تو میں نے ان میں سے آٹھ افراد کو ختم کرکے وہاں سے راہ فرار اختیار کی۔"

"آئزک مارسیلیا کی آنکھوں میں عجیب سی چمک لہرا رہی تھی۔ وہ مجھے یقین آمیز نگاہوں سے دیکھتا رہا پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر اسے گرمجوشی سے دباتے ہوئے کہا۔

"مجھے تم پر فخر ہے میرے دوست، مجھے تم پر فخر ہے، تم نے ان لوگوں کو بہترین سبق دیا، آٹھ افراد ہلاک کرڈالے تم نے"

"شاید ایسا کرنے سے گریز کرتا لیکن وہ لوگ مجھے قتل کرنے پر تل گئے تھے اور مجھ سے ایکس تھری ایف کے بارے میں معلومات نہ حاصل ہونے پر انہوں نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ میری زندگی ختم کردی جائے"

"کچھ بتا سکتے ہو ان کا سربراہ کون تھا اور وہ کون سے گروپ سے تعلق رکھتے تھے؟"

"ظاہر ہے میں ان سے کچھ معلومات حاصل کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔" میں نے کہا۔

"یقیناً" "یقیناً" بہرحال ایک بار پھر میں تمہیں تمہاری زندگی اور سلامتی کی مبارک باد دیتا ہوں، بہتر یہ ہوگا کہ اب آرام کی نیند لو میں ابھی ڈاکٹر کو بھیجتا ہوں وہ تمہارے ان چھوٹے چھوٹے زخموں کی ڈریسنگ کردے گا۔ کل صبح ناشتے پر میں تم سے ملاقات کروں گا۔"

میں نے تعرض نہیں کیا۔ یہی اس وقت مناسب بھی تھا ڈاکٹر البتہ تھوڑی دیر کے بعد ہی اپنے ایک ماتحت کے ساتھ آیا اور اس نے مجھے لباس اتارنے کے لیے کہا۔

پھر جہاں جہاں ڈریسنگ کی ضرورت تھی اس نے دوائیں لگا کر ڈریسنگ کردی اور کچھ دوائیں کھانے کے لیے دے کر وہاں سے باہر نکل گیا۔ مجھے اسی کمرے میں آرام کرنا تھا جس کا یہاں معقول بندوبست موجود تھا، چنانچہ میں بستر پر دراز ہوگیا، ذہن میں ہزاروں خیالات تھے۔ فضا جیبی نے مجھے صورت حال سے کافی حد تک واقف کردیا تھا بڑی سنسنی خیز داستان تھی۔ روس سے حاصل شدہ کوئی خاص پلانٹ امریکہ پہنچایا جارہا تھا کہ راستے میں کسی دہشت گرد نے جہاز ہی کو اغواء کرلیا اور پورا جہاز غائب ہوگیا۔ بعد میں اس کے حکومت اسرائیل سے مذاکرات چلے اور حکومت اسرائیل نے امریکہ کے یہودی سرمایہ داروں کی مدد سے ریڈ مین سے گفت و شنید کا آغاز کردیا۔ گویا یہاں بھی یہ صورت حال موجود ہے کہ اگر حکومت امریکہ کو یہ بات معلوم ہوجائے کہ اسرائیل نے ایسی کوئی کارروائی کی ہے تو ساری کی ساری ذمے داری اسرائیل پر ہی ڈالی جاسکتی ہے۔ مجرمانہ اقدامات تو اس نے کئے تھے اور اس کا وہی مقصد تھا لیکن وہ خفیہ طور پر یہ کرنا چاہتا تھا اور اس میں اس پر کوئی الزام تراشی نہیں تھی، بات اتنی تھی کہ امریکہ کے بجائے وہ پلانٹ اسرائیل پہنچ جائے اور بہر طور یہ مناسب نہیں تھا، سمجھنا یہ ہے کہ مسٹر آئزک مارسیلیا میری کیا ذمے داریاں لگاتے ہیں۔ ڈیپارٹمنٹ "او" کے چیف کی حیثیت سے اب مجھے اتنے ہی اختیارات حاصل ہوگئے تھے۔ جتنے اس کمینے انسان مسٹر زیڈ کو حاصل تھے۔ ابھی تک اس کا نشان نہیں ملا تھا۔ لیکن میں خود ہی اس سے

گریز کرنا چاہتا تھا، وہ تو میرا ٹارگٹ تھا اور اس تک پہنچنے کے لیے مجھے راستے اختیار کرنے پڑ رہے تھے۔ اگر میں اس تک پہنچ گیا اور میں نے اپنے انتقام کی حد پوری کرلی تو ہوسکتا ہے میرے جذبوں میں پھر یہ شدت باقی نہ رہ جائے یہ شدت ہی تو مجھے متحرک کئے ہوئے تھی اور میں اس تحریک کو کمزور نہیں پڑنے دینا چاہتا تھا۔

رات کے کسی حصے میں نیند آگئی اور پرسکون نیند سویا تھا، قدرت نے میرے لیے مشکلات کا دائرہ بہت کم کردیا تھا۔ اور میں باآسانی اپنی منزلوں سے گزرتا چلا جارہا تھا۔

صبح حسب معمول تھی، ایک نیک بی بی نے مجھے جگایا اور بتایا کہ پونے نو بجے ہیں، پندرہ منٹ میں مجھے تیار ہو جانا ہے، کیونکہ مسٹر آئزک مارسیلیا نو بجے ناشتے کی میز پر میرا انتظار کریں گے۔ میں نے ان نیک خاتون کی ہدایت پر عمل کیا میرے لیے لباس وغیرہ کا بندوبست وہیں سے کردیا گیا تھا اور بہرحال یہ کوئی ایسی اہم بات نہیں تھی کہ وہ میری جسامت کے مطابق لباس تیار کرالیں۔ مسٹر آئزک مارسیلیا نے ناشتے کی میز پر میرا تپاک خیر مقدم کیا اور مجھ سے ہاتھ ملاتے ہوئے بولے۔

"تمہیں۔ تندرست دیکھ کر مجھے دلی مسرت ہو رہی ہے"۔

"شکریہ جناب"۔

"میں نے ہائی کمان کو تمام تفصیل فراہم کردی ہے، ادھر سے مبارک باد کے پیغام موصول ہوئے ہیں"۔

"ان کا بھی شکریہ"۔

"لیکن مجھے خاصی لعنت وملامت کی گئی ہے اور درحقیقت میں اپنے جرم کی حقیقت سے انحراف نہیں کرتا کیونکہ تھوڑی سی بے اعتدالی ہوئی ہے جس کی وجہ سے تمہاری زندگی خطرے میں پڑ گئی تھی، بہرحال جو ہونا تھا وہ ہوچکا ہے"۔

"یقیناً" "مسٹر آئزک۔" میں نے جواب دیا۔

اس کی بعد ہم نے خاموشی سے ناشتا کیا، مسٹر آئزک نے خاص طور سے کافی میرے اور اپنے لیے بنوائی باقی برتن ہٹوا دیئے گئے اور دروازہ بند کروا دیا گیا، تب انہوں نے کہا۔

"جو غلطی مجھ سے ہوچکی ہے اب اسے دہرانا نہیں چاہتا، آربون آنے کے بجائے اگر وہیں پر ہماری وہ نشست ہو جاتی تو کوئی حرج نہیں تھا، اصل میں آربون تمہیں آنا تھا ذیر لائش میک، کیونکہ یہاں تمہیں اپنی ٹیم ترتیب دینا تھی"۔

"درمیان میں ایک سوال کرسکتا ہوں مسٹر آئزک"۔

"ہاں کیوں نہیں"۔

"کیا میری ٹیم کا سلیکشن ہائی کمان کی جانب سے ہوا ہے؟"۔

"قطعی نہیں ڈیپارٹمنٹ "او" کے لیے فی الحال گیارہ افراد کی منظوری دی گئی ہے اور تمہیں۔ یہاں آربون میں بہت سے لوگ فراہم کئے جائیں گے جن کا ریکارڈ تمہیں پیش کردیا جائے گا اس کے ساتھ تم ان کے بارے میں تمام ترچھان بین کرکے ان کا سلیکشن کرسکتے ہو، اس کے لیے تمہیں ایک اسسٹنٹ کی ضرورت ہوگی میں اس کے لیے مس ریمن ڈینیل کا نام پیش کرتا ہوں، ریمن ڈینیل ایک شاندار ریکارڈ رکھتی ہیں اور اس لڑکی نے بیش بہا کارنامے سرانجام دیئے ہیں، کیا تم اس سے مل چکے ہو"۔

"ہاں، لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ مس ریمن ڈینیل ہی مجھے اسسٹنٹ کریں"۔

"کیوں اس پر کوئی اعتراض ہے تمہیں؟"۔

"جی، میں اس لڑکی کو پسند نہیں کرتا"۔ میں نے جواب دیا اور مسٹر آئزک ہنسنے لگے،

"تھینک یو تھینک یو ویری مچ، خیر یہ تو بعد کی بات تھی مطلب یہ ہے کہ اپنی ٹیم کے گیارہ افراد تمہیں کرنا ہیں جن میں سے ایک ہماری جانب سے منتخب کرلیا گیا ہے یعنی ریمن ڈینیل، باقی دس افراد کے لیے تمہیں ریمن ہی پوری رپورٹ فراہم کرے گی اور ان میں سے جس جس کو تم طلب کرنا چاہو۔ ویسے مجھے ایک بات بتاؤ کیا تم نے ان لوگوں کو ریجیکٹ کردیا ہے۔" جو تمہارے یہاں استقبال کے لیے موجود تھے؟"

"اگر ایسے ہی لوگوں کو آپ ڈیپارٹمنٹ "او" کے لیے منتخب کرنا چاہتے ہیں تو اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہہ سکوں گا کہ ڈیپارٹمنٹ "او" کا مستقبل غیر محفوظ ہے"۔

"نہیں بالکل نہیں ریمن کو بھی اگر تم چاہو تو بعد میں ہٹا سکتے ہو ہم تمہاری زندگی کے لیے کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتے"۔

"ٹھیک ہے، ٹھیک ہے، میرا خیال ہے اب ہمیں اس گفتگو سے ہٹ کر اصل موضوع پر آجانا چاہیے۔"

"یقیناً" "یقیناً" "اور اس سلسلے میں جو انکشاف میں کرنا چاہتا ہوں وہ یقینی طور پر تمہارے لیے سنسنی خیز ہوگا۔ بہر

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حال تفصیل یوں ہے کہ روس کے ٹکڑے ہونے کے بعد وہاں بن جانے والی چھوٹی چھوٹی ریاستیں ابھی تک اپنی مشکلات کا شکار ہیں اور اپنے آپ کو ایک مضبوط ریاست کی شکل میں ڈھالنا ان کے لیے فوری طور پر ممکن بھی نہیں ہے' اسلحے کے اتنے انبار ہیں ان کے پاس کہ اسے سنبھالنا بھی ان کے بس کی بات نہیں' جدید ترین اسلحہ ایسے لوگوں کے درمیان پہنچ چکا ہے جو اس کی اہمیت سے بھی واقف نہیں ہیں' اس کے نتیجے میں آنے والے وقت میں بہت سے حادثات بھی ہو سکتے ہیں

اصل میں یہاں امریکی آبدوزیں ناکام ہو گئیں اور صحیح طور پر وہ محفوظ انتظام نہیں کر سکیں جن کے تحت اس جہاز کو بحفاظت امریکہ کے حلیف ملک میں پہنچایا جا رہا تھا۔ ریڈ مین گروپ بین الاقوامی دہشت گردوں کا گروپ ہے اس کا تعلق کسی ایک ملک سے نہیں ہے بلکہ اس کے کارکن دنیا کے چپے چپے میں پھیلے ہوئے ہیں اور وہ مختلف قسم کی دہشت گردی کرتے رہتے ہیں' بے شمار ملکوں کے لیے انہوں نے کام کیا ہے اپنے طور پر بھی بہت سے کام کرتے ہیں وہ اور دولت کماتے ہیں' اس پلانٹ کا اغواء بھی ان کی انہی کارروائیوں کا ایک حصہ ہے اور اس میں انہوں نے ایک شاندار کامیابی حاصل کی ہے' بہرحال یہ ساری باتیں اپنی جگہ' ہمارا منصوبہ ہے کہ ہم جس طرح بھی ہو سکے ریڈ مین گروپ کے سردار سے جو خود ریڈ مین ہی کے نام سے پکارا جاتا ہے اس پلانٹ کا سودا کریں اور اسے انتہائی خفیہ طریقے سے اسرائیل منتقل کر دیں اس طرح کہ حکومت امریکہ کو اس کی کانوں کان خبر نہ ہو' ریڈ مین سے ہمارے مذاکرات چل رہے ہیں اور ہم اسے بہت جلد اس بات پر آمادہ کر لیں گے کہ وہ ہم سے یہ سودا کر لے کیا سمجھے مسٹر لائٹش میک؟"

"بہت دلچسپ پچوئیشن ہے۔"

"ہاں لیکن اس کا ایک اور پہلو بھی ہے' بات اس رقم کی نہیں ہے جو ہمیں ریڈ مین کو ادا کرنی ہے بلکہ اس کے بعد کے حالات کی ہے۔"

"کیا مطلب۔؟"

"ریڈ مین کوئی بہت ہی زیادہ بااخلاق گروپ تو ہے نہیں کہ مستقل زبان بند رکھے گا وہ ہمیں کسی بھی وقت اس بات پر بلیک میل کر سکتا ہے کہ حکومت امریکہ کو ہماری اس کارروائی کی تفصیل بتا دے اس وقت حکومت امریکہ سے ہمارے تعلقات بہت زیادہ خراب ہو جائیں گے ویسے ہی پچھلے کچھ عرصے سے ہمارے درمیان ایک چپقلش چل رہی ہے بلکہ اس سلسلے میں تم بھی ملوث رہے ہو' میری مراد اس سائنس داں کے اغوا سے ہے جو بہر طور ہمارے ہاں سے برآمد ہو گیا تھا۔ ہم اپنے بہت سے مفادات اس کیس کی وجہ سے کھو چکے ہیں اور مزید خطرات کا شکار ہیں بہرحال اصل مسئلہ یہ ہے کہ تمہیں ڈپارٹمنٹ "او" کے چیف کی حیثیت سے کوئی ایسی صورت حال پیدا کرنی ہے جس سے یہ اندازہ نہ ہونے پائے کہ پلانٹ ہمیں حاصل ہو گیا' کوئی ایسی ترکیب کوئی ایسی تدبیر جو ہمیں پلانٹ کے حصول میں بھی مدد دے اور حکومت امریکہ کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہ ہو کہ اغوا شدہ پلانٹ ہم نے ریڈ مین سے حاصل کیا ہے' ریڈ مین کو بھی دھوکہ دیا جائے اور پلانٹ کسی طرح غائب کر دیا جائے تاکہ وہ یہ نہ کہہ سکے کہ پلانٹ اسرائیل پہنچ گیا۔ مسٹر لائٹش میک آپ نے بہت نیچے سے اوپر آ کر اتنا بڑا عہدہ حاصل کیا ہے اسے برقرار رکھنے کے لیے آپ کو ایک اعلیٰ پائے کے انسان کی حیثیت سے کام کرنا ہوگا اور یوں سمجھ لیجئے کہ یہ آپ کا پہلا امتحان ہے۔" آئزک مارسیلیا نے اپنی گفتگو ختم کر لی اور میرے جسم میں شدید سنسنی کی لہریں دوڑنے لگیں' بہر طور واقعی بہت بڑا منصوبہ تھا یہ یہودی ذہنیت کا آئینہ دار تھا اور اب مجھے اس میں اپنا کردار تلاش کرنا تھا جو انتہائی مشکل تھا اتنا مشکل کہ سوچ کر پسینہ آ جائے۔

بہت دیر تک میں سوچ میں ڈوبا رہا' ذہن میں بے شمار خیالات گردش کر رہے تھے' پھر میں نے آئزک مارسیلیا سے کہا۔

"مسٹر آئزک یوں تو بہت سی باتیں میرے ذہن میں آ رہی ہیں۔ لیکن ایک بات میرے لیے مسلسل پریشانی کا باعث بنی ہوئی ہے۔"

"براہ کرم مجھے بتاؤ۔؟" آئزک مارسیلیا نے کہا۔

"اب جب کہ آپ لوگوں نے مجھے باقاعدہ ایک ڈیپارٹمنٹ کا انچارج بنا دیا ہے اور میرے عہدے میں ترقی کر دی گئی ہے تب بھی میں یہ نہیں جانتا کہ میرے اختیارات کس حد تک وسیع ہیں؟"

"اگر آپ اس سلسلے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو "رول بک" فراہم کریں گے' اس رول بک میں یوں سمجھ لیں کہ اسرائیلی حکومت کے جتنے

قوانین ہیں ان کی تفصیل موجود ہے اور یہ قوانین آئینی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ کو اس میں اپنے اختیارات کے بارے میں تفصیلات مل جائیں گی۔"

"میں چاہتا ہوں کہ مجھے اول وقت میں وہ رول بک فراہم کر دی جائے۔"

"یہ کام بہت جلد ہو جائے گا تاہم ایک دوست کی حیثیت سے قطعی طور پر ذاتی حیثیت سے ایک سوال آپ سے کرنا چاہتا ہوں۔"

"جی۔"

"آپ کو اس کے بارے میں جاننے کی ضرورت کیوں پیش آئی ہے۔"

"اس لیے مسٹر سیلیا کہ کوئی صحیح یقین نہیں ہو پاتا۔ میں پوری محنت سے اپنے فرائض سرانجام دیتا ہوں بعد میں پتا چلتا ہے کہ میں صرف امتحانی دور سے گزر رہا تھا اور میں نے جو کچھ کیا ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے' نمبر دو ڈیپارٹمنٹ "او" کے انچارج کی حیثیت سے کوئی کیس میرے سپرد کیا جا رہا ہے لیکن اس کے لیے مجھے نہایت خفیہ طریقے سے یہاں آنا پڑا۔ اور یہاں آ کر شدید مشکلات سے کا شکار ہونا پڑا۔ پتا یہ چلا کہ [illegible] لوگوں کی غلطی سے یہ عمل ہوا ہے' گیا یہ مجھ پر ایکسٹرا [illegible] داری نہیں ہے..... نمبر تین ریمن ڈینیل کو آپ نے خاص طور سے مجھ پر مسلط کر دیا ہے اور اس کے بارے میں یہ سوچنے میں حق بجانب ہوں کہ ہو سکتا ہے اسے اب میرا نگراں مقرر کیا گیا ہو۔ اور خفیہ طور پر وہ حکومت اسرائیل کو رپورٹیں فراہم کر رہی ہو۔ اگر ایسا ہے تو مجھے اعتراض نہیں ہے۔ لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ سب کچھ کیا ہے۔؟"

آئزک مارسیلیا کے چہرے پر حیرت کے آثار پھیل گئے۔ بہت دیر تک وہ گہری سوچوں میں گم رہا۔ پھر اس نے کہا۔

"اتفاق سے آپ کے تینوں اعتراضات اس قدر مکمل ہیں کہ میں ان کا جواب دینے کے سلسلے میں پریشان ہو گیا ہوں' البتہ کچھ ایسی باتیں آپ سے اپنے طور پر کہہ سکتا ہوں کہ میرے اور آپ کے درمیان تعلقات کی بنیاد پر کی جا سکتی ہیں۔ جہاں تک امتحانی دور کا معاملہ ہے تو وہ امتحانی دور اب مکمل طور پر ختم ہو گیا ہے اور اب آپ کو اس بات کی گارنٹی دی جاتی ہے کہ آپ اسرائیلی محکمہ موساد کے انتہائی قابل اعتماد فرد ہیں اور اس کے بعد آپ کے لیے کسی اور امتحان کی گنجائش نہیں ہے اگر آپ کبھی یہ بات محسوس کریں تو اس سلسلے میں بہترین بلکہ بدترین احتجاج کر سکتے ہیں' خواہ وہ کسی بھی شکل میں ہو..... نمبر دو آپ کو مکمل طور پر اپنے تمام معاملات کے اختیارات دے جاتے ہیں۔ جہاں تک ریمن ڈینیل کا سوال ہے تو اصل میں اسے اس پورے سلسلے میں بریف کر دیا گیا ہے اور یہ ہمارا طریقہ کار ہے کہ جن معاملات میں کوئی بریف ہو جاتا ہے ان معاملات سے اسے نکالا نہیں جا سکتا۔ جب تک ان کا بہترین اختتام نہ ہو جائے' یہ بات ہمارے علم میں نہیں تھی کہ آپ ریمن ڈینیل کو قبول نہیں کریں گے۔ ورنہ ریمن ڈینیل کا انتخاب اس سلسلے میں بالکل نہ کیا جاتا' یہ میں آپ کو ذاتی طور پر یقین دلا رہا ہوں آخری بات یہ ہے کہ اگر حکومت اسرائیل موساد کے کارکنوں پر نگراں رہتی ہے تو کارکنوں کو اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے' کیونکہ بہرحال ان کے مفادات حکومت کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔"

"میں اختیارات کی بات کر رہا تھا۔"

"جو کیس آپ کو دیا جا رہا ہے اس کے سلسلے میں آپ کو مکمل اختیارات ہیں' اسرائیل کے وزیر دفاع' وزیر خارجہ اور وزیر داخلہ بھی اگر چاہیں تو آپ کی طے شدہ کسی بات کو رد نہیں کر سکتے' اس کا میں آپ کو پورا یقین دلاتا ہوں۔"

"ہوں..... تو پھر مسٹر آئزک مسیلیا میں یہاں اس جزیرے میں یہ تمام پلاننگ بے مقصد سمجھتا ہوں' میرے لیے اس کام کے لیے بیروت ہی بہتر ہے۔"

"آپ کو چونکہ اب یہ اختیارات سونپ دیے گئے ہیں اس لیے ہر جنبش کا فیصلہ آپ کی پسند کے مطابق ہوگا۔ اس کے علاوہ اپنے ساتھ گیارہ افراد کی ٹیم کا سلیکشن آپ اگر چاہیں تو تل ابیب آ کر کر سکتے ہیں۔ موساد کے "او" ڈیپارٹمنٹ کے لیے جو پرانے لوگ سرگرم عمل تھے' ان میں سے جو دوسرے محکموں میں کھپ گئے ہیں ان کے علاوہ جو باقی ہیں انہیں آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا۔ جن لوگوں کو آپ مسترد کر چکے ہیں ان میں ریمن ڈینیل کے علاوہ کسی اور کی سفارش نہیں کی جائے گی یہ بھی میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اگر ریمن ڈینیل کو آپ نے ان معاملات میں شریک نہ کیا تو اس کے لیے دو ہی صورتیں ہیں' یا تو اسے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قید سخت میں رکھا جائے' یا پھر گولی مار دی جائے۔ دوسرا کوئی امکان نہیں اس کے لے۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے آپ جس وقت چاہیں بیروت روانہ ہو سکتے ہیں اور جب چاہیں تل ابیب سے اپنے لیے ٹیم کا انتخاب کر سکتے ہیں' آپ کو اب اس سلسلے میں تمام پلاننگ خود کرنی ہے اور اس کے لیے مقررہ وقت کا تعین بھی کر لینا ہے کیونکہ ہم بہت زیادہ وقت نہیں صرف کر سکتے۔"

"ٹھیک ہے مسٹر سیلیا۔ آپ یہاں سے تل ابیب روانہ ہونا چاہتے ہیں یا بیروت۔"

"نہیں ابھی میں یہاں سے بیروت واپس جاؤں گا' وہاں کچھ ذاتی کام کرنے کے بعد بیروت سے تل ابیب چلا جاؤں گا۔"

"بالکل ٹھیک' نہایت مناسب...."

چنانچہ آئزک مارسیلیا نے میری واپسی کا بندوبست کیا اور ہم بیروت پہنچ گئے۔

میں نے اپنی نئی رہائش گاہ کا رخ کیا تھا جہاں اب میں رہتا تھا۔ مسٹر روبن فلیچر سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ ریمن ڈینیل کو ہم لوگ اپنے ساتھ نہیں لائے تھے۔ لیکن میں جانتا تھا کہ اسے جزیرے سے واپسی کی ہدایت کر دی گئی ہوگی۔ غرض یہ کہ یہاں پہنچنے کے بعد میں نے سکون کی گہری گہری سانسیں لیں۔ فضا جبیبی کے ساتھ جو معرکہ رہا تھا وہ بھی انتہائی دلچسپ تھا اور میں اب تک اس سے لطف لے رہا تھا' یہ بہت دلکش بات تھی کہ میں ایجنڈ رہا تھا اور ان لوگوں کو شکست دینے کے بعد فضا جبیبی سے میرا سامنا ہوا تھا یعنی یہ نہیں ہوا تھا کہ مجھے فضا جبیبی سے رعایت کی بھیک مانگنی پڑی ہو۔ اس نے خود الٹی مجھ سے معافیاں مانگی تھیں اور اپنے آدمی کی زندگی بخشنے کی درخواست کی تھی۔ بہرحال عجیب و غریب لڑکی تھی۔ بار بار اس سے ٹکراؤ ہو رہا تھا۔ میرے دل میں اس کے لیے انتہائی احترام کے جذبات تھے' کیونکہ میں جانتا تھا کہ وہ تن من دھن کی بازی لگاتے ہوئے مظلوم فلسطینیوں کے لیے سرگرم عمل ہے۔

پھر مسٹر آئزک مارسیلیا نے مجھے رولز بک پیش کر دی۔ اور میں نے اس کا بغور مطالعہ کیا۔ کسی گروپ کے انچارج کے لیے جو اختیارات تھے' میں نے ان پر نوٹس تیار کیے اور انہیں اپنے پاس محفوظ کر لیا۔ پھر ایک دن انتہائی مختصر طور پر میں نے آفتاب کمال سے رابطہ قائم کیا' آفتاب کمال باکمال شخصیت' اس نے اپنی نئی حیثیت سے میری کال ریسیو کی اور میں ہنس کے اس سے اس کی خیریت پوچھنے لگا۔

"چیف آپ نے میرے اور میرے ساتھ آنے والوں کے لیے بہترین مشغلے دریافت کر لیے ہیں آپ کی دعاؤں سے میرا کاروبار شاندار چل رہا ہے اور میں اور رضوانہ یہاں بیروت آ کر بہت خوش ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ کی دعائیں یوں ہی میرے شامل حال رہیں' تو میں اپنی نسلوں تک کے لیے محفوظ سرمائے کا بندوبست کر جاؤں گا۔ آپ خیریت سے تو ہیں نا؟"

"بالکل خیریت سے ہوں۔ جب تک تم میرے ساتھ رہے تمہاری خیریت ہمیشہ خطرے میں رہی اور اب بھی اتفاق سے میرا تمہارا ساتھ پھر سے قائم ہو گیا ہے۔"

"میں نے بڑے شاندار پیمانے پر اس قسم کے کاغذات حاصل کر لیے ہیں' جن کی بنیاد پر دنیا کے بے شمار ملکوں کا مختلف حیثیت سے سفر کر سکتا ہوں' اگر ضرورت پیش آئے تو چند گھنٹوں کے نوٹس پر اپنی پوری ٹیم کے ساتھ بیروت چھوڑ سکتا ہوں' بہت سے نئے پاسپورٹ وغیرہ بھی بنوا لیے ہیں میں نے۔ جن میں میری حیثیت مختلف افراد کی ہے اس کے علاوہ چیف بیروت کی اہم ترین شخصیتوں کا انسائیکلوپیڈیا تیار کر رہا ہوں ان کا ماضی' ان کا حال سب کچھ معلوم کیا ہے میں نے اور اگر کبھی آپ نے اجازت دی تو انہیں بلیک میل کر کے بیروت میں کسی بہت بڑے کاروبار کی بنیاد ڈال دوں گا۔"

"خیر آفتاب کمال تمہیں بہت اچھی طرح جانتا ہوں میں جو کچھ تم کہہ رہے ہو ان میں ... میں صحیح باتوں کا تجزیہ کر سکتا ہوں تم نے یقیناً" یہاں رہ کر وہ کچھ کر ڈالا' جو میں نہیں کر سکا۔"

"چیف ہمیشہ ہی اس قسم کی باتیں کرتے رہے ہیں اب اور کیا جواب دوں"

"بہرحال میں تمہیں بہت جلد کچھ رپورٹس دوں گا اور تمہیں ان کے مطابق عمل کرنا ہو گا۔"

"جلدی پلیز جلدی۔" آفتاب کمال نے کہا اور چند لمحات گفتگو کرنے کے بعد میں نے فون بند کر دیا۔

میں اپنے طور پر پلاننگ کرنا چاہتا تھا چنانچہ اس کے بعد میں نے اپنے تمام معمولات محدود کر لیے۔ گھر میں تھا لیکن ہر ایک سے رابطہ منقطع کر لیا تھا میرے شب و روز اس منصوبے کی پلاننگ میں صرف ہونے لگے۔ بہت غور کیا بہت سوچا اور اپنی فطرت کے مطابق اچھی

خاصی ڈرامائی سچویشن پیدا کرتے ہوئے میں نے اس سلسلے میں ایک منصوبہ تیار کر ہی لیا اس کے بعد میں مزید اڑتالیس گھنٹے اس منصوبے پر ورک کرتا رہا تھا۔

ریمن ڈینیل نے اس دوران تین چار بار مجھ سے ملنے کی کوشش کی تھی لیکن ملازمین کو یہ ہدایات کر دی گئی تھیں کہ وہ دنیا کی کسی بھی شخصیت کو مجھ تک نہ پہنچنے دیں۔ بس ایک بار ریمن ڈینیل نے ٹیلی فون پر مجھ سے گفتگو کی تھی۔ اس نے کہا۔

"مسٹر لائش میک' مجھے تو یہ بتایا گیا تھا کہ آپ نے بالآخر مجھے اپنے اسسٹنٹ کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے اس کے بعد میرے لیے یہ پابندیاں کیوں عائد کر دی گئی ہیں میرا آپ سے ملنا بہت ضروری ہے۔"

"ہاں مس ڈینیل میں نے آپ کو اپنی اسسٹنٹ کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔ لیکن ابھی میں آپ سے ملاقات نہیں کر سکتا۔"

"کیوں مسٹر لائش میک؟"

"اس لیے کہ آج کل میں ایک اہم کام کر رہا ہوں۔ اور اس کام میں کسی کی مداخلت گڑبڑ پیدا کر سکتی ہے۔"

"لیکن چیف میں بھی آپ سے کچھ اہم امور پر گفتگو کرنا چاہتی ہوں"

"اس کے لیے آپ انتظار کیجیے کہ میں آپ کو طلب کروں"

"اوکے"

میں نے فون بند کر دیا تھا اور اس کے بعد ریمن ڈینیل کی مزید گفتگو کرنے کی جرات نہیں ہوئی تھی۔

بہرحال میرے پاس بہت گہرے منصوبے تھے اور یہ طے شدہ امر تھا کہ مجھے جو کچھ بھی کرنا تھا ڈبل رول میں کرنا تھا... ایک طرف میری دلی کیفیت جن کے تحت بس یہ دل چاہتا تھا کہ کوئی ایسا عمل کر ڈالوں جس سے میرے دل کی یہ آگ ٹھنڈی ہو جائے دوسری جانب فلسطینیوں کی مظلومیت نے سینے میں آگ لگا رکھی تھی۔ میری دلی آرزو تھی کہ جس طرح بھی بن پڑے میں ان کی کچھ خدمت کروں۔

بہرحال میری کاوشیں ایک شکل اختیار کرتی رہیں اور میں نے ایک حسین منصوبہ تراش لیا۔ کام بہت لمبا تھا۔ لیکن اس طرز کے کام میرے ملک کے فوجی حکام نے دو تین بار میرے سپرد کیے تھے اور میں نے ان میں نمایاں کامیابی حاصل کی تھی.... اس وقت بھی جو منصوبہ میں نے ترتیب دیا وہ انتہائی سنگین نوعیت کا تھا۔ لیکن اگر اس کے مطابق کام ہو جاتا تو بہترین ثابت ہوتا منصوبے کی تکمیل کرنے کے بعد میرے لیے سب سے اہم مسئلہ آفتاب کمال سے مل کر اس منصوبے کی نوک پلک کو سنوارنے کا تھا میں جانتا تھا کہ میرے لیے سیکورٹی بہت سخت ہے اور یقینی طور پر مجھ پر بے شمار نگاہیں نگران ہوں گی اور یہ سب کچھ موساد کے زبردست ایجنٹ ہوں گے اس لیے آفتاب کمال کو کسی خطرے میں تو نہیں ڈال سکتا تھا خود ہی مجھے اس سے ملاقات کرنی تھی اور اس کے لیے ایک ایسی منصوبہ بندی کرنی تھی جس سے آفتاب کمال کی پوزیشن محفوظ رہ سکے۔ میں نے خفیہ طور پر اپنے اس منصوبے کے پوائنٹ تیار کیے اور پھر ایک مقررہ وقت پر خاموشی سے اپنے مکان سے نکل آیا اور پھر نجانے کہاں کہاں کے فاصلے طے کرتا ہوا بالآخر مارکوپولو پہنچ گیا۔ مسٹر نیل مارکو اور مسز مارکو سے ملاقات کرنے میں زیادہ دقت پیش نہیں آئی اور کچھ دیر کے بعد میں ان کے سامنے تھا۔

آفتاب کمال نے پرمسرت انداز میں میرا استقبال کیا اور بولا۔

"جی چیف' آپ نے یقینی طور پر میرے درد کا درماں تلاش کر لیا ہو گا؟"

"کوشش تو کی ہے اب یہ دوسری بات ہے کہ تمہاری اس انکساری نے مجھے کافی شرمندہ کیا ہے۔"

"اب یہ آپ کی مرضی ہے چیف۔ انسان کا کبھی کبھی شرمندہ ہونے کا موڈ بھی ہوتا ہے اگر آپ یوم شرمندگی منانا چاہ رہے ہیں تو مجھے اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں ہے میں اور رضوانہ آپ سے اس بارے میں بھی تعاون کریں گے۔"

میں نے ہنس کر کہا "بہت زیادہ وقت نہیں دے سکوں گا تمہیں۔ اصل مطلب پر آجاؤ کیا یہ جگہ محفوظ ہے۔"

"محفوظ نہ ہوتی چیف تو اس بے تکلفی سے ہم لوگ آمنے سامنے نہ ہوتے"

"تو پھر کھانے کے لیے کوئی نمکین چیز اور عمدہ قسم کی چائے منگوا لو"

"ابھی آجاتی ہے۔ میڈم ویٹر کو یہاں نہیں آنا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چاہیے۔" آفتاب کمال نے رضوانہ سے کہا اور رضوانہ خود اٹھ کر باہر نکل گئی ہم نے اس کی واپسی تک انتظار کیا تھا تاکہ رضوانہ یہ نہ محسوس کرے کہ کسی خاص وجہ سے اسے ٹال دیا گیا ہے وہ ایک بہترین ساتھی تھی۔ اور آفتاب کمال کی ایک ایسی دریافت جو آفتاب کمال میں برابر کی شریک تھی۔

میں نے کافی اور نمکین کاجو سے شغل کرتے ہوئے' آفتاب کمال کے سامنے سب سے پہلے وہ تفصیلات بیان کیں جن کے تحت میں جزیرے پر پہنچا تھا' اور اس کے بعد اپنے سپرد کی جانے والی ذمہ داریوں کے بارے میں بتا کر اپنے منصوبے کی تفصیلات بتانے لگا۔ آفتاب کمال بغور ایک ایک لفظ سن رہا تھا۔ اس پر سنجیدگی طاری نظر آرہی تھی' بہت دیر تک میں اسے اپنے اس منصوبے کی تفصیلات بتاتا رہا اور اس کے پوائنٹس سمجھاتا رہا تھا' کئی پوائنٹس پر آفتاب کمال نے مجھ سے اجازت لے کر مجھے ٹوکا اور ان کے بارے میں سوالات کرنے لگا' میں نے اسے جوابات دیئے اور جہاں اس نے مجھ سے اختلاف کیا' وہاں میں نے اس سے اس کا نقطہ نگاہ معلوم کیا اور منصوبے کے اس حصے کو درست کرلیا' اس کام میں ہمیں کافی وقت لگا تھا' آفتاب کمال کی آنکھوں میں خوشی کے آثار تھے' کہنے لگا۔

"یہ ہوئی نا چیف مزے کی بات' آغاز ہوا تو اس شاندار پیمانے پر' آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے میرے معیار کے مطابق اس کام میں شریک کیا' ہمیں اس کا ایک اسکرپٹ تیار کرنا ہوگا"

"تمہیں اپنے طور پر یہ کرنا ہے اور اب یہ بتاؤ آفتاب کمال کہ اس سلسلے میں تمہیں کیا مشکلات پیش آسکتی ہیں"

"یہ صرف اتفاق ہی ہے چیف کہ میں اس دوران آپ کے اس منصوبے کی تکمیل کے سلسلے میں پیش آنے والی مشکلات کا حل تلاش کرتا رہا ہوں' میرا خیال ہے مجھے کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی"

"تو پھر میں مطمئن ہو جاؤں"

"بالکل چیف' میرے اور آپ کے رابطے کے لیے اب ہمارا وہ خفیہ طریقہ کار قابل عمل ہوگا جس کے تحت ہم اپنے دشمنوں سے محفوظ رہے ہیں"

"بالکل میں تمہیں اشارے دیتا رہوں گا"

"اور میں اس وقت کے بعد سے محترمہ رضوانہ کے ساتھ مل کر اپنے اس منصوبے کی تکمیل کے لیے کام کرتا رہوں گا"

"ٹھیک ہے' اب مجھے اجازت دو" میں نے کہا اور کچھ دیر کے بعد میں آفتاب کمال سے رخصت ہو کر باہر نکل آیا۔ دل پر سے ایک بوجھ ہٹ گیا تھا [illegible] کمال ایک بہترین مشین بھی تھا' اگر میرے [illegible] بے میں ستم ہوتا تو وہ یقینی طور سے کھلے دل سے اس کی مخالفت کرتا لیکن اب اس سے مجھے اس منصوبے کی تصدیق حاصل ہو گئی تھی۔

بعد میں گھر واپسی ہی مناسب تھی' کوئی اور ہنگامہ خیزی اس وقت بالکل بے مقصد تھی پھر یہاں آنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ میڈم ریمن ڈینیل مسلسل میری تاک میں لگی ہوئی ہیں' میرا اپنا کام مکمل ہو گیا تھا' ریمن ڈینیل کی طرف سے بھی دل میں تھوڑی سی نرمی پیدا ہو گئی تھی' میرا خیال ہے میں ان سے بھرپور انتقام لے چکا تھا' اب بہت زیادہ انہیں نظر انداز کرنا مناسب نہیں تھا۔ اور پھر جب وہ مجھ پر مہربان ہو ہی گئی تھیں تو تھوڑے سے احسان کے ساتھ بالآخر ان سے صلح نامہ کرلیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے' رات کو ریمن ڈینیل کا ٹیلیفون آ ہی گیا' جسے میں نے ریسیو کیا تھا۔

"ہیلو چیف' میں ریمن ڈینیل بول رہی ہوں"

"جی فرمایئے"

"چیف' آپ سے فوراً ملنا چاہتی ہوں۔ آپ یقین کیجیے مرجانے کی حد تک بور ہو گئی ہوں"

میں نے چند لمحات خاموشی اختیار کی اور اس کے بعد کہا۔

"ٹھیک ہے آپ آجایئے مس ڈینیل"

"اوہ تھینک یو چیف' تھینک یو ویری مچ" ریمن ڈینیل نے کہا اور میں نے فون بند کردیا' پھر اپنے اسکرپٹ کو میں تنقیدی نگاہ سے دیکھنے لگا' ریمن ڈینیل سے بھی اب اسسٹنٹ کی حیثیت سے کام لینا شروع کر دیا جائے۔ لیکن ذرا ریزرو رہ کر' میرے ذہن میں کچھ اور خیالات بھی آئے تھے اور میں ان پر غور کرتا ہوا اپنے اسکرپٹ پر نظر ثانی کرتا رہا تھا۔

ریمن ڈینیل کو ملازم نے اس کمرے میں پہنچا دیا۔ جہاں میں موجود تھا ایک خوبصورت لباس میں ملبوس ثریا

جیسی نظر آرہی تھی ایک لمحے کے لیے میرے دل میں پسندیدگی کے جذبات بیدار ہوئے' لیکن اپنے آپ کو فوراً ہی سنبھال لیا تھا۔ ریمن ڈینیل نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کیا تو میں نے چونک کر اسے دیکھا' لیکن کچھ کہا نہیں' وہ آہستہ آہستہ میرے قریب آکھڑی ہوئی۔

"آپ کا انداز بہت ڈرامائی ہے مس ڈینیل" میں نے کہا اور وہ ہاتھ باندھ کر میرے سامنے کھڑی ہو گئی عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی' پھر ایک ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

"آخری بار یہ سوال کر رہی ہوں آپ سے چیف کہ آپ کے لہجے میں میرے لیے کوئی گنجائش نہیں پیدا ہو سکتی"

"کیوں مس؟" میں نے کہا۔

"میرے لیے آپ کے دل کا کوئی گوشہ نرم نہیں ہے"

"آپ جب بھی آئی ہیں مس ڈینیل غیر متعلق [illegible]"

"اس کے بعد چیف آپ کو بالکل شکایت نہیں ہوگی میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں"

"جی فرمایئے کیا کہنا چاہتی ہیں آپ؟"

"بعض اوقات کچھ ایسے واقعات ہو جاتے ہیں چیف جن کا انسان کی اپنی ذات یا اپنی سوچ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا' وہ شاید [illegible] کسی دوسرے کے خیالات کا' لیکن اس کے بعد اسے زندگی بھر اپنی تقدیر پر افسوس کرنا پڑتا ہے"

"مس ڈینیل' پلیز آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟"

"سب کچھ سمجھ رہے ہیں آپ چیف آپ سب کچھ سمجھ رہے ہیں' بس مجھے ذلیل کرنا چاہتے ہیں' آپ کر لیجیے مجھے ذلیل' میں اعتراض نہیں کروں گی' میں اگر چاہتی چیف تو کہیں اور اپنی ڈیوٹی لگوا سکتی تھی' میں یہ کہہ سکتی تھی کہ میرے لیے آپ کو اسسٹ کرنا مشکل ہے کیونکہ آپ مجھے پسند نہیں کرتے اور مجھے اپنے کام میں دقت ہوگی' لیکن چیف میں اس وقت تک آپ کا پیچھا نہیں چھوڑنا چاہتی تھی جب تک آپ اپنی زبان سے ایک لفظ نہ کہہ دیں"

"لفظ؟"

"ہاں"

"کون سا لفظ؟"

"یہ کہ آپ نے مجھے معاف کر دیا"

"آپ بہت سے ایسی باتیں سوچ لیتیں ہیں مس ڈینیل جن کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی"

"یہ آپ کہہ رہے ہیں ناں چیف"

"ہاں میں کہہ رہا ہوں"

"لیکن میں اسے تسلیم نہیں کرتی"

"کیوں"

"اس لیے چیف کہ میرے دل میں آپ کے لیے جو مقام پیدا ہو گیا ہے وہ میرے ضمیر کو کچوکے دیتا ہے' آپ یقین کریں کہ اگر میرا گناہ ہوتا تو میں خاموشی سے یہ سوچ کر رہ جاتی کہ جو کچھ کیا ہے اس کی سزا پا رہی ہوں' لیکن میں نے وہ کچھ نہیں کیا اس کی سزا پا رہی ہوں چیف"

"مس ڈینیل' آپ کی زندگی میں میرے جیسے بے شمار افراد آچکے ہوں گے' آپ مجھے آخر اس قدر اہمیت کیوں دے رہی ہیں؟"

"چیف اگر انسان اپنی ذات کے لیے بھی کچھ نہ کرے تو میرے خیال میں اسے خودکشی کر ہی لینی چاہیے۔ یہ میرا بالکل ذاتی معاملہ ہے چیف' اس کا نہ ادارے سے کوئی تعلق ہے اور نہ کسی اور شخصیت سے"

"میں کیسے یقین کرلوں مس ڈینیل' یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کو ہدایت کی گئی ہو کہ میری تمام تر قربت حاصل کرنے کے بعد مجھ پر نظر رکھی جائے"

"کوئی ایسی کسوٹی ہے چیف جس سے آپ اس بات پر یقین کرلیں کہ میں جو کچھ آپ سے کہہ رہی ہوں وہ ساری دنیا سے بالکل الگ ہٹ کر ہے"

"کسوٹی تو کوئی نہیں ہے"

"تو پھر میں آپ کو یہ یقین دلانے سے معذور ہوں"

"خیر' آپ بیٹھیے تو سہی' کھڑی کیوں ہیں آپ؟"

"چیف' میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کے قدموں سے لپٹ جاؤں' آپ کے پیروں سے آنکھیں رگڑ رگڑ کر کہوں کہ میں بے قصور ہوں مجھے معاف کر دیجیے آئی ایم سوری چیف' آئی ایم سوری" اس کی آواز رندھ گئی اور آنکھوں میں آنسو آگئے۔

میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا' اس کے آنسو

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رخساروں پر بہنے لگے تو میں نے کہا۔

"مس ڈینیل' آپ ایک بہت بڑے ادارے کی بہت ذمے دار خاتون ہیں آپ کے سینے میں تو دل کی جگہ پتھر کا ٹکڑا ہونا چاہیے۔ ورنہ تو آپ اس فیلڈ میں کیسے چل سکیں گی۔ اگر آپ اتنی نرم دل ہیں تو آپ خود سوچیے کہ اس نرم دلی سے آپ کو کس قدر نقصانات ہو سکتے ہیں میں اس بارے میں کیا سوچوں؟"

"بد قسمتی سے انسان بھی ہوں اور سینے میں بھی وہ تمام جذبات رکھتی ہوں جن کا تعلق انسانی زندگی سے ہے' آپ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ چیف کہ میں آپ سے معافی مانگ کر اپنا مستقبل سنوارنا چاہتی ہوں' کچھ ایسے مطالبے کر بیٹھوں گی مستقبل میں آپ سے' جو میری زندگی میں نئی اہمیت کے حامل ہوں یا جن سے میرا مفاد وابستہ ہو تو آپ اس بات کو کسوٹی سمجھ لیجئے ایسا بھی نہیں ہوگا' بس میرا دل چاہتا ہے کہ آپ مجھے معاف کردیں"

"ٹھیک ہے مس ڈینیل اصل میں آپ نے میری شخصیت پر ضرب لگائی تھی' میں اگر کسی سے متاثر ہو جاتا ہوں تو اس کے بارے میں بہت کچھ سوچنے لگتا ہوں' خیر چھوڑیے اب ان باتوں کو"

وہ ایک قدم آگے بڑھی اور پھر اس نے ایک ایسا عمل کیا جو میرے لیے غیر متوقع تھا' تاہم میں نے اسے خاموشی سے برداشت کرلیا۔

"بیٹھیے پلیز بیٹھیے"

"چیف انسان کے اوپر کوئی مجبوری نہیں ہوتی' آپ نے آج تک میرے ساتھ جو رویہ اختیار کیے رکھا ہے اس میں آپ نہایت بے رحم تھے' اب اگر آپ کے دل میں یہ گنجائش پیدا ہو جاتی ہے کہ آپ مجھے معاف کردیں تو پھر مجھ سے بے توجہی نہ برتیے۔ آپ کی سرد مہری مجھے اس کیفیت کا شکار رکھے گی"

میں نے آگے بڑھ کر اسے گھسیٹا اور اس بار میں نے اس کے ذہن سے وہ کدورت مٹا دی جس نے اسے پریشان کر رکھا تھا بعد میں وہ کہنے لگی۔

"چیف آپ نے بھی تو میرے ساتھ رعایت نہیں برتی کوئی' مجھے میرے تمام جذبات سمیت حکومت کے حوالے کردیا تھا"

"اس کی وجہ تھی ڈینیل"

"کیا چیف؟"

"مجھے ہر حال میں اپنے قومی مفادات عزیز ہیں' میں اپنی کسی بھی ذاتی کیفیت پر قوم کے اور ملک کے مفاد کو نظر انداز نہیں کر سکتا"

"یہ آپ کی بڑائی ہے چیف' آپ یقین کیجئے' آپ واقعی یقین کرلیجئے کہ آپ کے اس مخصوص کردار نے مجھے دیوانہ کردیا ہے اور چیف اس کیفیت کو بہت سے لوگ محسوس کرتے ہیں اور حیران بھی ہیں اور خوش بھی کہ آپ جیسا وفادار آدمی انہیں ملا ہوا ہے"

خیر سمجھوتے کی یہ رات مکمل سمجھوتے کی رات تھی اور اس رات میں ریمن ڈینیل کو اس بات سے پوری طرح مطمئن کرنا میری ذمے داری تھی کہ اب میرے دل میں اس کے لیے کوئی کدورت نہیں ہے' کام تو خیر کل دن سے بھی شروع ہو سکتا ہے چنانچہ میں نے ریمن ڈینیل کے دل سے تمام وسوسے اور تمام خدشات مٹا دیے اور صبح کو اس کے چہرے پر ایسا ہی سکون نظر آیا جیسے کسی لمبی مسافت سے تھکے ہوئے آدمی کو خاطر خواہ آرام مل جائے۔ اس نے ناشتے کا بندوبست کیا اور اپنی نگرانی میں سارے انتظامات کرانے لگی یہاں تک کہ اس نے میرے لباس وغیرہ بھی درست کرکے رکھے تھے' میں نے اسے دیکھ کر ہنستے ہوئے کہا۔

"موساد کی ایک خطرناک ایجنٹ اس قدر سوفٹ کارنر رکھتی ہوگی' مجھے امید نہیں تھی"

"آپ کی ماتحت ہوں چیف' آپ کی ہر آسائش کا خیال رکھنا میری ذمے داری ہے"

"میرا خیال ہے ادارے نے کچھ زیادہ ہی ذمے داری آپ کے سپرد کردی مس ڈینیل"

"نہیں چیف یہ ادارے کے احکامات نہیں ہیں بلکہ یہ احکامات میرے دل کے ہیں"

"ناشتے کے بعد ہمیں بیٹھنا ہے ڈینیل اور اپنے منصوبے کی تکمیل کرلینی ہے' اس دوران میں پلاننگ کرتا رہا ہوں اور میں نے ایک اسکرپٹ تیار کرلیا ہے' اس کے کچھ پہلو منظر عام پر ہیں' باقی میرے ذہن میں ہیں' ہم اپنی حکومت سے جو ضروری سمجھتے ہیں وہ مذاکرات کریں گے اب سب سے پہلا مسئلہ ہمیں اپنی ٹیم کے سلیکشن کا ہے اور اسکے لیے ہمیں تل ابیب جانا ہوگا"

"آپ صرف اشارہ کرتے رہیے' میں بہترین اختیارات و سائل رکھتی ہوں اور چیف ٹیم کے سلیکشن کا جہاں تک معاملہ ہے اس بار سلیکشن اگر آپ پسند کریں تو مجھ پر چھوڑ دیجئے' میرا مطلب ہے کہ مکمل طور سے نہیں' میں جن لوگوں کو منتخب کرکے آپ کے قریب پہنچاؤں آپ خود ان کا مکمل طور سے تجزیہ کرلیں' ان تمام بائیو ڈیٹا میں آپ کو پیش کردوں گی"

"نہیں ڈینیل' اب جب میں نے تم پر اعتماد کرلیا ہے تو پھر ان ذمے داریوں کو تم پورا کرو"

"تھینک یو چیف' تھینک یو یہ الفاظ صحیح طور پر مجھے مطمئن کرتے ہیں" اس نے کہا۔

میں نے بھی دل میں یہ سوچا تھا کہ چلو حالات کیسے کیسے رخ اختیار کریں' تمام تر ذمے داری خود پر قبول کرلینا مناسب نہیں ہے' مس ڈینیل سے اصول طے کرلیے جائیں گے اور یہ پتا نہیں ہوگا کہ ان کا جب دل چاہے مجھ پر مسلط ہو جائیں۔ اس سلسلے میں ابتداء ہی سے کنٹرول کروں گا۔ مزید یہ کہ اب جس ٹیم کا وہ انتخاب کریں گی اگر اس سے کہیں غلطی ہوگی تو اس کا ذمے دار انہیں ہی قرار دیا جائے گا' بہرحال مس ڈینیل کے ساتھ بقیہ پروگرام طے کرنے کے بعد میں تل ابیب کی جانب رخ کیا اور جانے سے پہلے آفتاب کمال کو اشارہ کردیا کہ میں تل ابیب روانہ ہو رہا ہوں اور بقیہ پروگرام سے اسے بعد میں آگاہ کروں گا' ہم نے وہ ذرائع منتخب کرلیے تھے' جن کے تحت ہم ایک دوسرے سے کہیں بھی رابطہ قائم کرسکتے تھے ہاں البتہ اس کی ایک رینج مقرر تھی اور اسکی رینج کے اندر ہی اندر یہ رابطہ ہو سکتا تھا' بات اگر رینج سے باہر ہو جاتی تو پھر مشکلات شروع ہو جاتی تھیں' لیکن فی الحال ایسی کوئی بات نہیں تھی۔

ریمن ڈینیل اب پورے اعتماد سے میرے ساتھ رہ رہی تھی' تل ابیب پہنچنے کے بعد آئزک مار سیلیا سے پہلے ریمن ڈینیل کی ملاقات ہوئی' میں نے ایک ہوٹل میں قیام کیا تھا اور ریمن ڈینیل کو ٹیم کے سلیکشن کے لیے روانہ کردیا تھا وہ موجود نہیں تھی اس وقت جب مسٹر آئزک مار سیلیا نے میرے ہوٹل میں مجھ سے ملاقات کی' بڑے پرتپاک انداز میں مجھ سے ملے تھے' کہنے لگے۔

"مجھے تمہارے باعمل ہو جانے کی خبر سن کر خوشی ہوئی ہے' ویسے بھی ہم اس کام کی جلد از جلد تکمیل چاہتے ہیں کیونکہ گزرنے والے لمحات ہمارے لیے نزدیک بے حد خطرناک ہیں اور کہیں کسی بھی وقت ہمارے لیے شدید مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں۔ خیر یہ تو ہوئی الگ ہی بات' کہو ہمارا منصوبہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے"

"ہاں مسٹر سیلیا' ریمن اس سلسلے میں نئی ٹیم سلیکٹ کررہی ہے"

"تم نے میری درخواست پر ریمن کو جو مقام واپس دیا ہے اس کے لیے میں ذاتی طور پر تمہارا شکر گزار ہوں ویسے یقین کرو بڑی کار آمد لڑکی ہے اور جب وہ تمہارے ساتھ پریکٹیکل کام کرے گی تو تمہیں احساس ہوگا کہ تم نے ایک اچھی اسسٹنٹ کو منتخب کیا ہے"

پھر مسٹر مار سیلیا نے پوچھا کہ میں نے اس سلسلے میں جو منصوبہ بندی کی ہے کیا میں اسے اس کے گوش گزار کروں گا تو میں نے کہا۔

"نہیں مسٹر آئزک مار سیلیا' یہ ممکن نہیں ہوگا البتہ اپنے اسکرپٹ کے وہ حصے میں آپ کو دکھانا ضرور پسند کروں گا جن کے لیے مجھے امداد درکار ہوگی' میں نے جو منصوبہ بنایا ہے اس میں خاصے پیچیدہ اقدامات کیے گئے ہیں اور حکومت کی مدد کے بغیر میں اس کی تکمیل نہیں کر پاؤں گا چنانچہ اس سلسلے میں میں ہائی کمان کے سامنے اپنی ضروریات رکھنا چاہتا ہوں"

"تو پھر یوں سمجھو کہ ہائی کمان کی نمائندگی میں کررہا ہوں اور میری درخواست ہے کہ جب بھی مناسب سمجھو' میرا مطلب ہے جس قدر جلد مجھے یہ تفصیلات بتادو تاکہ میں تمہاری خواہش کے مطابق انتظامات کرسکوں"

"میں خود اسی انداز میں کام کرنے کا خواہش مند ہوں جب کام کا آغاز ہو جائے تو پھر اس سلسلے میں کسی قسم کا تساہل بے معنی ہوتا ہے' باقاعدہ ہائی کمان کے آفس پیش ہو کر اپنی ضروریات کا اظہار کرنا میرے نزدیک وقت کا زیاں ہے' میں اس وقت بھی آپ کو اپنی ضروریات سے آگاہ کرسکتا ہوں مسٹر آئزک مار سیلیا"

"میں منتظر ہوں' مجھے بتاؤ اپنے کام کی تکمیل کے لیے تمہیں کیا کیا آسانیاں درکار ہوں گی' ویسے ریمن ڈینیل

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے مجھے بتایا ہے کہ نئی ٹیم کا انتخاب کر رہی ہے اور اس کے سلسلے میں اسے اختیارات دے دیئے گئے ہیں"

"ہاں وہ میری اسسٹنٹ ہے یہ ضروریات اسے ہی پوری کرنی ہیں"

"یقیناً" وہ تمہاری ہر ضرورت کو مد نگاہ رکھتے ہوئے بہترین افراد کا انتخاب کرے گی"

"تو مسٹر آئزک مارسیلیا میں آپ کو ان تمام تفصیلات سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں جن کے تحت مجھے آپ کی امداد درکار ہوگی' میرا مطلب ہے ہائی کمان کی"

"میں ہمہ تن گوش ہوں" آئزک مارسیلیا نے کہا اور میں نے اپنا اسکرپٹ نکال لیا اور اس کے مختلف پورشنز تیار کئے تھے میں نے اور پہلے پورشن کے تحت میں نے آئزک مارسیلیا کو تفصیلات بتاتے ہوئے ان سے اپنے مقصد کا اظہار کرنا شروع کردیا۔ مسٹر آئزک مارسیلیا بغور میری گفتگو سن رہے تھے اور ان کے چہرے پر سنسنی کے آثار تھے جب میں اپنے تمام مقاصد کا اظہار کر چکا تو مسٹر آئزک مارسیلیا نے کہا۔

"یہ گفتگو ہی بتاتی ہے کہ کوئی نہایت موثر منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔ بہرحال دل تو واقعی یہ چاہتا ہے کہ اس بارے میں بہت کچھ معلومات حاصل کی جائیں لیکن یقین امر ہے کہ تم نے جتنا کچھ بتایا ہے اتنا ہی ضروری سمجھا ہوگا' اب یہ بتاؤں اس کے علاوہ میری کیا خدمات درکار ہوں گی' میں ہائی کمان کو پروجیکٹ ڈائریکٹر کی حیثیت سے ساری تفصیلات فراہم کرنا چاہتا ہوں"

"کیا آپ کے پاس پروجیکٹ ڈائریکٹر کی تقرری کے کاغذات موجود ہیں؟"

"ہاں' خوش قسمتی سے مجھے اس پروجیکٹ کا ڈائریکٹر ہی مقرر کیا گیا ہے"

"سوری سر' میں آپ کو وہ احترام نہیں دے سکا جو مجھے دینا چاہیے"

"مجھے سب سے زیادہ تمہاری محبت عزیز ہے میرے دوست کیونکہ میں خلوص دل سے تمہاری ذہانت اور اعلیٰ کارکردگی کا اعتراف کر چکا ہوں اس کے ساتھ ساتھ ہی میں تمہیں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ پروجیکٹ ڈائریکٹر کا عہدہ کسی بھی طرح "او" ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ سے زیادہ نہیں ہے' تم مجھے کسی بھی مسئلے میں جوابدہ نہیں ہو بس یوں سمجھ لو کہ مجھے تمہاری وہ ضروری اشیاء فراہم کردی ہیں جو اس پروجیکٹ کے لیے تمہیں درکار ہوں' باقی اور مجھے تم پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے"

میں نے ہنستے ہوئے کہا "آپ کو ایک فوقیت حاصل ہے مسٹر آئزک مارسیلیا"

"وہ کیا"

"وہ یہ ہے کہ آپ میرے پسندیدہ افسران ہیں' ایک اچھی شخصیت کے مالک' ایک ایسے انسان ہیں جسے عزت و احترام دیا جاسکتا ہے اور میں جس کی عزت کرنے لگا ہوں' اسے ہمیشہ خود ہی برتری دیتا ہوں"

مسٹر آئزک مارسیلیا میرے ان الفاظ سے بہت خوش ہوئے تھے' بعد میں میں نے انہیں ان تمام تفصیلات سے آگاہ کردیا جو میرے ذہن میں تھیں اور وہ ضروریات انہیں بتادیں جو مجھے اس سلسلے میں درکار ہوں گی۔ مسٹر مارسیلیا پوری سنجیدگی کے ساتھ اس پر غور کرتے رہے اور پھر انہوں نے کہا۔

"سچ کہتا ہوں بالکل ایک اجنبی انسان کی حیثیت سے میں آپ کی ان تمام باتوں سے متاثر ہوا ہوں اور میرا دل چاہتا ہے کہ میں خود بھی آپ کی ان کاوشوں میں براہ راست حصہ لوں' لیکن ظاہر ہے کہ یہ ممکن نہیں ہے اب میں آپ کے پاس بہت زیادہ دیر قیام نہیں کرسکوں گا کیونکہ ان ضروریات کی تکمیل کے لیے مجھے اطمینان سے خود ہی رابطہ قائم کرنا ہے اور اس بات پر بھی ہائی کمان رکھنا ہے کہ ہائی کمان صرف تمہاری ضروریات کی تکمیل کا بندوبست کرے گی تم سے یہ سوال کبھی نہیں کرے گی کہ ان ضروریات کا پس منظر کیا ہے؟"

"ہاں یہ بھی ضروری ہے ایسا ہی ہونا چاہیے۔ میں اپنے کسی عمل کا اس وقت تک جوابدہ نہیں ہوں گا جب تک کہ اس کی تکمیل نہ کرلوں یا پھر اس کی تکمیل میں ناکام نہ ہو جاؤں"

آئزک مارسیلیا نے مسکرا کر گردن ہلائی اور پھر مجھ سے ہاتھ ملا کر واپس چلا گیا۔ اپنی اس تمام کارروائی سے میں بے حد مطمئن تھا۔

تل ابیب میں مجھے کافی دن گزارنے پڑے' ساتھیوں کے سلیکشن کی ذمہ داری ریمن ڈینیل کے سپرد کرنے کے بعد میرے لیے کوئی کام نہیں رہا تھا۔ لیکن وہاں قیام کے پانچویں دن ہائی کمان کی جانب سے مجھے حکم ملا کہ میں ہیڈ کوارٹر میں رپورٹ کروں اور اپنے منصوبے کی

تفصیلات وہاں پیش کروں۔۔۔

انحراف کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ مقررہ وقت پر مجھے ایک نہایت پراسرار عمارت میں پہنچا دیا گیا یہ عمارت تل ابیب کے کون سے گوشے میں تھی اس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں تھا۔ کیونکہ اس کا جائے وقوع ایسا ہی تھا اور اس کے ساتھ ساتھ جو فوجی گاڑی مجھے لے کر یہاں آئی تھی وہ پوری طرح کورڈ تھی اور اس کے باہر نہیں دیکھا جاسکتا تھا۔ ایسی باتوں پر خواہ مخواہ کا اعتراض کر کے میں اپنی شخصیت کو مشکوک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بہرحال پھر مجھے اس ہال میں پہنچا دیا گیا جہاں آٹھ افراد نے میرا استقبال کیا تھا۔ نیم دائرے کی شکل کی میزوں کے پیچھے یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور درمیان میں میرے لیے کرسی رکھی گئی تھی گویا کہ میں اس وقت ان سب کی نگاہوں کا مرکز تھا۔ دل ہی دل میں۔ میں نے سوچا کہ ایسا کبھی تو میں نے خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا کہ اس طرح میں اپنے "تہائی دشمن ملک کے دل میں داخل ہو کر ایسے لوگوں کی قربتیں حاصل کروں گا جو حکومت اسرائیل کا دماغ سمجھے جاتے ہیں' جی تو خیر بہت کچھ چاہتا تھا بہت سے حساب تھے ان لوگوں پر لیکن بہرحال میں ایک طویل ترین منصوبے پر کام کر رہا تھا اس لیے کوئی جذباتی حرکت کر کے اپنی اس جدوجہد کو ختم نہیں کرنا چاہتا تھا ان لوگوں نے مجھے خوشگوار انداز میں خوش آمدید کہا تھا میری تعریف و توصیف کے چند الفاظ کہے گئے' جن میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ اب تک میری کارکردگی سے وہ لوگ نہایت مطمئن ہیں اور اس بار بھی میں نے دل میں سوچا تھا کہ یہ میری بہت بڑی کامیابی ہے کہ میں ان سب کو مطمئن کیے ہوئے ہوں۔۔۔ یہ معمولی بات نہیں تھی پھر اس کے بعد مجھ سے کہا گیا۔

"مائی ڈیئر لائنش میک۔۔۔ ڈپارٹمنٹ "او" کا انچارج ہونے کی حیثیت سے آپ اس بات کا تصور بھی نہ کریں کہ آپ کی کارکردگی پر کوئی حرف زنی کی جارہی ہے' آپ ہمارے لیے اب ایک نہایت قیمتی شخصیت بن چکے ہیں ہمیں کچھ باوثوق ذرائع سے یہ بھی اطلاع ملی تھی کہ آپ کے جو خفیہ امتحانات لیے گئے ہیں انہیں آپ نے ناگوار محسوس کیا ہے' براہ کرم ایسے خیالات دل سے نکال دیں ہم سب وطن کی بقا کے لیے سرگرم عمل ہیں اور ہمارا ایک ہی نقطہ نگاہ ہے' اس میں ہم اگر ایک دوسرے پر شک کی نگاہ ڈال لیتے ہیں تو وہ شک ذاتی نوعیت کا نہیں ہوتا بلکہ اس میں ایک تکماتی اطمینان کیا جاتا ہے' ہم انہوں جن حیثیتوں کے مالک ہیں آپ کے علم میں ہے اور ہم پورے خلوص کے ساتھ آپ کے سامنے یہ اعتراف کر رہے ہیں کہ اب ہم مکمل طور سے آپ سے مطمئن ہیں اور زندگی بھر اب اس بات کی گنجائش نہیں کہ آپ کے بارے میں کسی غلط انداز سے سوچا جائے۔ اور اس کے لیے آپ کو یہ گرین اسٹار دیا جاتا ہے۔ یہ گرین اسٹار ایک مکمل ضمانت ہے آپ پر اعتماد کی اور گرین اسٹار کے لیے ہر قسم کے مواقع ہوتے ہیں ان کا نام بڑی فہرستوں میں شامل ہوتا ہے اور بڑی فہرستوں کا مطلب یہ ہے کہ انہیں ملک میں کوئی بھی عہدہ مل سکتا ہے' وہ ملک کے وزیر اعظم تک کی حیثیت اختیار کرسکتے ہیں آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ آپ کے لیے کون سے دور کا آغاز ہو چکا ہے۔ مسٹر لائنش میک گرین اسٹار حاصل کرنے میں ہم آپ کو پر خلوص مبارک باد پیش کرتے ہیں اور اس کے بعد اب ہم اپنے مطلب پر آجاتے ہیں' تمام تفصیلات نہ صرف ہم تک پہنچ چکی ہیں بلکہ اس کے سلسلے میں اپنی کارروائیوں کا آغاز بھی کرچکے ہیں' آپ کے تیار کردہ اسکرپٹ کی کچھ تفصیلات ہمیں معلوم ہو چکی ہیں کچھ بنیادی سوال ہم آپ سے کرنا چاہتے ہیں براہ کرم ان سوال کے جواب صرف اس لیے دیجئے کہ ہم آپ کی طرف سے کسی بھی ناخوشگوار حادثے سے نمٹنے کے لیے تیار رہیں۔

"ریڈ مین آرگوس کے آس پاس اسی جزیرے پر ہے۔ ہمارا جو پروگرام ہے وہ یہی ہے کہ اس انداز میں ریڈ مین تک پہنچیں کہ اس کے فرشتوں کو بھی ہمارے بارے میں کوئی شبہ نہ ہوسکے۔ اگر ہم اسے اس طرح ٹریپ کرنے میں کامیاب ہوگئے تو یہ سمجھ لیں کہ یہ ہماری مکمل کامیابی کی دلیل ہے"

"یہ آپ کا اسکرپٹ ہے' ہم آپ کے عمل سے پوری طرح مطمئن ہیں کہ آپ اس بات پر پورا بھروسہ رکھتے ہیں کہ آرگوس جزیرہ پہنچنے کے بعد آپ اپنا بھرپور تحفظ کرسکیں گے"

"ظاہر ہے میں جینا چاہتا ہوں اور اس خواہش کا مطلب یہی ہے کہ میں اپنا بھرپور تحفظ کروں"

"گڈ۔۔۔۔ تو پھر آپ کو آپ کے پلان کے پہلے مرحلے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے لیے بلغاریہ بھیجا جائے گا۔ بحریہ سڑک کے ساحل سے کچھ فاصلے پر بلغاریہ کے شہر برگاس کے نواح میں جو جیل موجود ہے وہاں سے آپ اپنے اسکرپٹ کے مطابق عمل کا آغاز کریں گے اور اسکے بعد کے دوسرے مرحلے پر رومانیہ کا ایک جہاز کیرول پاور آپ دوسرے مرحلے میں معاون ہو گا وہی جہاز آپ کے لیے باقی تمام وہ سہولتیں مہیا کرے گا جس کے آپ خواہشمند ہیں۔ اپنے ساتھ کام کرنے والے ساتھیوں سے آپ مطمئن ہیں"

"یقیناً"

"اس کے لیے آپ کی معاون ان دور دور کے راستوں سے آپ کی حفاظت کرے گی' جہاں سے آپ قریب تر ہوں یوگوسلاویہ میں ہم اپنے اس آپریشن کا ہیڈ کوارٹر قائم کر رہے ہیں وہاں سے آپ کو ضروری تحفظات فراہم کئے جائیں گے' اور اس کے لیے ہمیں آپ کی ضروریات درکار ہیں"

"میں نے جو پروگرام بنایا ہے اس میں مجھے زیادہ سہولتوں کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اگر مجھے یہ سہولتیں مہیا ہو گئیں تو میرے کام کا آغاز وہ نہیں رہے گا جس انداز میں میں اپنا کام کرنا چاہتا ہوں آپ مجھے سہولتوں سے محروم رہنے دیں' میں اپنے آپ پر بھروسہ کروں گا"

جواب میں وہ سب مسکرا دیے تھے ان میں سے ایک نے کہا۔

"ہمیں آپ سے اسی جواب کی امید تھی' بہر حال اب اس کے بعد ہمارے پاس اور سوالات نہیں ہیں۔ آج شام تک آپ کی ملاقات آپ کی پوری ٹیم سے کرادی جائے گی' بس اس ٹیم کو ذہن میں محفوظ کر لیجئے گا اس کے بعد انہیں بلغاریہ روانہ کردیا جائے گا وہاں جیل میں آپ کے لیے صرف دو افراد ایسے ہوں گے جو آپ کو ہر طرح کی سہولتیں فراہم کردیں گے' باقی لوگ اول تو ان کے کنٹرول میں ہوں گے اور اگر کوئی بات خلاف توقع ہو جائے تو اسے نظر انداز کر دیجئے گا کیونکہ وہ آپ کی حقیقت سے واقف نہیں ہوں گے' ان دو افراد کی نشاندہی ریمن ڈینیل آپ کو کردے گی"

اس کے بعد ان لوگوں نے مجھے رخصت کردیا تھا اور میں اپنی رہائش گاہ پر آگیا تھا' ریمن ڈینیل تھوڑی ہی دیر کے بعد میرے پاس پہنچ گئی۔ اس نے کہا۔

"چیف' آپ اپنی ٹیم سے کہاں ملاقاتیں کریں اگر اجازت ہو تو میں انہیں یہیں بلالوں؟"

"یقیناً"

شام کو تقریباً" پانچ بجے وہ گیارہ افراد میری رہائش گاہ میں پہنچ گئے جو صورت ہی سے کمینہ صفت نظر آتے تھے' ایک سے ایک گندی شکل کا مالک تھے تو سارے اسرائیلی نژاد ہی' لیکن شاید انہوں نے مختلف ملکوں میں جنم لیا تھا اور پرورش پائی تھی' ان کے چہرے متضاد ممالک کی نمائندگی کرتے تھے' لیکن میرے سامنے سب مودب تھے' ان سب کا مجھ سے تعارف کرایا گیا اور میں نے انہیں بریفنگ دی وہ سب مستعدی سے میری باتیں سنتے رہے اور پھر انہوں نے مشترکہ طور پر کہا کہ وہ میرے ہر حکم کی تعمیل کریں گے' میں نے انہیں رخصت کرتے ہوئے کہا۔

"اب برگاس جیل ہی میں آپ لوگوں سے ملاقات ہو گی"

"ان سب کے جانے کے بعد ریمن ڈینیل نے مجھے بقیہ معلومات فراہم کیں' کیرول پاور نامی جہاز مجھے بحر اسود کے ایک ساحل پر خوش آمدید کہنے کے لیے تیار تھا۔ اس بارے میں اس نے مجھے تمام تفصیلات بتائیں' کیرول پاور کا کیپٹن حکومت اسرائیل کا وفادار تھا اور باقی سارے کام اسے سنبھالنے تھے' غرضیکہ میرا شاندار منصوبہ مکمل طور سے تسلیم کرلیا گیا تھا اور اب میں ایک شاندار ایڈونچر کے لیے تیار تھا' لیکن بھلا اپنے دوست آفتاب کمال کو ان تمام واقعات سے ناواقف رکھ کر میں کوئی کام کر سکتا تھا۔ چنانچہ اپنے اس مخصوص طرز طریق سے میں نے آفتاب کمال سے رابطہ قائم کیا جس کا ہم نے انتظام کرلیا تھا اور آفتاب کمال سے میری ملاقات ہو گئی۔ ہم نے جس انداز گفتگو کرنے کا منصوبہ بنایا تھا اس کے تحت میں آفتاب کمال کو تفصیلات بتانے لگا۔

"میرے گیارہ ساتھی بلغاریہ روانہ ہو چکے ہیں اور ہمارے لیے بلغاریہ کے ایک نواحی علاقے میں برگاس نامی شہر کے قریب ایک جیل کا انتخاب کیا گیا ہے"

"بلوسانا" آفتاب کمال نے کہا۔

"یہ کیا ہے؟"

"برگاس کے نواحی علاقے میں جو سب سے خطرناک

جیل موجود ہے وہ بلوسانا ہی ہے بلکہ اسے اگر ایک روایتی قسم کی جیل کہا جائے تو غلط نہیں ہو گا' چیف یقیناً" وہی جیل ہو سکتی ہے' کیا آپ کو اس کا نام نہیں معلوم؟"

"تم سے معلوم ہو گیا؟" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آگے بڑھیے"

"اس وقت تک تمہیں مکمل طور سے خاموش رہنا ہے جب تک کہ ہمارے اگلے پروگرام کا مرحلہ نہ شروع ہو جائے ہمیں جو جہاز استعمال کرنا ہے اس کا نام کیرول پاور ہے"

"یہ تو رومانیہ کا جہاز ہے" آفتاب کمال نے کہا۔

"خدا کے بندے کسی چیز سے تو ناواقفیت کا اظہار کر بھی"

جواب میں آفتاب کمال ہنسنے لگا پھر اس نے کہا۔

"اور کوئی حکم ہے چیف"

"تمہارا کیا پروگرام ہے"

"میں صوفیہ روانہ ہو رہا ہوں اس کے بعد دیکھوں گا کہ کیا کر سکتا ہوں۔ آپ کو ہر طرح کا اطمینان رکھنا ہے چیف' انشاء اللہ میرے سپرد جو آپ نے ذمہ داری کی ہے' اس میں آپ کو کوئی دقت نہیں اٹھانی پڑے گی"

"اور کوئی سوال آفتاب کمال؟"

"نہیں چیف تھینک یو ویری مچ"

میں نے سلسلہ منقطع کردیا اور اس کے بعد اپنے کام کے لیے تیار ہو گیا۔ ریمن ڈینیل نے رات کو تقریباً" ساڑھے بارہ بجے میری یہ رات اپنے نام کرلی وہ اداس نظر آرہی تھی کہنے لگی۔

"چیف اس کے بعد تو یوں لگتا ہے کہ جیسے ایک طویل عرصے تک ایک دوسرے کی قربت ہمیں نہیں حاصل ہو سکے گی"

"مس ڈینیل میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا کہ نہ میں بہت زیادہ جذباتی انسان ہوں اور نہ ہی کسی سلسلے میں ایسے جذبات کا اظہار کا انداز پسند کرتا ہوں جن سے حماقت ظاہر ہو آپ کو محتاط رہنا چاہیے' میرے اور آپ کے درمیان کوئی جذباتی رشتہ نہیں ہے"

اس نے عجیب سے انداز میں مجھے دیکھا اور بولی۔

"کیا واقعی چیف"

"مطلب"

"کیا ہمارے درمیان واقعی کوئی جذباتی رشتہ نہیں ہے"

"آپ کا کیا خیال ہے مس ڈینیل؟"

"نہیں چیف' زبردستی سے محبت نہیں چھینی جاسکتی ہاں کبھی کبھی ون وے ٹریفک ضرور چلتا ہے اور پھر ذرا میرے سوچنے کا انداز غلط تھا"

"آپ کہنا کیا چاہتی ہیں مس ڈینیل"

"آپ یقین کریں چیف کبھی کبھی انسان صرف انسان ہی ہوتا ہے وہ چاہے کسی بھی حیثیت کا حامل ہو جائے حماقتوں سے باز نہیں آسکتا' بہر حال میں آپ کو ذہنی طور پر ذرا بھی نہیں الجھنا چاہتی' آپ کے اس شاندار مشن کی کامیابی میں میرا حصہ بہت کم ہے کیونکہ اس کی پچویشن ایسی ہے کہ میرے لیے کوئی جگہ نہیں نکل سکتی۔ تاہم جہاں جہاں میری ذمے داریاں ہیں وہاں آپ مطمئن رہیں' احتیاط سے پوری کروں گی اور میری تمام دعائیں آپ کے ساتھ ہیں"

ریمن ڈینیل سے چھٹکارا حاصل کرنے کے بعد میں نے ذہن سے ہر خیال نکال دیا' اب اس کی گنجائش بھی نہیں تھی' ایسے خیالات میں الجھ کر میں اپنے اس شاندار مشن کو متاثر نہیں کرنا چاہتا تھا۔

بالآخر مجھے بلغاریہ پہنچا دیا گیا۔

پروگرام کے مطابق میرے بقیہ ساتھی مجھ سے پہلے روانہ کر دیے گئے تھے اور برگاس سے انہیں یقینی طور پر ریسیو کر لیا گیا ہو گا' کام خاصا لمبا تھا اور اسے مناسب وقت میں سرانجام دینا تھا۔

صوفیہ میں میرا قیام ایک اعلیٰ درجے کے ہوٹل میں کرایا گیا' یہاں تقریباً" تین گھنٹے مجھے قیام کرنا پڑا۔ اور اس کے بعد دو افراد جن کا تعلق بلغاریہ سے تھا میرے پاس پہنچ گئے اور انہوں نے اپنا تعارف کرایا' ہوٹل سے میں ایک اور عمارت میں منتقل ہو گیا' جہاں میرے میک اپ زدہ چہرے پر مزید میک اپ کیا گیا اور مجھے ایک خطرناک قیدی بنا دیا گیا' یہاں سے ایک گاڑی مجھے لے کر برگاس چل پڑی۔ جنوب مشرقی یورپ میں بحر اسود کے ساحل پر واقع بلغاریہ کے شمال میں اچھا خاصا بڑا شہر برگاس واقع تھا اور یہیں سے مجھے اس جیل میں منتقل ہونا پڑا' بس گاڑی بدل گئی تھی اور جیل کی بند گاڑی مجھے لے کر جیل چل پڑی تھی' رات کے تقریباً" ساڑھے تین بجے کے وقت مجھے جیل میں منتقل کیا گیا اور شاید

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک خصوصی کوٹھری میرے لیے تیار کی گئی' یہ سب کچھ اسرائیلی ایجنسیاں کررہی تھیں اور انہیں میرے سلسلے میں ہدایات دے دی گئی تھیں' جیل میں منتقل ہونے سے کچھ پہلے جس شخص نے مجھ سے ملاقات کی تھی وہ انسان سے زیادہ روبوٹ معلوم ہوتا تھا' روبوٹ نما شخص شب خوابی کا لباس پہنا ہوا تھا' اس نے بے تاثر چہرے سے مجھ سے اپنا تعارف کرایا۔

"میں اس جیل کا جیلر ہوں بہت زیادہ تعارف تمہارے لیے بے کار ہوگا کیونکہ بظاہر میرے اور تمہارے درمیان بہتر تعلقات نہیں رہیں گے' میں تمہیں ہمیشہ خشمگیں نگاہوں سے دیکھوں گا' براہ کرم محسوس نہ کرنا' تمہاری اپنی شخصیت جو کچھ بھی ہے میں یہاں اس کا احترام نہ کرسکوں گا اور سنو تمہیں ناشتہ یہیں اس کوٹھری میں دیا جائے گا اور اسی طرح کھانا بھی' لیکن نہایت شرمساری سے میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ تمہیں پیروں میں بیڑیاں پہننی پڑیں گی کیونکہ ایک خطرناک قیدی کی حیثیت سے میں تمہیں یہاں رکھوں گا اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ تمہیں دوسرے کام نہیں کرنے پڑیں گے۔"

"ٹھیک ہے میرے ساتھی پہنچ چکے ہیں"

"ان سب کو جس قدر ممکن ہوسکتا ہے آسانیاں فراہم کردی گئی ہیں اور وہ مطمئن ہیں' لیکن انہیں بھی سمجھادیا گیا ہے کہ اگر کبھی دوسروں کا سامنا ہوجائے اور ان پر کچھ سختی کی جائے تو وہ محسوس نہ کریں"

"ٹھیک ہے' بہرحال آپ نے اپنا نام نہیں بتایا مسٹر جیلر لیکن میں بھی اس کی ضرورت نہیں محسوس کرتا' میری آپ سے دوسری ملاقات کب ہوگی؟"

"روزانہ شام کو سات بجے میں آپ کے پاس پہنچوں گا اور آپ کو ان تمام حالات سے آگاہ رکھوں گا جن کے تحت آپ کو اپنا کام سرانجام دینا ہے' جیل میں تھوڑی سی ہنگامہ آرائی ضرور ہے کیونکہ یہاں دنیا کے بے شمار ملکوں کے قیدی موجود ہیں اور یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آپ جو مشن سرانجام دے رہے ہیں اس کے سلسلے میں کچھ قیدی یہاں موجود ہیں یا نہیں۔ اصل میں مسٹر...."

"بس بس بہت زیادہ گفتگو نہ کرو اور سنو ناشتا گیارہ بجے سے پہلے نہ بھجوانا' رات بھر جاگنے کے بعد اب میں آرام کرنا چاہتا ہوں"

جیلر نے عجیب سے نگاہوں سے مجھے دیکھا اور اس کے بعد پلٹ کر واپس چل پڑا۔ جیل تو بہرطور جیل ہوتی ہے ہرچند کہ مجھے آسائشیں فراہم کرنے کی کوشش کی گئی تھی' لیکن جیل کی کوٹھریاں کبھی پر آسائش نہیں ہوتیں' تاہم مجھے ہر جگہ وقت گزارنا آتا ہے' زمین پر لیٹ کر اور کمبل اوڑھ کر میں نے ماضی کی جانب سفر شروع کردیا.......

تیمور جمال شاہ صاحب' واہ تیمور جمال شاہ صاحب اگر آپ میرے ساتھ بہتر رویہ رکھتے تو میں آپ کے سعادت مند بیٹوں میں سے ایک ہوتا اور اس وقت اپنے گھر کی چہار دیواری میں آرام کی نیند سو رہا ہوتا' لیکن گھر میں ہی پولیس اسٹیشن قائم کرلیا تھا آپ نے' ہر ایک تو برداشت کی قوت نہیں رکھتا' میری دربدری میں آپ کا ہاتھ ہے اور پھر دل کے گوشوں میں فریدہ کی تصویر آگئی' دل کسی قدر ملول ہوگیا تھا۔ میں نے کہا۔

"فریدہ حقیقت یہ ہے کہ تمہیں یاد کرکے تعجب ہوتا ہے بس یوں لگتا ہے جیسے تم اتفاقیہ طور پر مجھے تقدیر سے مل گئی تھیں اور پھر نگاہوں سے اوجھل ہوگئیں۔ تم نے زندگی میں اتنے خلوص کا برتاؤ کسی سے نہیں کیا میری زندگی کا رخ ہی تبدیل ہوگیا تھا۔ تمہارا میری زندگی سے نکل جانا بہتر ہی ہوا۔ کیونکہ میری فطرت خود میرے قابو میں نہیں تھی' نجانے کب بے قابو ہوجاتا اور تمہیں دکھوں سے دوچار ہونا پڑتا۔ یا پھر یہ بھی ہوسکتا ہے فریدہ کہ مزید گزرنے والا وقت میرے تپتے ہوئے وجود میں نمی پیدا کردیتا۔ ہوسکتا ہے فریدہ کہ میں اپنے آپ کو ایک اچھے انسان کی حیثیت میں ڈھال سکتا۔ لیکن اب یہ سب قصہ پارینہ ہے۔ تمہارے وجود کی اتنی ہی آگ میرے دل میں روشن ہے کہ میں "زیڈ" کا دشمن ہوں اس کے علاوہ جو کچھ کررہا ہوں ان میں اب دوسرے جذبے شامل ہوگئے ہیں۔"

آنکھوں میں نیند داخل ہوگئی تھی۔ فریدہ کو یاد کرتا ہوا سویا تھا۔ خواب میں اسے ہی دیکھتا رہا۔ زندگی کے وہ تمام معمولات جو دل کو گداز کرتے ہیں' میں نے چشم تصور سے اپنے آپ کو اس دفتر میں میز کے پیچھے بیٹھا ہوئے دیکھا۔ فریدہ کا ٹیلی فون موصول ہوا اور اس نے پوچھا کہ میں کتنی دیر میں گھر واپس آؤں گا۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ اگر جلدی ہو تو آجاؤں..... وہ شاکی لہجے میں

بولی کہ بچوں کی خواہش ہے کہ وہ ساحل سمندر کی سیر کریں آپ کا آجانا بے حد ضروری ہے۔ اور پھر بے شک وہ بچے جو میری زندگی میں کبھی نہیں آئے تھے' میرے لباس کا دامن پکڑے ساحل پر مجھے اپنے اور فریدہ کے ساتھ گھومتے نظر آئے۔ نجانے رات بھر کیا کیا اوٹ پٹانگ خواب دیکھتا رہا تھا.... صبح گیارہ بجے کے لیے کہا تھا میں نے' جیلر سے ناشتا لانے کو۔ لیکن شاید ساڑھے آٹھ بجے ہی آنکھ کھل گئی تھی۔ ذہن شدید بوجھل تھا۔ چند گھنٹوں کی نیند نے خوابوں کی گرفت میں الجھ کر اپنا اثر بھی کھودیا تھا۔ ناشتا اگر صبح کو مل جاتا تو کم از کم تھوڑی سی تھکن دور کردیتی لیکن اپنے کیے کا کیا علاج ہوسکتا ہے۔ انتظار کرتا رہا۔ البتہ جیلر نے وعدے کے مطابق ٹھیک گیارہ بجے ناشتا بھجوادیا اور میں اس پر ٹوٹ پڑا تھا۔ ناشتا بڑے قاعدے کا تھا اور شاید ہی اس جیل میں کسی قیدی کو ایسا ناشتا نصیب نہیں ہوا ہو' مجھے پتا چل گیا تھا کہ یہ جیل بوسانا ہی کہلاتی ہے جس کے بارے میں آفتاب کمال نے مجھے صاف طور پر بتادیا تھا' [illegible] پینے کے بعد میں نے ڈٹ کر ناشتا کیا۔ ہر چیز وافر مقدار میں تھی۔ نہ ہوتی تو شاید جیلر کی مصیبت آجاتی۔ میں اپنے مزاج کو اسی انداز میں ڈھال رہا تھا جس طرح قیدیوں کا مزاج ہوتا ہے' پھر مجھے کوٹھری سے نکال کر جیل کے مختلف حصوں کی سیر کرائی گئی۔ دو آدمی میرے معاون تھے۔ میں نے بے شمار قیدیوں کو دیکھا۔ انتہائی خونخوار اور خطرناک قیدی یہاں نظر آرہے تھے۔ دو چار نے مجھے دیکھ کر بندروں کی طرح دانت بھی کھوکھیائے۔ لیکن کسی نے اس کا اظہار نہیں کیا کہ اس نے مجھے پہلی بار یہاں دیکھا ہے۔ پھر شام کو ٹھیک سات بجے وعدے کے مطابق گمنام جیلر نے مجھ سے ملاقات کی اور بولا۔

"رات کو ساڑھے نو بجے جیل کے عقبی حصے میں آپ اپنے ساتھیوں سے ملاقات کرسکتے ہیں۔ میں بھی وہاں آجاؤں گا اور آپ کو باقی صورت حال بتادوں گا۔"

میں نے خاموشی سے گردن ہلادی۔ تمام منصوبہ بخوبی چل رہا تھا۔ حکومت اسرائیل کے پھیلائے ہوئے ہاتھ ہر طرف سرگرم عمل تھے۔ اور اس نے مختلف ذرائع سے اپنی پہنچ دور دور تک قائم کرلی تھی۔ اس کا تجزیہ صحیح معنوں میں اب ہورہا تھا' وقت مقررہ پر میں وہاں پہنچادیا گیا جہاں میرے باقی ساتھی بھی موجود تھے۔ بے چاری ریٹن ڈینیل یہاں آنے سے محروم تھی اور یقینی طور پر اسے افسوس ہوگا کہ وہ لڑکی ذات کیوں ہوئی' ورنہ وہ یہاں بھی مجھ پر مسلط ہوتی۔ الغرض یہاں میرے ساتھیوں نے میرا استقبال کیا' پھر جیلر بھی ہمارے درمیان آگیا۔ میں ان سے ان کی خیریت پوچھنے لگا۔ سب ہی کو آسائش فراہم کی گئی تھیں لیکن ان کا خیال تھا کہ بوسانا بہت خوفناک جگہ ہے اور یہاں دنیا بھر کے خوفناک قیدی ہیں۔ "میں نے جیلر سے پوچھا۔

"مسٹر جیلر کیا یہاں ایسے ذرائع موجود ہیں جن سے یہاں کے معاملات باہر نکل سکیں' میرا مطلب ہے کہ جو منظر [illegible] بنایا گیا ہے اس کی کہانی کہیں باہر بھی جاسکتی ہے؟"

"سو فیصدی جاسکتی ہے آپ کو شاید اس بات کا علم نہ ہو مسٹر مڈلینو کہ دنیا کے بے شمار ممالک نے نجانے کیا کیا جال پھیلائے ہوئے ہیں نجانے کتنے قیدی یہاں ایسے [illegible] جنہیں آپ کی طرح ضرورتاً قیدی بنایا گیا ہوگا اور جب وہ اپنی سزا پوری کرکے اپنے وطن واپس جائیں تو یہاں کی کہانیاں لے کر جائیں گے میرا مطلب ہے کہ یہاں ایسے ایسے قیدی موجود ہیں جنہیں خصوصاً یہاں بھیجا گیا اور یہاں بہت سے قیدیوں کے پاس ایسے راز ہوں گے' جو نجانے دنیا کے کون کون سے ملک کے لیے کارآمد ہوں"

"مگر اس جیل کی نوعیت کیا ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"کنگ میڈلینو۔ اصل میں یہ ایک پنچایتی جیل ہے دنیا کے کئی ممالک اس کے اخراجات برداشت کرتے ہیں اور ایسے قیدیوں کو یہاں بھیجتے ہیں جنہیں وہ اپنے ہاں کی جیلوں میں نہیں رکھ سکتے' اس طرح سے یہ جیل کئی ملکوں کی ملکیت ہے"

"واہ۔ یہ تو مجھے آج ہی معلوم ہوا"

"مجھے تعجب ہے کہ آپ کو آپ کے ملک نے یہ بتاکر یہاں روانہ نہیں کیا۔

"مجھے تو بہت سی باتیں معلوم نہیں۔ مثلاً" میں اپنا نام بھی تمہاری ہی زبانی سن رہا ہوں کنگ میڈلینو۔" جیلر نے حیرت سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا "گویا آپ کا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نام کچھ اور ہے۔"

"نہیں نام تو یہی ہے مگر میں اس نام سے شہرت نہیں رکھتا۔"

"خیر ہمیں اس سے غرض نہیں ہے کہ کون کیا نام رکھتا ہے ہمارا تو کام جو ہے ہم صرف اسے سرانجام دیتے ہیں اچھا جناب آپ کو جیل کے مختلف حصوں کی سیر کرا دی گئی ہے اب آپ یوں سمجھ لیں کہ آپ کو فرار کے لیے بغلی سمت کا وہ دروازہ استعمال کرنا ہو گا جسے بظاہر بند کر دیا گیا ہے لیکن تھوڑی سی کوشش سے اسے توڑا جا سکتا ہے آپ یہاں سے فرار ہوں گے باہر سرکاری گاڑی موجود ہے میرا مطلب ہے ایک ٹرک۔ اس سے آپ کو فرار ہونا ہے۔ ٹرک لے کر آپ پہلے وہ کچا راستہ طے کریں گے جو ایک وسیع و عریض میدان سے گزرتا ہے اور اس کے بعد بڑی سڑک پر پہنچ جائیں گے۔ اس دوران میں عقب سے کارروائی ہو گی' آپ کو سپاہیوں کی رائفلیں دی جائیں گی' طے شدہ منصوبے کے تحت آپ یہ ظاہر کریں گے کہ جیسے آپ نے یہ رائفلیں چھینی ہیں اور فرار ہوئے ہیں۔ بڑی سڑک آگے جا کر ایک چوکی پر ختم ہوتی ہے۔ آپ چونکہ بائیں سمت کا راستہ اختیار کریں گے اس لیے سیدھے چوکی ہی کی جانب جائیں گے۔ براہ کرم غلطی سے دائیں طرف نہ مڑ جائیں اس طرف ہم آپ کی زندگی کی ضمانت نہ لے سکیں گے' کیونکہ وہاں ہمارے مقرر کردہ نگرانوں کے بجائے سرکاری نگران ہوں گے اور آپ کو برگاس کی پولیس سے واسطہ پڑ جائے جو ہم سے بالکل بھی متعلق نہیں ہے چنانچہ آپ کو بائیں سمت فرار ہونا ہے' وہاں پہنچ کر آپ کا ایک خونی مقابلہ ہو گا اور اس کے بعد آپ دوبارہ گرفتار کر لیے جائیں گے' بس پھر یہ پروگرام کے دوسرے مرحلے کا آغاز ہو جائے گا آپ سمجھ رہے ہیں نا؟"

"ٹھیک ہے مسٹر جیلر' یہ کام ہمیں کب سرانجام دینا ہے؟"

"کل رات!" جیلر نے جواب دیا۔

منصوبے میں گھماؤ پھراؤ بے شک اختیار کر گیا تھا۔ لیکن اطمینان بخش طریقے سے اس پر عمل کے لیے یہ سب کچھ کرنا ضروری تھا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کچھ دیر گفتگو کی اور اس کے بعد ہم سب بیرکوں کی جانب چل پڑے۔ جیلر مکمل تعاون کر رہا تھا۔ ویسے صورت حال کسی مشکل میں سنگین بھی ہو سکتی تھی' کیونکہ جیلر کے مخصوص آدمی تو بے شک ہم سے تعاون کریں گے لیکن جیل کے تمام محافظوں کو تو یہ بات معلوم نہیں ہو گی کہ ہم جیلر کے تعاون ہی سے فرار ہو رہے ہیں۔ اگر وہ بھی مقابلے پر آمادہ ہو گئے تو صورت حال بگڑ جائے گی تاہم میں اپنے منصوبے میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا کرنا چاہتا تھا۔ رات آرام سے گزری' دوسرا دن بھی گزر گیا۔ موسم نے بڑا ساتھ دیا اس قسم کے فرار کے لیے ایسے موسم بڑے خوشگوار ہوتے ہیں۔ یعنی بادلوں بھرا آسمان اور شام ہی سے چھا جانے والی تاریکیاں۔ ہاں یہ خدشہ تھا کہ کہیں تیز بارش ہمارے منصوبے کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے لیکن اگر ایسا ہو بھی گیا تو قیامت نہیں آ جائے گی منصوبہ یہیں جیل ہی سے دوسرے دن کے لیے مخصوص کر دیا جائے گا البتہ بارش نہیں ہوئی اور وقت مقررہ پر ہم سب لوگ بیرکوں کے کھلے ہوئے تالوں سے باہر نکل آئے' سنتریوں نے ہم سے کافی فاصلہ اختیار کیا تھا۔ ہمیں ان سے مار پیٹ کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی' کیونکہ جیسے ہی ہم انکے قریب پہنچے انہوں نے اپنی اپنی رائفلیں ہمارے حوالے کر دیں۔ جو لوڈ تھیں' اور اس کے بعد ہم نے اس وقت تک گولی نہیں چلائی جب تک کہ ہم دروازے کو توڑ کر باہر نہ نکل گئے۔ لکڑی کا بڑا دروازہ بس خوا مخواہ ہی توڑا گیا تھا۔ ورنہ ہمارے لیے کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔ پھر ہمیں ایک ٹرک مل گیا جس کی چابی اگنیشن میں لگی ہوئی تھی اور اس کا پیٹرول ٹینک بھرا ہوا تھا۔ یہاں پہنچ کر ہم نے دھائیں دھائیں کر کے فائرنگ کر دی اور جیل میں بھگدڑ مچ گئی اندر سے بھی فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں لیکن گولیوں کا رخ ہماری جانب نہیں تھا۔ میرے ایک ساتھی نے ٹرک اسٹارٹ کر کے اسے آگے بڑھا دیا اور میں اسے گائیڈ کرنے لگا۔ پیچھے سائرن بج رہے تھے اور جیل کے اندرونی حصے میں افراتفری نظر آ رہی تھی۔ لیکن جیلر کی کوششوں سے جیل کے محافظ اس ٹوٹے دروازے کی جانب متوجہ نہیں ہوئے اور نا ہی کسی نے تعاقب کرنے کی کوشش کی۔ بہر حال ہم اس میدان کو عبور کر کے بالآخر اس سڑک پر آ گئے جس کی نشاندہی کر دی گئی تھی۔ اور سڑک پر پہنچنے کے بعد میں نے اس خطرناک مرحلے پر خاص طور سے

توجہ دی۔ غلطی سے اگر کہیں دائیں سمت رخ ہو جاتا تو سارا منصوبہ چوپٹ ہو جاتا اور ساری تیزی دھری کی دھری رہ جاتی۔ بہر حال ہم لوگ ٹرک ڈرائیو کرتے رہے اور پھر ہمیں وہ چوکی نظر آئی جس پر سے اچانک ہی ہم پر سرچ لائٹوں کی بھرمار ہو گئی تھی اور اس کے بعد لاؤڈ اسپیکروں پر ہمیں وارننگ دی جانے لگی۔۔۔ رائفلیں ان لوڈ کر دی گئی تھیں' فضا میں فائرنگ ہوتی رہی اور فائرنگ کا جواب بھی فضا میں ہی دیا گیا۔ کافی دیر تک یہ ہنگامہ جاری رہا اور اسکے بعد ہمیں گرفتار کرنے والے ہمارے پاس آ گئے' اور ہمیں ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہنا دی گئیں۔ رات کو تقریباً" تین بجے ہم دوبارہ لوٹ کے بدھو گھر کو آئے کے مصداق جیل میں واپس پہنچے تھے۔ حالانکہ رات کا وقت تھا لیکن پوری جیل میں افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔ فرار ہو جانے والوں کی گرفتاری کی خبر وہاں پہنچ گئی تھی اور جو قیدی اپنی بیرکوں میں تھے جہاں سے باہر جھانکا جا سکے۔ سارے کے سارے کھڑکیوں اور دروازوں سے جھانک رہے تھے۔ ہمیں تیز روشنی میں ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کے ساتھ لایا گیا' اور بعد میں ایک بیرک میں بند کر دیا گیا گویا ہم خطرناک قیدی تھے۔ بیرک کے چاروں طرف مسلح سپاہی پھیل گئے تھے۔ پھر تقریباً" دو دن جیلر کو انتظار کرنا پڑا۔ منصوبہ تو مکمل تھا ہی' جیلر نے اعلیٰ حکام سے رابطہ قائم کر کے بالآخر ہمیں جیل سے نکالا اور سخت پہرے میں رکھ کر برگاس سے باہر نکال دیا گیا اب ہمارے پروگرام کے دوسرے مرحلے کا آغاز ہو گیا تھا ہمیں جن لوگوں کے سپرد کیا گیا تھا وہ بھی بڑے خطرناک معلوم ہوتے تھے۔ اور شاید مقامی افواج کے آدمی معلوم ہوتے تھے۔ میری ضرورت کے مطابق وہ تمام ماحول پیدا کر دیا گیا تھا جو مجھے درکار تھا چنانچہ ہم لوگوں کا یہ سفر اچھا خاصا طویل ثابت ہوا انتہائی سخت نگرانی میں بالآخر ہمیں بندرگاہ تک پہنچایا گیا اور یہاں ہم نے کیرول پاور کو لنگر انداز دیکھا تھا۔

کیرول پاور کارگو شپ تھا۔ لیکن بہت وسیع و عریض۔ اور اس پر تھوڑے مسافروں کے سفر کا بھی بندوبست رکھا گیا تھا کچھ عجیب سی نوعیت کا جہاز تھا' قیدیوں کے لیے بھی اس میں معقول انتظام تھا یہاں کچھ لوگوں نے ہمیں ریسیو کیا اور اسکے بعد کیرول پاور کی نچلی تہہ میں بنے ہوئے قید خانے میں پہنچا دیا گیا' اس دوران ہماری ملاقات کسی خاص شخص سے نہیں ہوئی تھی' بس ابتدا میں ہی کچھ لوگوں کو کاغذات وصول کرتے دیکھا گیا تھا اور انہوں نے ہماری گنتی کر لی تھی بہر حال یہاں پہنچنے کے بعد پروگرام کا پہلا مرحلہ بالکل ختم ہو گیا۔ میرے ساتھی میرے سامنے موجود تھے۔ ظاہر ہے کیا کہتے مجھ سے۔ ہم لوگوں کو قیدیوں کی حیثیت دی گئی تھی۔ لیکن جب کیرول پاور نے لنگر اٹھا دیے تو جہاز کا کپتان آندرے شیفر' دو آدمیوں کے ساتھ ہمارے پاس پہنچ گیا اس نے مسکراتے ہوئے آندرے شیفر کے نام سے اپنا تعارف کرایا اور اپنے دونوں ماتحتوں کا بھی۔ اس نے بھی مجھے میڈلینو گنگ کی حیثیت سے مخاطب کیا تھا حالانکہ یہ نام میرا اپنا تجویز کردہ نہیں تھا۔ غرض یہ کہ کپتان نے مجھے اپنے ہر طرح کے تعاون کا یقین دلایا اور اس کے بعد ہمیں بہترین ریفریشمنٹ دیا گیا کپتان نے کہا کہ یہ سفر اگر تھوڑا سا تکلیف دہ ثابت ہو تو تمہارے لیے تو ہمیں معاف کر دیا جائے۔ سفر جاری رہا۔ بہترین بستر فراہم کیے گئے تھے جو بچھائے تو زمین پر ہی گئے تھے۔ لیکن بڑے آرام دہ تھے۔ رات کو آندرے شیفر ہم سے جغرافیے کے بارے میں گفتگو کرنے لگا اس نے کہا۔

"آرگوس نامی جزیرہ ویسے تو اپنی ایک الگ نوعیت رکھتا ہے لیکن اس کے قریب ہی ایک ملک بھی ہے جہاں سے ہمیں گزرنا ہو گا' جب کہ کیرول پاور کا روٹ دوسرا ہے۔"

کپتان نے دوسرے دن بارہ بجے ہم سے ملاقات کر کے آئندہ کا پروگرام بھی طے کیا اور پھر مجھ سے بولا۔

"مسٹر میڈلینو میں آپ سے ایک اور ملاقات تنہائی میں کرنا چاہتا ہوں میرا خیال ہے آج ڈنر کے وقت میں آپ کو طلب کر لوں گا' آپ کے ساتھیوں سے معذرت ہے محسوس نہ کریں مجھے آپ سے تنہائی میں گفتگو کرنا ہو گی۔"

"ٹھیک ہے آندرے شیفر' آپ جب چاہیں اور جہاں چاہیں مجھے طلب کر سکتے ہیں" میں نے جواب دیا۔ میرے ساتھیوں کو اس بات سے کوئی اعتراض نہیں تھا کہ میں اس سلسلے میں کیا کر رہا ہوں' ظاہر ہے وہ سب میرے ماتحت تھے اور صرف میرے احکامات کی تعمیل کے لیے میرے ساتھ تھے۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آندرے شیفر نے مجھے وقت مقررہ پر اپنے کیبن میں طلب کر لیا' اس کے وہی دونوں سپاہی مجھے لینے کے لیے آئے تھے' باہر کی فضا خاموش تھی' جہاز کے عملے کے لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے' اس کے باوجود مجھے خاموشی سے آندرے شیفر کے کیبن میں پہنچا دیا گیا تھا' آندرے شیفر کو شاید اس بات کا اندازہ تھا کہ میں کتنی دیر میں اس کے پاس پہنچ جاؤں گا' جب میں وہاں پہنچا تو جہاز کے خاص ملازم میز پر کھانا لگا رہے تھے اور آندرے شیفر میرا منتظر تھا' کھانا لگا دیا' میں نے اپنی پسند کی چیزوں کا انتخاب کر لیا تھا' آندرے شیفر نے اس بات پر کوئی خاص توجہ نہیں دی۔ ذرا لاابالی قسم کا کپتان' ٹائپ کا آدمی تھا' جو صرف مطلب کی باتوں پر غور کرتے ہیں اور دوسرے معاملات سے انہیں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ کھانے سے فراغت حاصل کرنے کے بعد بہت ہی عمدہ قسم کے جوس کا بندوبست کیا گیا اور آندرے شیفر نے میری طرف مسکراتے ہوئے دیکھا اور بولا۔

"یہ نہایت مناسب وقت ہے ہماری گفتگو کے لیے' ویسے بھی ہم ایک دوسرے کا بہت زیادہ وقت نہیں لیں گے۔"

"جی مسٹر شیفر' میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں"

"مسٹر کنگ' مجھے آپ کے بارے میں جس قدر تفصیلات بتائی گئی ہیں۔ بس اتنا ہی جانتا ہوں اور ویسے بھی جن لوگوں سے ہمارا زندگی بسر کا تعلق نہیں ہوتا ان کے بارے میں زیادہ تفصیلات معلوم کرنا بے مقصد ہی ہوتا ہے' میرا تعلق کن لوگوں سے رہا ہے۔ یہ بات آپ کے لیے بھی باعث دلچسپی نہیں ہوگی اور آپ ماضی میں کیا کر رہے ہیں۔ یہ پوچھنا بھی بے مقصد ہی ہے"

میرے ہونٹوں پر ہنسی آگئی' میں نے کہا۔

"میرا خیال ہے اس طویل گفتگو کی ضرورت بھی نہیں تھی آندرے شیفر جب ہم ایک دوسرے کی زندگی کے بارے میں کچھ جاننے کے شوقین نہیں ہیں تو میرا خیال ہے اس کی وجہ بتانا بھی بے مقصد ہی ہے"

آندرے شیفر بھی ہنس پڑا اور پھر بولا۔ "انسان کے اندر کچھ کمزوریاں ہوتی ہیں جو اس کی فطرت ہوتی ہیں جو اس کی فطرت کا حصہ ہوتی ہیں' میں نے اگر آپ سے یہ بے مقصد گفتگو کی تو یہ سمجھ لیں کہ یہ انسانی فطرت کا ایک حصہ تھی"

"بے شک' میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں"

"تو پھر ہم مطلب پر آجائیں؟"

"ہاں ضروری ہے"

"مسٹر کنگ آپ کو کیرول پاور کے بارے میں بتا دیا گیا ہوگا میں مزید کچھ بتانا چاہتا ہوں"

"جی فرمایئے"

"کیرول پاور ویسے تو میرے قبضے میں ہے اور اس پر جتنے لوگ ہیں ان کے بارے میں مجھے خاص تفصیلات معلوم ہیں لیکن جب اس قسم کے کام ہوا کرتے ہیں تو اپنے سائے سے بھی گریز کیا جاتا ہے میں نہیں چاہتا کہ خاص طور سے متعلق لوگوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کو اس بارے میں کچھ معلومات حاصل ہوں"

"یہ ذہانت کی دلیل ہے"

"میری ذمے داری بھی ہے"

"یقیناً ہوگی"

"تو پھر آپ یوں سمجھ لیں کہ بہت کم افراد ایسے ہیں جنہیں یہ بات معلوم ہے کہ کیرول پاور کا سفر کوئی باقاعدہ سفر نہیں ہے"

"اتفاق سے مجھے بھی نہیں معلوم"

"میں جانتا ہوں' اگر آپ کو یہ بات معلوم ہوتی تو پھر مجھے بتانے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی"

"کیا مطلب؟"

"مجھے سمجھا دیا گیا ہے کہ آپ کو اپنے پروگرام کے بارے میں مجھے ہی بتانا ہے"

"گڈ وری گڈ' اب میں آپ سے یہ سوال نہیں کروں گا کہ یہ بات آپ کو کس نے سمجھائی ہے؟"

"ہاں' یہ ایک بالکل الگ موضوع ہو جائے گا اس لیے ہمیں اس موضوع پر بات کرنا بیکار ہی لگتا ہے"

"ٹھیک ہے"

"کیرول پاور پوری طرح آپ کے لیے ہے' میرا مطلب ہے جو مشن آپ سرانجام دے رہے ہیں ہم کیرول پاور صرف اسی مشن کے لیے متحرک ہوا ہے اور اس کا پروگرام طویل ترین ہے"

"کنگ۔ گویا آپ کا مقصد ہے کہ آپ صرف میرے کام کی تکمیل کا انتظار کریں گے"

"سو فیصدی"

"لیکن کیسے' یہ بات نہیں معلوم ہو سکی؟"

"بین الاقوامی سمندری معاملات میں کیرول پاور ایک باقاعدہ حیثیت رکھتا ہے لیکن یہ بات کوئی نہیں جانتا کہ اس میں کوئی باقاعدگی نہیں ہے' آپ کے مشن کا آغاز ہونے کے بعد ہم رومانیہ چلے جائیں گے' آٹھ دن ہمیں رومانیہ میں گزارنے ہوں گے اور اس کے بعد ہماری واپسی کا سفر شروع ہوگا' تقریباً" پانچ دن کے بعد ہم آرگوس کے نزدیک پہنچ جائیں گے گویا اس سلسلے میں آپ کے مشن کے آغاز کا تیرھواں دن اس لیے ہوگا کہ آپ ہمیں اپنی پوزیشن سے آگاہ کر دیں' مزید گفتگو کرنے کے بعد ہمارا دوسرا سفر یوگوسلاویہ کا ہوگا اور اگر اس دوران میرا مطلب ہے تیرہ دن کے اندر اندر آپ کے مشن کے کچھ بہتر آثار نظر آئے تو پھر یوگوسلاویہ کا سفر ملتوی کر کے ہم آرگوس کے آس پاس آجائیں گے اور آپ کی ہدایت کے مطابق عمل کریں گے' فرض کیجیے یوگوسلاویہ پہنچنے کے بعد بھی جب ہماری واپسی شروع ہوگی طے شدہ منصوبے کے مطابق اور اتفاق سے آپ کا کام نہ ہوا تو پھر ہمارا تیسرا سفر یونان کا ہوگا یہ سب باقاعدہ کاغذات میں درج ہے ہم ان ہی تینوں ملکوں کے درمیان چکر لگاتے رہیں گے اور اس دوران جب آپ کی طرف سے خبر ملے گی کہ اب آپ کا کام مکمل ہو گیا ہے تو ہم آپ کے پاس پہنچ جائیں گے اور آپ کے مشن کی تکمیل میں حصہ لیں گے"

میں نے تعریفی نگاہوں سے آندرے شیفر کو دیکھا اور کہا۔

"بہت خوبصورت پروگرام ہے"

"یہ جہاز صرف آپ کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہے"

"ذہن میں سوالات تو بے شک ابھرتے ہیں' لیکن میں سمجھتا ہوں یہ پوچھنا ضروری نہیں ہے کہ یہ کون سی کمپنی کا جہاز ہے؟"

"ہاں بے مقصد ہوگا آپ کے لیے' ہمارا مطلب صرف کام کرنا ہے"

"میں جانتا ہوں"

"کیا آپ اس پروگرام سے مطمئن ہیں؟"

"ہاں چند سوالات آپ سے اور کرنا چاہتا ہوں"

"کیا؟"

"کیا کیرول پاور پر وہ تمام انتظامات موجود ہیں جو ہنگامی طور پر استعمال کیے جا سکتے ہیں؟"

"تقریباً" آپ یہ سمجھ لیجیے کہ یہ اتنا مکمل جہاز ہے کہ اگر آپ اسے ایک جنگی جہاز میں بھی تبدیل کرنا چاہیں تو ہمیں کوئی مشکل نہیں ہوگی' آپ کو ایک بہترین جنگی جہاز حاصل ہو جائے گا"

"بہت شاندار انتظامات کیے گئے ہیں"

"شکریہ بے حد شکریہ' تو یہ گفتگو کرنے کے لیے میں نے آپ کو بلایا تھا اب آپ یہ بتائیے کہ کوئی ایسا نکتہ باقی رہ جاتا ہے جو میرے اور آپ کے درمیان طے ہو"

"ہاں"

"وہ کیا؟"

"میں فرض کرو آرگوس پر موجود ہوں گا تو جہاز سے کیسے گفتگو کی جا سکتی ہے؟"

"جی بالکل' یہ نکتہ نہیں بلکہ ایک اہم معاملہ ہے آپ کو ایک انتہائی حساس اور طاقتور اور میری نگاہ میں حیران کن ٹرانسمیٹر دیا جائے گا بس اس کی حفاظت آپ پر فرض ہوگی' یہ ٹرانسمیٹر میں آپ کو صبح پیش کروں گا' اس کا حیطہ عمل ناقابل یقین حد تک وسیع ہے' میرا مطلب ہے کہ اگر ہم سمندر میں سفر کر رہے ہوں گے تو آپ اس سے با آسانی ہم سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں' یہ ایک حیرت انگیز ایجاد ہے' اس کا ریسیور البتہ بہت بڑا ہوگا۔ تاکہ آپ کی گفتگو یا آپ کا میسج صحیح انداز میں وصول کیا جا سکے۔"

"گڈ۔ یہی میں جاننا چاہتا تھا"

"آپ کے لیے کوئی خطرہ نہیں چھوڑا گیا ہے جناب اگر ضرورت پیش آئی تو اس جہاز کے عملے کے تمام افراد آپ کے لیے جنگ کرنے پر بھی تیار ہوں گے' ہم لوگ باقاعدہ ایک جنگی فریگیٹ سے جنگ کر سکتے ہیں"

میں نے پرخیال انداز میں گردن ہلائی تھی' حالانکہ یہ تمام تفصیلات مجھے مسٹر آرک ماسیلیا نے بھی نہیں بتائی تھیں' لیکن اس بات کا دل سے قائل ہونا پڑتا تھا کہ اسرائیلی حکام نہایت دوراندیشی سے کام لیتے تھے اور ان کے ہاں یہ طریقہ کار رائج تھا کہ کائنات میں کبھی کسی پر بھروسہ نہ کرو جس کا جو کام ہے اسے سونپنے کے بعد اس کا پس منظر خود اپنے ہاتھ میں رکھو تاکہ ان میں سے بھی کوئی بے لگام نہ ہونے پائے' بہرحال ان اژدھوں سے جنگ کرنی تھی جن کا انداز فکر اس قدر خوفناک تھا' کچھ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیر تک کپتان کے ساتھ نشست رہی' پوچھنے کے لیے اور کوئی بات نہیں تھی چنانچہ اس کے بعد میں نے اس سے اجازت طلب کرلی۔

وقت زیادہ نہیں تھا اور ہمیں تیز رفتاری سے کام کرنا تھا' آندرے شیفر نے اس سلسلے میں جو تفصیلات بتائی تھیں وہ بڑی سحر انگیز تھیں' کیا اعلیٰ پروگرام ترتیب دیا گیا تھا۔ بہرحال یہ خوشی کی بات تھی کہ وہ میرے منصوبے سے متفق تھے' آفتاب کمال کا خیال بار بار میرے دل میں آتا تھا' آخر انسان ہی ہے تمام حالات پر قابو پالینا اس کے لیے مشکل تو ہوگا بہرحال اپنی جیسی کوشش کررہے تھے' باقی سب کچھ تقدیر کے فیصلے پر منحصر تھا' قسمت اس سلسلے میں جس قدر رہنمائی کرے گی اتنا ہی کام ہوسکتا ہے' سب کچھ تو ممکن نہیں ہوتا ہر کام میں گنجائش رکھنا ہوتی ہے' کہاں کیا وقت پیش آجائے اور کس جگہ راستہ رک جائے' یہ تمام چیزیں ذہن میں رکھنی تھیں' مجھے وہ کشتی دکھائی گئی جو ہمارے فرار کے لیے تیار کی گئی تھی' کشتی ہر لحاظ سے مکمل تھی اور اس پر مجھے ضروریات زندگی بھی رکھنا تھیں' کون جانے سمندر میں کیا حادثہ پیش آجائے ۔ آندرے شیفر نے اس سلسلے میں ایک فہرست تیار کرلی تھی' جب اس نے فہرست میرے سامنے پیش کی تو میں نے ہنس کر کہا۔

"مائی ڈیئر آندرے شیفر' یہ تو ہماری موت کا مکمل سامان ہے"

"کیا مطلب" وہ حیرت سے بولا۔

"جب قیدی فرار ہوتے ہیں تو ان کے لیے اتنے شاندار انتظامات کبھی مہیا نہیں ہوسکتے' زیادہ سے زیادہ وہ کھانے پینے کی کچھ اشیاء اپنے ساتھ لے لیتے ہیں آپ نے تو ہمارے شاندار سفر کا بندوبست کردیا ہے' یہ کمبل' خوراک کے ڈبے' پانی کے ٹن' کافی اور بسکٹ وغیرہ۔ یہ انتظام تو کسی طور پر ممکن ہو ہی نہیں سکتا' ہمیں نہایت بے سروسامانی کے عالم میں جان بچانے کے لیے بھاگنا ہے بس اتنا مختصر سا سامان ہمارے حوالے کردیجئے جو ایسے موقعوں پر فرار ہوتے وقت ساتھ لیا جاسکتا ہے"

آندرے شیفر نے حیرت ناک مسکراہٹ کے ساتھ مجھے دیکھا اور بولا۔

"او مائی گاڈ' یہ تو واقعی میں نے سوچا ہی نہیں تھا' سچ سچ لیکن میرے دوست سمندر سمندر ہوتا ہے' کوئی بھی ایسا واقعہ پیش آسکتا ہے جو تمہارے پروگرام کو ڈسٹرب کردے اس عالم میں کہیں تمہاری زندگیاں خطرے میں نہ پڑجائیں۔"

"یہی تو ایڈونچر ہے مسٹر شیفر' ہم ایڈونچر کے لیے ہی نکلتے ہیں' اگر اس میں یہ ایڈونچر بھی شامل ہوجاتا تو کوئی اہم بات نہیں ہوگی"

"تب پھر یہ تمام اشیاء تو کسی طور مناسب نہیں ہیں' ہاں تھوڑا سا پینے کا پانی اور خشک خوراک کے کچھ ڈبے وہ بھی ایسے جن کی کوئی ترتیب نہ ہو"

"بالکل مناسب ہے' جیسے ہی ہمیں یہ احساس ہوا کہ ہم کسی کی نگاہ میں آگئے ہیں تو یہ سامان بھی ضائع کردیا جائے گا اور ہم اپنے آپ کو کئی دن کا بھوکا ثابت کریں گے"

شیفر ہنسنے لگا اور پھر بولا۔

"یہ آپ ہی جیسے بے جگر لوگوں کا کام ہے' ورنہ سمندر میں ایسے خطرات مول لینا آسان بات نہیں ہے' میں ایک کپتان کی حیثیت سے یہ بات کہہ رہا ہوں"

بہرحال وہ وقت آگیا جب ہمیں کشتی لے کر وہاں سے نکلنا تھا' تھوڑے سے ہتھیار البتہ ساتھ لے گئے تھے اور اس کے بعد میں اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ کشتی لے کر سمندر میں اتر گیا' اس وقت صرف آندرے شیفر اور اس کے چند ساتھی ڈیک پر موجود تھے' انہوں نے ہاتھ ہلا کر ہمیں خدا حافظ کہا۔ رات کے کوئی پونے تین بج رہے تھے جب ہم نے اپنے اس سفر کا آغاز کیا۔ نقشے کے مطابق اب ہمیں آرگوس کی جانب رخ کرنا تھا ہم نہایت مستعدی سے اپنا یہ کام سرانجام دیتے رہے' کیرول پادر نگاہوں سے اوجھل ہوگیا اور اس کی آخری روشنیاں بھی معدوم ہوگئیں' لق و دق سمندر میں کسی نشان کے بغیر ہم صرف کمپاس کے سہارے سفر کررہے تھے اگر سمندری ہوائیں موافق رہیں یقینی طور پر دوسرے دن دوپہر تک ہمیں آرگوس کے آس پاس ہونا چاہیے تھا خدا کرے ہمیں باآسانی دیکھ لیا جائے اور اگر کہیں سمندر کی ہواؤں نے رخ تبدیل کردیا تو پھر موت کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں ہوگا' لیکن یہ بھی ایک سچ ہے کہ ایسے معاملات میں بالکل بے جگر تھا میں اور مجھے کبھی ان حالات سے خوف نہیں محسوس ہوا تھا'

جب کہ میرے باہوش ساتھی میری طرح بلا اجہتوں کا شکار نہیں تھے اور ان کے چہرے تشویش زدہ نظر آرہے تھے۔

دن نکل آیا' کمپاس ہماری رہنمائی کررہا تھا اور ہم صرف ایک موہوم سی امید پر آرگوس کی جانب بڑھ رہے تھے ۔۔۔ سورج بلند تو نہیں ہوا تھا لیکن اس کی ہلکی ہلکی تمازت محسوس ہونے لگی تھی' کام وقت سے پہلے ہی ہوگیا ۔۔۔ ساڑھے دس بجے کا وقت تھا جب ہم نے درمیانے سائز کے فریگیٹ دیکھے انہیں فریگیٹ کہنا مناسب نہیں ہوگا کیونکہ ان کی لمبائی چوڑائی بہت زیادہ نہیں تھی' لیکن جدید ترین جہاز معلوم ہوتے تھے' تعداد تین تھی' اب یہ لازمی امر تھا کہ ہمیں کشتی پر دیکھ لیا گیا ہو اپنے ساتھیوں کے مشورے کے ساتھ میں نے خوراک کے ڈبے اور پانی کا ٹن پھینک دیا' یہ بڑا مشکل کام تھا' لیکن ہم نے سرانجام دیا' فریگیٹ نظری دھوکہ تو نہیں تھے کہ ہم مصیبت میں گرفتار ہوجائیں' پھر چہروں کو ایسا بنالیا گیا جیسے خوراک اور پانی نہ ہونے کے باعث ہماری کیفیت کافی خراب ہو' بس اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کیا جاسکتا تھا ہم نے محسوس کرلیا تھا کہ فریگیٹ رخ بدل رہے ہیں اور ان میں سے دو کا رخ ہماری ہی جانب ہے گویا کام بن گیا ہے اور ہم جو چاہتے تھے ہماری تقدیر نے ہمیں وہی کرکے دکھا دیا ہے' کشتی پر ہماری جدوجہد بالکل ختم ہوگئی تھی اور ہم سب نیم مردہ کیفیت میں اس پر لیٹ گئے تھے' باقی سب کچھ حالات پر چھوڑ دیا گیا تھا۔ زیادہ دیر نہیں گزری کہ فریگیٹ سے کئی چھوٹی چھوٹی کشتیاں نیچے اتریں اور ہماری کشتی کی جانب چل پڑیں' غالباً ہمیں دوربینوں سے اس عالم میں دیکھ لیا گیا تھا اور وہ لوگ یہ تصور کرکے چل پڑے تھے کہ ہم عالم حواس میں نہیں ہیں' بہرحال بے ہوشی کی کیفیت کا شکار ہونا مناسب نہیں تھا' تین چار کو اس حالت میں ڈال دیا گیا تھا' باقی سب حسرت و یاس کی تصویر بنے ہوئے الٹے سیدھے کشتی میں پڑے ہوئے تھے۔ چھوٹی کشتیوں سے جو باقاعدہ انجن سے چل رہی تھی' کئی آدمی ہماری کشتی پر کود آئے' یہ تنومند جسم والے چست و چالاک آدمی تھے' ان میں سے کچھ مسلح بھی تھے اور انہوں نے ہلکی سب مشین گنیں تان رکھی تھیں' ایک لمحے میں انہوں نے کشتی کی کیفیت کا اندازہ لگایا اور ایک دوسرے کو ہدایات دینے لگے' میرے ساتھیوں میں سے ایک کا گریبان پکڑ کر ایک شخص نے اوپر اٹھایا اور وہ ڈھیلے ڈھالے جسم کے ساتھ سہارے لے کر کھڑا ہوگیا۔

"کون ہو تم لوگ' یہاں کیوں آمرے ؟" اس شخص نے کرخت لہجے میں سوال کیا اور میرا ساتھی بہترین اداکاری کرنے لگا' اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کئی بار بولنے کی کوشش کی اور اس کے بعد زبان باہر نکال دی گویا یہ اظہار کرنا چاہتا تھا کہ وہ بھوک اور پیاس کی وجہ سے بول نہیں سکتا' آنے والے افراد میں سے ایک نے کہا۔

"نہیں ابھی ان میں سے کوئی کسی سوال کا جواب دینے کے قابل نہیں ہے"

"تو پھر کیا کیا جائے ؟"

"ان کی کشتی کو اپنی کشتی سے باندھ لو اور انہیں جہاز تک لے چلو"

ان لوگوں کے پاس اس کا بھی معقول بندوبست تھا' چنانچہ بہت سے آنکڑے ہماری کشتی میں پھنسا دیے گئے اور تمام کشتیوں نے اسے گھسیٹنا شروع کردیا' کچھ دیر کے بعد ہم ایک فریگیٹ کے پاس پہنچ گئے' میں نیم وا آنکھوں سے اس فریگیٹ کو دیکھ رہا تھا' کیا شاندار جہاز بنایا گیا تھا' ایسا جہاز ممکن ہے کسی چھوٹے موٹے ملک کے پاس بھی نہ ہو"

بہرحال اس کے بعد فریگیٹ سے مختلف کارروائیاں کی گئیں اور کچھ دیر کے بعد ہم جہاز پر منتقل ہوگئے' ہمارے ساتھ بہترین سلوک کیا جارہا تھا' جہاز کے مختلف حصوں میں ہمیں بستروں پر لٹا دیا گیا تھا اور وہ لوگ ہماری دیکھ بھال کررہے تھے۔ غالباً جہاز پر کوئی ڈاکٹر بھی موجود تھا' وہ ہم میں سے ایک ایک کا جائزہ لینے لگا پھر اس نے ان لوگوں سے کچھ گفتگو کی۔

کچھ دیر کے بعد چند اور افراد آگئے اور ہم سب کو دو دو تین تین انجکشن دیے گئے' ان انجکشنوں میں یقینی طور پر بے ہوشی کی دوا بھی شامل تھی' کیونکہ مجھ سمیت سب ہی اتنا غفیل ہوگئے تھے ۔ یہ بہتر ہوا اس کے علاوہ اور کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوسکتی تھی۔ بعد میں مجھے جب ہوش آیا تو وہ بالکل اسپتال جیسی جگہ تھی۔ ایک وسیع و عریض ہال جس میں بستر پڑے ہوئے تھے' اس کی دیواریں سفید تھیں اور سفید لباس میں ملبوس نرسیں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ادھر سے ادھر گردش کررہی تھیں' ہم اپنی اندرونی حالت کافی بہتر پا رہے تھے' ہر بیڈ پر ڈرپ لگی ہوئی تھی اور اس ڈرپ سے ہمیں طاقت پہنچانے کی کوشش کی گئی تھی' غرضیکہ تمام انتظامات بہترین طریقے سے کیے گئے تھے اور ان لوگوں کا رویہ ہمارے ساتھ نہایت معقول تھا' میں اس بات سے مطمئن تھا کہ پروگرام کے اس مرحلے کا اختتام بھی اسی موثر طریقے سے ہوا ہے جس کے ہم خواہش مند تھے۔ اب بعد کے معاملات تو بعد میں ہی دیکھے جائیں گے' بہت زیادہ نقاہت یا خراب حالت کا مظاہرہ کرنا بھی غیر مناسب تھا چنانچہ میں نے ایک نرس کو آواز دی اور نرس میری آواز پر چونک کر میری طرف متوجہ ہو گئی۔ پھر وہ اپنی پیشہ ورانہ مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے میرے پاس پہنچ گئی۔

"ہیلو"

"ہیلو سسٹر" میں نے نقاہت بھری آواز میں کہا۔

"کیسی طبیعت ہے اب تمہاری"

"ٹھیک ہوں اور آپ کا بے حد شکر گزار"

"آپ کو میرا نہیں ریڈمین کا شکر گزار ہونا چاہیے"

"ریڈمین؟"

"ہمارا چیف' ہمارا بادشاہ اس جزیرے کا حکمراں"

"جزیرہ"

"ہاں' یہ آرگوس ہے"

"آرگوس" میں نے پھر سوالیہ انداز میں اسے دیکھا۔

"تمہیں رفتہ رفتہ یہ یہاں کے بارے میں تفصیلات معلوم ہوں گی' بہرحال میں اتنا کہہ سکتی ہوں کہ تم بالکل بہتر حالت میں ہو اور بالکل محفوظ ہو"

"شکریہ سسٹر بہت بہت شکریہ"

"کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے؟"

"نہیں سسٹر ہم بہتر توانائی محسوس کر رہے ہیں"

"یہ اچھی بات ہے مجھے خوشی ہے کہ تم نے اپنی حالت بہتر بنالی" نرس آگے بڑھ گئی۔

میں نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا' سب ہی متحرک تھے۔ ظاہر ہے وہ ایک گھنٹہ بھی بھوکے نہیں رہے تھے' اس کے بعد انہیں جو جسمانی طاقت فراہم کی گئی تھی' اس نے انہیں خصوصی طور پر چست و چالاک کردیا تھا' بس بے ہوشی کے وہ لمحات' ہمارے حساب سے خارج ہو گئے تھے جب ہم نے اس فریگیٹ میں سفر کیا تھا' کس طرح آرگوس پہنچے' کیسے کیسے مراحل سے گزرنا پڑا یہ نہیں معلوم تھا' البتہ ہمارے جسموں پر وہی کپڑے تھے جنہیں پہن کر ہم یہاں تک آئے تھے۔ غرضیکہ ہمارا یہ سلسلہ جاری رہا اور پھر شام تک ہمیں وہاں رہنا پڑا۔

رات کو ڈاکٹر آئے' کئی ڈاکٹر تھے ان میں سے ایک ایک نے ہم سب کا چیک اپ کیا اور ہمیں فٹ قرار دے دیا' تب ایک دبلا پتلا لمبے سے قد کا آدمی ہمارے قریب آیا اور اس نے کہا۔

"اگر آپ لوگوں کسی قسم کی کمزوری محسوس کرتے ہیں تو یہاں مزید آرام کریں اور اگر اپنے آپ کو بہتر حالت میں پاتے ہیں تو آپ کے لیے دوسری جگہ بندوبست کردیا گیا ہے؟"

"نہیں سر' ہم بالکل ٹھیک حالت میں ہیں" میں نے اسے جواب دیا اپنے آپ کو اس سطح کا آدمی ظاہر کرنے کے لیے جس کی وجہ سے ایک لمبی قید بھگتنا پڑتی ہے میں نے اپنے چہرے کے تاثرات میں وہ کرختگی قائم کررکھی تھی اور باقی لوگوں کو بھی ہدایت دے دی گئی تھی کہ وہ بہت زیادہ شریف انسان ہونے کا مظاہرہ نہ کریں۔ بلکہ شیطانیت ان کے چہروں پر برسنی چاہیے تاکہ جس حیثیت سے ہم جزیرہ آرگوس پہنچے ہیں اسی حیثیت سے ہمیں قبول کرلیا جائے اور ریڈمین کو کسی قسم کا کوئی شبہ نہ ہو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا' ہمیں جس جگہ منتقل کیا گیا وہ خوبصورت طرز کی بنی ہوئی ایک عمارت تھی' کچھ ہاسٹل ٹائپ لگتی تھی' اس عمارت میں ہمیں چار پانچ کمروں میں جگہ دی گئی تھی اور یہاں ہماری دیکھ بھال کے لیے ایسے لوگ موجود تھے جو بظاہر تو خدمت گار نظر آتے تھے' لیکن ان میں سے ہر ایک کے لباس میں پستول موجود تھا' رات ہو چکی تھی' ہمیں ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق ڈنر میں ہلکا کھانا پیش کیا گیا اور ہم نے شکریہ کے ساتھ وہ کھانا قبول کرلیا۔ پھر سونے لیٹ گئے' ہر قسم کی گفتگو سے پرہیز برتا گیا تھا لیکن ضروری گفتگو ہمیں کرنا تھی' کون جانے کہاں کونسی بات سنی جارہی تھی' میرے ساتھ جو تین افراد کمرے میں مقیم تھے ان میں سے ایک نے کہا۔

"باس یہ سب کیا ہے' ہم کہاں پہنچ گئے ہیں؟"

"غالباً" کسی ملک کے حکام نے ہمیں اپنی تحویل میں لے لیا ہے اور ہم ان کی نگرانی میں ہیں"

"یہ تو برا ہوا اس کا مقصد ہے کہ اب ہمیں ایک بار پھر اس ملک کے حوالے کردیا جائے گا"

دیکھو کیا ہوتا ہے' وقت سے پہلے کچھ کہنا بے سود ہے"

"باس اس کے بعد ہمیں سخت ترین سزاؤں سے نواز جائے گا"

"جدوجہد کر ڈالی' تقدیر میں رہائی نہیں تھی تو کوئی کیا کرسکتا ہے اور اب بکواس مت کرو' میں آرام کرنا چاہتا ہوں"

۲ میرا ساتھی خاموش ہو گیا تھا۔

اسکے بعد ہم لوگوں نے کوئی گفتگو نہیں کی۔ جو باتیں ہوتی تھیں وہ اطمینان بخش تھیں۔ بس ایک پیش قدمی تھی۔ ضروری نہیں تھا کہ ہماری باتیں کہیں سنی جارہی ہوں۔

ہمیں ہماری اس رہائش گاہ تک محدود رکھا گیا۔ لیکن ہمیں کھانے پینے کی کوئی تکلیف نہ ہونے دی گئی تھی۔ عمدہ کھانے' چائے' ضرورت اور دوسرا سامان' نہانے دھونے کا بھی معقول بندوبست تھا۔ تمام لوگوں کو لباس بھی فراہم کیے گئے تھے۔ یہ سب کچھ ایک ہفتے تک جاری رہا۔ مجھے یہاں آکر اندازہ ہوا تھا کہ یہ کام چند روز کا نہیں ہے۔ اس میں طویل وقت لگے گا۔ بہرحال اس کا مارجن رکھا گیا تھا اور یہ کوئی خاص بات نہیں تھی۔

ایک ہفتہ پورا ہونے کے بعد ایک صبح ناشتے سے فارغ ہوئے تھے کہ چند افراد ہمارے پاس آگئے۔ مسلح تھے لیکن نرم انداز میں پیش آرہے تھے۔

"تمہیں طلب کیا گیا ہے۔ تم میں لیڈر کون ہے"

"میں ہوں۔" میں نے کہا۔

"اپنے ساتھیوں کے ساتھ چلو"

"ٹھیک ہے" میں نے کہا۔ وہ ہمیں لے کر چل پڑے۔ عمارت سے باہر آکر ہمیں ایک طویل فاصلہ پیدل طے کرنا پڑا تھا۔ راستے میں ہم یہاں کا نظام دیکھا۔ بالکل کوئی شہری آبادی معلوم ہوتی تھی۔ لوگ عام انداز کے کاموں میں مصروف تھے۔ ہماری طرف کوئی متوجہ نہیں ہوا تھا۔ پھر ہمیں ایک شاندار عمارت میں لے جایا گیا۔ بہت بڑا دفتر معلوم ہوتا تھا۔ ہال نما کمرے میں میزیں لگی ہوئی تھیں۔ لوگ فائلوں میں مصروف تھے۔ کسی نے گردن تک نہیں اٹھائی تھی۔ ان کے درمیان سے گزر کر ہم ایک بڑے دروازے کے پاس پہنچ گئے۔ ان لوگوں نے دروازہ کھول کر ہمیں اندر داخل ہونے کے لیے کہا۔ اور ہم اس دروازے سے اندر داخل ہو گئے۔ بہت وسیع ہال تھا لیکن بالکل خالی مدہم مدہم روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی' زمین پر بہت خوبصورت پرشنڈ قالین بچھا ہوا تھا' دیواریں سپاٹ تھیں بس ہال کے سامنے والے حصے میں ایک سیاہ رنگ کا بڑا سا چیمبر نظر آرہا تھا جو دیوار میں نصب تھا' آواز اسی سے ابھری تھی۔

"قریب آجاؤ تاکہ تم سے گفتگو میں آسانی ہو"

بھاری اور پاٹ دار آواز تھی' ہمارے عقب میں دروازہ بند ہو گیا تھا۔ بہرحال میں اپنے ساتھیوں کو اشارہ کرکے آگے بڑھ گیا اور دیوار سے دس پندرہ گز کے فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔

"ایک ہفتے تک تم لوگوں کے بارے میں رپورٹیں حاصل کرتا رہا ہوں تم مجھے ریڈمین کے نام سے پکار سکتے ہو"

"میں سمجھا نہیں جناب" میں نے کہا۔

"حیران کن بات ہے کہ برے راستوں کے راہی ہونے کے باوجود تم نہایت شریف انسان ثابت ہوئے ہو' میں اس بات پر حیران ہوں' تم نے آج تک اس جگہ کے بارے میں' اپنی قید کے بارے میں کسی سے کوئی سوال نہیں کیا' نہ ہی کسی قسم کی سرکشی دیکھنے میں آئی ہے' بہرحال اس سلسلے میں تمہارا کیریکٹر درج کرلیا گیا ہے' کیا تم مجھے اپنے بارے میں اور اپنی اس خاموشی کے بارے میں بتانا پسند کروگے؟"

"سر ہمارے راستے کچھ بھی رہے ہوں' لیکن بدقسمتی سے ہماری نمود بھی عام انسانوں کی مانند ہی ہوئی ہے بعد کے عوامل جو کچھ بھی رہے ہو' لیکن ہم نے عام انسانوں ہی کی مانند زندگی کا آغاز کیا اور اس کے بعد ہمارے راستے وقت نے متعین کردیے۔ اصل میں جن حالات کا شکار ہو گئے تھے۔ ان میں زندگی کے چانس کم ہی رہ گئے تھے' ایسے موقع پر زندگی نے ساتھ دیا اور سہارا دیا تو بہرحال ان لوگوں کے لیے دل میں شکر گزاری کے جذبات ضرور پیدا ہوئے جنہوں نے ہمیں یہ آسانیاں فراہم کیں' پھر بھلا اس بات کے کیا امکانات ہوسکتے تھے کہ ہم کسی قسم کی سرکشی کرتے"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"گڈ" کردار بہر طور ایک چیز ہوتی ہے اور مجھے اچھے کردار کے لوگ پسند ہیں' جو کام کرنا ہوتا ہے اس کی نوعیت الگ' لیکن سپاس گزاری اپنا ایک الگ مقام رکھتی ہے کیا میں تمہیں تمہارے نام سے پکاروں مسٹر میڈلینو کنگ"

"یقیناً" سر۔ آپ کے وسائل لامحدود ہوں گے"

"میڈلینو تمہارے ذہن میں اس جگہ کے بارے میں کوئی تجسس نہیں ابھرا"

"یہاں آنے کے بعد ہر لمحہ یہ احساس رہا ہے کہ نجانے ہم کون سے ملک کے قبضے میں ہیں اور نجانے ہمارا مستقبل کیا ہوگا" لیکن وقت سے پہلے کوئی جدوجہد غیر مناسب ہوتی ہے' اگر ہم آپ سے یہ درخواست کریں کہ اب اگر مناسب سمجھا جائے تو ہمیں یہ بتا دیا جائے کہ ہم کون سے ملک کی تحویل میں ہیں؟"

"یہ ریڈ سٹی ہے کیا سمجھے ریڈ سٹی؟"

میں نے حیرانی سے اپنے ساتھیوں کے چہرے کی جانب دیکھا اور پھر شانے ہلا کر بولا۔

"میری بد قسمتی ہے سر کہ مجھے اس ملک کے بارے میں کچھ نہیں معلوم"

جواب میں ہلکا سا قہقہہ سنائی دیا تھا' پھر کہا گیا۔

"ریڈ مین کے بارے میں کچھ نہیں معلوم"

"مسٹر ریڈ مین کا نام کانوں کو آشنا لگتا ہے لیکن کبھی اس نام کے ساتھ کوئی ایسی بات زندگی میں شامل نہیں ہوئی کہ اس پر غور کیا جاتا' آپ نے اپنا تعارف ریڈ مین کے نام سے ہی کرایا ہے"

"ہاں میں اس ملک کا حکمراں ہوں۔ یہاں میری حکومت ہے ریڈ سٹی ایک جزیرہ ہے جسے باہر کی دنیا آرگوس کے نام سے جانتی ہے لیکن یہ ایک مطلق العنان جزیرہ ہے بڑے بڑے ملکوں کی ہمت نہیں ہے کہ اس جزیرے کے خلاف کوئی کارروائی کر سکیں۔ میں نے اپنے آپ کو منوایا ہے اور دنیا کو یہ بتا دیا گیا ہے کہ یہ چھوٹا سا جزیرہ طاقت میں کسی بہت بڑے ملک سے کم نہیں ہے اور اگر اس کے خلاف کوئی کارروائی کبھی عمل میں آئی تو اس کے نتائج بھیانک نکلیں گے"

میں نے اپنے چہرے پر خوشی کے تاثرات پیدا کر لیے اور مسکراتی نگاہوں سے اپنے ساتھیوں کی جانب دیکھا۔ کون جانے ہماری حرکات و سکنات کو بھی نوٹ کیا جا رہا ہو۔ چند لمحات خاموشی رہی اور پھر ریڈ مین کی آواز سنائی دی۔

"تمہیں یہ جان کر کیا محسوس ہوا؟"

"سر' زندگی کے امکانات پیدا ہو گئے۔ جواب میں ہلکا سا قہقہہ سنائی دیا اور پھر کہا گیا۔

"ہاں' یہاں تم جیسے لوگوں کے لیے زندگی ہے' صرف تم جیسے لوگوں کے لیے۔ ریڈ سٹی ابھی زیر تعمیر ہے میں طاقت کو ہر چیز پر فوقیت دیتا ہوں جو لوگ زندگی کے لیے جدوجہد کرتے ہیں اور اپنی پسند سے جینا چاہتے ہیں قابل تحسین ہوتے ہیں۔ اور ان کی پذیرائی فرض ہوتی ہے' تم نے جینے کے لیے جدوجہد ہے' میں تمہیں جینے کے راستے فراہم کرنا چاہتا ہوں"

"اگر آپ یہ تسلیم کر چکے ہیں سر کہ ہمارے اندر سپاس گزاری کا کوئی جذبہ ہے تو پھر یہ سمجھ لیجئے کہ ہم وفاداری اور احسان کی قیمت ادا کرنے والوں میں سے ہیں"

"میں نے مسٹر میڈلینو آپ لوگوں کے آنے کے بعد اپنے اعلیٰ وسائل سے کام لے کر آپ کا ماضی تلاش کیا مجھے علم ہو گیا کہ آپ دہشت گردی اور جرم کی دنیا سے ملوث رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ کی گرفتاری عمل میں آئی اور آپ کو مختلف ملکوں کی جیلوں میں رکھا گیا۔ یہاں تک کہ جب وہ جیلیں آپ کا تحفظ نہیں کر سکیں تو پھر آپ کو بلوسانا بھجوا دیا گیا' بلوسانا سے آپ نے فرار ہونے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہو سکے تو بلوسانا کے حکام نے آپ کے سلسلے میں معذرت کر لی اور آپ کو آپ کے ملک کے حوالے کر دیا گیا' پھر آپ کیپول پاور نامی ایک جہاز سے کسی نامعلوم مقام پر لے جائے جا رہے تھے کہ آپ نے وہاں سے بھی فرار کا منصوبہ طے کیا اور کشتی لے کر چل پڑے۔ یہ جدوجہد آپ کی دلیری کی داستانیں سناتی ہے اور میں دلیر لوگوں سے محبت کرتا ہوں۔ یہ آپ کی خوش قسمتی تھی کہ آپ لوگوں کا رخ آرگوس کی جانب ہو گیا۔ اور جب کوئی ریڈ سٹی ایریا میں پہنچ جائے تو پھر اس کے تحفظ کی ذمے داری ریڈ مین پر عائد ہوتی ہے' اب دنیا کا کوئی بھی ملک یہ جاننے کے باوجود کہ آپ یہاں موجود ہیں آپ کے حصول کی کوشش نہیں کر سکتا' چنانچہ آپ اپنے آپ کو یہاں محفوظ سمجھئے"

میں نے نیاز مندی سے گردن جھکا لی' چند لمحات خاموشی اختیار کی' پھر کہا۔

"لیکن سر ہمیں یہاں کب تک رہنے کی اجازت مل سکتی ہے؟"

"ریڈ مین کے وفادار ریڈ مین کے ساتھ زندگی گزارنے کے لیے یہاں آئے ہیں"

ہم اس احسان کا کیا خراج پیش کر سکتے ہیں؟"

"میں نے ابھی کہا ہے کہ ریڈ سٹی زیر تعمیر ہے اور اسے تعمیر کنندگان کی ضرورت ہے' آپ کی پوری ٹیم ان میں شامل ہو سکتی ہے"

"اگر ایسی بات ہے تو بہت خلوص کے ساتھ ہم اپنی وفاداریاں آپ کو پیش کرتے ہیں' زندگی کی قیمت کبھی ادا نہیں کی جا سکتی' لیکن ان جذبات کا اظہار عمل کی شکل میں کیا جا سکتا ہے جو زندگی کی نعمت سے نوازنے کے لیے دل میں پیدا ہوتے ہیں"

"تو پھر آپ یوں سمجھ لیجئے کہ اس آزاد جزیرے پر آپ کو اس کی تعمیر کے لیے محنت کرنا ہوگی اور یہاں اپنے لیے راستہ بنانا ہوگا۔ میں نے آپ کو اس جزیرے پر اپنی رعایا کے طور پر قبول کر لیا ہے' آپ کے لیے کوئی خاص فیصلہ نہیں کیا گیا کہ کس کام کے آدمی ثابت ہو سکتے ہیں' یہ وقت کی بات ہوگی اور وقت جو فیصلہ کرے گا وہی مناسب ترین ہوگا" آپ میری بات سمجھ رہے ہیں ناں مسٹر میڈلینو' آپ کو یہاں سے باہر جانے کے بعد وہ تمام تفصیلات بتا دی جائیں گی جن کے تحت آپ یہاں زندگی گزاریں گے' میں یہاں آپ سے سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ ذہنی طور پر اس کے لیے تیار ہیں؟"

"زندگی کسے عزیز نہیں ہوتی اور پھر ان حالات میں اگر زندگی کے لیے کوئی موقع مل جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا محسن اور کوئی نہیں ہو سکتا جو یہ موقع فراہم کرے"

"ہمیشہ ریڈ سٹی کی تعمیر کے بارے میں سوچیے یہ آپ کو ہر طرح سے بہتر زندگی فراہم کرے گی۔ آپ کے ہر ذوق کی تکمیل ہوگی' یہ نہ تصور کریں کہ آپ کو آپ کی پسند کی زندگی سے ہٹا دیا جائے گا' لیکن اس کے لیے آپ کو ایک طویل عرصہ اپنے آپ کو منوانا پڑے گا"

"ہم آپ کے معیار پر پورا اترنے کی کوشش کریں گے جناب"

"بس اب آپ ریڈ سٹی کی شہریت رکھتے ہیں' آپ کو اسٹیمپ کر دیا جائے گا۔ یہاں سے باہر نکلنے کے بعد آپ کو گائیڈ کرنے والے مل جائیں گے اور وہ بتائیں گے کہ آپ کو کیا کرنا ہے"

"میں صرف زبان سے آپ کا شکریہ ادا کر کے بات ختم نہیں کرنا چاہتا سر' بلکہ عمل سے یہ ظاہر کروں گا کہ ان جذبات کے جواب میں کیا کیا جا سکتا ہے"

ایک ہلکے سے قہقہے کے ساتھ کھڑکھڑاہٹ کی ہلکی ہلکی آواز ابھری اور پھر خاموشی چھا گئی' گویا اب ہمیں باہر جانے کی آزادی تھی' کچھ عجیب سی کیفیت ہو گئی تھی ذہن کی' ریڈ مین برا انسان نہیں' تاحد جو کچھ اس نے ان حالات میں ہمارے لیے کیا تھا اگر در حقیقت وہی حالات ہوتے تو جو کوئی بھی میری جگہ ہوتا ہمیشہ کے لیے اس کا احسان مند ہو جاتا' لیکن کیا کیا جاتا میرا مسئلہ ہی مختلف تھا' بہرحال ایسے کاموں میں جذباتیت کو ذہن میں جگہ نہیں دی جا سکتی کیونکہ میرا تو کھیل ہی مختلف تھا کون جانے میرا کھیل کیا ہے' یہ بات تو اب چند افراد کے علاوہ اور کوئی نہیں جان سکتا اور یہ چند افراد آفتاب کمال اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھے۔

ایک لمحے کے لیے دل میں لہر سی آ کر گزر گئی' بارہا یہ بات سوچی تھی کہ آفتاب کمال بھی انسان ہی ہے مگر اس کی کیفیت ہمیشہ ایک جن کی مانند رہی تھی اور اس نے جب بھی کوئی کارنامہ سرانجام دیا تھا' الہ دین کے چراغ کے جن کی مانند ہی دیا تھا' ایسی ناقابل یقین جگہوں پر پہنچ جاتا تھا' جہاں کے بارے میں انسان سوچتا اور الجھتا ہی رہ جائے اور وہ کارنامے سرانجام دے لیتا تھا جس کی توقع عام آدمی سے مشکل ہو

اب بیروت ہی کا معاملہ لے لیا جائے۔ میں نے لائٹش میک بننے کے لیے لندن سے کارروائیوں کا آغاز کیا تھا' تب کہیں جا کر بیروت پہنچا تھا اور اپنے پاؤں گاڑے تھے' لیکن وہ اپنی پوری ٹیم کے ساتھ آیا اور اس نے بیروت میں اپنے لیے ایک ایسی جگہ بنا لی کہ اگر کوئی بہت ہی گہرا معاملہ درپیش نہ آ جائے تو اسے اس کی جگہ سے ہلانے والا کوئی نہیں تھا' میرے دل میں اس وقت یہی خیال گزرا تھا کہ منصوبے کے تحت میں تو یہاں پہنچ گیا ہوں' لیکن آفتاب کمال کے لیے ایک بالکل ہی نیا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مرحلہ ہوگا کیا وہ اس مرحلے میں میری پسند اور ہدایت کے مطابق کامیابی حاصل کرسکتا ہے بہرحال یہ ایک اہم سوال تھا، لیکن اس وقت سوچنے کی بات نہیں کیونکہ دروازے سے باہر نکلتے ہی دو افراد نے ہمارا استقبال کیا اور ہمیں ساتھ آنے کا اشارہ کرکے ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہوگئے، جہاں ایک معمر شخص نے کرسی سے تھوڑا سا اٹھ کر خوشگوار انداز میں میرا استقبال کیا تھا پھر اس نے کہا۔

"براہ کرم تشریف رکھیے مسٹر میڈلینو، آپ کو ان تمام کوائف سے آگاہ کردیا جائے جو یہاں آپ کو درپیش ہیں۔ آپ سب کو ایک ایک کارڈ جاری کیا جائے گا یہ کارڈ آپ کو بنیادی ضروریات فراہم کرے گا، اس کی ایک حد ہے۔ آپ ضروریات کی تمام چیزیں ان اسٹورز سے حاصل کرسکتے ہیں جو یہاں جگہ جگہ کھلے ہوئے ہیں، یہاں مختلف ہوٹل بھی بنے ہوئے ہیں وہاں آپ کے لیے صبح کے ناشتے سے لے کر کھانے تک کا انتظام ہے، رہائش آپ کی اسی جگہ ہوگی جہاں سے آپ کو یہاں لایا گیا ہے، یہ سب کچھ جاری رہے گا لیکن آپ پر اس کا قرض ہوتا رہے گا اور جب آپ کو آپ کی ذمے داریاں مل جائیں گی اور آپ کی تنخواہیں مقرر ہوجائیں گی تو آپ کو اس کی ادائیگی کرنا ہوگی۔ اب آپ ریڈ سٹی کے آزاد شہری ہیں، آپ کو مزید تفصیلات مختلف مقامات پر ملتی رہیں گی، براہ کرم یہ آپ کے کارڈ۔"

ہم سب کو کارڈ تقسیم کردیئے گئے اور میں حیرانی میں ڈوبا ہوا وہاں سے باہر نکل آیا، عجیب سی جگہ تھی، انتہائی عجیب لیکن دلچسپ اور دلکش، اب اصل معنوں میں آرگوس یا ریڈ سٹی کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنے کا وقت آیا تھا۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ عمارت سے باہر نکل آیا۔ ان کے مطابق آرگوس اور ریڈمین کی زبان میں ریڈ سٹی میرے سامنے رکھا۔ خاص قسم کی تعمیر لیکن بہت نفیس، ایئر کنڈیشنڈ اسٹورز، جہاں دنیا بھر کی نفیس اشیاء موجود تھیں۔ اعلیٰ درجے کے ریستوران۔ کمال کی جگہ تھی۔ ہم لوگ پہلے اس کا بھرپور جائزہ لے لینا چاہتے تھے۔ چنانچہ سفر کرتے رہے۔ پھر تھک گئے تو ہم نے ایک ریستوران کو تاکا۔ اور پہلی بار تجربے کے طور پر اس طرف چل پڑے۔

ریستوران کی نفاست قابل دید تھی، ہر طرح سے کسی شاندار شہر کا ریستوران لگتا تھا، صاف شفاف فرش، عمدہ فرنیچر، باوردی بیرے، جو باادب اور مستعد بھی تھے، آرکسٹرا، عمدہ سروس۔ ہم لوگ میزوں پر جاکر بیٹھے، یہ سب کچھ بڑا عجیب لگ رہا تھا، ویسے مجھے اس بات کا اندازہ ہوگیا تھا کہ ریڈ مین نے ریڈ سٹی کو آئیڈیل جگہ بنانے کی کوشش کی ہے اور اس سلسلے میں اس نے ہر طرح کی آسانیاں فراہم کی ہیں۔ ویسے مجھے اس کے طریقہ کار کا بھی اندازہ ہوتا جارہا تھا، دنیا بھر کے جرائم پیشہ لوگ یہاں جمع کرلیے گئے تھے اور وہ یہاں آزادانہ طور پر زندگی گزار رہے تھے۔ ریڈ مین کے وسائل بھی یقینی طور پر معمولی نہیں ہوں گے اور دنیا بھر میں ہی اس کے لیے کام ہوتا ہوگا۔

ویٹر کے آنے پر میں نے نہایت عمدہ قسم کے کھانے کا آرڈر دیا اور بالکل میرا آرڈر اس طرح ریسیو کیا گیا، جیسے کسی معزز شہری کا آرڈر ریسیو کیا جاتا ہے اور اس کے بعد نہایت نفیس برتنوں میں میرے سامنے کھانا لگادیا گیا، میرے ساتھی بھی خاصی دلچسپی کا مظاہرہ کررہے تھے، لیکن اب میں یہ سوچ رہا تھا کہ مجھے ان سے علیحدگی اختیار کرلینی چاہیے ہمارے لیے جو رہائش گاہ منتخب کی گئی تھی بس ہمارا وہاں ملنا ہی کافی تھا۔ ورنہ باقی اپنی اپنی تفریحات سب کی الگ الگ اور اس کا اظہار میں نے ان سے کر بھی دیا۔ ان میں سے ہرایک نے خوشی سے میری بات کو قبول کرلیا تھا۔ کھانے کھاتے ہوئے انہوں نے مجھ سے سوال کیا۔

"لیکن چیف ہماری ایکٹیوٹیز کیا ہونی چاہئیں؟"

"کیا مطلب؟۔"

"ہمارا مطلب ہے کہ یہاں اب تک جو کچھ ہم نے دیکھا ہے وہ تو بہت دلچسپ ہے۔"

"تو پھر؟۔"

"تو کیا ہمیں ان دلچسپیوں میں حصہ لینے کی اجازت ہے؟"

"مستقبل میں تم پر کوئی پابندی نہیں عائد کرنا چاہتا، لیکن تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ تم کس مشن پر یہاں آئے ہوئے ہو۔ اگر تم نے نشے میں ڈوب کر اپنے مشن کے بارے میں کسی کو تفصیل بتادی تو پھر تمہیں پتا ہے کہ ہم میں سے کوئی زندہ نہیں بچے گا۔"

"چیف ہم اتنے کمزور تو نہیں ہیں۔"

"کمزور نہیں ہو۔ لیکن انسان کو کمزور ہوتے ہوئے بہت زیادہ وقت نہیں لگتا۔"

"وہ تو ٹھیک ہے چیف۔ لیکن اگر آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہم میں سے کسی کی کوئی غلطی پورے گروہ کو نقصان پہنچاسکتی ہے تو پھر ہم اپنی اس خواہش کو واپس لیتے ہیں۔"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی

"ہم اپنے ادارے کے وفادار کارکن ہیں اور دنیا بھر کی چیزوں پر اپنے ادارے کے مفاد کو ترجیح دیتے ہیں۔"

"بس اتنا ہی کہنا تھا مجھے، اس کے علاوہ مجھے اور کسی چیز پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

"ویسے چیف یہ کچھ کتنا عجیب لگ رہا ہے۔ اگر دنیا بھر میں ایسا ہی سسٹم ہوجائے تو کیا دنیا میں ایک خوشگوار کیفیت نہ پیدا ہوجائے؟"

"ہاں بات واقعی بڑی فلسفیانہ ہے۔ اصل میں ہر آرزو کی تکمیل ممکن نہیں ہے دنیا میں اگر یہ نظام رائج ہوجاتا تو ممکن ہے اس کے بہت سے برے عوامل بھی نکلتے۔"

"ہاں چیف .... تو پھر اب تمہاری طرف سے ہمیں اجازت ہے؟"

"مکمل۔" میں نے جواب دیا اور وہ خوش نظر آنے لگے۔

ہوٹل کی تفریحات سے میں نے اندازہ لگالیا تھا کہ یہاں مردوں اور عورتوں کے آزادانہ ملاپ کی پوری پوری گنجائش موجود ہے اور اس کے لیے ہر طرح کی آسانیاں بھی فراہم کی گئی ہیں۔ لیکن کیا عورتوں کا حصول بھی کارڈ سسٹم پر ہوتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو واقعی یہ دنیا کا دلچسپ ترین جزیرہ ہے اور اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ریڈ مین نے اسے ایک عجوبہ بنانے کی کوشش کی ہے۔ کھانے کے بعد میرے دوست منتشر ہوگئے۔ ہوٹل ہی کے ایک دوسرے ہال سے موسیقی کی مدہم آوازیں ابھر رہی تھیں گویا یہاں فلور رقص کا بھی انتظام تھا بات جب یہ طے ہوئی تھی کہ وہ لوگ آزادانہ طور پر تفریحات کرسکتے ہیں تو پھر کسی بھی جگہ ان پر پابندی لگانا مناسب نہیں تھا۔ البتہ میں اپنی جگہ بیٹھا اس بارے میں سوچتا رہا۔ میرے اپنے منصوبے کو بہر طور تکمیل تک پہنچنے کے لیے ماحول درکار تھا۔ لیکن میں یہ محسوس کررہا تھا کہ ریڈ مین نے ایسی کوئی کمی نہیں چھوڑی ہے جس سے یہاں کوئی غلط کام ہوسکے۔ اب ایسے ماحول میں جب کہ ریڈ مین کے مفادات کے نگران دنیا کے شاطر ترین دماغ تھے کیا مجھے اپنے کام میں کامیابی حاصل ہوسکے گی؟"

لیکن اندر سے اٹھنے والی آواز ہمیشہ ہی مجھے مطمئن کردیا کرتی تھی میں نے خلوص دل سے ایک جانب قدم بڑھایا ہے اس سے پہلے بھی میں ایسا ہی کرتا رہا ہوں اور میرے اندر کی آواز مجھے بتادیتی تھی کہ کامیابی تو مجھے حاصل ہونا ہی ہے۔ بہرحال میں اور اس آواز سے مطمئن ہوگیا تھا۔

دوسرا دن کاہل کے سے انداز میں گزر گیا کوئی کام نہیں تھا اور نہ ہی کسی نے مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ البتہ شام کو میرے دوستوں کی سج دھج دیکھنے کے قابل تھی۔ غالباً دن میں وہ خریداری کرتے رہے تھے اور بہت مسرور نظر آرہے تھے۔ ان میں سے دو تین سے میری ملاقات ہوگئی اور میں نے مسکراتے ہوئے ان سے پوچھا۔

"یوں لگتا ہے جیسے مستقبل میں تمہارا ارادہ ریڈ سٹی میں ہی رہنے کا ہو۔"

"نہیں چیف۔ اپنا دیس اپنا ہی ہوتا ہے یہ تو ایک تفریحی مقام ہے اور پھر سچی بات یہ ہے کہ ہمیں ہر قیمت پر اپنے وطن کا مفاد عزیز ہے چاہے ہمیں دنیا کے کسی بھی خوب صورت گوشے میں بھیج دیا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جائے۔ ویسے چیف اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ جگہ آکر واپس نہ جانے کے لیے ہے۔"

"ابھی تو یہ خیال تمہارے دل میں پیدا ہوا ہے۔ ہو سکتا ہے آگے چل کر یہ جڑ پکڑ لے۔"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا چیف۔"

"پورے اعتماد کے ساتھ کہہ رہے ہو؟۔"

"زندگی کی قیمت پر چیف۔ اور آپ کو یہ اجازت ہے اگر ہم میں سے کسی کو بھی بھٹکا ہوا پائیں تو خاموشی سے کسی گوشے میں لے جا کر گولی مار دیں۔"

میں نے ایک نگاہ اس پر ڈالی۔ اور دیر تک سوچ میں ڈوبا رہا۔ اس کی بات سے میں جذباتی نہیں ہوا تھا بلکہ ایک اور بات ذہن میں آ رہی تھی۔ وہ یہ کہ کیا یہاں قتل و غارت گری بھی ہوتی ہے' مشکل تھا سارے کے سارے خر دماغ جمع ہو گئے تھے۔ یہ مشکل تھا کہ یہاں ایسا عمل نہ ہوتا ہو بلکہ یہاں تو جرائم ضرورت سے زیادہ ہونے چاہئیں۔ کیا ریڈ مین نے ان جرائم پر بھی قابو پا لیا ہے؟ اب اس کے لیے مجھے مقامی لوگوں سے رابطہ قائم کرنا تھا اور یہ بات بھی میرے ذہن میں جڑ پکڑ گئی تھی کہ اب مقامی لوگوں سے میری دوستی ہو جانی چاہیے۔ ریڈ مین نے جو ذمہ داری میرے سپرد کی تھی اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں تھی آزادی اور خاموشی سے یہاں وقت گزار رہا تھا' دیکھنا یہ تھا کہ ریڈ مین جو میرے بارے میں پوری واقفیت رکھتا ہے میرے لیے کیا کرتا ہے۔ ویسے یہ بات مجھے سمجھا دی گئی تھی کہ ریڈ سٹی میں رہنے والے ریڈ سٹی کے لیے کچھ نہ کچھ کرتے ہیں ان کے لیے کام کا انتخاب کیا جاتا ہے اور جب تک ان کے لیے کام کا انتخاب نہیں ہوتا اس وقت تک انہیں ریڈ سٹی کی جانب سے ہر قسم کی مراعات حاصل ہوتی ہیں۔ کیا شاندار طریقہ کار تھا اسی طرح تو یہاں رہنے والوں کے لیے زندگی عیش ہی عیش کا دوسرا نام ہو گئی تھی بہرحال شام کو میں بھی تیار ہو کر باہر نکل آیا' اور اس کے بعد ریڈ سٹی کے دوسرے علاقے گھومنے لگا۔ کشادہ سڑکیں' پُر رونق بازار' لیکن بازاروں میں خریداری بے حد عجیب' کہیں کرنسی اور سونے کے سکے استعمال ہو رہے تھے اور کہیں صرف کارڈ۔ میرے کارڈ میں تو ابھی صرف وہ ہی انٹریز تھیں' چنانچہ مجھے اس بات کی پرواہ نہیں تھی۔ ویسے بھی مجھ سے کہہ دیا گیا تھا کہ ضرورت کی ہر چیز خریدی جا سکتی ہے ہاں غیر ضروری چیزوں کو ظاہر ہے خریدنا بے کار ہی تھا' اگر عام لوگ بھی ہوتے تو وہ غیر ضروری چیزوں کی خریداری سے پرہیز کرتے۔ کیونکہ یہاں سے انہیں باہر نکالنا ایک مشکل عمل ہوتا بلکہ اس کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔

مختلف تفریحات میں وقت گزارتا ہوا میں ایک خوب صورت سے ریستوران کے سامنے رک گیا' مسکراتی ہوئی نگاہوں سے اسے دیکھا اور پھر آہستہ سے ہیلو کہا۔ حالانکہ ہال میں اچھی خاصی آوازیں گونج رہی تھیں۔ لیکن شاید میرے ہونٹوں کی جنبش سے لڑکی نے یہ سمجھ لیا کہ میں اسے ہی مخاطب کر رہا ہوں اور دوسرے ہی لمحے وہ ہیلو کہہ کر میری میز پر آ گئی۔

"آپ نے مجھے مخاطب کیا ہے؟"

"جی۔"

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں؟"

"ضرور۔"

وہ شکریہ ادا کرتی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی اور پھر اس نے میز پر دونوں کہنیاں ٹکاتے ہوئے کہا۔

"میرا نام نیلس ہے۔ ایڈی کارن نیلس لیکن میرے شناسا مجھے صرف نیلس کہہ کر پکارتے ہیں آپ کو یہ نام ناپسند تو نہیں ہے۔"

"نہیں۔ بلکہ بہت خوبصورت نام ہے" میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ تھینک یو۔ تھینک یو ویری مچ۔"

"اگر آپ جوس لینا چاہیں تو ویٹر نے فاضل گلاس بھی لا کر رکھے ہوئے ہیں اور جوس کی کافی مقدار موجود ہے۔ ہاں اس کے علاوہ آپ کچھ اور پسند کریں"

"نہیں تھینک یو۔ میں جوس ہی پینا چاہتی ہوں" لڑکی نے جواب دیا۔

"تو پھر براہ کرم اپنے خوب صورت ہاتھوں سے یہ فرض بھی سرانجام دے دیجیے" اس نے ایک ہلکی سی ہنسی کے ساتھ برتن اپنی جانب کھسکا لیے۔ جوس کا گلاس بھرا اور اس کے دو تین سِپ لے کر آہستہ سے بولی۔

"اصولی طور پر آپ کو بھی مجھے اپنے نام سے آگاہ کرنا چاہیے تھا۔ لیکن اگر آپ یہ ناپسند کریں تو کوئی حرج نہیں ہے۔"

"آپ مجھے میڈلینو کہہ سکتی ہیں۔"

"پرنس میڈلینو" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیوں پرنس کیوں؟۔"

"بعض لوگ شکل و صورت سے ہی شہزادے لگتے ہیں۔"

"کیا میرے بارے میں آپ کا یہی خیال ہے؟"

"سو فیصدی۔"

"تھینک یو۔ آپ میں ویسے تو بہت سی خوبیاں محسوس ہو رہی ہیں مجھے۔ لیکن میرا خیال ہے خوش گفتاری میں آپ اپنا ثانی نہیں رکھتیں۔"

"ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں مسٹر میڈلینو۔"

"اور سنائیے مس نیلس آپ کے کیا مشاغل ہیں؟۔"

"کوئی مشغلہ نہیں ہے' بس یوں سمجھ لیجیے کہ آپ جیسے کرم فرماؤں کے سہارے زندگی گزر رہی ہے۔"

"اوہو" میں بے اختیار ہنس پڑا۔ صاف ظاہر ہو گیا تھا کہ اس کے کہنے کا مقصد کیا ہے پھر میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کرم فرماؤں سے آپ کی کیا مراد ہے؟"

"اگر آپ صاف گفتگو کرنا چاہتے ہیں، تو مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن بات چیت میں اگر لطافت رہے تو کچھ زیادہ ہی لطف آتا ہے۔"

"آپ خاموش ہو گئیں مس نیلس۔"

"آپ کے بولنے کا انتظار کر رہی ہو سر۔"

"میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں" میں نے کہا اور وہ مسکرانے لگی۔ پھر بولی۔

"الٹی بات ہو گئی۔"

"کیوں؟۔"

"یہ سوال تو میرا ہے۔" وہ مسکرانے لگی۔

"تو پھر آپ کر لیجیے۔"

"ٹھیک ہے مسٹر میڈلینو آپ بتا دیجیے' میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں؟"

"گفتگو میں اگر لطافت رہے تو کیا بہتر نہیں ہوگا۔"

میں نے کہا اور اس بار وہ واقعی کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی جیسے اس نے میری بات سے کافی لطف لیا ہو۔ پھر اس نے کہا۔

"اگر آپ واقعی میری بات کو سچ سمجھ لیں تو میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ آپ بھی لطیف انسان ہیں حالانکہ۔ حالانکہ ـــــ" وہ خاموش ہو گئی۔

"جملے ادھورے چھوڑنا گفتگو کو ذرا مضمحل کر دیتا ہے۔" میں نے کہا اور وہ نگاہیں اٹھا کر مجھے دیکھنے لگی پھر بولی۔

"معافی چاہتی ہوں' بعض جملے مبہم ہی رہنے چاہئیں" اس نے کہا۔

"تو پھر دل سے دل تک کے راستے صاف نہیں ہوتے۔"

"ظاہر ہے آپ عارضی طور پر مجھ سے ملے ہیں اس کے بعد مجھ سے جدا ہو جائیں گے۔ سو جب ایسی صورت حال ہو تو دل کے راستوں کو کھولنے کی کیا ضرورت ہے مسٹر میڈلینو۔" یہ الفاظ ادا کرتے ہوئے اس کے لہجے میں ہلکی سی اداسی آ گئی تھی۔ میں نے کہا۔

"نہیں اب ایسی بات بھی نہیں۔ ہمیشہ انسان کاروباری تو نہیں رہتا۔ اور پھر ہم لوگ جس انداز میں ملے ہیں وہ کاروباری انداز نہیں ہے۔ آپ نے خود اس بات کا اظہار کیا ہے کہ آپ لطافتوں کی قائل ہیں۔"

"معافی چاہتی ہوں' شاید آپ کو صحیح معنوں میں کلکولیٹ نہیں کیا تھا میں نے۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ آپ کی گفتگو میں جو نفاست ہے مسٹر میڈلینو اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اول تو آپ بہت زیادہ تعلیم یافتہ انسان ہیں دوسری بات یہ کہ آپ کے اندر وہ وحشت خیزی پیدا نہیں ہوئی ہے جسے اپنانا ہر مرد اپنا حصہ سمجھتا ہے۔ آپ گفتگو بھی کر لیتے ہیں۔"

"گویا آپ یہ کہنا چاہتی ہیں کہ اس جزیرے پر ایسے مرد نہیں پائے جاتے جن میں لطافت ہو" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چونکہ آپ نے خود ہی مجھے اس بات کا حکم دیا ہے کہ زبان کے آگے بند نہ باندھوں، چنانچہ اب یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ ہاں میرا یہی خیال ہے۔ کیونکہ آپ کو علم ہوگا کہ ریڈ سٹی میں وہ لوگ آکر آباد ہو جاتے ہیں، جن کا تعلق بیرونی دنیا سے کٹ جاتا ہے اور وہاں ان کے لیے چند خطرات ہوتے ہیں، ایسے لوگ عموماً" جرائم پیشہ ہوتے ہیں اور جب انسان جرائم کی دنیا میں نکل جاتا ہے تو بہت سی انسانی حسیات سے دور ہو جاتا ہے جو مجرم ہو اور اس کے اندر انسانی حسیات باقی رہیں وہ واقعی حیرانی کی نگاہ سے دیکھا جا سکتا ہے۔"

"لیکن مس نیلس، جرائم کی بھی مختلف اقسام ہوتی ہیں مثلاً ایک ایسا شخص جو فطرتاً معصوم ہو لیکن عوامل اسے گھیر گھار کر جرم کی دنیا کی جانب لے آئیں اور اس کے لیے کوئی سہارا باقی نہ رہے اور وہ ایسی ہی پناہ گاہوں کی تلاش میں بھٹکنے لگے تو کیا آپ اسے فطری طور پر مجرم کہہ سکتی ہیں۔" میں نے محسوس کیا کہ اسکے خدو خال پر اضمحلال کے نقوش نمودار ہو گئے ہیں، میں منتظر رہا کہ وہ اس سلسلے میں کوئی جواب دے۔ لیکن دوسرے لمحے میں نے یہ بھی محسوس کیا تھا کہ اس نے اپنی اس کیفیت کو ایک دم چھپا لیا ہے اور چہرے کی رونق بحال کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے.... بہر طور کسی کے ذاتی معاملات کو اس حد تک کریدنا بھی حماقت کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ مجھے کیا لینا دینا تھا زندگی میں سینکڑوں تجربات کیے تھے اور ہزاروں بار اس بات کا قائل ہوا تھا کہ انسان فطری طور پر معصوم ہی ہوتا ہے اور برائیوں کی جانب آتے ہوئے اسے اپنے ضمیر سے لاتعداد جنگیں لڑنا پڑتی ہیں تب کہیں جا کر ضمیر کی موت واقع ہوتی ہے لیکن عوامل بعض اوقات اتنی ہی شدت سے اختیار کر جاتے ہیں کہ ضمیر کا قتل کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ البتہ شاید ضمیر ایسی سخت جان شے ہے کہ بار بار اسے مارنے کے باوجود اس میں زندگی نمودار ہوتی رہتی ہے اور ایسی صورت میں نہایت خوفناک ہو جاتی ہے، انسان ضمیر کو قتل کرتے ہوئے لاکھوں بار قتل ہوتا ہے چنانچہ بہتر یہی تھا کہ ضمیر میں زندگی جگانے کی کوشش نہ کی جائے۔ اس سے دکھوں اور غموں کے سوا اور کچھ نہیں ملتا۔

"مس نیلس اگر آپ ایک کاروباری لڑکی ہیں اور آپ نے یہ سمجھ لیا ہے کہ آپ کے بعد کے لمحات بھی میرے ساتھ گزریں گے تو اس کے لیے میں معذرت خواہ ہوں۔"

"کوئی حرج نہیں ہے، آپ سے جو گفتگو ہوئی ہے وہ بڑے سکون کا باعث رہی ہے اور انسان کو روٹی کے علاوہ اگر دلی سکون کے کچھ لمحات مل جائیں تو کیا وہ قیمتی نہیں ہوتے۔؟ لیکن مسٹر میڈلینو، کیا آپ یہ رات میرے ساتھ میرے فلیٹ پر گزارنا پسند نہیں کریں گے۔؟" اس نے کھل کر دعوت دے دی۔

میں نے مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"اس کے لیے میری معذوری قبول فرمائیں

اس دلچسپ ترین داستان کے بقیہ واقعات چھٹے اور آخری حصے میں ملاحظہ فرمائیں۔ جو اس کے ساتھ ہی شائع ہو گیا ہے۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem